وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

الحمد للہ کہ این مجالس در بیان مناقب و شہادت السعید الشہید بن علی امام حسن و امام حسین سبطین للمصطفیٰ و ابنین للمرتضیٰ و قرۃ العینین لفاطمۃ الزہرا المسمّٰی بہ

روضۃ البکا

من تصنیف انیف بابو صاحب او نذیر کر المتخلص بہ فقیہ مرحوم و مغفور

محب خاندان مصطفوی لاریب فیہ



باہتمام

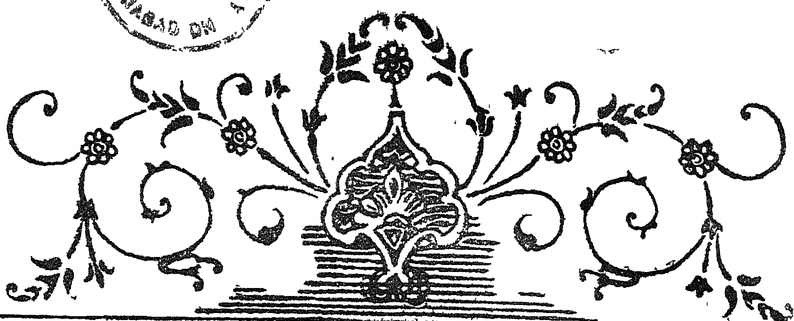
علی بھائی شرفعلی اینڈ کمپنی لمیٹڈ تاجران کتب و مالکان مطبع محمدی

کنپاؤنڈر روڈ۔ مجگاؤں بمبئی نمبر ۱۰

دکان نمبر ۳۷۳- ابراہیم رحمت اللہ روڈ بمبئی نمبر ۳

صفحہ	فہرست مضامین روضۃ البکا امامین ہمامین حضرات حسنین رضی	





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوں نامے کو نام حق سے بنیاد
وہ حق مبین ایسا ہے قادر
داوندِ جہاں یکتا و دانا
ی ہیں علی الاطلاق ایسا
وما من دابۃ فی الارض الا
ی وحدت کے منہ سے تا بہ ماہی
نے حکم سنتے سر جھکایا
ے نزدیک سنتے اسم احمد
جب پھر رسول اللہ تکرار
ن اور آسمان بندے ہیں ایسے
ے سے تا علی ہے جو نگینہ
نقاشِ ازل عالم کا خاوند
یا ہے پل میں سب عالم کو برپا
ٹھاوے بعد ازاں محشر کے درمیاں
ہیگا کل یوم شان اوس کا
ویبقی وجہ ربک ذو الجلال

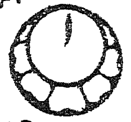
طلب کر کر رسول اللہ سے ارشاد
کیا کن سے دونوں عالم کو ظاہر
قوی قدرت میں قیوم و توانا
کلیدِ مور کی دانے سے پیدا
علی اللہ ہے رزقا حکم عمدا
گیاہ و ہر دیتی ہے گواہی
کہ پہلے حرف پر سجدے میں آیا
سبب شرکت کے دہشت سے چھپانند
لکھا حضرت چہ ہو بلہار بلہار
یقیں سمجھو حباب بحر جیسے
انگوٹھی پر دھرا ہے با قرینہ
کہ کہتے ہیں خداوندان خداوند
کرے پھر آن میں نابود جیسا
سبھی عالم کو حیوان تا بہ انساں
ہمارے حق میں کل من فان ہیگا
کہ والاکرام ہے وہ بیمثالی

باقی ۳

قیامت میں صحیح قامت سے کرکر
کہ یعنی کئی اٹھیں خورشید رو ہو
کہ بعضے اون میں تبیضِ وجوہ ہو
اٹھیں گے اس طرح محشر میں سارے
ہزاروں واقعہ ہیں پیش عالم
نہ دیکھا حال تو نے بو البشر کا
کہ مشتِ گِل کو مسجودِ مَلک کر
فلک سے آتشی کے تین اوتارا
کہ حق نے وَاسْجُدُوا بولا لِآدم
مگر یک شحنۂ دوران عزازیل
سو اس باعث پڑی ہے خاک سر پہ
پس اے یاران ٹک ایک انصاف کرنا
جو یک سجدے کے باعث اوس کو رانا
کہ ہم ہر روز فرضِ پنجگانہ
سو اُس کو ترک کر بیٹھے ہیں خوشنود
رسول اللہ یہ فرماتے تھے ہر روز
جو کوئی فرض کا منکر رہے گا
حدیث مصطفیٰ کا ہو جو منکر
الا یا مومنان وَرْدِ ادرِ دُنیا
قوی قدرت میں وہ قادر ہے دایم
کہ جس کے پرتوے سے ارضِ خضرا
کہ گرد اوس کے کیا جاروب مژگاں
وگرنہ گرد سے آنکھوں کی عینک

اٹھاویگا وہ دو رنگوں سے اکثر
بھی کئی ہوویں سیہ رو سخت بدخو
بھی اس میں کے بشر تسودّ رو
سزا پاویں گے وہاں دنیا کی بار سے
خبرداری سے رہنا نسلِ آدم
سنا احوال نیں شیطان کے شر کا
لیجایا اس کو عزت سے فلک پر
پھرے ہے دربدر لعنت کا مارا
ہوویں سارے فرشتوں کی صفاں خم
رہا سجدے سے یکدم باز وہ فیل
ہوئی لعنت کی دایم مار اس پر
اور اپنے دل کو ہر دم صاف کرنا
کہ اس نے حکم خالق کا نہ مانا
کہ جس کا ساتھ سو حکم دوگانہ
سو کیوں ہووے گا اپنا کام بہبود
ہے تارک فرض نادُم مو صدہ سوز
سو البتہ وہ کافر ہو مرے گا
وہ فاسق ہے جلاویں اوسکو پھر پھر
شہادت کا کروں ذرات عرب جا
کیا کیا مرد مان آنکھوں میں قایم
نظر آوے ہے ہر ساعت میں ہر جا
کہ تا پاوے نہ اس میں گردِ امکاں
نہ ہونے پاوے جوں آئینہ منفک

۱ تبیض وجوہ یعنی سفید منہ والے ۱۲ ۲ تسود رو یعنی کالے منہ والے ۱۲ ۳ فتنہ ۱۲ ۴ اور سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو ۱۲ ۵ پڑھی یعنی جھکی ہوئی ۶ شحنہ یعنی کوتوال ۷ یعنی ہمیشہ ۸ یعنی چھوڑ کر ۱۲ ۹ خوش ۱۲ ۱۰ یعنی اچھا ۱۲ ۱۱ یعنی ہر طرف آگ میں بند



کیا جاوینگے ۱۲ ۱۳ جیسے دو مرکی یعنی آنکھوں کی پتلی ۱۲ ۱۴ جھاڑو ۱۲ ۱۵ یک بیک یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آنکھوں کی پلکوں میں بال کی جھاڑو لگا دیا تاکہ آنکھیں گرد و غبار سے صاف رہیں ۱۶ یعنی جلا دیا گیا ۱۲ ۱۷ لقب حمزہ علیہ السلام ۱۲

سیاہی کا ہے حلقہ اُس میں ایسا
بھرا ہے اس میں سب دریائے قلزم
کہ ہوکر غرق یوں دیکھے ہیں دایم
پاک نور خدا کو دیکھتی ہیں
نصیحہ نے مردمانِ دیدگاں کو
شکم ماہی میں جوں یونس ہو محبوس قید
سو بولے مردمانِ چشم رو کر
ارے غافل ابھی تجھ کو خبر نئیں
کہ جس دن سے خدا اوندیگا نہ
کہ اوس دن سے تمامی دیدگاں میں
کہ تا محشر رہیں وہ اشک ریزاں
یہ گردی جو سیاہی کی ہے اِس میں
یہ آنکھوں نے لئے ہیں داغ حسینؑ
کہ یک دن کی خبر ہے تینوں شہزاد
سیوم شاہ حنیفہ ابن مولا
سو یک دن کھیلتے تینوں برادر
وہاں ایک جھاڑ تھا بیری کا پُر بار
سو چند اں بیر نیچے گر پڑے ہیں
حنیفہؓ نے ہلائے بارِ دویم
حسینا نے پکڑ اوس کو ہلائے
سو پھر اوس کو اٹھائے اور دیئے گاڑ
دونوں شہزادگان یہ زور دیکھے
سو مولا سے چلے حضرت کے نزدیک

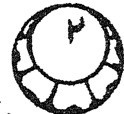
عذارِ گل رخاں پر خال جیسا
کہ جس میں غرق ہیں دنراتِ مردم
ہے صافات اور قیرانِ آنکھوں میں قایم
لقاء سے مصطفےٰ کو دیکھتی ہیں
کہ پوچھا کس طرح کٹتی ہے بولو
کرو ہو زندگانی کیوں دو افسوس
کہ دُرِّ اشک مژگاں میں پرو کر
ترے سر میں یہ غم کا شور و شر نئیں
لکھا حسینؑ کا داغ نشانہ
بھرا ہے بحرِ قلزم مردماں میں
کریں شہدا پہ دُرِّ اشک افشاں
نہ اس کو خال سمجھو اپنے دل میں
ہے جاری اودن سے بحرِ اشک دن رین
حسنؑ شہ اور حسینا نیک بنیاد
کہ چھوٹی عمر میں جاتے تھے یک جا
جو پہونچے یک جگہ وہ ماہ پیکر
حسنؑ شہ نے ہلائے اوسکو یکبار
وہ تینوں صاحباں چُن کر لئے ہیں
جو آدھے گر پڑے سو بارِ سویم
وہ سارے بیر چُن چُن کر کھلائے
کئے محکم زمیں میں اس طرح جھاڑ
سو جا مولا سے سارا حال بولے
محمد مصطفےٰ رحمت کے نزدیک

باقی

نبیؐ کے روبرو جب آئے شہزاد
دونوں شہزادگاں جوں مہر اور ماہ
نظر اس طرح آیا سب جہاں کو
حنیفہ کو بھی حضرت نے بلائے
دونوں شہزاد آغوش قزح میں
کہے شیر خدا نے سارا احوال
کہ وہ سن کر رسول اللہ بولے
کہ اے شاہِ ولایت شیر یزداں
کہ جس دن زور کی قسمت کیا حق
جو وہ شہر وہ ہزار عالم کا سب زور
حسنؑ کے بائیں بازو میں بھرا ہے
حسینؑا کے وہ خنصر بیچ آیا
عزیزاں جن کو اتنا زور ہو کر
سو وہ سب زور کو رکھ اک طرف وہاں
نہ کچھ جنبش سکے جو روجفا پر
کہ جب دیکھے نبیؐ دونوں کے جامے
ذرا ایک تنگ تھا سو اسکو کھولے
الا یا دوستان وہمنشیناں
الا یا حاضران بزم احمد
یہ میرا نور عین پاک بنیاد
جو اوس کے حلق پر حلقہ ہوا ہے
کہ مجھ بعد از بچندین سال دوراں
سو یہ میرا حسینا ہو کے کشتی

بلائے فخر عالمؐ اور ہوئے شاد
دونوں زانو پہ بٹھلائے شہنشاہ
چڑھے ہیں عرش کے پہلو میں مہر
میان مہر و مہ اون کو بٹھائے
گویا جوں مہر و مہ قوس قزح میں
درخت بیر کا اور زور احمال
زباں سے لعل کی معدن کو کھولے
تمہیں کہتا ہوں جو ہے حق کا فرماں
ہر یک یک کو بندہ ریجا دیا حق
تمہارے ایک قبضے میں ہے پرشور
حنیفہؓ کے تو سینے میں دھرا ہے
یہ واقع فخر عالم نے سنایا
چلا دیں گے گلے پر اُن کے خنجر
بجالائے قبولیت کا فرماں
جب اپنا سر دیئے راہ خدا پر
حسینا کے گریباں کو نبیؐ نے
نظر کر حلق پر حلقہ سو بولے
ابا بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و مرداںؑ
الا یا ساکنانِ ملکِ سرمد
حسینؑ ذو الکرم سردار اجداد
شہادت کا اوسے جلوہ ہوا ہے
قضا لاوے گی اُس پر سخت طوفاں
کرے آل رسول اللہ کی پشتی

۱ سورج اور چاند کی طرح ۲ قوس قزح دھنشی ۱۲ ۳ رنگین کمان جو آخری برسات میں آسمان پر ظاہر ہوتی ہے ۱۲ ۴ یعنی بوجھ اٹھانا یعنی امام حسین نے جو درخت بیر کو اکھاڑ کر دوبارہ جما دیا تھا اس قوت کا احوال حضرت رسول اللہ سے بیان کیا ۱۲ ۵



کمان وغیرہ ۷ ہر ایک کے مرتبے موافق کرلی ... تقسیم کرنا ۱۲ ۸ چھنگلی ... انگلی اہل دکن اس کو ... اور ہندی میں چھنگلی کہتے ہیں ۱۲ ۹ مجلس ۱۲ ۱۰ زمانہ ... ۱۱ ... عصا شارہ حضرت علی کی طرف ۱۲

مگر اُس پر قضا طوفان کر کر
سو میرے آل کی کشتی پہ یاراں
سو وہ کشتی وہاں ڈوبیگی یکدم
دِگر یک واقعہ میں یوں لکھا تھا
وہ کشتی سب جہاں کی گشت کر کر
لگی پھرنے وہاں گرداب مانند
سو حضرت نوحؑ نے رو کر پکارے
کہ یہ کیسا مکاں ہے سخت محزوں
ہوا آواز اے ثانی آدمؑ
محمدؐ مصطفےٰ مقبول درگاہ
کہ ان کی آل کی کشتی کو لے کر
وہ لے اس دشت میں آویگا ہمراہ
یہاں آل رسول اللہ کی کشتی
ہر اک کے حلق پر خنجر چلے گا
یہ سُن کر سب لگے رونے کو یکبار
ہوا اس طرح کا مجلس میں ماتم
عزیزاں دیکھئے اس غم کی نوبت
پھر آگے ذکر ہووے گا محل پر
فضایل ان کے ہو سکتے نہ اتمام
کہ یہ عاجز کمینہ کمتریں ہے
ہے مجھ کو اتنا مطلب اس الم سے
رفیقان چند اشخاص دانا
سو سارے قابلان شہر بمبئی

چلا دے حلقۂ گردن پہ خنجر
لہو برساویگا یہ ابر باراں
سبھی بولیں گے ماتم ہائے ماتم
کہ جس دن نوحؑ کا طوفان ہوا تھا
سو آئی کربلا کے دشت اندر
لگی ہونے کے تین غرقاب مانند
کہ اے پروردگار ابول بارے
کہ دل جلنے لگا اور دیدہ پُرخوں
کہ جو ہے سب جہاں کا فخرِ عالم
کہ ان کی آل پر یوں ہو گا ناگاہ
حسینؑ ابن علیؑ سبط پیمبرؐ
اور ان لوگوں کا ہو گا قتل ناگاہ
لہو کے بحر میں ڈوبے گی کشتی
اور اُن کا خصم آتش میں جلے گا
سبھی اصحاب اور احفاد و اعضا
بحسرت دیدۂ گردوں ہوئے نم
کہاں سے اور کہاں پہنچی ہے کربت
فقیہ اب محفل غم کو بیاں کر
الیٰ یوم القیامہ ہو نہ ارقام
قدیمی شاعروں کا خوشہ چیں ہے
کہ پاؤں مغفرت محشر کے غم سے
تمامی فن میں معروف و توانا
کہ ہیں خوبی میں مثل رومؔ اور رے

ے بادل برسنے والا
ے جنگل ۱۲ ے بھنور
ے وہ جو خنجر سے ڈوب
ے غمگین ۱۲
ے ورثہ
ے بیٹا بیٹی ۱۲ ے دولت
ے دشمن ۱۲ ے فرزند زادے
ے حسرت
ے غم ۱۲

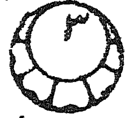
باقی

ے قیامت کے دن تک
ے رقم یعنی اگر قیامت تک ان کے فضائل لکھیں تو بھی تمام نہیں ہونگے
ے بخشش ۱۲
ے عقلمند ۱۲
ے مشہور
ے روم اور رے دونوں نام ہیں شہر کے ۱۲

عجب وہ خِطّۂ معروف و مشہور
خدا اوس کو رکھے تا حشر آباد
اور اُس کے ساکناں خوشنود رہویں
اٹھا اب نعت ختم المرسلین کو
بجا لا نعت کے آداب ہمدم
زباں اُردو معلےٰ میں ادا کر
رکھا تھا نام اوس کا محفل غم
جو آیک پیرِ سن میرے مقابل
تو اس کا نام جوں باد صبا کہہ
خدا اس کو کرے دنیا میں مشہور
بھی اس باعث مجھے بخشے خداوند
ولی فیاض کا ہے نظم بہتر
خصوصاً شاعران پاک بنیاد
بکے محمود کہہ کر فتح نامہ
یزیدوں کو کیا ہے نیست و نابود
وگر زین المجالس لے کے قاسم
دوازدہ انجمن کو راست کر کر
ہوا وہ کار عقبیٰ سے سرافراز
بھی گیارہ مجلساں غوث الوراکی
کیا یوسف نے عالم میں نمایاں
بسان یوسف مصری بہ بازار
بھی سب کے بعد ناشائستہ موذوں
سو میں اس طرح سے ہو سب سے آخر

کہ اوس کا نام ہے بس دور تا دور
بحق مصطفیٰ اور آل اَمجاد
بھی کار خیر میں موجود رہویں
اَدب سے رحمۃ للعالمیں کو
ہووے مضمون بندی سے مختتم
یہ اپنی مغفرت کا مدعا کر
اسی شب خواب دیکھا میں نے ہمدم
کہے مجھ کو کیا جو غم کی محفل
بہت رو رو کے روضات البکا کہہ
نگاہ حاسداں سے اس سے رہے دور
رہے شاداں جہاں میں میرا فرزند
ہے وہ استاد میں شاگرد کمتر
ہیں فن نظم میں سب میرے استاد
چلا نصرٌ من اللہ میں وہ خامہ
ہوا وہ عاقبت اپنی سے محمود
ہوا نعتِ ابو القاسم کا ناظم
ہو فارغ مغفرت درخواست کر کر
خدا اس کو کرے ہر جا پہ ممتاز
تمامی اولیا کے پیشوا کی
ہوئے خوشنود جس سے جملہ انساں
ہوا ہے جس کا سب عالم خریدار
فقیہ بولا ہے ہو ماتم کا مفتوں
کیا باغ بکا مجلس میں ظاہر

[1] خِطّہ یعنی ٹکڑا شہر ۱۲ [2] پیچھے در پیچھے [3] یعنی تمام ۱۲ [4] یعنی بہت [5] بڑے [6] یعنی بزرگ آدمی ۱۲ [7] حسد کرنے والے دشمن ۱۲ [8] خوش [9] تمام ۱۲ [10] تعریف کیا گیا ۱۲



[1] عزت دیا گیا یعنی صاحب عزت [2] ظاہر ۱۲ [3] نالائق [4] یعنی شیدا عاشق [5] حسرت و زاری [6] یعنی روضۃ البکا نام کتاب ۱۲

کہ تا اس باغ میں شہدا پہ رودیں — حشر کے ڈر سے آسائش میں ہو دیں

کیا اس جا پہ دیباچے کو اتمام — کہو ہر دم درود اے اہل اسلام

مجلس اول

در نعت سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

محمد مصطفےٰ کو کرکے تسلیم — کروں میں محفل اوّل کو ترقیم

بجان و دل ہمیشہ بندگی سے — رہوں ممتاز سرافگندگی سے

تصدق کر کے حضرت پر دل و جاں — بھی کر کر اپنے ماں باپوں کو قرباں

کہ وہ احمد محمد مصطفےٰ ہیں — یقیں دونوں جہاں کے پیشوا ہیں

اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ کہے وہ — کہ پھر احمد بلا میم ہو رہے وہ

کہ اوّل لفظ رب نکلا عرب سے — بھی احمد ہیں احد ہے دیکھ لیجئے

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ کی صدا ہے — یقیں مِنْ اَنْفُسِکُمْ سے ہوا ہے

ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ — مقرر مِّنْ رِّجَالِکُمْ ہے عہدِ

کہ وہ لولاک کی خلعت جو پائے — اسی باعث سبھی افلاک آئے

محمد کو رسول اللہ کہا ہے — شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن آخر کیا ہے

وہ ہے شیرازۂ دیوان کونین — وہ ہے سر دفتر کُل جدِّ حسنین

گل بستانِ توحیدِ الٰہی — ابد ہے اون کے سر پر تاج شاہی

وہ ہیں حلوائے آخر ملح اوّل — جدا سمجھے سو وہ ہے مَرْدِ اَحْوَل

گو ظاہر میں محمد مصطفےٰ ہیں — یہ باطن میں خدا سے کب جدا ہیں

کہ وہ ہے گوہر دریائے وحدت — نہ گوہر بلکہ ہے دریائے رحمت

وہ مرشد سب کا ہے حق جس کا مرشد — محمد سے ہے محمد سے ہے محمد

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کہا ہے — انھیں کے واسطے سب کچھ ہوا ہے

زمیں سے آسماں مہ تا بہ ماہی — رسالت کی دیئے سب نے گواہی

عہ آرام ۱۲ عہ مرتب یعنی محفل اول
عہ بلند ۱۲ عہ سرنگوں ۱۲ عہ یعنی
عاجزی کی ۱۲ عہ صدقے کرکے نثار کرکے
۱۲ عہ میں عرب ہوں بغیر عین کے
عہ احمد بغیر میم کے
عہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول
عہ تمہارے جنس سے
عہ نہیں ہے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا ۱۲



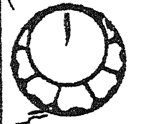
باقی

عہ مردوں تمہارے سے
عہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ و لیکن رسول ہے اللہ تعالیٰ کا ۱۲
عہ شفاعت کرنے والے گنہ گاروں کی ۱۲
عہ ہمیشہ ۱۲ عہ نمک ۱۲
عہ وہ شخص جس کو ایک چیز دو نظر آئے یعنی بھینگا ۱۲
عہ ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہے اوپر ہاتھ انھوں کے ۱۲

سبھوں پر حکم اپنا کر دکھائے
کہے ہیں سب ہو طالب معجزے کے
صنادیدِ قریش اور ہاشمی مل
کہ ہے یہ چودھویں شوال کی شب
ہوا ہے آسماں پر بدر تاباں
سو ہم چاہتے ہیں اس قرصِ قمر کا
ایک انگلی کا اشارہ اُس کو کرنا
اِک مشرق دِگر مغرب میں جاوے
اگر اس طرح کا تم معجزہ دو
کہ اس قرصِ قمر کی دید سے ہم
قیامت تک نہ دیگر اشتہا ہو
یہ سنتے ہی رسول اللہ نے اُس دم
پھر یک لحظے کے بعد از سر اوٹھائے
سو گویا پنجۂ قدرت سے اُس دم
کہ یوں شمشیر سے ناخن کی چیرا
فلک اوپر سے دو ٹکڑے اُتر کر
مقابل آئے ثابت ہو کے قایم
چلا بر آسماں اپنے مکاں پر
خدا نے تب سے ایسا نور بخشا
شب معراج اوس کو مصطفیٰ نے
کہ اے بدر فلک تیرے جگر پر
یہ سنتے ماہ ہو حضرت پہ بلہار
کہ اے فخر زماں سلطان وخدمت

عرب یک شب جو حضرت پاس آئے
تمھارے پاس آئے ہیں گے اب کے
بھی شیاجانِ عالم جھلگی مل
شب مہتاب ہے آفاق میں سب
ہے جس کا شش جہت میں نورِ لمعاں
قبول ایماں کریں گر ہو دو پارا
دو ٹکڑے آستیں سے ہو گذرنا
وہ پھر ثابت چلا گردوں پہ جاوے
تو ہم سے شرطِ ایماں اپنا کر لو
رہیں دل شاد ہو توحید سے ہم
ہر ایک کا شہرِ ایماں پُر ضیا ہو
نوائے سر کہیں تب فخرِ عالم
نشانی بدر کو انگلی بتائے
دو ٹکڑے ہوگیا بدرِ معظم
جو مثلِ تار ہو صابن سے گذرا
رسول اللہ کی آستینوں سے ہو کر
سو کر تسلیم ہو گردوں پہ عازم
ہوا قایم سو وہ از حکم داور
شعاعِ مکرمت معمور بخشا
کہے نورُ الہدیٰ خیرُ الورانے
یہ کس کا داغ ہے کہنا سراسر
کیا اس طرح سے رو رو کے اظہار
سراپا صورتِ آیاتِ رحمت

[1] سردار بزرگ [2] پیر کرنے والے [3] چمکتا ۱۲ [4] چاند روشن ۱۲ [5] چمکنے والا ۱۲ [6] قرص یعنی ٹکیہ قول عاقلہ [illegible] یعنی چاند [7] دو ٹکڑے ۱۲ [8] آسمان ۱۲ [9] شق کرنا یعنی ٹکڑے کرنا یعنی چاند دو ٹکڑے دیکھنے سے ہم



ایمان لائیں [11] خواہش ۱۲ [12] روشنی کا ۱۲ بھرا ہوا [13] جلدی ۱۲ [14] ارادہ چاند ۱۲ [15] داور یعنی خدا ۱۲ [16] شعاع سر نیوالا ۱۲ [17] یعنی روشنی ۱۲ [18] یعنی بزرگی ۱۲ [19] یعنی سر سے پیر ۱۲ تک تمام وجود ۱۲

کہ جس دن سے ہوا بر لوح مرقوم
ہے اُس دن سے جگر پر داغ میرے
اور اوّل واقعہ ایسا ہوا تھا
حسنؑ کو زہر سے ماریں گے ظالم
کریں گے کربلا میں اونکو حیران
سو ہر ایک چودھویں ہوتا ہوں پورا
ہلال اس غم سے ہے گردونیہ لاغر
یہ سن کر تب رسول اللہ روئے
دعا کر کر چلے آگے کو سرور
بقصد آچرخ چارم پر جو پہنچے
تجھے کیا غم اے خورشید خاور
سبب کیا ہے جو تو لرزاں ہے دایم
کہ وہ بھی رو کے یوں بولا ہے باری
حسینا کو کریں گے قتل ظالم
ہمیشہ زار اور لرزاں و سوزاں
لگا کہنے کو یوں پھر مہر انور
فلک سے تا ثریٰ ہر ذرہ ذرہ
عزیزاں ٹک تو اس جا غور کرنا
یہ غم حسنین کا جملہ جہاں پر
ہوا ہے اس طرح عالم میں درہم
رسول اللہ نے فرمائے ہیں اکثر
کرو ماتم حسینا کا عزیزاں
الا یا معشر الاسلام سارے
شہادت پائیں گے حسینؑ مظلوم
ہیں پیدا مثل نخل باغ میرے
قلم نے لوح پر شرحا لکھا تھا
حسینا پر جفا کے ہو کے عازم
ہوا اس غم سے میرا سینہ بریان
کہ پھر گھٹ گھٹ کے ہوتا ہوں اُدھورا
اسی ماتم میں گھٹتا ہے مقرر
تلا ایک بھی سبھی ہمراہ روئے
سنو اے اہل دانش کان دھر کر
وہاں خورشید خاور کو یہ پوچھے
جو تو رہتا ہے دایم زرد اکثر
نہ کیوں ہوتا تو ایک لحظہ ہے قایم
قلم جس روز سے تختے پہ ماری
سو میں اُس دن سے ہوں مغموم و دایم
نت اون کی قبر پر ہوتا ہوں قربان
کہ میں کیا اون کے غم میں جملہ یکسر
کھڑا ہے ہر جگہ ماتم کا پرّہ
جہان میں غم کا لازم طور کرنا
بلکہ تحت الثریٰ کون و مکان تک
اگر غم ہے تو لازم ہے یہی غم
کہ میرے اُمتی ایک جا پہ مل کر
تو ہوگا اجر عند اللہ یاراں
کرو ماتم پے حسنینؑ بارے

لوح یعنی تختہ ۱۲ منہ
یعنی مشرق و مغرب
یعنی آفتاب مشرق سے
چونکہ آفتاب مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے
اس لئے خورشید خاور
کہتے ہیں ۱۲ منہ
شیعیان حسنین ۱۲ منہ

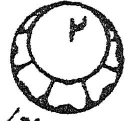


یعنی آفتاب ۱۲ یعنی
صفت کہ ثواب ۱۲
شہ عند اللہ یعنی
نزدیک اللہ
تعالیٰ کے ۱۲
۵ جز و ار ہو
اسے گروہ
اسلام کے ۱۲

توبس جنت میں وہ ہووےگا داخل
فقیہا تو بھی بدردِ دل سے رونا
کہ اس رونے کے باعث حق تعالیٰ
طفیل احمدؐ مختار سردار
فضائل اور یاد آیا ہے بہتر
محمدؐ مصطفیٰ معراج کی شب
سو دیکھے یک محل جنت میں پُرنور
وہ سب حوروں سے جنت کی تھی افضل
اسے پوچھے رسول اللہ نے اے حور
سو وہ کہنے لگی اے فخرِ عالم
مجھے حق نے حسینا کے سبب سے
سو اُس شاہ مکرّم کو عدو[۳] مل
یہ کہہ کر وہ لگی کرنے کو ماتم
گریباں اپنا سب غلماں[۴] نے پھاڑے
رسول اللہ ہوئے ہیں اشک ریزاں
ذوی[۵] الافہام اس کو فہم[۶] کرنا
یہ غم کا ماجرا لا انتہا[۸] ہے
محمدؐ مصطفیٰ وہ بادشہ ہیں
وہ یوں منعم[۹] تھے فضلِ کبریا سے
تھے وہ سلمانؓ فارس اصفہاں میں[۱۰]
فلک پر سے اتر کر ماہ آیا
سو اوٹھتے جا معبّر[۱۱] سے بہ توقیر[۱۲]
معبّر نے کہا اون کو شتابی

کہ ہے اوس کا یقین ایمان کامل
یہ باقی عمر اس رونے میں کھونا
کرم اپنے سے دکھلاوے اجالا
جو ہووے محفلوں کا گرم بازار
حسینا کی بزرگی کا مقرر
چلے تھے جنت عدن طرف جب
کھڑی تھی اسکے دروازے پہ اک حور
اور آنکھوں سے چلا تھا خون ڈھل ڈھل
تو کیوں روتی ہے خونیں اشک محزون[۱]
سبھی روتے ہیں میرے ساتھ باہم[۲]
بنایا اس طرح خوبی سے رب نے
کریں گے تشنہ (پیاسا) لب خنجر سے بسمل
سو سب حوروں نے باندھے حلقۂ غم
فرشتوں نے بھی نعرے غم کے مارے
رواں چشموں سے کر کر دُرِّ غلطاں
نہ ہرگز اپنا باطل وہم[۷] کرنا
یہ ماتم روز اوّل سے بنا ہے
کہ جن پر سے فدا نت مہر و مہ ہیں
کہ سلمانؓ کو چھڑائے گوئے زر دے
جو دیکھے خواب وہ اپنے مکاں میں
کیا سلماںؓ کے سر اوپر وہ سایا
جو پوچھے خواب کی اُس پاس تعبیر
ہے خوش تعبیر خواب کامیابی[۱۳]

۱ خبر کیا ہوا یعنی آنسو خون میں ملا ہوا ۱۲
۲ یعنی آپس میں مل کر ۱۲
۳ دشمن ۱۲
۴ وہ غلام جو بہشت میں جنتیوں کی خدمت کے لئے ہیں ان کو غلمان کہتے ہیں ۱۲
۵ صاحب فہم یعنی عقلمند ۱۲
۶ یعنی غور کرنا سمجھنا
۷ گمان ۱۲



۸ یعنی بے انتہا ہے جس کا آخر نہیں ۱۲
۹ یعنی تونگر صاحب نعمت ۱۲
۱۰ نام ایک شہر کا جو ملک فارس میں ہے ۱۲
۱۱ خواب کی تعبیر بتلانے والا ۱۲
۱۲ یعنی ساتھ عزت کے
۱۳ مقصد وری ۱۲

ہیں تیرے خواب پر ہر آن قربان
عرب سے ہوویں گے پیدا وہ گیانی
انھوں کے پاس ہوگی تم کو عزت
سُنے سلمان فارس سو شتابی
چلے مشتاق ہو سمتِ عرب کو
قضارا ئے گئے مال اون کا دُزداں
وہ پہنچے خطۂ خانۂ خدا میں
وہ پنجاہ تولہ زر میں گرو تھے
جو دیکھے راہ میں سلمانؓ کو حضرت
کہ سلمانؓ آ شتابی آ شتابی
سو سلمانؓ نے کہے حاضر ہوں لیکن
چھڑاؤ گے تو آتا ہوں اسی دم
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و مولاؑ
سبھوں نے عرض کی حضرت کے آگے
کہے ساروں نے پیغمبرؐ سے یوں کر
کہ جتنا آپ فرمادیں سو دیویں
رسول اللہ نے فرمائے کہ یاراں
میرا شائق ہو آیا ہے یہ سلمانؓ
سو حضرت نے آپس کی آستیں سے
بسان بیضہ تھا از مرغ آبی
تلائے اُسکے تین میزاں میں سلمانؓ
برابر تھا وہ پنجاہ تولہ زر
سو لیتے ہی گئے نزدِ یہودی

محمدؐ مصطفےٰ دو جگ کے سلطان
وہ ہیں سر دفتر دونوں جہانی
ملے گی خلعتِ ایمان کی دولت
کئے شکرانہ با صد اضطرابی
وہ اپنے دل میں کر کر یاد رب کو
رہے مملوک ہو کر چرخِ گرداں
یہودی پاس گروی تھے طلا میں
محمدؐ ایک دن وہاں راہرو تھے
سو یوں کہنے لگے آیاتِ رحمت
ہوئی تیار نعمت کی رکابی
گرو ہوں چند زر میں تاکہ تم ممکن
نبیؐ کے ساتھ تھے کئی لوگ ہمدم
دِگر اشخاص اصحابانِ اعلا
جو کچھ چاہو سو حاضر ہیگا بارے
کہ ہر ایک شخص ہے صاحب میسّر
جزا اوس کا یقیں محشر میں لیویں
میرے سارے محبّان دوستداراں
عوض اس کا ہے میرے پاس پنہاں
نکالے گوشۂ زر تحتِ الیقیں سے
دیے سلمانؓ کے ہاتھوں میں شتابی
ہوا میزان روشن اس سے اس آن
نہ بیش و کم ہوا ایک ذرہ اکثر
وہ حیراں ہو گیا سُنتے جہودی

فطرت ۱۲ — اتفاقاً ۱۲ — چوری ۱۲ — یعنی غلام ۱۲ — مراد یہاں سے شہر مکہ معظمہ ۱۲ — یعنی حضرت علی ۱۲ — سمجھے ہیں — نہ تھے ۱۲

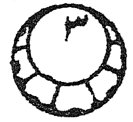


۹ مشتاق ۱۲
۱۰ پوشیدہ ۱۲
۱۱ یعنی سونے کا گنبد ۱۲
۱۲ مانند ۱۲
۱۳ یعنی زیادہ ۱۲
۱۴ اشارہ ہے حضرت علی کی طرف ۱۲
۱۵ پچاس ۱۲

وہ زر کو لے یہودی گھر میں جا کر
اوسی دم ہوکے حضرت پاس حاضر
وہ سلمانؓ کے برابر ہو مسلماں
وہ زر ابتک چلا جاتا ہے جاری
قیامت تک وہ زر باقی رہے گا
سو کر سلمانؓ پر حضرت بہت پیار
بہت خوشخط تھے سلمانؓ نیک بنیاد
سو مکتب میں کسی دن دونوں شہزاد
وہ دونوں صاحبوں نے مشق خوشتر لکھے
کہ اے استا کس کا مشق ہے خوب
رسول اللہ کے اصحابوں کو دکھلاؤ
وہ تختی کو اٹھا حسنینؑ شہزاد
دکھائے مشق اون کو اور کہے ہیں
دیکھے صدیق نے دونوں کو شایق
جو دونوں سے اگر ایک خوب بولوں
جو ایک سبط نبیؐ افسردہ ہووے
سوتب صدیق اکبر نے کہے ہیں
سو جا فاروق کے نزدیک دونوں
انھوں نے بھی تصور کرکے دلیں
تو ہووے گا خدا بیزار مجھ سے
انھوں نے بھی بول اٹھے اے نور عینین
میرے سے حضرت عثمان عفانؓ
کلام وحی کو لکھتے ہیں دایم

رکھا صندوق میں وہ نیک[1] محضر
مسلماں ہوگیا با صدق[2] وافر
کیا تازہ وہیں گلزار ایماں
تو انگر اس کی ہے اولاد ساری
اگرچہ خرچ کتنا بھی کرے گا
کیے حسنینؑ کا استاد مختار
کیے حسنینؑ کے لکھنے کو استاد
حسنؑ سرور حسینؑ پاک بنیاد
دکھائے اور کہے سلمانؓ کو مل کر
کہا سلمانؓ نے اے عالم کے مطلوب
بزرگوں سے تم اپنے مدعا پاؤ
چلے صدیق اکبر پاس فریاد
کہ بہتر اس میں کس کا خط ہے کہدیں
نہ دیکھے کچھ وہاں کہنا موافق
تو ایک آزردہ ہو گر لب کو کھولوں
تو اپنے سے خدا آزردہ ہووے
اسے فاروق بہتر بوجھتے ہیں
دکھائے مشق اپنا تب بسجد ہو
ابھی دونوں سے ایک آزردہ ہووین
خفا ہوں احمدؐ مختار مجھ سے
خدا کے برگزیدے خاص حسنینؑ
وہ بہتر بوجھتے ہیں خط کے ارکان
کیئے خط سے کلام اللہ کو قایم

[1] اچھی یعنی خصلت والا
[2] صدق معنی سچ؛ وافر معنی بہت بہت؛ نہایت سچائی سے مسلمان ہوگیا ۱۲



[3] یعنے بانٹ ۱۲
[4] بہت اچھا ۱۲
[5] مطلب ۱۲
[6] رنجیدہ
[7] خیال ۱۲
[8] مقبول ۱۲

سو دونوں مقبلاں تختی کو لے کر
دکھائے اون کو اپنا مشق نادر[۱]
وہ دونوں کو دکھائے سے انھوں نے
کہے حضرت کو دکھلانا کہ یک دم
سو حضرت نے کہے دل میں الٰہی
سو اتنے میں فلک سے آئے جبریلؑ
سو حضرت نے دکھائے مشق ان کو
کہ اسرافیلؑ بہتر بوجھتے ہیں
سو حضرت نے انھوں کو بھی پکارے
انھوں کو جب دکھائے مشق شہزاد
کہ میکائیل واقف[۲] تر ہیں ہم سے
سو پھر حضرت نے اونکو بھی بلائے
انھوں بولے کہ عزرائیلؑ بوجھے
اگر دونوں سے اک کو خوب بولیں
دگر شہزاد ہو آزردہ ہم سے
تو آزردہ رہے ہم سے خداوند
مگر باری تعالےٰ بوجھتا ہے
سو حضرت نے دعا کی تب شتابی
اوسی ساعت کہا حضرت خداوند
وہ دونوں تختیاں رکھنا برابر
یہ سنتے تختیوں کو سب کے درمیاں
سو اتنے میں قلم اک آسماں سے
رہا ہے مشق پر[۹] دار قلم ہو

گئے عثمانؓ غنی کے پاس یکسر
وہاں مولا بھی تھے اُسوقت حاضر
کہے ہیں ان کی خاطر رکھ دونوں نے
کریں معلوم اس خط کا تلازم[۳]
نہ کوئی آزردہ ہو بھائی سے بھائی
کہ لے کر وحیٔ حق منشور[۴] تنزیل
کہے جبریلؑ نے اس وقت خوش ہو
انھوں مجھ سے زیادہ تر لکھے ہیں
سو وہ بھی آسماں سے آئے بارے
کہے اسوقت اسرافیلؑ ارشاد
اونھیں پوچھو تو وہ بولیں گے تم سے
اور دونوں تختیاں ان کو دکھائے
ہمیں اس بات میں تو کچھ نہ سوجھے
مُعَمَّہ[۶] اس خط عالی کا کھولیں
جو اُن کا دل ہو ٹک افسردہ ہم سے
دُکھاوے کون پیغمبرؐ کا فرزند
کہ نیک و بد اسے سب سوجھتا ہے
جناب حق میں با صد اضطرابی
وہ ربُّ العالمیں عالم کا خاوند
پچھانوں خط کو میں بہتر و کہتر[۷]
رکھے اور تھے کھڑے اعیانؔ[۸] ارکانؔ[۹]
جو آیا درمیان اون تختیوں کے
سو ہر تختی رہی ہے خوش رقم ہو

۱؎ یعنی عجائب ۱۲
۲؎ یعنی ایک دوسرے سے
۳؎ لازم ہونا یعنی ان دونوں خطوں کی نسبت کی حضرت معلوم کریں ۱۲
۴؎ بادشاہی حکم نشور سمجھتے ہیں یعنی فرمان الٰہی کا نازل ہوئے ۱۲
۵؎ آگاہ اور خبردار ۱۲
۶؎ یعنی چھپا ہوا اور وہ کلام جس کا بھید چھپا ہوا ہو ۱۲
۷؎ مجازاً یعنی خراب ۱۲
۸؎ یعنی امیر لوگ ۱۲
۹؎ یعنی بزرگ لوگ
۱۰؎ یعنی پھر ہوا ۱۲

باقی

ہوئی آواز تب اللہ اکبر
سو دونوں خوش ہوئے وہ شاہ والا
کہ اے یاران میرے بعد از یہ حسنینؑ
یہ جن کا مرتبہ دیکھا کہ حق نے
سو اُس کے حلق کے خط پر جفا کار[۲]
کریں تشنہ گرسنہ ذبح غافل (پیاسا ۱۲ بھوکا)
تو اون سے کیوں خدا ہوویگا راضی
یہ سب کہہ کر رسول اللہ روئے
ہوا اس طرح اوس مجلس میں ماتم
سبھی اصحاب اور اَحباب یکبار
یہ غوغا سُن کے خاتونِ قیامت
سو اہل بیت رو رو کر پکارے
رسُول اللہ یہی کہتے تھے ہر بار
حسیناؑ پر جو کوئی رووے گا یکدم
مجھے اس بن نہیں جنت میں جانا
کبھی اس پر مصیبت بھی نہ آوے
حسینؑ ذو الکرم ہے نام اون کا
فضایل اور یاد آیا ہے یاراں
سو پوچھے ایک دن خاتونِ محشر
سو حضرت نے کہے روزِ ازل سے
خلافت جب خدا آدمؑ کو بخشا
امامت دی خلیلؑ[۱۱] اللہ کو بیشک
شہادت کو محمدؐ سے بدل کر

ہیں دونوں خوب فرماؤ پیمبرؐ
رسول اللہ لگے کہنے کو اس جا
میرے دو راحت جاں قُرّۃ العین[۱]
نہ آزردہ کیا خط کے سبب سے
چلاویں خنجر بُرّاں[۳] کو یکبار
پلاویں گے حسنؑ کو زہر قاتل
جو خود محشر کے تین ہوویگا قاضی
صحابہؓ بول کر اللہ روئے
فلک رونے لگا با اَشک شبنم[۴]
ہوئے جوں ابرِ نیساں[۵] زار و دُربار[۶]
کئے آکر قیامت در مصیبت
حُسینا ہے حُسینا آہ مارے
میری مجلس کے سب ارباب احضار (حاضرین ۱۲)
میرا جنت میں وہ ہووے گا ہمدم[۸]
میرا وہ دوست ہووے جاوِدانا[۹]
جہاں جاوے وہاں اعزاز[۱۰] پاوے
ہے دو عالم میں بہتر کام اون کا
یہ سارے خاندان کے دوستداراں
یہ کیوں مارے پڑیں شبیرؑ و شبّرؑ
لکھا قسمت میں اون کی عزّ و جل نے
رسالت رحمتِ عالم کو بخشا
ولایت دی ولیُ اللہ[۱۲] کو اتابک
دیا حسنینؑ کو اللہ اکبر

[۱] یعنی آنکھوں کی پتلی ۱۲
[۲] ظالم ۱۲
[۳] کاٹنے والی ۱۲
[۴] شبنم یعنی شبنم کے آنسو ۱۲
[۵] بیر رومیوں کے ساتویں مہینے کا نام ہے کہ اس مہینے میں جو برسات ہوتی ہے اس سے سیپ میں موتی پیدا ہوتے ہیں اس لئے اس برسات کے بادل کو ابر نیساں کہتے ہیں ۱۲
[۶] موتی برسانے والے
[۷] یعنی تمام احباب و اصحاب غم امام حسینؑ سے روتے تھے گریاں ابر نیساں کی طرح موتی برساتے تھے
[۸] یعنی ساتھی ۱۲
[۹] یعنی ہمیشہ ۱۲
[۱۰] یعنی عزت ۱۲
[۱۱] یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام ۱۲
[۱۲] یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

شہادت کا ہے رتبہ ایسا اعلیٰ
سو اس رتبے کے یہ ہو وینگے خاوند
تب حضرت نے کہا خاتون جنت
کہے اے نور دیدے خیر نسواں
کہ اس کا نام تھا خوش قطب اوّل
سو اسمیں بنچہ قدرت کے خاتوں
تھا اوس کے سر اوپر تاج مکرم
دویم ہنسلی پہنائی تھی خدا نے
سو وہ تم فاطمہ خیر النسا ہو
ستم زرّیں کمر بند درخشاں
تھا اس کے گوش سیدھے میں دُر سبز
تھا دویم گوش میں لولوئے احمر
سو میرے نور نے سجدہ بجا کر
یہ دو گوہر دونوں خوشرنگ بہم
مجھے ظاہر ہوا اُن دو کی حقیقت
تمہارے دو نو اسے ہیں یہ خاصے
شہادت کی خلافت منگ لئے ہیں
سو ہوتے ہیں کرشمے اونکے ظاہر
تو سب عالم پہ اون کا غم رہے گا
جو کوئی اون کا کرے دنیا میں ماتم
تب اتنی بات سن از حق تعالیٰ
مکلف کر کے یک قندیل پُر نور
سو اس قندیل کو تھے تھام چاروں

جو تو اتم ہے رسالت سے مولا
نت اون سے ہو وینگا راضی خداوند
ہے جن کو بضعۃ منی کا خلعت
کیا تھا نیر اوّل کو رحمان
ستارہ تھا مہ دخورشید سے مکمل
کیا تھا اوس کو با خمسہ صفاتوں
محمد مصطفیٰ سلطان عالم
کیا اوس کا خلاصہ مصطفیٰ نے
زبس رتبے میں تم بلغ العلیٰ ہو
کہ ہیں دلدل سوار وہ شاہ مرداں
ہوئی اس سے جہان کل زمرد زر
رواں ہوتا تھا اس سے خون اطہر
کیا تب عرض اے خلاق اکبر
یہ کیوں گریاں ہیں اے خلاق عالم
ہوا آواز اسے در یا ئے رحمت
ہیں گلزار رسالت کے خلاصے
سو ہم نے انکو اوّل سے دیئے ہیں
وہ جب دنیا سے ہو وینگے مسافر
قیامت تک بھی ماتم رہے گا
حرام اوس پر ہے عقبیٰ میں جہنم
وہاں سے نور حضرت کا ہے نکلا
رکھا ہے عرش پر وہ نور منظور
وہی اصحاب ذو الاکرام چاروں

لہ یعنی بلند ۱۲
سلہ نقطہ ... اور الف
اس کو کہتے ہیں جو وجود
... ایک حل سے ایک
... دفعہ پیدا ہوں
... الہ ...
... ہیں اور ...
... شہادت
... رسالت
... ۱۲



ہی یعنی بہترین عورتیں ۱۲
شہ یعنی روشن ستارہ ۱۲
ہ یعنی آفتاب ۱۲
شہ یعنی ... کیا ۱۲
شہ یعنی سرخ موتی ۱۲
لہ یعنی ظاہر ۱۲
یعنی پیدا ہوئے ۱۲
لہ یعنی اشارت
لہ عقبیٰ یعنی آخرت ۱۲
سلہ تکلیف کیا گیا یعنی زینت دیا گیا ۱۲

مقابل کے ستون بوبکرؓ صدیق
کہ وہ ہیں مطلع دیوان تصدیق

خدا نے ثَانِیَ اثْنَیْن بولا
ہے رمز اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کھولا

کہ وہ صدیق اکبر ذات عالی
نبی کے بعد تھے امت کے والی

وہ شاہ بحر و بر سلطان دارین
کہ جن کا نام ہے تا قاب قوسین

رسول اللہ نے جب معراج پائے
تب اپنا عرض خالق کو سنائے

کہ اے پروردگار جملہ اکوان
میں بیکس تر ہوں اعرابوں کے درمیاں

خبر معراج کی سن کر قریشی
نہ مانیں گے کبھو اکثر قریشی

ہزاروں معجزے نین مانتے ہیں
مجھے احقر سبھوں سے جانتے ہیں

میری معراج کی سب بات سُنکر
نہ مانیں اور ہنسیں گے مجھ پہ اکثر

یہ سُن کر حق تعالےٰ نے کہا تب
ترا صدیق مانیں گے کہا سب

عزیزاں دیکھے جس کے مراتب
زبان حق سے ہوتی تھی مناقب

سو کیوں ان کی نہ ہووے شان اعلیٰ
گواہ ہے جن کے سچ کا حق تعالیٰ

سو اون کا مرتبہ سب سے بڑا ہے
انھوں کو بھی شہادت حق دیا ہے

سو وہ رو رو کے منگتے تھے خدا سے
بلک چہتے تھے ہر دم مصطفےٰ سے

مقرر شاہزادوں کے سبب سے
شہادت منگ لئے یاروں نے رب سے

سو مار غار سے صدیق اکبر
شہادت کا نتیجہ پائے اکثر

جو ان کو غار میں کاٹا تھا وہ مار
لعاب اپنا پھرائے شاہ مختار

تو برکت سے لب سرور کی اُس دم
ہوا وہ زہر جوں بر زخم مرہم

جو آیا وقت پہلا عود کر کر
شہادت پائے ہیں صدیق اکبرؓ

دگر حضرت عمرؓ فاروق اعظم
کہے ہیں ان کو اکثر فخر عالم

کہ مجھ بعد از اگر ہوتے پیمبر
عمر ہوتے مقرر ہے مقرر

خلیفہ دو یمی سالار مختار
کہ ان کے وقت ہوا اسلام بسیار

بہت شہر ان مسلمانی نیں آسے
تمامی کفر و ذلت کو مٹائے

له ہر غزل یا قصیدہ کے پہلا شعر کو مطلع کہتے ہیں یعنی حضرت صدیق آنحضرتؐ کی باتوں کو سب سے پہلے پہچان لیتے تھے گویا کہ سچائی کے دیوان کے مطلع تھے۔ ثانی الاثنین اذ هما فی الغار یعنی دو میں کا دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے

۵

اشارہ ہے یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں ہے ... [illegible]

سیقیت معلوم ہوا

یعنی تمام جہان

یعنی عرب

عربی ... [illegible]

یعنی تھے

یعنی ... [illegible]

حبش تا روم و شام و مصر ایران
تھا اون کا مرتبہ ایسا قوی تر
بہار آئی ہے دین احمدی کو
رسول اللہ کے ہیں مقبول و منظور
انھوں نے بھی سبب حسنین کا سن
سو خنجر پیٹ میں کھا کر شہادت
سیوم وہ رکن قندیل منور
جو ارکان تھا برج سعادت
شب معراج میں خیر البشر نے
نظر کی ساتویں گردوں پہ وہاں تب
سو پوچھے فخر عالم نے کہ عثمان
کہے عثمان کہ اے سلطان عالم
سو میں نے بھی شہادت کو طلب کی
چہارم تھا ستون شاہ مظفر
یقیں وہ شہسوار لافتی ہے
کہے فخر رسالت شیر یزداں
کہ وہ خیبر کشا کشف الدجی ہے
انھوں حسنین کی سن کر شہادت
حسن شہ نے بھی بھائی کے سبب سے
انھوں نے بھائی کی فرقت میں یاران
کلیجے کے لگے گرنے کو ٹکڑے
کہ جتنے ہوئیں گے تجھ سا تھ یاراں
سو ستر وہ تشؤں سے قتل ہوگا

ہوئے ان کی خلافت میں مسلمان
ہوا اسلام اون سے زور آور
ضیا بخشے ہیں ملک سرمدی کو
کیا اسلام کو نور علیٰ نور
شہادت منگ نے حق المبین سن
کئے حاصل پایان سعادت
کہ عثمان غنی ہیں نیک محضر
کہ ذی النورین کی پہنچی تھی دولت
وہ سلطان ہدا صاحب خبر نے
پڑی صورت نظر عثمان کی جب
یہ کس باعث سے پہنچے تم کہو یہاں
حسینا کی شہادت سن کے ہمدم
یہ مجھ کو منزلت اللہ نے بخشی
علی ابن ابی طالب غضنفر
کہ جن کا وصف تو سن ہل اتی ہے
بلائیں دو جہاں اونکے غلاماں
کہ جس کو ذوالفقار از حق عطا ہے
اٹھائے اپنی گردن پر شہادت
شہادت در دعا مانگے تھے رب سے
پئے ہیں جام قاتل کو زفر یاں
حسینا کو بھی کہہ کہہ کے گذرے
سو وہ ٹکڑے جگر کے ہیں میرے یاں
کلیجے کا وہ ہر ٹکڑا ہے میرا

۱؎ یعنی روشنی ۱۲
۲؎ یعنی ہمیشگی ۱۲
۳؎ نور اوپر نور کے ۱۲
۴؎ یعنی اللہ تعالیٰ
۵؎ ۱۲
۶؎ ارکان یعنی جمع رکن کی یعنی ستون
۷؎ ۱۲ حضرت عثمان
۸؎ لقب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا
غنی جنھوں نے حضرت صلعم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں لائیں

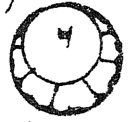
۲ قافیہ

میں آئی یعنی ۱۲
آسمان ۱۲ یعنی
درجہ ۱۲ یعنی اژدر لافتی
الا علی یعنی نہیں
کوئی جوان
مگر علی کرم اللہ وجہہ
جمع ثانی یعنی
پہلوان ۱۲
روشن کرنیوالے
اندھیریوں کے ۱۲
حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی تلوار کا نام ہے ۱۲

حسینا نے جو ٹکڑوں کو گنے ہیں
ہیں ستر اور دو یاروں سے بکروز
شہادت کا مراتب کر کے حاصل
یہ دونوں گفتگو کر کر جو روئے
سو اوسکا بیشتر[1] ہووے گا مذکور[2]
کسے طاقت کہ ہے توصیف تقریر
کہ کئے کے صاحباں یوں کہہ گئے ہیں
خصوصًا جو ولی فیاض ناظم
کہ اوس کے غم سے قدسی[3] آسماں پر
کہ اوس کا نظم کیا شیریں بیاں ہے
کیا ہے اس نے ایسا غم کا نامہ
مجھے قدرت کہاں کہنے کو ایسا
کہ کتنے آشنا شرفا و اعلیٰ
لگے کہنے کو اے سرگشت دوراں
مگر اس وقت تیرا خیر چاہے!
سو تب میں ان تمامی دوستوں کو
کہ اے یاران ہوا امیدان آخر
کہ تا اس سے نتیجہ آخرت ہو
خدا یہ نعمتاں نیکوں کو بخشا
کہ بارہ مجلساں سلطان دیں کے
ابو القاسم نے وہ قاسم کو بخشے
سلامت حق رکھے دنیا میں دایم
دگر محمود شیریں قال منظوم

وہ ستر دو ہوئے سو رو کہے ہیں
کہ ٹکڑے ہو گروں گا غم سے جانسوز
رہوں گا باپ اور دادا سے جا مل
وہ اپنی جاں شہادت پا کے کھوئے
قیامت تک رہے گا غم کا منشور فرمان ۱۲
نہو اوراق پر ہستی کے تحریر
نہ اوس کے گرد کو ہم پہنچتے ہیں
کہا اس طرح سے ہنگامہ غم
کہے ہیہات الہیہات[4] اکثر
عجب دکھنی میں ہیں عذب اللساں[5] ہے
کہ کاغذ نم ہوا دل چاک خامہ
ہوس نے اس طرف دامن کو کھینچا
فصاحت[6] اور بلاغت میں ہیں عمدا
کیا تو عمر کو ضایع الی الآں
نیا مضمون کچھ ہم کو سناوے
کہا حسرت سے سب چھوٹوں بڑونکو
رہا نیں کوئی بھی مذکور ظاہر
سبب اس کے بہ محشر مغفرت ہو
کہ منبع کے خدا لوگوں کو بخشا
شہ لولاک ختم المرسلیں کے
نہایت مرتبہ ناظم کو بخشے
رہیں وہ مجلساں تا حشر قایم
کیا ہو فتحنامہ اون نے مرقوم

[1] یعنی آگے ۱۲
[2] یعنی بیان ۱۲
[3] یعنی فرشتے ۱۲
[4] یعنی افسوس افسوس
[5] یعنی خوش زبان ۱۲
[6] یعنی نثر



زبانی اور خوش
... ۱۲ پریشان
... ۱۲ یعنی
زمانے کا ۱۲
... خوش
... ۱۲ نظم کیا
بیان ۱۲
... شعر بنایا گیا ۱۲

عجائب شیر ہے اے دوستداراں　　کیا ہے دشمنوں پر تیر باراں
نوادرہ ہے کتاب و ذکرِ عالی　　نہیں حمد و ثنا سے فکر خالی
کہ اس میں ذکر ہے آلِ عباؑ کا　　یقیں دونوں جہاں کے پیشوا کا
کہ نیت نیک سے باندھا ہے مذکور　　کیا ہے صفحۂ کاغذ پہ مسطور
غمِ شہزادوں سے ہے فتح بدو　　نہ کچھ عیب و ہنر کو اسمیں کھولو
کہ اس کی فکر پر صد آفریں ہے　　بیان فتح در احوال دیں ہے
وہ اپنی عاقبت سے ہو کے محمود　　ہوا ہے سرخرو حق پاس موجود
تھا چوتھا غوثیہ احوال باقی　　ہوا اس بزم کا یوسف ہے ساقی
سو اون نے اپنی نوبت بھی بجایا　　مجھے پھر ہوش اس عالم کا آیا
سو دیکھا عندلیبانِ چمن زار　　کئے ہیں لوٹ خالی سارا گلزار
یہ حسرت کھا کے اپنے دلمیں رویا　　نہالی اور تکیہ کو بھگویا
جو آدھی رات آئی نیند بارے　　سو دیکھا خواب میں ماتم کے نعرے
سو گرد اگرد سب عالم ملا تھا　　جہاں میں غم کا شور و غلغلا تھا
سو میں نے بھی کیا ساتھ اونکے ماتم　　کھلی جب وقت میری چشم اُس دم
یکایک دل پہ غم کا ابر چھایا　　زمین دل کو انجوان میں بھگایا
سو آیا دل میں یک دم فکر کامل　　کہ کرنا کچھ بیاں ماتم کی محفل
ہے اس میدان کی وسعت زیادہ　　لگا تب کھینچنے غم کا لبادہ
طرف کعبے کے اٹھ بیٹھا شتابی　　ہوئی دل پر الم کی اضطرابی
سو سوچا مطلعِ دیباچۂ غم　　مدد منگ کر بہ نزد فخرِ عالم
شروع انجمن نامِ خدا سے　　طلب کر کر اجازت مصطفےٰ سے
کہ جن کا وصف یٰسین و مزمل　　انھوں کے نام سے سرزد ہے محفل
خدا اس کو قیامت تک جہانمیں　　تمامی محفل کون و مکانمیں
کرے اپنے کرم سے اسکو معروف　　کہ ہووے قدسیوں پر سارے موصوف

کہ یقینہ عجائب
عہ حضرت علی
حضرت فاطمۃ الزہرا
حضرت امام حسن
و حضرت امام حسین
رضوان اللہ تعالیٰ
اجمعین ان
علیہم سے مراد عسکر
چار تن
سے مقصود ہیں



باقی
عہ تعریف کیا گیا
نیک بخت ۱۲ عہ
جمع عندلیب کی بلبل
بلبل ۱۲ عہ فرش
بچھونا ۱۲ عہ فراخی
کشادگی ۱۲ عہ
بہت نرم کپڑا ۱۲
عہ مشہور ۱۲
تعریف کیا گیا ۱۲

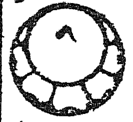
الا یا[1] انجمن داران ماتم　　الا یا[2] شاعران بزم پرغم
کمینہ عرض کرتا ہے بزاری　　بجا لاتا ہے شرط دوستداری
جو میرے شعر میں کچھ نقص ہووے　　شفقت[3] سے اسے اصلاح دیوے
صلاح خیر سے اسکو کرے راست[4]　　ہے میری زمرہ[5] شعرا[6] سے درخواست
وگرنہ عیب پر سترپوش[7] کرنا　　دعائے خیر ہو خاموش کرنا
نہ مجھ کو کچھ خبر کہنے سے منظوم　　ہیں تھا یک ریختہ[8] گو سب کو معلوم
سو اس پر دوستداران گرامی　　بہ شوق محفل ماتم تمامی
بہت خواہش سے میرے پاس آکر　　کہا اے دوستداران سراسر
وگرنہ کیا میری قدرت جو بولوں　　حسینؑ ابن علیؑ کا دُر[9] کھولوں
ولی فیاض نے یہ فیض پا کر　　شہادت کی گیا محفل سُنا کر
سخن اس کا ہے سچا لعل کانی　　کہ المرجان[10] و اللؤلؤ کے ثانی
خدا اس کو کرے مغفور و مقبول　　سے ہے دنیا میں دائم نیک منقول
کیا اس بات پر محفل کو آخر　　درود و آل بولنا یاران حاضر
یحییٰ مصطفیٰ یہ نامۂ غم　　ہوا احوال شہدا پر مختم[11]
کہ ہیں یہ چار سو ابیات سارے　　کیا ہوں نیک دن اتمام بارے

مجلس دوم

دربیان وفات حضرت سرور کائنات علیہ الف تحیات

کروں میں مجلس دوم کو مغموم　　وفات مصطفیٰ سلطان معصوم
فقیر اب مجلس ثانی بیان کر　　فدا اپنا محمدؐ پر سے جاں کر
کہ وہ حضرت محمدؐ مصطفیٰ ہیں　　یقیں دونوں جہاں کے پیشوا ہیں
کہ جن کے نام کے عزّ و شرف سے　　مقرر عشق کے شوق و شغف[12] سے
گناہ بو البشرؑ بخشا خدا نے　　کیا ہے شیثؑ کو پیدا اکرم سے

۱ اے ماتم کی مجلس والو ۱۲　۲ اے مجلس غم کے شعر بنانے والو　۳ یعنی مہربانی ۱۲　۴ یعنی درست کرے　۵ گروہ جماعت ۱۲　۶ جمع شاعر کی ۱۲　۷ یعنی عیبوں کو ڈھانپ دینا۔ چھپا لینا



۸ یعنی سب شاعروں سے ...　۹ ... یعنی ...　۱۰ ... یعنی مونگا ... یعنی موتی ...　۱۱ یعنی تمام ۱۲　۱۲ یعنی محبت سے ۱۲

دیا پھر نوحؑ کو کشتی گری کا
کیا ادریسؑ کو جنت میں ساکن
بھی میکائیلؑ ابراہیمؑ مرسل
کیا حق نے کرم اون پر نہایت
کیا شمعونؑ اور داؤدؑ طالوت
کیا جالوت کو یک پل میں پامال
وہ پھر یوسفؑ میں ہو جلوہ دکھایا
کلیمؑ اللہ کلام اللہ کو لکھ کر
کہا تب حق تعالےٰ نے کہ موسیٰؑ
اسے تو جلد اول تا بہ آخر
لگے پڑھنے تو کچھ سوجھا نہ ان کو
ہو آواز قُل یا اَیُّھا النّاس
لکھا ہوں پر پڑھا جاتا نہیں یہ
ہوا تب فضل با الہامِ غیبی
تو سب تورات لحظہ میں پڑھا صاف
اولوا الالباب تم دیکھو کہ موسیٰ
خدا کا فضل ہے درکار یاراں
محمد مصطفےٰ اُمّی[۱] صفت تھے
یقیں علم خدا ہے سب پہ قادر
ہوئے منسوخ حکم وحی اول
ہوا اس طرح سے قرآن نازل
کہ جس کی ایک آیت کے سبب سے
حکایت برمحل اک یاد آئی

وہ سب سامان لطف و یاوری کا
کیا اظہار اون پر رمزِ باطن
کُنیت ابن آدمؑ تھی مفضّل
کہ بخشی نسل آدمؑ کی امانت
سکینہ کا دیا جن پاس تابوت
سلیماںؑ کو دیا شاہی با جلال
جو چاہا عشق میں مطلب کو پایا
گئے وہ طور پر اللہ اکبر
یہ الواحِ معظّم رمزِ غیبی
جو خوش آواز سے پڑھ میرے حاضر
سو وین رونے لگے ہیں اپنے گن کو
کہے موسیٰ نے تب یا خالق النّاس
تجھے معلوم ہے علم الیقین یہ
لگا پڑھنے کے تین انعام غیبی
تمامی امر و نہی و حمد و اوصاف
لکھا خود نے ہی پھر پڑھتے نہ آیا
وگر نہ منت گل کا کیا ہے امکان
جو خود علمِ لدُنّی[۲] منزلت تھے
مٹائے سارے دینوں کے دفاتر
کیے قرآن سے دین کو مکمل[۳]
کیا سب مشرکوں کا دین باطل
یہ سارے مغفرت پاویں گے رب سے
کہے موسیٰ نے اک دن یا الٰہی

[۱] اُمّی لقب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اس سبب سے ہے کہ آپ نے کسی سے تعلیم نہیں پائی تھی اور استاد کی فضیلت آپ پر نہیں ثابت ہے ۱۲

[۲] علم لدنی اسے کہتے ہیں جو سوائے غیب کے کسی کوشش سے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے عطا فرمایا ہو ۱۲

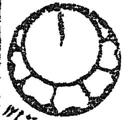
[۳] مکمل یعنی کامل کیا گیا ۱۲

باقی ۱۳

مجھے ایک اسم اعظم بخش دینا
کہ اس سے ہو میرا یہ شان یارب
تب حضرت حق تعالیٰ نے کرم سے
کہا تب یوں کلیم اللہ کو سبحان
کہ تا اس کے سبب آرام ہووے
کہے تب حضرت موسیٰ نے یونکر
بتا مجھ کو زباں کس کی ہے بارے
ہوا آواز تب موسیٰ کو یک دم
حبیب اللہ نور اللہ وا اللہ
یہ تحفہ ان پہ نازل ہوئے موسیٰؑ
کہ اس باعث تمھارا کام ہووے
جہاں سے اٹھ کے تم خوش ہو کے یکدم
سو تب موسیٰؑ نے یوں رو کر کہے ہیں
اگر یہ سورہ در توریت ہوتا
میری امت نہ کافر ہو کے مرتی
ہوا آواز تب موسیٰؑ کو دل سوز
کہے موسیٰؑ اسے باعث بتانا
کہا تب حضرت حق نے درود اں
تب ان کے دوست کہلاؤ گے موسیٰؑ
عزیزاں یہ وہ ہے قرآن اعظم
عصا موسیٰؑ ید بیضا دو برہان دلیل [۱]
کہ برہانین [۲] سے فرعون کو مارا
تمامی اژدہائے سحر پرفن

اور اس کا درس مجھ سے روز لینا
کہ تو چاہے مجھے ہر آن یارب
عطا کی سورۂ اخلاص دم سے
تو کر اس کا وظیفہ صاحب شان
میرا فضل و کرم انعام ہووے
کہ اے ربُّ العلا اللہ اکبر
یہ سورۃ واسطے ہے کس نبی کے
محمدؐ پر اسے نازل کریں ہم
عرب میں ہوویگا مولود دلخواہ
میں بخشا ایک سورہ تم کو زیبا پیدا [۱]
جو کچھ چاہو سو سب انعام ہووے
با منّیت رہو گے ہم سے ہمدم
کہ اے حقُّ المبیں فریاد رس ہیں
نہ سامر [۱] میری امت کو ڈبوتا
قیامت تک سبھوں کی خوش گذرتی
تو میرے دوست کا ہو دوست ہر روز
جمال مصطفیٰ مجھ کو دکھانا
پڑھو تم دوست میرے پر ہو شاداں
جمال مصطفیٰؐ پاؤ گے موسیٰؑ
ہے ہر سورہ عصا موسیٰ سے ہمدم
دیا تھا حق نے موسیٰ کو بہ فرمان
عصا نے ساحروں [۳] کو کر آوارا [۴]
عدم کر کر عصا نے خوش کیا تن

[۱] سامر ایک شخص تھا موسیٰ علیہ السلام کی امت میں کہ اس نے مانند سوسنے کا گوسالہ بنا کر لوگوں کو



گوسالہ پرست بنایا تھا ۱۲

[۱] یعنی دو دلیل ۱۲

[۲] ساحروں جمع ہے ساحر کی یعنے جادوگر ۱۲

[۴] آوارہ یعنی پریشان ۱۲

ڈبایا نیل میں فرعون کو در جوف — ہوا عوج عنق چھکڑ سے در خوف

ہوا قارون زمیں میں غرق یکدم — تمامی مال اور اسباب باہم

وہ جو تھا بلعم باعور زاہد — نہایت اس زمانے میں تھا عابد

وہ جب موسیٰ سے پنجہ کر لڑایا — جہنم میں وہ اپنے کو ڈبایا

جو کوئی پیغمبروں سے ہو مقابل — سو وہ کافر ہے جوں بوجہل جاہل

دگر امی تھے وہ شاہ رسالت — قلم لے کر لگے لکھنے عبارت

سو پہلا حرف بسم کو لکھے ہیں — کہ جب اللہ آیا چپ رہے ہیں

کہے کیونکر لکھوں میں اسم اللہ — قلم سایہ کرے جو اس پہ ناگاہ

قلم کو اپنے ہاتھوں سے دیئے ڈال — سو حضرت حقتعالیٰ نے یہ فی الحال

اٹھایا ان کے سایہ کو زمیں سے — غبار اور گرد اور فتنہ و کیں سے

گرا سایہ نہ آنحضرت کا حاشا — الف قامت تھا مثل سرو بالا

جب ابراہیم تک پہنچا تھا وہ نور — کیا نمرود کے سب کفر کو دور

اور اس نمرود نے آتش میں ڈالا — ہوا لالہ کے دل پر داغ کالا

وہاں گلشن ہوا حکم خدا سے — ملایا حق نے سارا مدعا سے

سو کر نمرود کی شاہی کو باطل — ہوا ایک پشۂ (مچھر) اس ملعون کا قاتل

وہ اپنے نوکروں کی جوتیاں کھا — بصد سختی جہنم بیچ پہنچا

کہا جب نار کونی حضرت فرد — سنی بردا سو آتش ہو گئی سرد

سلاماً کا اگر ہوتا نہ ارشاد — قیامت تک یہ ہوتی آگ برباد

وہاں سے نور کے باعث نکالا — سو پھر جبار کی شاہی پہ ڈالا



یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراہیم — اے آگ ٹھنڈی اور سلامت ہو جا اوپر ابراہیم علیہ السلام کے ۱۲

حکایت بادشاہ جبار و ظالم

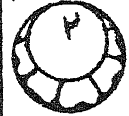
سو ان ایام ماضی میں تھا ایک شہر — بہت آباد تھا در عرصۂ دہر (زمانہ)

وہاں تھا بادشاہ جبار معروف (مشہور) — زنا کے فعل میں تھا سخت مصروف (مشغول)

نیا کس کا قبیلہ شہر میں آئے
گئے اوس شہر کے نزدیک حضرت
پرے تشویش میں سارہ کے باعث
کہ حسنِ حضرت سارہ تھا ایسا
سو ابراہیمؑ نے سارہ کو لے کر
چلے حمال اٹھا کر دوش پر لے
دیکھے جو حضرت سارہ کو دربان
بہت خوش ہو کہا حضرت سے احوال
بہت تاکید ہے آوے جو کوئی زن
سو اس مردود نے بُرقع اُڑھا کر
تب ابراہیمؑ نالاں ہو کے بولے
کہ اے پروردگار جملہ عالم
رکھا ہے تاج کرّمنا کا سر پر
مکاں بخشا ہے علیین انھوں کو
ولے آدم ز جرم سہو کاری
ہوئی ہے کارگر تلبیس ابلیس
وہ یک دانہ کو غیر از حکم کھائے
کہ سی صد سال بعد از انکو بخشا
خداوندا حبیب اپنے کے باعث
سو حضرت حق تعالیٰ نے کرم سے
جو ابراہیمؑ اور سارہ کے درمیان
حجاب اٹھ کر نظر آتی تھی سارہ
وہ ابراہیم بیٹھے دیکھتے تھے

جو بہتر ہووے تو خلوت میں لیجا رے
وہ ابراہیمؑ بن آذر بشوکت
گر کچھ واقعہ یہاں ہووے حادث
نہ چمکے مہر و مہ گردوں پہ ویسا
رکھے صندوق میں تب قفل کر کر
سو اس صندوق کو بر باب کھولے
ہوئے تصویر کے مانند حیران
لیجاؤں نزد سلطان اسکو فی الحال
تو جلدی اس کو لے آنا میرے کن
چلا سارہ کو لے بجور و جفا کر
بہت لخت جگر آنکھوں سے رولے
تو ہے پیدا کنندہ جسم آدمؑ
خلافت کا دیا ہے ان کو افسر
کہ اُسکُن اَنتَ وَ زَوجُکَ کہدیا تو
کئے حوّا کی ٹک فرماں گذاری
قضا جُنباں بسرِ حال تجنیس
سو رحمت چھوڑ ذلت میں پھر آئے
محمد مصطفےٰ کا واسطہ تھا
نہ کچھ سارہ پہ منکر ہووے حادث
اٹھایا سب حجاب اسدم عدم سے
نہ یک پردہ رکھا دونوں میں پنہاں
سو بیٹھے دیکھتے تھے شاہ تنہا
الٰہی خیر کرنا بولتے تھے

لہ تشویش بمعنی فکر ۱۲
علہ سارہ حضرت ابراہیم کی بیوی کا نام تھا ۱۲



سہ حمال معنی بوجھ اٹھانے والا ۱۲
سہ تلبیس بمعنی مکر اور فریب ۱۲

یہاں تک بادشاہ کے رو برو ہو
کہے سارہ نے ہم بندے خدا کے
سو تب جبار شہ نے جبر کر کر
کہے سارہؑ نے تب اللہ اکبر
سو دیگر دست چپ اس نے چلایا
کہا اس وقت ہو جبار لاچار
کہے سارہ نے اے مردو خناس
سزا ہووے تجھے اس سے زیادہ
کہا اس نے گنہ بخشاؤ میرا
خلیلؑ اللہ کو جلدی سے بلایا
سو ابراہیمؑ کر کر ملک حاصل
رضامندی سبب سارہؓ کے حاضر
ہے اسمعیل کا مولود اس جا
دے حضرت خلیل اللہ نے یکدم
اگر فرزند ہو تو تیری رہ پر
جب اسماعیل نے پائی جوانی
سو چندیں روز بعد از حق تعالیٰ
کہ اسماعیلؑ کو قربان کرو تم
ہوا ہے مرۃ من بعد اخرٰے
سو پس تحقیق اپنے دلمیں کر کر
سو اسماعیلؑ کو جلدی بلائے
وہ اسماعیلؑ سنتے بول اٹھے ہیں
نہ کارِ خیر میں تاخیر کرنا

کہا اس شاہ نے ہو کون بولو
ہیں دُر کانِ شرافت اور حیا کے
چلایا ہاتھ اس عصمت پنہ پر
سو اس کا ہاتھ اُترا سرد ہو کر
یہ ذلت نے وہیں نیچے گرایا
چھڑا دو مجھ کو جلدی کر شکیبا
کہ ہے دنیا میں تو نت بدترین ناس
تو ہے شدّاد اے فرعون زادہ
سو آدھا ملک لے خاوند تیرا
وہ آدھا ملک قسمت کر دلایا
ہوئے وہاں ہاجرہؓ سے آپ شاغل
ہوئے ہیں وہاں سے مکے کو مہاجر
کہ ان کے فرق پر تھا نور اعلا
کئے تھے نذر مولیٰ کی مقدم
کروں قربان مقرر بالمقرر
ہوا سرسبز نخل زندگانی
دکھایا خواب اون کو نیک اعلیٰ
اوس اپنے قول پر ثابت رہو تم
ثلاثہ مرۃ دے خواب دیکھا
کہے حاضر ہوں اے اللہ اکبر
مفصل خواب ان کو کہہ سنائے
کرو تعجیل تر تا خیر کچھ نئیں
نہ اپنے دل میں کچھ تدبیر کرنا

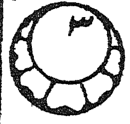
۱ یعنی تمام سر ۱۲
۲ یعنی بایاں ہاتھ ۱۲
۳ یعنی ہلاک کرے ۱۲
باقی
۴ یعنی شیطان ۱۲
۵ یعنی پیدائش ۱۲
۶ منت ۱۲
۷ یعنی درخت ۱۲

کہ ہے پیغمبروں کا خواب سچّا
کہ اے جانِ پدر اے کعبۂ دین
تب ابراہیمؑ کو وہ یاد آیا
سو کہنے کو لگے جا یا جُرہ سے
انھوں بھی بول اٹھے اللہ اکبر
ہماری جان ہے اللہ پہ قربان
خلیلؑ اللہ نے لے کر دشنۂ[۱] خونریز
رسن بھی ساتھ لے جلدی سدھارے
خلیلؑ اللہ کو بولا خواب تیرا
خلیلؑ اللہ نے اک پتھر کو پھینکے
یقیں پیغمبروں کا خواب شیریں
وہاں سے ہٹ عزازیل بدآئین
انھوں بھی پھینک پتھر ہو کے عازم
خدا لوگوں کا سچا خواب ہے گا
وہاں سے پھر چلے آگے بہ عزت
سو قربان گاہ میں اسوقت جا کر
ذبیحؑ اللہ خلیلؑ اللہ کو بولے
کہ اے بابا خدا خاطر نہ رونا
بھی ایسا وقت نیں پاویگا ہرچند
نہ مجھ پر تم نے کرنا مِہر (محبت ۱۲) پدری
خدا خوشنود ہووے گا تو بس ہے
مرے تم دست و پا کو باندھ مضبوط
میرا منہ زیر (نیچے ۱۲) کرنا پست بالا (اوپر ۱۲)

نبیؑ لوگوں کا ہے سب کار برجا
کرو تم یاد خود وعدے کا آئین
قبولے نذر تھے وہ شاہِ دانا
عجب عصمت نشان و طاہرہ سے
بہت بہتر ہے سب دنیا سے بہتر
میں اسکی رہ پہ راضی با دل و جاں
بہت سنگ فسان[۲] پر اس کو کر تیز
پڑا تب راہ میں ابلیس بارے
کیا وسواس نے شیطاں کے ڈیرا
کہے ملعون کو یوں ہرگز نہ ہووے
صحیح و راست ہے با عز و تمکین (مرتبہ ۱۲)
لگا کرنے ذبیحؑ اللہ کو تلقین (سمجھانا ۱۲)
کہے اس کو کہ اے مردود نادم
کھلا رحمت کا ان پر باب (دروازہ) ہے گا
وہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ حضرت
لگے ہیں باندھنے رسّی سے سُر دُر
وہ اپنا ماجرا بابا سے کھولے
اور ایسی دولت عظمیٰ نہ کھونا
مجھے تم ذبح کرنا ہو کے خورسند (خوشی ۱۲)
روا رکھنا میرے پر سرد مِہری
زن و فرزند سب باطل ہوس ہے
نہ کرنا جذب میں کچھ مِہر مخلوط[۳]
کہ تا چہرہ نہ تم دیکھو گے میرا

۱ دشنہ یعنی کٹاری جو خنجر کی طرح ہوتی ہے ۱۲

۲ فسان ایک قسم کا پتھر ہے جس پر چاقو یا چھری



تیز کرتے ہیں ۱۲

۳ مخلوط یعنی ملا جلا یعنی میرے ذبح کے سبب بالکل محبت نہ کرنا ۱۲

کہ تب مہر پدر دل میں نہ آوے
تو پھر رو کر خلیل اللہ نے بارے
چھری محکم کئے قبضے میں اپنے
جو بسم اللہ کہہ کر جب چلائے
چلائے جب چھری حلقوم پر شاہ
یہ کیسا باپ اور بیٹا ہے قادر
یہ کس بیٹے کی قربانی کرے ہے
کہ ہے اس کی جبیں (پیشانی) پر نور احمدؐ
الہی اس سبب دنیا کیا تھا
سو اس کا ذبح ہونا یہ عجب ہے
ہوا تب حکم رب العالمیں کا
کرو اولاد سب تم اون کی حاضر
سو تب اولاد اسماعیلؑ کی زود (جلد)
کہا اسوقت حضرت ذات سبحان
ذبیح اللہ کی کوئی ذبح لےوے
سو وہیں روح حسین ذو الکرم نے
کیا معروض پیش حضرت حق
میرے نانا کی قربانی کے بدلے
مجھے نانا کے بدلے ذبح کرنا
وہیں روح مکرم ایسا رویا
سو اس رونے کے باعث حق تعالیٰ
قبولے جب حسینا نے شہادت
چھری کو حکم پہنچا اے خبردار

نہ یہ مذبوح (قربانی) پھر اللہ کو بھاوے
او دست و پائے تب جلدی سے باندھے
کھڑے مضبوط ہو رہتے ہیں اپنے
صدا اللہ اکبر کی سنائے
فرشتے بول اٹھے اللہ اللہ
کہ تیری راہ پر ہیں دل سے حاضر
جہاں میں غم کی طغیانی[1] کرے ہے
چمکتا ہے وہ پیدا ہووے گا کد
اسی باعث سبھی عقبے کیا تھا
کوئی بھی اس کے بچنے کا سبب ہے
مقرر عالم علم الیقیں کا
کہ تا ہووے گا اس میں رمز ظاہر
فرشتوں نے کئے ہیں لا کے موجود
کہ اے ارواح تم ہو نسل خاصان
عوض میں اس کے اپنے سر کو دیوے
وہ سلطان شہید محترم نے
کہا رو رو کے اے خلاق مطلق
میرے اور میرے فرزندوں کا سر ہے
پر اون کے ذبح کرنے سے گذرنا
کہ اوراق فلک ساتوں بھگویا
وہ اسمٰعیلؑ کو وہاں سے نکالا
ذبیح اللہ کی کر کر حفاظت
نہ ہووے حلق کے یک مو (بال) کو آزار (تکلیف)

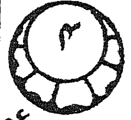
۱؎ طغیان فی معنے حد سے گذر جانا

مجازاً زیادتی کسی چیز کی ۱۲

اگر ذرہ بھی نقصان ہو تو بیشک
چھری اس خوف سے بس ہو کے لرزاں
بھی بعضے بوستے ہیں حلقہ مس
سو اس پر سے چھری پھرتی تھی ہر دم
سو ابراہیمؑ ہو غصے میں کئی بار
کہ اے سکین کیوں ہے سست محروم
عجب لوہا ہے تیرا کند و بیکار
چھری کو تیز جلدی سے کرو تم
سو یہ تشنیع سن سکین بولی
کہ اے حق کے خلیل اللہ پیارے
اگر فولاد پر مارے قضارا
وہے حکم خدا سے ہو کے لاچار
سو اتنے میں خدائے ذو المنن نے
بلا جبریل کو لکھوا کے فرمان
بدشت کربلا تشنہ گرسنہ
مع اطفال در رنج و عنا سخت
پھر اوس پر صبر کرنا مثل ایوب
لکھے جب عہد ہادی سبلؑ نے
سو تب جبریل کو خلاق داور
ہے دنبہ چشمۂ عین الیقین پر
مفسر یوں لکھے ہیں اسکو یاراں
قبول کبریا دنبہ ہو اتھا
سو اس دنبے کو بھیجا حقتعالی

جلاؤں ہاویہ میں پھر ابد لک
ہوئی تھی کند جوں گوی گریباں
گلے میں لا رکھے جبریلؑ مونس
مضرت کچھ نہیں ہوتا تھا ہمدم
کہے سکین کو بس ہو کے لاچار
نہ چلنے کا سبب ہوتا ہے معلوم
بھی اسماعیلؑ کہتے تھے ہر اکبار
بھی اس بعد از گلے اوپر دھرو تم
خدا کے بھید کا سرپوش کھولی
میں ایسی تیز ہوں اسوقت بارے
تو مثل موم کے کانٹو میں سارا
نہ کاٹوں موئے یک زنہار زنہار
کہا ہے خالق سیر زمن نے
سبب احمدؐ کے ہو شبیرؑ قربان
سے چلے گا حلقۂ گردن پہ دشنہ
جدا ہو ویں بہ خنجر لخت در لخت
وہ پھر ہم سے سبھی پاویگا مطلوب
کئے اس پر شہادت جز دکل نے
کہا اوسوقت تو جنت میں جا کر
اسے جلدی لیجا روئے زمین پر
جو وہ دنبہ کیا ہابیل قربان
امانت اس کو جنت میں رکھا تھا
ہزاراں سال تھا جنت میں پالا

لہ ہاویہ ساتویں دوزخ کا نام ہے جو سب سے نیچے ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے ۱۲ ٢ کند یعنی سست ۱۲ ٣ نقصان ہو ٤ سکین یعنی چھری



٥ یعنی طعنہ ۱۲ ٦ یعنی شاری دشنہ تلوار کی قسم سے ہے ٧ یعنی غایت ۱۲ ٨ یعنی تکلیف و دکھ مشقت ۱۲ ٩ سبل جمع سبیل کی یعنی راہیں ہادی سبل یعنی رستہ بتانیوالا ۱۲

انتخاب

اسے بھیجا شتابی سے سناتیں
کرو صبر اے خلیل اللہ غازی
سلام و ہدیہ و تحفہ تحیات
تمھاری نذر سے راضی ہوا حق
خلیل اللہ بر حکم خداوند
سو وہ دُنبہ وہاں قرباں ہوا ہے
رموز آیت حق ہے اسی طور
یہ وہ ذبح عظیم کی صدا ہے
سبب ارباب معنی بولتے ہیں
کہ دنبہ ہے اک ادنی اچار پایہ
مگر ذبح عظیم ہے حسینا
سو اس فرمان کے آثار پیدا
جو حلقہ سرخ گردن پر نمودار
وہاں سے کر خلیل اللہ کو فارغ
ہوئے ہیں شہادت کو جو شبیرؑ
دگر یک کتہ کہتا ہوں محبّاں
کہ جد حضرت محمد کے مطلبؓ
کہے تھے آخری بیٹا جو ہووے
سو عبد اللہ ہوئے آخر کو پیدا
کہ اس باعث سبھی چہتے تھے خوش ہو
ولے حضرت تھے قوم ہاشمی سے
ادا کرنے کو نذر حق تعالیٰ
سو تب سارا قبیلہ ہو کے مضطر
بیقرار

سو ویں جبریل نے آتے کہا ویں
ہوا ہے حق تعالےٰ تم سے راضی
بھی یہ دُنبہ کیا قرباں کو اثبات
اور اس دنبہ پہ آیا حکم مطلق
وہ دُنبے پہ چلائے دشنہ پابند
جسے ذبح عظیم حق کہا ہے!
اگر دیکھے تو کر اسکے تیں غور
حسینا کے لئے حق نے کہا ہے
عجب رمز معانی کھولتے ہیں
عظیم کا نہیں رکھتا ہے مایہ
ز شہدائے کریمؑ ہے حسیناؑ
حسینا کے گلے پر تھے ہویدا
وہ تا گا تھا اسی فرماں کا اقرار
بامنیت ذبیح اللہ کو فارغ
اسی دم سے نشانی تھی گلوگیر
سنو با صدق دل اے اہل ایمان
کئے تھے نذر یوں با عہد صائبؑ
تو میں قرباں کروں با صدق دل سے
اور ان کے فرق پر نور نبی تھا
قبیلہ تھا قریشی خویش ان کو
قریشی بھی وہ خوشی میں ملے تھے
جو پہنچا وقت تھے جب ہفت سالہ
کہے قرباں ہو عبد اللہؓ کیونکر

له یعنی قائم ۱۲
عه امنیت
عه یعنی آرزو ۱۲

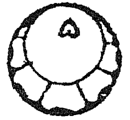


سه کنہ یعنی باریکی
سه صائب یعنی درست ۱۲

یہ جب ہنگام یہاں پورا ہوا ہے
ہوا تحقیق جب نزد خداوند
سو دیکر عہد نامہ لکھ لیا ہے
پھر اتنے ہیں خیال عبدالمطلبؓ
سبھی بولے کہ عبداللہ کے بدلے
سو یہ پھر بات آ قرعے پہ ٹھہری
جو ڈالے قرعہ بدلے اونٹ لادس
بڑھا پھر اونٹ دس دس قرعہ مارے
گرا ہے اونٹوں پہ قرعہ گرامی
جوان و تندرست اور تن ہیں مضبوط
کئے ہیں نذر ادا اسوقت سب مل
اسی باعث اَنَا ابنُ الذَّبیحینْ
ذبیح اوّل ہے اسماعیل مطلق
سو دونوں کے عوض سبط پیمبرؐ
عزیزاں یہ شہادت کی بنا ہے
الا یا مؤمناں ماتم کرو تم
کہ اس واقعہ کے اوپر فخر عالم
رسول اللہ نے فرمائے ہیں ہر دم
وہ ہے شبیر خدا کا شیر شبیرؑ
قلم کا سینہ شق ہو جل گیا ہے
سو وہ پھر پیشتر ہووے گا مذکور
محمد مصطفیٰؐ سلطان کونین
سو ترسٹھ سال کے بعد از اِذا جا

حسینا نے خدا سے منگ لیا ہے
حسیناؑ نے کئے جب عہد پیوند
بحکم عدل جنت میں رکھا ہے
لگے کرنے بہ تقدیر مقلّب
دگر فرزند دے اور ان کو رکھ لے
خداوندا عجب قدرت ہے تیری
پڑا ہے نام عبداللہ پر بس
ہوئے سو اونٹ دسویں بار بارے
سو سو اشتر ہوئے سرخ فاحی[1]
نہ کچھ رنگ دگر ہو اس میں مخلوط[2]
فراغت ہو گیا اس درد سے دل
یقین فرماتے ہیں سلطانِ کونین
ذبیح دیگر ہے عبداللہ برحق
شہادت پائے ہیں سلطانِ اکبر
یہ رمز واقعہ وہاں سے چلا ہے
حسینا کا ہمیشہ غم کرو تم
کئے ہیں نرگسی چشموں کے تیں نم
غم حسینؑ ہے سب سے مقدّم[3]
جو آگے ہووے گا یہ رمز تحریر
لہو اس کا سیاہی سا ہوا ہے
ہوا جب بعثت پیغمبرؐ کا مشہور
کئے جب دین روشن شاہ ثقلین[5]
ہوئی نازل رسول اللہ پہ اِسجا

[1] فام یعنی رنگ
[2] مخلوط یعنی ملا ہوا
[3] بھیجیو دیندہ
[4] یعنی بیدار کرنا اور وہ زمانہ جس میں آنحضرت ؐ لوگوں



سو اسلام کی عزت کو کے خواب غفلت سے بیدار کرتے تھے
[5] یعنی بادشاہ جن و انس کے دونوں جہان کے

رسول اللہ جب اوسکو پڑھے ہیں ۔ کہ واستغفرہ تلک آکر اڑے ہیں

وہاں سے اِنّہٗ کَانَ پہونچا ۔ بھی تَوّابًا نے سینے کو کھروچا

رسول اللہ اسے پڑھتے تھے جسدم ۔ تو روتے تھے صحابی اور عالم

انس مالک ہریرہؓ بولتے تھے ۔ اور اس رمز نہاں کو کھولتے تھے

یہی کہتے تھے سب یاران جانی ۔ ہے وحی آخریں کی یہ نشانی

کہ جب اس طرح کا تاکید آیا ۔ وصال مصطفےٰ نزدیک لایا

پھر آیا وحی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْن ۔ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ بین

ہوا تحقیق اصحابؓ کو یکدم ۔ ہوئی یہ نعمت عظمیٰ مختتم (تمام)

کہ یعنی جب ہوا ہے دین کامل ۔ رسول اللہ خدا سے ہو وین واصل

نہ پھر کچھ کام باقی دفتر دین ۔ کئے عالم کے تئیں ارشاد تلقین

بیکایک شہر صفر میں تھے حضرت ۔ ہوئے بیمار تب سے پاک طینت

تپ محرّوق تھی اور درد پہلو ۔ ہوئے بیمار اس سے شاہ خوشخو

سو دم رکنے لگا سینے میں پیہم ۔ خزاں ہونے لگا تب گلشن دم

نفس چلنے لگا صرصر کے مانند ۔ ہوا تن گرم جوں اخگر (انگارا) کے مانند

اٹھا یکبارگی باد خزانی ۔ ہوا ہے تپ سے چہرہ زعفرانی

لگا یوں منخرین سے دم اچھلنے ۔ لگے سب استخواں (ہڈیاں ۱۲) سوزش سے جلنے

کہ یکدن مصطفےٰ مسجد میں یاراں ۔ نہ آئے در جماعت دوستداراں

سو آ حضرت بلالؓ او ذات عالی ۔ کئے رو رو کے اپنا مغز خالی

پکارے بہت پر آیا نہ آواز ۔ سو روتے پھر گئے مسجد میں جانباز

صحابہؓ پھر جو پوچھے کیا خبر ہے ۔ محمد مصطفےٰ خیر البشر ہے

وہ ہیں کس طرح سے جلدی بتانا ۔ وگرنہ ہم کو تم نے وہاں لیجانا

بلال اوسوقت رو کر بول اٹھے ہیں ۔ نبی شاید کہ دنیا سے گئے ہیں

صحابوں نے سنے سو کر کے غوغا ۔ پکارے واے ویلا واے ویلا

لہ آج کے دن میں نے پورا کیا تمہارے واسطے دین ۱۲ منہ اور پوری کی میں نے تم پر نعمت اپنی ۱۲ منہ



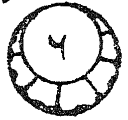
جلانے والی ۱۲ منہ

پہلو درد پہلو ۱۲ منہ

منخرین ناک کے دونوں سوراخ کو کہتے ہیں ۱۲

زمیں سے آسماں تک غل اٹھا تھا　　بہت ہنگام شور و غلغلہ تھا
فغاں کرتے تھے سب اصحاب یکبار　　ہوا سطح زمیں ماہی کے تیں بار
گئی عرش بریں تک سب کی ہانکاں　　ثریٰ تک جا چکا آواز افغاں (فریاد ۱۲)
گیا تب گوش اشرف میں وہ آواز　　رسول اللہ کیے تب چشم کو[1] باز
کہ یہ ہیہات کیا غوغا ہے بولو　　یہ کیا ماتم ہے اس کا راز (بھید ۱۲) کھولو
سو روتے بول اٹھیں خاتون جنتؓ　　کہی امّ المؤمنین خورشید عصمتؓ
تمہاری موت پر روتے ہیں اصحاب　　گریباں پھاڑتے ہیں جملہ احباب
ابابکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ　　دُرِ بحرِ صفا شبیرؑ و شبرؑ
دگر انصار و اصحاب و مہاجر　　قریشی ہاشمی جملہ معاشر (جماعت)
تمہارے ہجر سے روتے ہیں سارے　　سو آئے جبرئیلؑ اتنے میں بارے
خدا کا حکم ہے مسجد میں جانا　　وصیت سارے عالم کو سنانا
سو کر کر استواری[2] اپنے دیں کی　　کر داب وعظ خوانی آخریں کی
پھر اس بعد اندر عالم میں آنا　　سبھی کر و بیاں کو منہ دکھانا
جمال پاک وَ الشَّمْسُ الدجیٰ کو　　سپہر مکرمت کے والضحیٰ کو
دکھانا جملہ مشتاقوں کو دیدار　　تمہاری ذات پر ہوویں گے بلہار (فدا)
محمد مصطفیٰ سن کر یہ احوال　　بلائے پاس تب سلماںؓ کو و بلال
اور ان کو لے چلے مسجد کے درمیاں　　صحابہ سب ہوئے حضرت پہ قرباں
سو حضرت کر وضو با استواری　　نماز با جماعت جا گذاری
ہوئے فارغ فرائض سے جو حضرت　　چڑھے منبر پہ وہ آیات رحمت
شفق[3] آسا تھا چہرہ ارغوانی　　زنخ (ٹھڈی) تھا چاہ کنعاں کی نشانی
گئے یوسف نکل اس چاہ سے پار　　کئے ہیں مصریوں کا گرم بازار
مبارک چشم جوں کشتی کماہی　　تھی مردم نوحؑ یونسؑ بطن ماہی
گلو داود گر کرتے سماعت　　خضر ساں (مانند) زندگی کرتے کفایت

[1] باز یعنی کھولنا ۱۲
[2] استواری یعنی مضبوطی ۱۲
[3] شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو بعد صبح شام آسمان کے



کنارے پر ظاہر ہوتی ہے
[4] سکا چہرہ یعنی آپ کا چہرہ مبارک شدت بیماری سے سرخ اور زرد یعنی رنگ کا پھیکا ہو گیا تھا ۱۲

صفی اللہ با للہ بوالبشر تھے
لگے تب وعظ کرنے شاہ مختار
دلایل سب کلام اللہ کی کھولے
کئے اسرار[بھید ۱۲] پنہانی کو ظاہر
خبر سب اوّل و آخر کی یکدم
سو سب اعیان و ارکان آل سفیان
کہ خال المومنین حضرت نے بولے
خلافت میں ہے اک مشہور برکات
انھوں حضرت علیؑ کو بولے ہیں یوں
تمھارے بعد کس کو ہے خلافت
سو حضرت شاہ نے یہ عرض کر کر
کہے سالار فخر مرسلاں نے
یقیں صدیق اکبر دوست اکبر
بھی اس بعد از کہے مولانے پھر کون
پھر اون کے بعد تب فرمائے عثماں
سو فرمائے رسول اللہ معمّا
سو پوچھوائے تھے حضرت معویہ نے
بھی دیگر کنہ ایکدن فخر عالم
زبان حضرت سے نکلا تھا کہ در شام
معمّہ بولنے سے شک میں آئے
وہ پھر مذکور نکلے گا محل پر
ہوا جس وقت یہہ مجلس میں مذکور
خلافت چند مدت تک چلے گی

رسول اللہ بھی خیر البشر تھے
محمد مصطفیٰ سالار ابرار
حدیثاں صحیح ارشاد بولے
کئے ردّ و بدل بسیار تکرار
کہے اور بول اٹھے کر کر تحشیم
تھے حضرت معویہ از جملہ خویشاں
زبان شیریں سے شہد و شکر گھولے
کہ حضرت معویہ شیریں حکایات
کہ تم پوچھو رسول اللہ کو یوں نیول
کریگا کون امت کی رعایت[۱]
کھڑے ہو کر رہے پیش پیمبر[۲]
محمد مصطفیٰ شاہ زماں نے
وہ میرے بعد ہوں گے سب سے بہتر[۳]
کہے فاروق اعظم صاحب عون[۴]
کہے پھر کون ہووے شاہ مرداں
جو کوئی پوچھتے ہیں مجھ سے اس جا
گمان کامل ہوا اس بات میاں نے
کہے تھے اے خلیفہ معویہ تم
خلیفہ ہوئیں گے یہ بیباک انجام
وہ بے معنی کئے جنبش نہ پائے
نہ اب فوت رسالت میں خلل کر
گئے تب عرض یوں صدیق منظور
یہہ کس کی نسل کو جا کر ملے گی

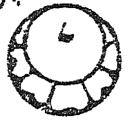
[۱] رعایت یعنی نگہبانی ۱۲
[۲] پیمبر یعنی سردار ۱۲
[۳] بہتر یعنی مددگار ۱۲
[۴] عون یعنی حقیقت ۱۲

باقی

رسول اللہ نے فرمائے کہ صدیق
برس بس تیس بعد از ختم ہوگا
کہے ایران کس دن فتح ہوگا
رسول اللہ کہے در عہد فاروق
غرض اس وعظ میں سلطان دوراں
کئے تاکید سب کو اپنے دیں کی
بشارت دے کے سب کو جنتوں کی
سبھوں کو دیکھ کر روتے تھے حضرت
یہی کہتے تھے اے یاران جانی
مجھے راضی کئے تم نے ہر اک آں
خدا تم کو رکھے ہر حال محفوظ
وداع کر آخریں فرمائے حضرت
کہوں حضرت پیمبر کی حکایت
بنا منبر جو لایا تھا کسو نے
جو اس منبر پہ جا حضرت چڑھے ہیں
سو پوچھا کون ہے بولا ستوں ہوں
ولے یہ ذات عالی دیکھے تکیہ
جو میں اس دولت عظمیٰ سے خوش تھا
یہ فرقت کا تمہاری سخت غم ہے
منابر[۵] تم کو حق دیوے زیادہ
سو حضرت نے کہے استون عالی
دعا تجھ کو کروں تا نخل[۶] ہووے
اور اس سے فیض پاوے جملہ عالم

خلافت کا زمانہ صدق و تحقیق
بھی فجاروں[۱] کا پیچھے عزم ہوگا
وہاں سے کفر کب بے سطح ہوگا
کریں گے دین کو شرکت سے مفروق[۲]
سنائے جو تھا سب کو حق کا فرماں
سنائے آرزو علم الیقیں کی
عنایت کر کے گنج نعمتوں کی
بہت کہتے تھے با افسوس و حسرت
کے مجھ ساتھ سب نے جانفشانی
رہے راضی سبھوں سے خاص رحماں
رہو گے دین اور دنیا میں محظوظ[۳]
سو مسجد میں ہوا ماتم بہ شدت
مناسب ہے یہاں لانا روایت
سہ پایہ کز بچندیں آرزو سے
سو مثل اونٹ کے گریہ سنے ہیں
جمادات[۴] جہاں میں سرنگوں ہیں
کھڑے مجھ پاس رہتے تھے ہمیشہ
مجھے منبر پہ چڑھ حضرت نے چھوڑا
مجھے شدت سے دوری کا الم ہے
ولیکن میں قدیمی ہوں پیادہ
جو تو چاہے سو حاضر ہوکے حالی
ثمر[۷] اور بار[۸] اس پر حمل ہووے
رہے جنت میں تو با نسل آدم[۹]

۱ فجاروں یعنی بدبختوں ۱۲
۲ مفروق یعنے فرق ۱۲
۳ محظوظ یعنی نصیب ور
۴ جمادات اس چیز کو کہتے ہیں جو بیجان ہو جیسے پتھر لکڑی وغیرہ



منبر یعنی ممبر ۱۲
۵ جمع منبر کی ۱۲
۶ نخل یعنی درخت
۷ ثمر یعنی میوہ ۱۲
۸ بار یعنی پھل ۱۲
۹ یعنی رنج و دکھ ۱۲

سو حضرت نے دعا کر کر ایسے دم
ذوی الافہام تم دیکھو کہ ہیزم[1]
نہ ویسی عقل کچھ انساں میں دیکھے
رسول اللہ کی فرقت کی خاطر
کہ ایک لکڑی کو غم ہے مصطفے کا
ہوا حضرت کی صحبت سے وہ دلشاد
عجب ہے ہم یہاں انساں ہو کر
جو کالانعام[3] ہے بلہم اضل[4] ہے
رسول اللہ بھی کہتے تھے ہمیشہ
کہ ہے خیر البشر کا راست گفتار
سو کتنے شخص با شکل و شمایل
ولے باطن میں بدتر ہیں زحیواں
ولے صحبت سے ہوا انساں کامل
سگ اصحاب کہف آں نجس حیواں
نتیجہ کس طرح پایا جہاں میں
کہ اس کا ذکر حق قرآن میں لایا
سہ چھلے بعد ازاں آدم ہوئے ہیں
خدا ہم کو نصیبہ خیر دیوے
کرے نت نیک صحبت سے سرافراز
قضیہ اب قطع طول گفتگو کر
رسول اللہ کی رحلت کا بیاں کر
جب آئے وعظ کر مسجد سے اتمام
بلائے دونوں شہزادوں کو نزدیک

کیے ہیں دفن اس کو مثل آدم
گیا کس طرح ہو دنیا سے بے غم
نہ الفت عالم امکاں میں دیکھے
ستوں رو دیا بھی یہ ہے بات نادر[2]
وہ پایا رمز اپنے مدعا کا
اٹھیگا حشر میں ہو غم سے آزاد
اٹھیں گے حشر میں حیوان ہو کر
وہ بدتر چار پایوں سے خلل ہے
کہ اے انساں نہ کرنا خر کا پیشہ
علی صورت ہمارا فعل و کردار
بصورت انس ہیں وہ جملہ غافل
ہے ثابت بات از برہان (دلیل) قرآں
سہ چھلے بعد ہو مردم میں داخل
ہوا صحبت میں ان کی جا کے انساں
ہوا مقبول وہ کون و مکاں میں
کہ کلبہم باسط سب کو سنایا
جہاں میں بہتریں عالم ہوئے ہیں
نہ ہرگز کس کو صحبت غیر دیوے
تو ہوویں ہر مکاں پر شاد و ممتاز
رجوع شرح رحلت[5] مو بمو کر
جہاں پر ابر غم کا تشائیاں کر
پڑا تب حضرت حسنین کا کام
دم ہجراں کے بیماروں کو نزدیک

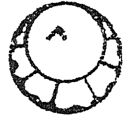
[1] ہیزم یعنے لکڑی ۱۲
[2] نادر یعنی عجیب ۱۲
[3] کالانعام یعنے مانند حیوان کے ۱۲
[4] بلہم اضل یعنے بلکہ اس سے بھی گمراہ ۱۲
[5] رحلت یعنی کوچ کرنا



یعنے سوز کرنا ۱۲
[6] سایبان یعنے سایہ کرنے والا
بھنڈی میں اسکو چھپر کھٹ کہتے ہیں یعنی
جو دھوپ سے بچا دے ۱۲

دونوں شہزادگاں با درد و افغاں — بسوز برق و چشم ابر باراں
بآہ رعد نالاں دیدہ نمناک — گریباں تا بداماں چاک در چاک
حسنؑ با اشک اخضر سبز در سبز — حسینؑ اشک خونی رمز در رمز
سو یوں روتے تھے جا نزد پیمبر — ہوئے حاضر کہے اللہ اکبر
پکارے آہ واویلاہ تا نا — ہماری تم سو ایکبار ادنانا
یہ واویلاہ سن اصحاب سارے — سبھی یک لخت ہو کر آہ مارے
ہوا تھا اس قدر مجلس میں غوغا شور — یہ غم جنبش میں آیا عرش کبریا
سو شہزادوں کو حضرت نے بلائے — بہت حسرت سے چھاتی کو لگائے
کہے رو رو کے میرے نور عینین — کہ اے شبیر و شبر یعنی حسنینؑ
وہ رونا دیکھ اون کا رو کے بولے — معمّا زمرۂ[1] محفل میں کھولے
کہ اشک سبز سے رونا حسنؑ ہے — زمرد گوں[2] جو غم سے پیرہن ہے
کہ اس کو زہر سے ماریں گے ظالم — حسینؑ کے ہیں خونی اشک ملہم[3]
سو اس کو قتل کر کے کربلا میں — بہاویں گے لہو دشت بلا میں
یہ کہہ کر سرور عالم نے روئے — دُرِ اخوان کو مژگاں[5] سے پروئے
نما کر سر کو نیچے شاہ مختار — رہے در انتظارِ وحی یکبار
ادھر حضرت نے اپنا سر نمانا — ہوا جبریلؑ کا فی الحال آنا
سو آتے ہی محمد مصطفیٰؐ نے — کہے اوس وقت فخر الانبیا نے
اخی جبریل تم بولو شتابی — پھرے گا جبکہ یہ چرخ دولابی
حسینؑ کو کہاں ماریں گے فاجر — بتانا مجھ کو بالتحقیق یکسر
سو یوں جبریل رو کر یوں اٹھے ہیں — بصد آہ و فغاں اتنا کہے ہیں
کہ ہے اک کربلا کا دشتِ حجروں — کہ وہ صحرائے دق ہے غم سے پُر خوں
کہ اس صحرائے وحشت میں ہو مظلوم — رہے مقتول یہ شہزادہ معصوم
کہ قبل از فوت کے دن تین کشتہ — رہیں تشنہ گرسنہ آلِ حیدر پاک

[1] زمرہ یعنی گروہ یعنی جماعت ۱۲
[2] زمرد گوں یعنی مانند زمرد ۱۲
[3] ملہم یعنی الہام کرنے والا



[4] یعنی اشک خونی آپ کی شہادت کی خبر دیتے ہیں ۱۲
[5] مژگاں یعنی پلک ۱۲

دہم تاریخ ماہ محزن غم
یہ سنتے ہی رسولؐ اللہ نے فرمائے
سو دے ناموسِ رب العالمین نے
وہ مشت خاک دشت کربلا سے
کئے ہیں لا کے جب محفل میں حاضر
سو حضرت نے وہ مشت خاک لیکر
حسینؑ کے دیئے ہاتھوں میں فی الحال
جو دیکھے مصطفیٰ سو ہو کے نالاں
کہے رو رو کے تب نور خدا نے
سنو اے اہل ایماں صاحب شان
سنو اے جملہ انصار و مہاجر
کہ مجھ بعد از جو گذریں سال چالیس
خلافت نیں برسوں تک رہے گی
وہ میری آل کو تکلیف دے کر
حسینؑ ابن علی مظلوم ہو کر
سو اہل البیت طفلاں لے کے ہمراہ
نہ دیویں گے ذرا پانی کسی کو
کہ جن کا باپ ہو ساقی کوثر
جب یہ احوال حضرت نے سنائے
ہوا اس طرح سے مسجد میں ماتم
کہ گویا واقعہ تھا کربلا کا
مدینے کا سبھی عالم تھا گریاں
صحابہ اس طرح روتے تھے سارے

جسے کہتا ہے سب عالم محرم
وہاں کی خاک کو بی اس وقت لے آئے
کہ یعنی آپ جبرئیل امیں نے
لے آئے جا کے فرمان خدا سے
سبھی حاضر تھے انصار و مہاجر
مبارک دست سے شیشہ میں بھر کر
اسی ساعت ہوئی وہ خاک سب لال
وہ برسائے نین سے لعل و مرجاں
کہ وہ حضرت محمدؐ مصطفیٰ نے
ابابکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و مردانؑ
قریشی ہاشمی جملہ معاشر
کرے ایک قوم کو ابلیس تلبیس (فریب)
یہ پھر امت میری مجھ سے پھریگی
حسینؑ کو پلاویں آب خنجر
گرے گا دشت غربت میں مقرر
جفا ان پر کریں گے قوم گمراہ
دکھاویں ساقی کوثر کے جی کو
اور وہ تشنہ مریں جنگل کے بھیتر
بھی روئے آپ اور سب کو رلائے
قیامت سے نہ تھا وہ روز کچھ کم
فلک سے تا ثریٰ غم برملا تھا
ہر ایک دیدہ تھا جوں ناسو جریانؔ
گئے گردوں تلک (آسماں) غم کے شرارے

یعنی ... ناموس ... خدا کا ... لانے والے ۱۲

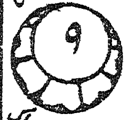
باقی ۵

ملہ جریان پانی کے جاری ہونے کو کہتے ہیں ۱۲

وہ یوں شبیر و شبر روتے تھے ہر دم
سبھی کہتے تھے الہیہات ہیہات
چلی تھی اس طرح انجواں کی دھاراں
کہ حیواں آہ و ماتم بولتے تھے
سو حضرت نے کھڑے ہو بول اٹھے ہیں
کہ میرے بعد ہوگا ایسا واقع
حسین ابن علیؑ مظلوم و معصوم
کہ اس کی بے کسی پر جو کہ رووے
نہیں جاؤں سوا اس کے بجنت
سو اتنا کہہ کے واویلا کئے ہیں
کہے اے شاہ مرداں شیر یزداں
حوالے ان کے یہ شیشہ کرو تم
یہی کہنا کہ اے عصمت کے معدن
کہ یعنی سرخ جب ہووے گی وہ خاک
یقیں لرزہ پڑے کون و مکاں میں
پڑے گا زلزلہ تخت علا تک
سو حضرت مرتضیٰ سنتے ہی روئے
لیجائے امّ سلمہؓ کے جو نزدیک
سو اہل البیت وہاں سب ملکے بکی
زمیں سے آسماں تک غل اٹھا تھا
پھر اس بعد از رسول اللہ وداع ہو
غرض رحلت کے آگے شاہ مختار
بلائے پاس اپنے خانداں کو

کہے ہے الفراق[1] اے فخر عالم
گرا اٹھا ہر جگہ ماتم کا برسات
ہوا شرمندہ اس سے ابر باراں
نینن[2] سے دُرِ غلطاں رولتے تھے
سبھو نکو غم سے رو کر یوں کہے ہیں
ہووے گا خلق سب فتنے سے راجع[3]
ہووے گا تشنہ لب مذبوح حلقوم
وہ میرا دو جہاں میں دوست ہووے
کرے گا اس پہ سایہ ابر رحمت
ولی اللہ[4] کو وہ شیشہ دیئے ہیں
رہے گی امّ سلمہؓ تب تلک یاں
کہو اون کو کہ بہتر جا رکھو تم
کہ جس دن کو پھر اوے رنگ روغن
کرو روز شہادت اس سے ادراک[6]
نہ کچھ سوجھے گا جز ماتم جہاں میں
اور یہ ماتم رہے روز جزا تک
وہ شیشہ لیکے منہ انجواں سے دھوئے
کیا غم نے دلوں میں سب کے تحریک[7]
کئے ماتم کا ایک ہنگامہ برپا
وہ گویا واقعات کربلا تھا
سبھی چھوٹے بڑوں سے الوداع ہو
محمد مصطفیٰ سالار احرار
سبھی ازواج عصمت کے نشاں کو

۱ یعنی جدائی ۱۲
۲ آنکھ ۱۲
۳ یعنی رجوع کرنیوالا
۴ حضرت علیؑ ۱۲
۵ معدن یعنی کھان ۱۲



۶ ادراک یعنی معلوم کرنا ۱۲
۷ تحریک یعنی ہلانا یعنی سب کے دلوں میں جنبش غم ہوا ۱۲

وداع یک بیک سے ہو وہ شاہ والا　　ہوئے صاحب فراش وہ سروِ بالا

حرارت زور سے آئی بدن میں　　ہوئی فرحت سبھی ملک عدن میں

فلک پر خرمی دنیا میں ماتم　　فغان و آہ سے عالم تھا پر غم

اٹھی اس طرح سے غبرا[۱] سے آواز　　ہوا اٹھا ہوش سب خضرا[۲] کا پرواز

محمد مصطفیٰ ہو حق سے مشغول　　گئے تھے خطرۂ دنیا کے تئیں بھول

اسی ساعت ہوا حکم خداوند　　کہ عزرائیل جاوے با ملائک چند

مگر غیر از رضائے دوست حاشا　　قضا کا کار فرماوے نہ اس جا

سو عزرائیل نے آکر ادب سے　　قدم چومے نبی کے اپنے لب سے

طرف پاؤں کے استادہ ہوئے ہیں　　رسول اللہ نے انکو بول اٹھے ہیں

اخی کس واسطے آئے ہو بولو　　خدا کا حکم کیا ہے بھید کھولو

سو عزرائیل بولے ختم مُرسل　　کہا ہے حق نے اے سلطان اکمل

اقامت اس جہاں کی ختم کرنا　　ہے بزم خاص کا اب عزم کرنا

یہ سنتے ہی رسول اللہ گریاں　　لگے کہنے کو ہو کر غم سے نالاں

کہ بھائی ایک ذرا تاخیر کرنا　　ہے میرے دل میں کچھ تدبیر کرنا

مُشیرُ[۳] الوقت ہیں ناموس اکبر　　میں پوچھوں انکے تیں احوال یکسر

سو اتنی بات میں وہ پیک یزداں　　کہ یعنی جبرئیل آئے اُسی آں

نبی کے پاس جلدی آکے بولے　　نشاں آرائش عقبیٰ کو کھولے

در جنت ہوئے یکبار مفتوح[۴]　　دگر اطباق رحمت کرکے مشروح

بہ فرمانِ خداوندِ یگانہ　　کہے حوروں نے عشرت[۵] کا ترانہ

سو حضرت بول اٹھے یہ سب کرم ہے　　میرے دل پر میری امت کا غم ہے

میرے بعد از میری امت کی خاطر　　خلیفہ آپ ہووے خاص قادر

میری امت کو بخشے کرکے آزاد　　لیجانا مجھ کو کرکے یہاں سے دلشاد

سو وہیں جبرئیل سرعت[۶] کرکے یکدم　　جناب کبریا میں پہونچے پر غم

۱؎ غبرا یعنی زمین ۱۲
۲؎ خضرا یعنی آسمان ۱۲
۳؎ مشیر یعنی مشورت دینے والا مشیر الوقت یعنی وقت کی صلاح دینے والا



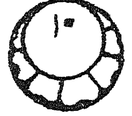
باقی

۴؎ مفتوح یعنی کشادہ ۱۲
۵؎ عشرت یعنی خوشی ۱۲
۶؎ سرعت یعنی جلدی ۱۲

کہ حضرت کا جو مذکور تھا سو
ہوا آواز اے جبرئیل دربار
خلافت میں نے امت کی قبولی
دگر مژدہ کہو لاتقنطوا[ا] کا
کہ ان اللہ بس یغفر الذنوبا
ہوا یہ بھید جب دفتر پہ مرقوم
سو تب خوش ہو کے محمود اٹھائے
کر عزرائیل سے سبقت ہوئے یار
جدائی کے ہوئے ایام آخر
وہ باطن میں تو یک تھے پر بظاہر
عجب یہ رمز یاراں گو مگو ہے
جنہوں عین الیقیں سے انکو دیکھا
خبر سنتے مدینے کے ہوادار
لگے رونے کو یوں اعیان ارکاں
ہوا غوغا ثریٰ تا عرش اعظم
صحابہ سب گریباں پھاڑ روئے
سو سب ہو متفق بر امر فرماں
دیئے ہیں غسل تب مولا علیؑ نے
کئے ہیں دفن خانہ عائشہ میں
اقل اُزدی[لہ] بہشت وگل پہ گلشن
جہاں میں ایسا واویلا ہوا تھا
صبا افسردہ ہو غنچوں کو کھولی
وہ اوّل چاک کر اپنا گریباں
ہوئی بلھار نافرماں ہو غمگیں

کئے پیغام ادا حضرت کا رو رو
تو کر خاطر نشان اونکی درین باب
وکالت بھی کروں مت رکھو طولی[لہ]
یقیں من رحمۃ اللہ سدہ کا
سنا کر بھید تا حرف جمیعا
تبسم کر کے حضرت نے معلوم
نصیرا کو بھی آنکھوں میں بٹھائے
ندا آئی کہ پہونچا یار بایار
ہوئے جا حق تعالیٰ پاس حاضر
ربوبیت سے ہے عبدیت پہ قادر
جدھر دیکھو وہی پھر رو برو ہے
انھوں دیکھا ہے حق کو اسمیں شک کیا
گریباں چاک داماں کر کے سونار
ٹپکتی چشم تھی جوں ابر نیساں
جہاں سب ہو گئی اس غم سے مدغم
کہ دل میں تخم غم تا حشر بوئے
کئے تجہیز اور تکفیں کا ساماں
یقیں شیر خدا حق کے ولی نے
بتاریخ دوازدہ نیک مہ میں
گئے جنت میں وہ جنت کے معدن
سبھوں کا غم سے دل میلا ہوا تھا
گریباں سب گلوں کا پھاڑ روئی
کیا من بعد سب کا چاک داماں
رہی لالہ کے گرد و پیش مسکیں

لہ طولی یعنی آرزو کی
لہ اشارہ ہے آیہ کریمہ کا لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یعنی مت ناامید ہو رحمت سے اللہ کی بخشش اللہ بخش دیگا تمام گناہوں



لہ اردی بہشت شمسی مہینوں میں سے ایک مہینے کا نام ہے جس کو ثور کہتے ہیں اور وہ موسم بہار کا مہینہ ہوتا ہے اور ہر شمسی مہینے کی تیسری تاریخ کو بھی اردی بہشت کہتے ہیں ۱۲

حزیں ہو غم سے لالہ داغ بر دل　　رہے ماتم نشیں ہو بر سر گل
بحسرت تھی رہی غم سے نرگس　　ہوئی تھی دیدہ گریاں سے مونس
صنوبر سوسن و نسرین و سنبل　　گریباں چاک گل نالاں تھی بلبل
نہیں ایک گل گریباں چاک بلبل　　سمن رویوں کے بکھرے غم سے سنبل
کہ نخل و نخل شاخ و شاخ گلشن　　بھی برگ و برگ غنچہ غنچہ محزن
دگر گل گل ہوا ہے بکھری بکھری　　زمیں بھی زلزلے میں غم سے بکھری
رہے غم میں گریباں چاک کر کر　　ہواؤں نے بھی اڑائی خاک سر پر
بھی یکدم صبح نے پھاڑا گریباں　　ہوا جوں تکمہ خورشید مرجاں
عجب کویل بھی غم سے بولتی تھی　　نین اپنے سے انجواں رولتی تھی
سو اس آواز سے طیار سارے　　فراق مصطفیٰ پر آہ مارے
اُڑنوالا جیح فغاں کرتے تھے ہر سو　　صدائے قمریاں اٹھتی تھی کوکو
دواب دشت ہو کر غم سے برہم　　پچھاڑے تھا زمیں پر دم کو ضیغم
تپاک و سوزش ہجراں سے ہمدم　　ہوا تھا خشک سب آنکھوں میں قلزم
فقیہہ تو اپنی جاں حضرت کے اوپر　　قدوم شارع امت کے اوپر
تصدق کر کے ایماں کو طلب کر　　درود واں پڑھ سدا مقبول رب پر
تو کر رحلت کو پیغمبر کی اتمام　　وفات فاطمہ خاتون سر انجام

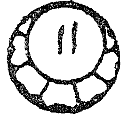
دربیان وفات خیر النسا خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیان کر محفل غم کو بہ زاری　　نہ دے اس امر میں دل کو قراری
فقیہہ ماتم نبیؐ کا تا بہ محشر　　تو اپنے دل کے پردمیں کیا کر
کہے تھے مصطفیٰ بر وقت رحلت　　کہ اے خیر النسا خاتون جنت
میرے سے سب کے اوّل تم ملوگے　　عدم میں پاس میرے آ رہوگے
سو اس قول صحیح پر بعد شہنشاہ　　ہوئیں بیمار وہ خاتون ناگاہ

له اڑنے والے جانور ۱۲
۲ه اور نوالا یعنی پرندوں
۳ه ... یعنی آنحضرت
کے فراق میں ہر طرف
چرند و پرند گریہ و زاری کرتے تھے



۴ه چوپائے جانور ۱۲
۵ه دشت یعنی جنگل
۶ه ضیغم یعنی شیر درندہ
۷ه قلزم یعنی دریا ۱۲



سو حضرت شاہ کو جلدی بلا کر — ہوئیں فارغ وصیت سب سنا کر
وہ پھر حسنینؑ کو جلدی بلائے — شفقت سے گلے اپنے لگائے
بہت روئے ہیں اس دم آہ کر کر — کہے یا دَرد و غم اللہ اکبر
کہ اے پروردگار جملہ عالم — کہ اے فیاض پاک نسل آدم
یتیموں پر میرے ہر دم کرم کر — جو ایک کو زہر دیں دیگر کو خنجر
تو ویسے وقت ان پر فضل کرنا — بہ اجر و صابری بے مثل کرنا
اگر واقع کبھو ان سے خطا ہو — عنایت سے تری سب کچھ عطا ہو
خداوندا بوقت زہر نوشی — نہ واقع ہو حسنؑ سے دلخروشی
حسیناؑ کے گلے خنجر چلے گا — بزیر خاک میرا دل جلے گا
بپاک دل سے میری مرکز خاک — کرے گی اپنا سینہ چاک در چاک
کہ ہووے تنگ عرصہ خفتگاں پہ — یقیں سمجھے گا عالم روز محشر
نہ محشر تک کوئی سونے کو پاوے — فغاں کر کر وہیں رونے کو چاہے
قیامت میں کروں ہنگامہ برپا — میری گریہ سے لرزے عرش اعلا
فرشتوں پر یہ غم ہو گا قیامت — رہے گا خلق سب زیر ندامت
حسنؑ کا پیرہن لے زہر آلود — وہ رکھ کاندھے پہ کر کر آہ پُردُود
حسیناؑ کا لے سر مذبوح پر خوں — خدا سے جبکہ اپنی داد مانگوں
پکڑ کر کنگرہ عرش معلےٰ — کروں گی صد فغاں سے وائے ویلا
میری خلاق اکبر داد دے گا — جفا کاروں سے بدلہ سب کا لے گا
یہ کہہ کر سب قبیلے کو بلائے — کئے یک یک کو مولا کے حوالے
بٹھائے جملہ اہل البیت یک دم — لگیں کہنے کو رو کر اپنا سب غم
کہ ہے حضرت کے گھر کے سب غریباں — ضعیفاں ناتوانان و یتیماں
حسیناؑ پر جب ایسا وقت آوے — فلک کجرو جب یہ سختی دکھاوے
تظلم کر کے سب قوم جفا کار — میرے لخت جگر کو دیویں آزار

ظلم

ادھر جس وقت وہ ہووین گرفتار
شرارہ آہ نکلے گور سے یوں
رسول اللہ کی ہوگی قبر لرزاں
نہ وہ طوفاں کہ وقت نوح دانا
کہ اس طوفاں نے ایک دنیا ڈبائی
بماءٍ مُنہمِر تھا تب کا طوفاں
بدمِ الاحمدی تھا جوش ہر جا
میرے سارے قرابات ونجیبات
بدشت ہولناک وسخت محزوں
سو اس غم سے فلک خم نیلگوں ہے
ہمیشہ خاک سر پر ڈال خورشید
کمان سا ہو ہلال چرخ لاغر (دبلا ۱۲)
ملایک روئیں گے عرش بریں پر
قیامت تک یہ واویلا رہے گا
مدینے میں خبر پہنچے گی جس روز
محبوں کے دلوں پر زخم کاری
سو اس دن سب قبر پر آکے میرے
وہاں رونا میرا سننا تمامی
میرے غم کی حقیقت ہووے ظاہر
جو اتنا کہہ کے خاتون کرامت
کہے سب کو کہ تم ایک لحظہ جانا
وہیں سارے غریباں باہر آئے
گئے شیر خدا مسجد کے درمیان

کبھی میری قبر ہوگی چاک یکبار
بشدت برق چمکے زور سے یوں
زمیں پر ہوئیگا ماتم کا طوفان
ہوئے تھے باب گردوں کے فتحا
اور اس طوفاں میں نوبت خوں کی آئی
اور اس طوفاں میں ہوگا خون جوشاں
لیا لالہ نے دل پر داغ کا لا
حسینا پر کہو ہیہات ہیہات
میرے طفلاں گرسنہ ہووین پرخوں
انھیں کے غم سے دایم سرنگوں ہے
کیا ہے آسماں سے قطع امید
کرے ہے اس الم سے خاک سر پر
پڑا صدمہ رہے روئے زمیں پر
زمیں پر اشک کا دریا بہے گا
لگے پیکاں ہر ایک سینہ میں دلدوز
قیامت تک رہے در خاک جا ری
کرے سارے عزیزاں غم کے ڈیرے
کہ تڑپے مرغ ساں روح گرامی
کرم اپنا کرے ساروں پہ قادر
کئے یکبارگی ساروں کو رخصت
میں جب تم کو پکارونگی تو آنا
زمیں رو رو کے انجواں سے بھگائے
مناجات و دعا کرتے تھے ہر آن

لہ شرارہ یعنی شعلہ ۱۲
چمکاری ۱۲
لہ گور یعنی قبر ۱۲
سمہ قرابات یعنی خویشیں و اقربا ۱۲
سمہ یعنی عالی نسب

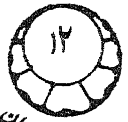


شریف لوگ ۱۲
ھ یعنی زرد و غمگین افسوس ۱۲
یعنی سرنگوں ہوئے سر جھکائے ۱۲

دونوں شہزادگان غمگین و محزوں
سو جا قبر رسول اللہ پہ دونوں
مبارک قبر پر اپنے کو وارے
شرارہ آہ سے چشمان پرسوز
دُرِ اشک ان سے بھر نرگس کے تھالے
بکھیرے گلشن زلفوں کے سنبل
بہائے چشم سے جیحوں[2] پرخوں
یہاں تک مرقدِ عالی پہ روئے
سو دیکھے خواب میں دیدار حضرت
وہ آتے ہی رسول اللہ نے کر پیار
کہے جلدی سے تم ماں پاس جانا
بھی دیگر صبر کرنا والدہ پر
کہ درجہ صبر کا از حد بڑا ہے
یہ سنتے شاہزادوں کی کھلی آنکھ
تصدق ہو مبارک قبر پر سے
جو گھر کو آگے دیکھے ہر دو شہزادو
سو پوچھے والدہ کی کیا خبر ہے
ندائے غیب سن اس دم درونکی
یہ سنتے ہی سبھی اولاد و اطفال
حسنؑ شاہ مکرم سارے ملکر
سبھی یکبارگی گھر میں جو آئے
ہوا آواز ایک اللہ اکبر
دونوں شہزادگاں یہ حال دیکھے

ہوا انتھا رنگ ماتم سے دگرگوں
وہ کرتے آہ و اویلاہ دونوں
محمدؐ یا محمدؐ کر پکارے
لگا تھا ناوک[1] ہجراں دلدوز
مزار پاک پر رو رو کے چھالے
پریشاں کرکے مرقد پر سے کاکل
بھگائے اشک سے سب دشت[3] و ہامون[4]
جو اس آوارگی[5] کے غم سے سوئے
محمدؐ مصطفیٰ کانِ حقیقت
گلے اپنے لگائے شاہ مختار
کہ اب ان کو ہے میرے پاس آنا
بلکہ ہر ایک بلائے وارد ہ پر
رضائے خالق عینِ مدعا ہے
سو کھلتے ہی وہیں روتی چلی آنکھ
چلے ہیں کھینچتے آہاں[6] جگر سے
کھڑے ہیں در پہ اہل البیت امجاد[7]
کہے ساروں نے اب وقت سفر ہے
صدا اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون کی
حسیناؑ زینبؓ و کلثومؓ در حال
بھی جملہ اہل بیت نیک محضر
نہ پھر خاتوں کے تن میں روح پائے
گئی عقبیٰ میں وہ روح مطہر
فغاں کرتے ہوئے مسجد میں پہنچے

[1] ناوک یعنی تیر ۱۲
[2] جیحوں نام ہے ایک دریا کا ۱۲
[3] دشت یعنی جنگل



[4] ہامون یعنی میدان
[5] آوارگی یعنی پریشانی
[6] آہاں یعنی آہ والی ۱۲
[7] امجاد یعنی بزرگ ۱۲

سو دیں حضرت نے سن دونوں کا آواز — ہوا اس وقت طیر ہوش پرواز
کئے معلوم مولا ان کا رونا — فغاں کر منہ کو انجو ان میں بھگونا
دونوں بر فوت مادر ہو کے نالاں — چلے آتے ہیں مثل رعد باراں
سو مولا بھی بشدت آہ کر کر — گرے بے ہوش ہو فرش زمیں پہ
وہیں حضار مجلس آ اٹھائے — سبھی سارے مرد و زن روتے ہی آئے
دونوں بغلوں میں دونوں کو اٹھائے — بصد آہ و فغاں سے گھر کو آئے
سو حضرت شاہ نے روتے ہی یکدم — گلے اپنے لگا دونوں کو باہم
مدینے کا سبھی عالم تھا ہمراہ — فغاں کرتے تھے مل اور آہ برآہ
مدینے کے تمامی مرد اور زن — چراغ چشم میں انجو انکا روغن
دلوں کی مشعلاں سے سب جلائے — زمین شہر رو رو کر بھگائے
کئے اس طرح سے ہنگامۂ غم — لگا رونے کے تیں گردوں کا عالم
گلی کوچے میں یوں آنسو چلے تھے — گویا نالوں میں پرنالے بہے تھے
سو حضرت شاہ مرداں شیر یزداں — بہت اس درد سے ہو ہو کے نالاں
کئے من بعد انھیں تجہیز و تکفین — بجا لائے ہیں سب آداب تدفین
شب دو شنبہ بیشک مرقد پاک — قریب روضۂ سلطان لولاک
شہ مرداں دگر حسنینؑ و سلمانؓ — کئے اس گنج پنہانی کو پنہاں
وہاں سے پھر کے سب گھر کو گئے ہیں — بہت کچھ خلق نے ماتم کئے ہیں
رسول اللہ کی رحلت پر جو تھا غم — ہوا اس سے زیادہ یہ بھی ماتم
تمامی خلق مستورات عالم — ہوئے تھے اس الم سے سخت برہم
فقیہہ اب تو بھی آنکھیں پونچھ رونا — یہاں ترک ادب ہرگز نہ ہونا
یہاں چشم فلک ہوویں گے تارے — دگر واللہ اعلم راز دارے
کہ اے خاتون جنت خیر نسواں — مجھے کچھ عرض کرنے کا نہ امکاں
میرا ایک خرد سالہ ہے اسے تم — مراد دل کا والدؓ ہے اسے تم



دعا اپنے سے رکھنا دمبدم شاد
رہے ان کا ہمیشہ خانہ آباد

کمال علم اور نیکو خصایلؔ
شریعت کا رہے تا زیست قایل

خدا اقبال کرے اسکو بدوراںؔ
رہے دین محمد پر وہ شایاں

دعا پڑھ پھر کیا یہ بزم اتمام
درود اں بر محمد باد مادام

مجلس سوم

دربیان شہادت حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کروں میں مجلس سوم کو اظہار
محمد مصطفیٰؐ پر ہو کے بلہار

کہ وہ نور خدا رکن جہاں ہیں
کہ جن کے واسطے کون و مکاں ہیں

وہ فخر العالمیں دریائے رحمت
ضیائےؔ دو جہاں کان مروت

وہ ہیں خلق عظیم کے معانی
ربوبیت کی ان میں تھی نشانی

بشر کوئی بھی دنیا میں ہوا ہے
زمیں پر جس کا سایہ نہیں گرا ہے

ہر اک شے کو لوازم عکس آیا
بغیر از عکس نیں کس کو بنایا

نہ جس میں عکس وہ ظلؔ خدا ہے
حبیب حق محمد مصطفیٰ ہے

رسول اللہ بوقت رحلت خاص
کہے تھے سب کو اے یاران اخلاصؔ

رہو اخلاص سے باہم ہمیشہ
نہ کرنا ترک فرمانے کا پیشہ

سو بعد از دفن پیغمبر دگر روز
بہم مل کر جمع اصحاب دل سوز

کئے بیعت بصدیق زمانہ
وہ سالار و جوان مرد یگانہ

وہی بو بکرؓ ہیں صدیق اکبر
کہے ہیں جن کے تیئں اکثر پیمبرؐ

کہ میرے بعد اول بر خلافت
رہے مسند نشیں ہو مہرؔ رافتؔ

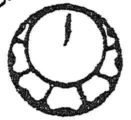
کہ اول سب سے ایماں لائے ہیں وہ
بہت جلدی سے دین میں آئے ہیں وہ

طریقہ ان کا محکم صدق کامل
ہے رتبہ ان کا سب یاروں سے فاضلؐ

سنو یاران لطیفہ ایک بہتر
کہے صدیق کو ایک دن پیمبرؐ

کہیں

لہ خصایل یعنی خصلتیں عادت ۱۲ ؔ دوراں یعنی زمانہ ۱۲ ؔ ضیا یعنی روشنی ؔ ظل یعنی سایہ ۱۲ ؔ یعنی خالق اور



سچے دوست ۱۲ ؔ مہر یعنی آفتاب ؔ رافت یعنی مہربانی ؔ محکم یعنی مضبوط ؔ بزرگی و ۱۲

کہ میں مکے سے جب ہجرت کروں گا
کہے تھے مصطفیٰ ایک سال اوّل
سو تم اور میں دونوں ہجرت کریں گے
سو پھر اس روز سے صدیق اکبر
فراغت پا عشا سے صدق افروز
فجر سے دست بستہ در کے آگے
رہے اس بات پہ تا سال حاضر
سو حضرت یک برس پیچھے سے یاراں
کئے اس روز سارے مصلحت یوں
وہ سارے خود موئے لیکن محمدؐ
وہ آدھی رات سب ملکر جفاکار
وہیں شیطان اپنا وقت پایا
کر اس سے مشورہ قوم سیہ دل
ولے تھا معجزہ پیغمبری کا
نہ کوئی جا سکے دولت سرا میں
سو گرد اگرد گھر کو گھیر بدکار
ادھر حضرت رسول اللہ پہ اسدم
وہ آتے ہی ہوئے بیدار حضرت
ہوا ہجرت کا تم کو حکم مطلق
کہ تم جلدی ابھی اٹھ کر سدھارو
مکرم فرش پر ان کو سلانا
کہے حضرت نے جبریل عقل کل کو
ابھی سب جاگتے بیٹھے ہیں دشمن

جو آدھی رات کو تب سے ملونگا
خبر ان کو دیے تھے ختم مرسل
مدینے کی طرف شب کو چلیں گے
عشا پڑھ کر جو جائے گھر کے بھیتر
مسلح ہو کے تیاری سے فیروز
کھڑے رہ روکتے یکسا جاگے
کہ شاید ہو گئیں اب حضرت مہاجر
قریشوں نے کئے جب سخت طوفاں
کہیا ناذات پیغمبر کو جیوں تیوں
ہوئے سب کے اوپر سردار سرکش
چلے دینے رسول اللہ کو آزار
عرب کی شکل سے ان پاس آیا
سو پہنچے باب پیغمبر پہ سب مل
ازل سے بخت و تخت و افسری کا
وہ حلقہ باندھ کر بیٹھے تھے رہ میں
بقصد قتل مل کے بیٹھے یکبار
سو آئے جبرئیل پیک اکرم
کہے روح الامیں اے گنج رحمت
کہا ہے اس طرح سے حضرت حق
علی مولا کو اپنی جائے راکھو
بخیریت یہاں سے اٹھ کے جانا
ضیائے دو جہاں مہر سُبل کو
کہے جبریل میں کرتا ہوں انجن

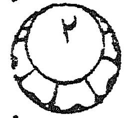


سے مسلح یعنی ہتھیار بند ۱۲
سے فیروز یعنی کامیاب
سے یعنی ... وفتنہ ... ۱۲
سے ... سرکش یعنی ...
سے آزار یعنی تکلیف
سے یعنی دروازہ ۱۲
سے پیک اکرم یعنی قاصد بزرگ ...
و الا ۱۲

سو اس انجمن سے سب بےہوش ہو دیں
یہ مشت خاک کو دستوں میں لے کر
فراغت ہو کے حضرت آپ جانا
یہ سنتے ہی مُسلّح ہو کے حضرت
نکل کر گھر سے باہر شمس وحدت
سو وہ خاک کرم ہو کے انجمن
یہانتک جو عزازیل وا بابیل
سو اس شب وہ بھی سب کے ساتھ ہو کر
کہ وہ جس روز سے پیدا ہوا تھا
سو آدھی رات کو وہ فخر سالار
دیئے دستک آواز سو وہ صدیق اکبرؓ
رسول اللہ نے دیکھے ان کو تیار
ادا کر کر سلام ان ساتھ اوّل
کہیں شاید کہ جاتے ہو عزا کو
کہے صدیقؓ نے اس وقت سلطان
مجھے جس وقت سے بولے ہیں حضرت
سو اس دن سے ہمیشہ شب کو تا فجر
کہ لے اس روز سے ہیں تا الی الآن
سو حضرت نے کہے جلدی چلو تم
دہیں صدیق ہو حضرت پہ بلہار
کئے لا اپنے فرزندوں کو قرباں
سو حضرت نے حقوق ان کے ادا کر
شتاباں کو لے کے حضرت پاس آئے

سحر تک بستر ذلت پہ سو دیں
اڑانا ان ملاعینوں کے سر پہ
یہاں سے ہو جیئے جلدی روانا
سلائے شاہ مرداں کو بخلوت
اڑائے خاک انکے منہ پہ حضرت
ہوا چشموں کے تئیں غفلت کا منجن
تمامی عمر میں سویا تھا وہ فیل
رہا غفلت میں سو کر خاک سر پہ
وہ ایک لحظہ نہ غفلت میں رہا تھا
گئے بوبکرؓ کے گھر شاہ مختار
وہیں در کھول کر نکلے ہیں باہر
مسلح ہیں بہ رمح و تیر و تلوار
یہ فرمانے لگے سلطانِ مرسل
مسلح ہو کے اپنے مدعا کو
میرے سب خانماں تم پر سے قرباں
کہیں اور تم کریں یک ات ہجرت
سمجھتا ہوں میں ہر شب کو شب قدر
کھڑا رہتا ہوں کہ ہجرت کا ساماں
یہ تھوڑی شب کہیں چل کر چھپو تم
لجائے گھر میں اپنے وہ قوی یار
تناول بھی کئے حاضر با مکاں
شتابان اپنا بلائے شیخ اکبر
خبر یک جائے یہاں کی سنائے

لہ جمع ملعون کی ۲ رمح یعنی نیزہ ۳ بھالا ۳ عزا یعنی



الیٰ الآن یعنی اس وقت

سو پیغمبر دگر صدیق اکبر
کہ اس کا نام کہتے ہیں جبل ثور
وہ ہے بالا وے ہے اسمیں یک غار
سو حضرت او شہ صدیق دانا
وہیں صدیق اکبر بول اٹھے ہیں
میں اول جا کے جب تمکو پکاروں
سو اوّل جا کے صدیق یگانہ
وہاں دیکھے کئی سوراخ سوراخ
سو اوّل کر کے اپنا پیرہن چاک
سو ان ٹکڑوں سے سوراخونکو موندے
مگر ایک چھید کو کپڑا نہ پہنچا
غدا اپر سونپ حضرت کو بلائے
دروں جاتے ہی پیغمبر نے فی الحال
خمار آلودہ نرگس تھے زاول
تن صدیق پر لیٹے سو سوئے
پس از یک لحظہ در سوراخ پایئں
سو اس میں اژدہا تھا سخت زہری
سو ایسا زہر بر صدیق رض اکبر
سو اس شدت سے وہاں صدیق رض نے پھر
نہ گھبرائے نہ حضرت کو پکارے
سو یعنی حضرت صدیق نو شرو
ہجوم زہر کی شدت سے پیہم
گل رخسار پر جب گرم آنسو

شبان کو ساتھ لے پہنچے وہاں پر
ہے سہ فرسنگ مکے سے تو کر غور
بہت رہتے ہیں اس میں عقرب و مار
کئے تجویز اندر غار جانا
کہ ٹھہرو یا رسول اللہ تا میں
چلے آنا کہیں جی اپنا واروں
گئے اس غار میں اپنا ٹھکانہ
بھرے ہیں کژدم و مار اسمیں گستاخ
کئے ہیں خس و خار و خاک کو پاک
بھی حیات و کژدم اسمیں کوندے
رکھ اپنے پاؤں کی ایڑی کو اسجا
اپس مانڈی پہ سر رکھ کر سلائے
سر اپنا زانوئے صدیق پر ڈال
گئے پھر نایم عینی سے تکحّل
نہ تھم نوم اخ الموت بوئے
رکھے تھے جس پہ ایڑی صدق آئیں
وہیں بو نکر کی کاٹا تھا ایڑی
چڑھا سو ویں اٹھی تھی لہر ان پر
ذرا جنبش نہ کی حضرت کی خاطر
ہوئے مضطر اپنے دل میں آہ مارے
جو ٹپکانے لگے آنکھوں سے آنسو
عذار وش پر گرا آنسو کا شبنم
گرے سو مصطفیٰ شمس الضحیٰ ار

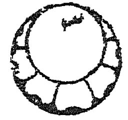
یعنی عقرب و مار یعنی بچھو و سانپ
حیات یعنی سانپ
نوم اخ الموت
یعنی نیند موت کا بھائی ہے



مبارک آپ کی
معنی بیقرار
عذار یعنی رخسار
رخسار یعنی گال ۱۲

نقاب نرگس شہلا کو کھولے ۔ دیکھے صدیق کو روتے سو بولے
کہ اے صدیق اکبر کیا خبر ہے ۔ مگر کچھ کافروں کا شور و شر ہے
نہ کچھ دل میں کرو وسواس حاشا ۔ ہمارے ساتھ ہے گا حق تعالےٰ
و گر پیچھے نظر کر دیکھنا تم ۔ کہ دو ملّاح کشتی لے کے باہم
کھڑے ہو بولتے ہیں مجھ کو بیباک ۔ عدو کا زور ہو تو شاہ لولاک
یہ زورق[1] بے بہا حاضر ہے اس پر ۔ بیک دم پار ہو جانا اتر کر
دیکھے صدیق نے زورق و ملّاح ۔ بھی یک چشمہ منوّر نور مصباح[2]
یہ دیکھے سو کہے بوبکر فی الحال ۔ کرے حق دشمنوں کو آپ پامال
ولے یہ کون ہیں ملاح و کشتی ۔ بھی یہ چشمہ کہاں کا ہے بہشتی
کہے حضرت نے یہ ہے حوض کوثر ۔ یہ دو ملّاح قدسی[3] ہیں مقرّر
ہیں میکائیلؑ و اسرافیلؑ باہم[4] ۔ لیجاویں وہ جہاں چاہینگے تم ہم
بھی فرمانے لگے بوبکر یوں کر ۔ محمد مصطفیٰؐ عالم کے رہبر
نہیں معلوم ہوتا مجھ کو اب تک ۔ میری ایڑی کو کاٹا سانپ بیشک
کہ جس کے زہر نے کر جوش مجھ کو ۔ کیا ہے یا نبی بے ہوش مجھ کو
سو حضرت نے کہے ایڑی نکالو ۔ تم اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو
سو دیں صدیق نے ایڑی اٹھائے ۔ لب اپنے مصطفیٰؐ نے وہاں لگائے
خدا کے حکم سے وہ زہر مطلق ۔ ہوا ہے بے اثر از حکمت حق
جو بعد از رحلت ختم رسالت ۔ کہ دویم روز وقت صبح حسرت
صحابہ جملہ مسجد میں ہو یکجا ۔ خلافت کا لگے کرنے کو چرچا
سو سب اشراف تھے مکے کے حاضر ۔ مدینے کے بھی انصار[5] و مہاجر
اسی مجلس میں فاروق معظم ۔ سو وہ شاہ عمرؓ خطاب محرم
بذات و حشمت و شوکت سے اسدم ۔ کھڑے رہ کر کہے اے جملہ عالم
محمد مصطفیٰؐ عالم کے سلطان ۔ امامت کا دیئے ہیں جنکو فرمان

[1] زورق بمعنی کشتی
[2] مصباح بمعنی چراغ
[3] قدسی یعنی فرشتے ۱۲
[4] باہم یعنی ایک ساتھ
[5] انصار یعنی مددگار لوگ اور اصحاب



انصار آنحضرت کے ہجرت مدینہ منورہ میں مدد کے واسطے آئے تھے اور مہاجرہ اصحاب جن لوگوں نے اپنا وطن چھوڑ کر حضرت کے ہمراہ ہجرت قبول کیا ۱۲

وہی ہیں لائق تخت خلافت
سو میں قول نبیؐ پر سب سے اوّل
ہم ان کے امر فرمانے پہ حاضر
کہے صدیق اکبر نے بھی بارے
اگر میں ہوں دلیل حق پہ قایم
تو میں سردار ہوں اہل صفا کا
یہ سنتے سب نے وہاں بیعت کے ہیں
وہیں منبر پہ چڑھ خطبہ پڑھے وہ
بہت اسلام ان کے وقت پھیلا
با زینت ہوئی دین نبیؐ کو
تمامی خلق آسودہ ہوا تھا
سو چندیں روز بعد از صدق اندوز
سنو تم اے سبھی یاران احمدؐ
کہ ایک دن سرور و سالار و مختار
دونوں شہزادگان ہمراہ لے کر
سو ہو کر میں نہایت شاد و خرّم
دونوں شہزادگان پر بھی فدا ہو
اسی دم ایک مومن نے شتابی
وہ پیغمبر نے خود ہاتھوں میں لیکر
سو میں بھی خوانچہ خرما منگایا
اسے بھی آپ کے آگے رکھے ہیں
کہ یا صدیق تم بھی آکے کھانا
شروع کھانا نہ فرمائے تلک وہاں

یقیں صدیق اکبر با شرافت
کیا بیعت بمرد خاص افضل
سبھوں میں شخص بزرگتر ہے نادر
الا یا معشر الاسلام سارے
بحکم مصطفےٰؐ مشغول دائم
خلیفہ ہوں محمد مصطفےٰؐ کا
سب حاضر حکم پر ان کے ہے ہیں
کہ یہ دیوار دین جو ہر چڑھے وہ
کسی کا دل ہوا نہیں ان سے میلا
بہار آئی تھی باغ احمدی کو
زمین و آسماں سب پُر ضیا تھا
بوعظ و شرع سے تھے محفل افروز
سنائے ہیں وہاں صدیق نے تمد
محمد مصطفےٰؐ سلطانِ ابرار
تفرّج سے چلے آئے مرے گھر
گرا قدموں اوپر با دیدۂ نم
بہت جلدی سے گھر میں لے چلا سو
لے آیا بھر کے خرمے کی رکابی
رکھے حسنینؓ کے آگے مقرر
وہ امّ عایشہ نے جلد لایا
بہت خوش ہو کے یوں مجھسے کہے ہیں
سو میں نے بھی کہا حضرت کا مانا
عمرؓ عثمان و باہم شاہ مرداں

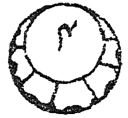
۱؎ یعنی اے گروہ اسلام ۲؎ ضیا یعنی روشنی پر ضیا یعنی روشنی سے بھرا ہوا ۱۲ ۳؎ تفرج یعنی سیر کرتے ہوئے ۱۲



چلے آئے سو حضرت نے بلائے
لگے کھانے کو سب ملکر خوشی سے
سنو تم مل کے اے یاران جانی
بڑا رتبہ لیا سب سے انھوں نے
نبوّت کے برابر منزلت ہے
سوان دونوں نے وہ پائے ہیں بیشک
صبا محشر میں ایسے کرّو فر سے
یہ سنتے بول اٹھے بوبکر و خطاب
کہے حضرت سے چاروں یار یکسر
شہادت ہم بھی پہنچے ہیں محمدؐ
سو میں نے سب سے اوّل دوستداران
قبولا ہوں شہادت باسعادت
یونہیں صدیق نے رو رو کے بولے
یہ سن احوال سب یاران جانی
یہ کہتے ہی لگے رونے کو صدیق
صحابہ سب لگے رونے کو یکبار
دونوں شہزادگاں کو تب بلاکر
یہ فرماتے رہے صدّیق اکبر
خدا تم کو بلا پر صبر دیوے
ہو فارغ ایک دن طاعت سے بارے
محبت جس قدر تھی مجتبیٰ سے
اسی صورت سے بس صدیق اکبر
یہ بیماری میں فرمائے کہ یاراں

بہت رافت[۱] سے ان سبکو بٹھائے
محمدؐ مصطفیٰ بولے سبھی سے
عجب حسنینؑ ہیں میری نشانی
سیادت کے چمن کے گلرخوں نے
شہادت کا نہایت مرتبت ہے
شہادت کا ملا گنج مبارک
چلیں گے خلد میں عزّ و قدر سے
دگر عثمان و حیدر خاص اصحاب
طفیل حضرت حسنینؑ سرور
محمدؐ مصطفیٰ نے کی دعا تد
محمدؐ مصطفیٰ کے غمگساران
پیوں گا باصفا جام شہادت
بہت دُرِّ[۲] ثمین[۳] آنکھوں سے رولے
کیے حسنینؑ کی خاطر اشک رانی
ہوئے جن سے عدم کا فرزندیق
ہوا مسجد میں ماتم سخت بسیار
برافت[۵] دوش[۶] الفت[۷] پر بٹھاکر
کہ اے نورالہدا شبیرؑ و شبرؑ
بہ محشر تم کو اس کا اجر دیوے
بخار آیا سو پھر گھر کو سدھارے
سدا ان کو رسول باصفا سے
تھے عاشق بر رخ شبیرؑ و شبرؑ
محمدؐ مصطفیٰ کے دوستداران

۱ رافت یعنی مہربانی
۲ دُر یعنی موتی ۱۲
۳ ثمین یعنی بیش قیمت
۴ یعنی ... آنکھوں سے ...
۵ ... یعنی ...
۶ کافر زندیق یعنی بے دین



۵ بیماریاں ۱۲
رافت یعنی مہربانی
۶ دوش یعنی کندھا
۷ الفت یعنی محبت ۱۲

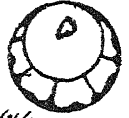
امانت تھی خلافت مجھ حوالے / میرے بعد از عمرؓ اس کو سنبھالے
کہ ان کے حق میں چندیں بار سرور / کہے مجھ بعد گر ہوتا پیمبر
کہ کوئی غیر از عمرؓ ہرگز نہ ہوتا / نہ کشتِ دین غیر از ان کے بوتا
وہ لائق ہیں رسول اللہ کے پیارے / یہ سن بیعت کئے سب ان کے بارے
وہیں جاتے ہی گھر کو شاہ صدیق / (پہلے) نخستین بوبکر مصداق تصدیق
بخار آلود ان کا تن ہوا سب / جو کاٹا مار نے تھا غار میں تب
وہ مار غار کا سم جفاناک / اثر جس کا نہفتہ (پوشیدہ) مخفی در تن پاک
امانت تھا بدن میں بند در بند / سو بعد از واقعات چند در چند
قضا پھرتے ہی اس نے جوش کھایا / مطہر روح ان کی حق لیجایا
گئی عرش معلیٰ پر وہ تب روح / ہوئے ہیں باب (دروازہ) رحمت ان پہ مفتوح (کشادہ)
خدا راضی ہو بخشا ہے شہادت / عطا حق سے زیادت در زیادت
بڑا ماتم ہوا اس روز یاراں / گرا انجواں کا ہر سو ابر باراں
رسول اللہ کے ماتم سا ہوا غم / پھر آگے کیا کہوں واللہ اعلم
تمامی خلق یوں روتے تھے سارے / بہت رو رو کے نعرے غم کے مارے
بموجب حکم فرمانے کے مدفون / گئے روضے میں با صد درد و محزون
محبان جوش دو وردِ دروں (سینہ ۱۲) کو / پڑھو اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن کو
جو کوئی دنیا میں آیا پھر وہ جاوے / بجز حق یہاں کوئی رہنے نہ پاوے
ہے حکم حق تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ / کہ ہے گا ذَآئِقَۃِ فِی المَوْتِ جس
وہ پھر محشر میں سارو نکو اٹھاوے / زمیں کی قید سے سب کو چھڑاوے
ہو ویگا بعث سب کا در قیامت / سبھی بالا ہووے گا قد و قامت
حساب نیک و بد حرفاً بحرفاً / سزائے بد جزائے نیک عمداً
کہ اس بعد از شفاعت شاہ مختار / ولیکن بے نمازوں سے ہوں بیزار
پھر امتہ ان سے جاویں گے نکل کر / اے مومن مت نمازوں میں خلل کر

سرشت یعنی کھیتی ۱۲
۱۴ باقی
زہر ۱۲ سنہ
بعث یعنی اٹھنا ۱۲

اگر کیسا ہی کامل ہووے مومن / خلاصی غیر سجدہ ہو نہ ممکن
فقیہ کب تک رہے غافل تو حق پہ / تو باقی عمر اپنی ذکر میں کھو
بہت مدت ہوا آوارہ[1] حیراں / تو آخر وقت کر آخر کا ساماں
تو کر صدیقؓ کی آخر شہادت / کہ وہ کان ولایت باکمالت
دیکھو صدیق اکبر کا خلاصہ / وہ شخص نیک محضر کا مواسہ[2]
وہ ایسے یار باہر در و ہمراز / رسول اللہ سے تھے دنرات ومسا
وہ اپنا جان کر قرباں بحضرت / ہوئے آخر کو آسودہ بہ جنت
کہ رضی اللہ عنہم شان ان کا / رضوا عنہ ہوا دیوان ان کا
ہے ان کی دوستی سے اتنی امید / تو ہی ایمان پاوے تا بجاوید[3]
ہمیشہ رحمت اللہ ہو ان پر / درود ان باد بر روح پیمبر

بیان خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

قلم چاک گریباں ہو بہ ماتم / سیہ انجوان سے کاغذ کو کیا نم
لہو جل کر لیا رنگ سیاہی / لکھا پھر غم کے غارت کی تباہی
گریباں تا بداماں چاک در چاک / اڑایا دشت غم کی ہر طرف خاک
سو ہوا اس خاک سے گلزار میں جھاڑ / گل و بلبل سحر دامان کو پھاڑ
کہ ہر ہر برگ گل ہے نقش غم کا / گریباں چاک ہے گل صبحدم کا
سراپا حلقۂ غم ہو کے گرداب / کیا ہے اشک سے ہر جا گل آب
کہ اس گل سے گل رعنا ہو پیدا / کرے حسینؓ کے ماتم کو برپا
پہ اول ذکر اصحابوں کا کر کر / لکھوں من بعد اس ماتم کا محشر
خلافت جب دیئے صدیق اکبر / عمرؓ فاروق اعظم کو مقرر
وہ دیگر روز آ مسجد کے درمیان / ہو حاضر یوں اٹھے با اہل ایقان[4]
خلیفہ دوجا ہوں اے معاشر[5] / سنو یا قوم انصار و مہاجر

[1] آوارہ یعنی پریشان
[2] مواسا یعنی غم خواری کرنا مدد کرنا ۱۲
[3] جاوید یعنی ہمیشہ
[4] ایقان یعنی یقین جاننا اور اہل ایقان سے مراد یعنی اللہ رسول کے احکام کو یقین جاننے والے ۱۲

[5] معاشر یعنی حاضرین ۱۲

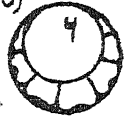
اطاعت پر رسول اللہ کے دایم　　رہوں گا تا دم آخر میں قایم
خلیفہ اوّلیں صدیق اکبرؓ　　میں بیٹھا دو یمی ان کے مکاں پر
خلافت اور بزرگی کے تھے لایق　　گئے دنیا سے با ایمان فایق
کہ میں عاجز تھا راہوں امیر ایک　　کئے بیعت سبھوں نے وعظ سن نیک
جو سب سے پیشتر مولاعلیؑ نے　　وہ خورشید سپہر منجلیؑ نے
کئے بیعت بصدق دل شتابی　　کئے موصوف انھیں باخوش خطابی
ہمارے تم امیر المومنین ہو　　ہیچ تم معدن علم الیقین ہو
یہ سُن ساروں نے آ بیعت کئے ہیں　　اور اُن کے امر پر حاضر رہے ہیں
سبھی راضی تھے اس نیکو شیم سے　　نہ تھے فارغ بجز آرے نعم سے
اور ان کے وقت سے اسلام بسیار　　ہوا خورشید دیں دنیا میں اظہار
بھی ان کا عدل تھا ایسا جہاں میں　　بلکہ شہرہ پڑا کون و مکاں میں
برائے داب شرع دین و ملت　　کئے حد اپنے بیٹے پر بہ شدت
یہاں تک ان کو دُرّے کھینچ مارے　　جو دم آخر ہو دنیا سے سدھارے
اور ایسا داب تھا ہر ایک شے پر　　مناقب ان کا یاد آیا ہے بہتر
کہ ایک دن ایک ضعیفہ تیل لیکر　　چلی آتی تھی سو ٹھوکر جو کھا کر
گرا وہ تیل سب پشت زمین پر　　جو خشکی نے زمیں کے پی گئی پھر
سو وہ عاجز ضعیفہ آ عمر پاس　　کہی فریاد ہے اے افضل النّاس
یہ سنتے ہی کہے فریاد کیا ہے　　تب وہ احوال بڑھیا نے کہا ہے
ادھیلے کا لئے تھی تیل میں نے　　گرا ٹھوکر سے اس کے تئیں زمیں نے
اسی دم پی گئی با اضطرابی　　میرے کھانے کی ہو گئی اب خرابی
کہے حضرت عمر اے پیرزن نیک　　اگر پیسے کا ہے تیرے چلن نیک
تو کیا طاقت زمیں پیوے گی اسکو　　خدا کے حکم سے ملتا ہے خوش خو
سو تب رو کر وہ بڑھیا بول اٹھی ہے　　حلال ہے دام میرا وہ کہی ہے

سنئے
لائق فایق
منجلی ۱۲ ع منجلی
باقی ۱۳
یعنی روشن ۱۲
شیم معنی خصلتیں ۱۲

میں پیرِ خاکات کر کر تی ہوں گذراں
یہ سن حضرت عمر فاروق اعظم
سو جا نزدیک اس قطعۂ زمیں کو
جو روغن اس ضعیفہ کا نہ دیوے
قیامت میں بھی اس کا جرم[1] لونگا
کہ ایک مخلوق دیگر کو ستاوے
یہ سنتے ہی زمیں نے کھائی لرزہ
سبھی روغن جو پی تھی سو اگل کر
وہ بڑھیا نے سب اپنا تیل لیکر
سنو یارو ان جو یوں ہو عدل انکا
تھا ایسا حشمت و شوکت انھیں کو
جو ان مردود لاور کار پرداز
کہ دلق بیشت من کو پہن تن پر
اور ایسا حکم غالب تھا بہر سو
کہ عدل و خوف سے ڈرتا تھا عالم
مناقب اور یاد آیا ہے ان کا
کہ ان کے وقت آیا مصر در دین
امیر اپنی طرف سے کر تعین[3]
تھا اُن کے پیشتر دستور واں کا
کہ یوں ہر سال آوے ندی نیل
کہ جوش نیل یوں چڑھتا تھا حالا
جو اں ایک باکرہ محبوب و خوشرو
لجا کر نیل میں اس کو ڈبا دیں

یہ چرخ کج مجھے کرتا ہے حیراں
چلے درہ لے بڑھیا ساتھ پیہم
کہے درہ پکڑ اے خاک سن تو
تو عدّ شرع عاجز تجھ پہ لیوے
خدا سے یہ تظلّم بول دونگا
جہنم میں خدا اس کو جلا وے
ہوا سینہ بدہشت پُرزہ پُرزہ
زمیں کو جوش آیا اس خلل پر
چلی گھر کو دعا کر کر عمر پر
نہ کیوں ان پر عنایت ہووے حق کا
کہ دنیا میں نہ تھا ویسا کسی کو
محمد مصطفٰے کے یار ممتاز
اُسی سے روز و شب پھرتے تھے اکثر
چریں ایک کھیت پر نت شیر و آہو[2]
خلافت پر ہمیشہ تھے مسلم!
گویا تھا عدل ان کا حکم کن کا
کئے ہیں فتح اس کو فتح آئین
کتنا اسلام ہوا ان پر تیقن[4]
بہ حال مصریاں مذکور واں کا
کہ پہنچی ہے گی مدت اسکی بے قیل
جو سارا خلق ہو کر جمع یک جا
کریں تیار سب اسباب دلجو
تب اترے موج سب آرام پاویں

[1] جرم یعنی بدلہ ۱۲
[2] آہو یعنی ہرن ۱۲
[3] تعین یعنی مقرر ۱۲
[4] تیقن یعنی یقین
کرنا پیچ نمبر مصر میں



ایک امیر مقرر کر دیا تاکہ تمام اہل اسلام کو یقینا سر ہیں اور اہل اسلام مصر ایمان میں جاری ہیں ۱۲

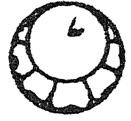
سوا بس اسلام کے ایام بجیتہ
کہ جا اس حاکم مومن کے نزدیک
سو وہ مرد مسلماں نیک افغاں
میں ہرگز آدمی دینے نہ دونگا
گران کا حکم آوے جان دینا
سو ویں اس مرد حاکم نے لکھا ہے
جو دیکھے حضرت فاروق اعظم
سو اس حاکم اوپر تو آفریں کر
کہ اے مومن تجھے صد مرحبا ہے
نہ ہرگز آدمی کا خون کرنا
بھی اس کاغذ میں سب احوال لکھ کر
یہی مضموں لکھے تھے جان خطّاب
یہ خونِ دختران گردن پہ لیکر
تو بندوں کو خدا کے جو ستاوے
تو اے دجلہ ہے مخلوق خداوند
ہوا جو کچھ پھر آگے کو خبردار
لکھے تھے مصر کے سب لوگ لیکر
اور اس پرزیکو چھوڑو شط کے درمیاں
جو یہ خط جا کے پہنچے مصر کے بیچ
وہ حاکم نے بصد اکرام کر کر
بشطّ النّیل بسم اللہ کہہ کر
وہ پرزہ جب کہ پانی میں گرا ہے
بہت لرزاں ہو دجلہ پھر گیا ہے

جو دیویں نذر دریا ایک دختر
رہا لینے کو سارے اہل تشکیک شک
کہا نہ نہارنیں کرنے کا یہ چاں
مگر حضرت خلیفہ کو لکھوں گا
منع میں نا کروں گا تم سو کرنا
وہ نامہ لا کے قاصد نے دیا ہے
ہوا معلوم سب احوال اُس دم
عدالت کا لکھے ہیں حکم اس پر
ہزاراں آفریں ہے حبّذا[1] ہے
خدا کے حکم پر سر اپنا دھرنا
لکھے ہیں بعد ازاں یک پرزہ دیگر
کہ اے شطّ[2] نیل بس دریاب دریاب
خراب ہووے گی تو در روزِ محشر
مقرر ہے کہ تو دوزخ میں جاوے
کریگی خون تو انساں کا تا چند
وگرنہ حشر میں ہوگی گرفتار
کنارے نیل کے جا کر مقرّر
سو دیکھو پھر کہ کیا کرتا ہے سُبحاں
کہ جیسا وصل پہنچا ہجر کے بیچ
چلا نامہ بعالم لے کے جو[3] پر
روانہ کر دیا پُرزہ مظفر[4]
ابیدم حکم سے پانی پھرا ہے
اُسی دہشت سے حیراں ہو رہا ہے

[1] حبّذا یعنی بہت اچھا ہے ۱۲ [2] شط یعنی ندی اور دریا کے کنارے کو کہتے ہیں [3] جو یعنی ندی [4] مظفر یعنی فتحمند ۱۲

باقی ۱۲

بلک ہٹ کر ہوئی نادم بہ غفلت ہے اب تک موج زن از روئے خجلت
نہ اسدن سے کسے ہرگز ڈباوے اگر فرعون یا قارون پاوے
خدا کے خوف اور ڈر سے حشر کے بھی انصاف وعدالت سے عمرؓ کے
قیامت تک نہ مارے شوخ ہو موج طرف دریا کے بہتی موج کی فوج
الا یا ظالمان ظلم پیشہ کرو کچھ خوف سے حق کے اندیشہ
کہ خاک و آب کو محشر کا ڈر ہے تمہاری ذات کو کیا بے فکر ہے
جو وعظ و پند سے مجھ کو غرض نیں محل آنے سے بولا اک سخن میں
خدا تم کو ہدایت دیوے یارو بہ سرکش نفس کو پاپوش[1] مارو
الا یا دین داران گرامی دیکھو کہتے ہیں یاران عظامی[2]
دُر دریائے وحدت کے شرف وہ ہیں نیساں بار کے افضل صدف وہ
رسول اللہ کے مقبول و منظور صدائے عدل پہنچی دور تا دور
بھی ان کے وقت پر لے روم تا شام ہوا یکبارگی احکام اسلام
جو ایران اور توران اصفہان تھے خراساں زندراں آذربجاں تھے
کہ جب ایران کے شہ کو کر کے غارت بہت کچھ لائے تھے وہاں سے غنیمت
لکھوں میں تو جدا دفتر ہو پیدا عرب میں سب وہی دولت ہے ہرجا
کہ جس کا حد نہیں لکھنے میں آتا نہ وہم و عقل میں ہرگز سماتا
جو کوتاہ قصہ نسل یزدجرد[3] سے کہ یعنی بادشاہ معتبر سے
وو دختر یک پسر لائے پکڑ کر و لے اشخاص دیگر چند اکثر
سو لا رکن خلافت کے مقابل کئے حاضر دہ کفار دنکے قاتل
خلیفہ عمرؓ نے فرمائے یوں کر جو ایمان لا دیں گے ان کو مقرر
سنجات از قتل و بخشش عافیت ہو دگر نہ تیغ کی ضربت کی لت ہو
مسلماں ہووے سو رکھنا سلامت نہ ہو دیں سو قتل کرنا اسیوقت
سو ان کے حکم پر اسدم سراسر پڑھا کلمہ نہیں کا فرجد اسر



[1] پاپوش یعنی جوتا ۱۲
[2] عظامی یعنی بزرگ لوگ ۱۲
[3] یزدجرد یعنی نام ہے ایک بادشاہ کا کہ نوشیرواں عادل کا پوتا تھا ۱۲

کہ شہزادہ بھی اس میں قتل ہو کر
جو پھر شہزادیوں کو پیش لا کر
کہے حضرت عمرؓ نے ان کو للکار
مسلماں ہو کے تم رہنا مسلّم[1]
سنا شہزادیوں نے یہ حکم جب
مصیبت میں بھی آئے تھے گرفتار
وہ جلکر بول اٹھے با درد ہجراں
یہ سنتے ہی شہ فاروق اعظم
سو پہلا حکم فرمائے قتل کا
جو وہ اخبار حضرت شاہ سنکر
سو پہنچے جلد تر[2] مسجد میں بارے
کہے ہیں پھر کہ شہزادہ کہاں ہے
اور ان شہزادیوں کو بھی بلا کر
تو ان دونوں نے ہرگز نیں قبولے
سو اُن کو بھی ہوا ہے حکم اوّل
یہ سن مولا علی افضل الناس
کہے جا کر خلیفہ سے مومنیں کو
کہے اے قبلۂ اسلام فاروق[4]
محمدؐ مصطفیٰ کہتے تھے اکثر
سو تم جلدی سے شہزادیکو مارے
جو یہ شہزادیاں ہیں سخت غمگین
بہت نازک مزاج ہوتے ہیں یہ لوگ
سو ان کو قتل کرنے صبر کرنا

عذابوں میں پڑا با جدّ و مادر
گھڑا آگے کئے برقع اٹھا کر
کہ کلمہ کو پڑھو ہو کر خبردار
گذر دنیا و از نار جہنم
جو بھائی کا بھی دیکھے سر جدا تب
بہت غمگین طبع اور سخت لاچار
نہیں ہو دیں گے ہم ہرگز مسلماں
کئے ہیں قتل کو ان پر لوازم
بجا نقارہ تب اپنے عدل کا
ولی اللہ علی[3] شیر صفدر
سلام اللہ کا اوّل گذارے
سبھوں نے بول اٹھے مارا گیا ہے
کئے اسلام کا جب حکم ان پر
خدا اور مصطفیٰ کو دل سے بھولے
جو کرنا تیغ سے یکدم مفصل
گئے جلدی سے دیں حضرت عمرؓ پاس
عمرؓ خطاب اسرار الیقیں کو
کہے اے حاکم الاحکام فاروق
کہ تم جلدی نہ کرنا ہر امر پہ
بھی عورتوں کو کرنے قتل کارے
نہیں سختی سے ان کے دلکو تسکین
ہے اُن پر باپ و بھائی کا بہت سوگ
نہ اُن پہ اس قدر تم جبر[5] کرنا

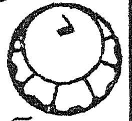
۱؎ مسلّم یعنی سلامت رہنا یاراں میں رہنا ۱۲
۲؎ یعنی جلد ۱۲
۳؎ لقب ہے حضرت



۴؎ فاروق کا یعنی فرق کرنیوالے درمیان حق و باطل کے ۱۲
۵؎ یعنی زبردستی ۱۲

کہیں نوشیرواں کی پوتیاں یہ
دلاسا دے کے ان کا غم مٹانا
وہ آپ ہی آپ خوش ہو کر قبولیں
انھوں کو اُمِّ سلمہؓ پاس بھیجو
یہ مستورا[2] اور مستوروں سے ملکر
یہ سنتے ہی عمر فاروق اعظم
سو حضرت ام سلمہؓ سب کی مادر
وہیں دونوں نے ان کو ماں کہے ہیں
وہ دونوں نوجواں تھیں نیک بختاں
جو سن کر وعظ از وجہ مصطفیٰؐ کا
رسول اللہ کا جن پر ہو آثار[4]
ہزاراں کافراں ہوویں مسلماں
دونوں شہزادیوں کا اسم معروف
دویم طیمورؓ یہ بانو تھا خوش نام
اسی دم یہ خبر پہنچی عمر پاس
بہت خوش ہو زباں اپنی کو کھولے
کہے یا شاہ تم پر آفریں ہو
یہ باعث ہے تمھارا ان کا بچنا
جزاک اللہ[5] ابو طالب قوی دل
وہیں فاروق اعظم نے کہلائے
جو اں ہیں دختر ان نیک[6] محضر
رسول اللہ کا سنت ادا ہو
نکاح اپنا کریں وہ نیک[7] آئیں

بجز گلشن نہ ہرگز سونتیاں یہ
پھر اس بعد از مسلمانی میں لانا
بجز اسلام دیگر کچھ نہ بولیں
وہ اُم المومنین[1] ہیں دیکھ بیجو
مسلماں ہوویں آخر کو مقرر
سو بھیجے اُمِّ سلمہؓ پاس یکدم
انھوں بھی خوش ہوئے اُنسے مقرر
اور اپنا جان و دل قربان کئے ہیں
خوشی سے روز ہفتم[3] لائیں ایماں
وہ اُمِّ المومنین خیر النسا کا
نہ کیوں ہوویں وہ دنیا میں خبردار
زمیں اور آسماں لاوینگے ایماں
پری تھی شہربانو نیک موصوف
قبولے اپنے جانؤ دل سے اسلام
سو خوش ہو بول اُٹھے وہ اشرف النّاس
ہزاراں مرحبا مولا کو بولے
قوی برہاں (دلیل ۱۲) سے تم قاضی دین ہو
وگرنہ حکم تھا جب قتل کرنا
سو بولے مرحبا سب دوستاں مل
یہ واقع اُمِّ سلمہؓ کو سنائے
یہ اُن پر حکم ہے شرعی مقرر
تو راہِ دین بہت اس سے صفا ہو
ثریا سے ہوئے جوں عقد پروین

[1] یعنی ماں ایمان والوں کی ۱۲
[2] یعنی عورت ۱۲
[3] یعنی ساتویں دن
[4] یعنی اثر ۱۲

[5] یعنی جزا دیوے تجھکو اللہ تعالیٰ ۱۲ ع
[6] یعنی اچھی خصلت والی
[7] یعنی اچھے طریقے والی ۱۲

جب یہ احکام حضرت اُم سلمہؓ
سنی سو شہربانوؓ بول اٹھی ہیں
کہ ہم شہزادیاں ہیں یزدجرد کی
ہمارا وقت ہے اس آن محتاج
جو ہم شہزادیاں محتاج ہوویں
نہ ہم سے ہو سکے سختی کی گذران
ایا غارت کئے ہو جو خزانہ
ہمارا اوڈھیر سب اس میں لے آئے
ہمارا وڈھیر ہے باھر با نام
وہ بیت المال میں داخل کئے ہیں
کروگے تم اگر ہم کو عنایت
دگرنہ ہم بفقر و فاقہ ہمدم
جب یہ پیغام حضرت نے سُنے ہیں
بلا لو سارے سرداران لشکر
جو ہاشم ابن عتبہ کو بلا کر
سو ہاشم ابن عتبہ بول اُٹھے ہیں
حسابًا ذرہ ذرہ کر حوالے
سو ہاشم نے دروغے کو بلایا
کہے فاروق اعظم ڈھیر یکسر
دروغے نے وہیں برحکم حضرت
روایت ہے شتر پر بار اجناس
ہزار و پانصد و عشرین رابع ۱۵۲۴
بھی دیگر ہے روایت پانصد و بیست
شتر سامان سے پر بار کر کر

سنے سو جا کہے بانوؓ سے شمشہ[1]
فغاں کر اُمِ سلمہ کو کہی ہیں
نواسیاں ہیں شہان بحروبر کی
ملائے دھوں میں سب ملک و تاج
جو غرق بحر پُر امواج ہوویں
نہ ہوویں گے بغیر از مرگ حیران
وہ گنج بے عدد اور بے کرانہ[2]
نہ ہم نے اس سے کچھ یک دام پائے
نثار کر گئے ہیں اس کو تمام
تمھارے پاس سب لا کر دیئے ہیں
سو ہم بھی پھر بجا لاتے ہیں سنت
کریں گذران بذکر حق ہو خرم[3]
وہیں فاروق اعظم بول اُٹھے ہیں
جو لائے ہیں غنیمت ہو مظفر[4]
وہ پوچھے ڈھیر کا اسباب یکسر
کہ ہم نے لا دروغے کو دیئے ہیں
کہے فاروق نے اسکو بلائے
مقابل لا کے حضرت سے ملایا
جمل[5] پر بار کرنا سب سراسر
کئے تب بار اشتر از مشقت
نفائس نقد جو ہر جا بہ کرباس[6]
کہ ہو حیران سن کر گوش سامع[7]
دگر سی صد و پنجاہ ۳۵۰ قول او بیست
شہربانو کو بجھوائے مقرر

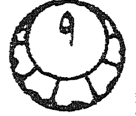
[1] شمشہ یعنی تھوڑا سا
[2] یعنی بے انتہا ۱۲
[3] یعنی خوش ۱۲
[4] یعنی فتحمند ۱۲
[5] جمل یعنی اونٹ ۱۲
[6] کرباس یعنی کپڑا ۱۲
[7] سامع یعنی سننے والا ۱۲

باقی ۱۰

وگر جمہور یہ بانو کا سامان
کہلائے پھر کسی کے ساتھ یوں کر
جو پھر اکثر چلے جاویں صحابہ
سفر لشکر کا ہووے چند مدت
یہ سنتے شہر بانو بول اٹھے ہیں
سحر کو مطلع خورشید کے وقت
سبھی سنجیدہ لشکر ہو کے آوے
بھی ہم اور ام سلمہ بیٹھ یک جا
خبر پوچھیں گے امّ المومنیں سے
حسب سب کا نسب بھی کر کے تحقیق
جواب یہ جب گیا حضرت کے نزدیک
یہ سنتے ہی عمرؓ فاروق اعظم
کہے سب کو جو تھا بانوؓ کا مطلب
سحر کو شوق سے تیار ہو کر
جوان خوش ہر ایک ممتازؓ عالم
جلاجل اور مکلف زین زرین
مُرصّع ساز و سامان و حمائل
روپہری اور سنہری خال و خلخال
فجر ہوتے مسلح ہو کے سارے
سو پھر حضرت امیر المومنیں نے
مقید کر کے ٹھہرائے یہ مذکور
پرے دو باندھ کر دونوں طرف سے
پرا ایک ابن ہاشم طرف سیدھے

امیر المومنیں بھجوائے فی الآنؔ
عزا کو ہے نکلنے ہار لشکر
کرو سنت سے تم جلدی مصافحہ
نہ وقفہ عقد کو ہے در شریعت
ادب سے اس طرح پانچ سخن دیے ہیں
دعائے دولت جاوید کے وقت
گذر یک یک ہمارے در سے جاوے
جھروکے سے کریں گے سیر سب کا
محمدؐ مصطفےٰ کے جانشیں سے
پسند آوے کریں ہم اس کو تصدیق
خلیفہ حامیؑ امت کے نزدیک
بلائے اپنے لشکر کے ملازم
یہ سن کر لشکری اہل صفا سب
سبھی باساز اور ہتھیار ہو کر
کئے آرائش اسباب باہم
ثریا دار حلقے عقد پروین
بھی مروارید و مرجان لعل کامل
کریں خوبونکی خوبی پل میں پامال
وہیں رکن خلافت لے سدھارے
عمرؓ فاروق اعظم شاہ دیں نے
بہ محل اُم سلمہؓ ہو یہ منشورؔ
نہ جاوے کوئی نکل کر کس طرف سے
امیہ کا پرا بھی دست چپ سے

لہ یعنی اُسی وقت ۱۲
لہ یعنی جواب ۱۲ لہ پانچ
حامی یعنی حمایت



اور نگہبانی کرنیوالا
لہ ممتاز یعنی عزت دیا گیا ۱۲ لہ منشور شاہی فرمان کو کہتے ہیں ۱۲

بھی اک اک نوجوان اسمیں سے گذرے
سو ہو آراستہ سب لشکر دین
چلے صف کھینچ کر اللہ اکبر
چلے سو اُمِّ سلمہؓ کی سرا سے
گئے آراستہ دونوں پرے تب
لگے اسوقت پر یک یک گذرنے
بھی حضرت اُمِّ سلمہؓ ان کے ہمراہ
سو اوّل سب کے فوج ہاشمی سے
گروہ فاروق اعظم شیر صفدر
حمائل کر گلے میں حرز[۶] لمعان[۷]
مبارک سر پہ دستار معلےٰ
بھی پیراہن خز[۸] مصری کا بر میں
بھی تیغہ تھا کمر سے اس طرح کا
تھا نیزہ اژدہا پیکر سا اور تیر
بھی ایک گرزِ گراں کاندھے پہ دھر کر
دگر تازی تھا جوں شبدیز گلگوں
عقاب[۹] آسا کرے جسوقت جولاں
صبا سرعت سے جس کی بھاگتی تھی
نظر نیں پہنچتی تھی جس کے دم کو
چلے جب وہ پری پیکر زمیں پر
سو اس اسپ عقاب اوپر ہوا اسوار
سو وہ حضرت عمرؓ خطاب اعظم
گذرنے جب لگے در پر سے شہباز
سو بانو دیکھ تب سلمہؓ سے پوچھے

کہ کیا قیمت ہے کیسی دیکھ بھارے
مسلمانان فرخ[۱] نیک آمین[۲]
ظفر پیکر مبارک فتح لشکر
کھڑے جا کر رہے گھر کی قفا سے
نمط[۴] چوگان بیدان آ رہے سب
سو بیٹھی شہر بانو سیر کرنے
لگے چلنے سوار ایک ایک ناگاہ
خلیفہ وقت نکلے دل خوشی سے
عمر خطاب دین حق کے مظہر
جو تھی خورشید کے مانند تاباں
کہ جوں گردوں پہ ہے خورشید عذرا
بہت سی شان و عزت اور فر میں
کہ جو ہر اس پہ تھا رنگ فتح کا
کمان سے کہکشاں[۱۰] جادے فلک چیر
چلے جس طرح سے خورشید خاور
تھا وہ رخش جہاں پیمائے گردوں
لیوے جنبش سے گوئے بد رمعاں
جگت حیرت سے ہر دم کانپتی تھی
ہوا انیں دیکھ سکتی تھی قدم کو
رکھے دم سے قدم چرخ بریں پر
خلیفہ وقت نکلے فوج سے بہار
رسول اللہ کے جانی دوست اکرم
خدا کے برگزیدے شاہ ممتاز
یہ کیسا شخص ہے ہم جس سے دھوجے

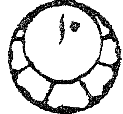
۱ فرخ یعنی مبارک
۲ آمین یعنی زیبا رو
۳ یعنی طریقہ و شعور
۴ نمط یعنی چال
۶ حرز یعنی تعویذ
۷ لمعان یعنی چمکتا
۸ خز ایک قسم کا قیمتی کپڑا ہے
کہکشاں وہ سفید سی جو رات کو آسمان پر ظاہر ہوتی ہے خصوصاً آخر موسم برسات میں شام کے نزدیک ظاہر ہوتی ہے ایک سر اس کا جنوب میں اور ایک شمال میں ہوتا ہے اور کبھی برعکس ہوتا ہے ۱۲
۹ عقاب با لضم ایک شکاری پرندے کا نام ہے ۱۲

باقی

مہابت¹ دیکھ جس کا تن ہے لرزاں　　ہے شوکت اور حشمت سے خراماں
سو حضرت اُمّ سلمہ نے کہے ہیں　　خلیفہ کے مناقب بول اٹھے ہیں
کہ اے دختر میری یہ وہ جواں ہیں　　رسول اللہ کے رنج رواں ہیں
رسول اللہ کہے مجھ بعد اگر　　نبوت ہوتی تو آتی عمرؓ پر
یہ ہے غازی قوی فرزانہ² شہ زور　　کہ جس کے عدل کا گردوں پہ ہے شور
جواں مردِ یگانہ در زمانہ　　قوی بازو مگر شیریں فسانہ

سراپا غیرت خوبان عبری
قمر آسادہ رخ و الشمس تجری

مناقب بزبان اُمّ سلمہ در شان امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضوا عنہ



سو پھر کہنے لگی ہیں اُمّ سلمہؓ　　کہوں فاروق کا احوال سنئیےؓ
رسول اللہ کے ہمرہ صبح صادق　　نماز با جماعت کر موافق
ہو فارغ از صحابہ با مصافہ　　چلے فاروق وہاں سے ایک جاگہ
تھا نخلستان باہر از مدینہ　　وہ خرما بن تھا نادر با قرینہ
عمر خطابؓ پیش از صبح جا کر　　نکالے پیرہن بر میں سے باہر
بھی یک تاگا³ کھجوری کا نکالے　　لگے سینے وہ پیراہن کو سارے
پھٹا تھا پیٹھ پر سو شاہ والا　　لگے سینے کو خرمے کا لے تاگا
سو اتنے میں طرف پشت مبارک　　طپش کرنے لگا از پیٹھ پاتک
وہیں حضرت عمر نے پیچھے پھر کر　　دیکھے خورشید پر انکھیاں اٹھا کر
وہیں خورشید جذبے کی نظر سے　　ہوا ہے سرد گرمی کے شرر سے
کہ جوں باہر نکلتا تھا سو پھر کر　　ہوا غائب زمیں میں بار دیگر
بہت یک وقت گذرا تو بھی خورشید　　نہ باہر آیا مثل جامِ جمشید

۱؎ مہابت۔ معنی وحشت یعنے دبدبہ شان و شوکت ۱۲
۲؎ فرزانہ یعنے دانشمند ۱۲
۳؎ یعنی تھوڑا سا ۱۲

محمد انتظاری کرکے دن کو
دعا کرتے ہوئے جبرئیل حاضر
اخی جبریل بولو کیا سبب ہے
قیامت کا ہے شاید حکم امروز
سو یوں کہنے لگے جبریل اکبر
فجر حضرت عمرؓ خرمے کے بن میں
کھا تھی پیٹھ سو خورشید لمعان
عمرؓ نے پھر کے دیکھے جو غضب سے
اگر اس کو اجازت وہاں نہ دیویں
وہ دہشت سے عمر کی پھر گیا ہے
رسول اللہ سنتے ہی عمرؓ پاس
سو جا خرمے کے بن میں ان کو پائے
یہ سنتے ہی عمر فرمائے اس وقت
جو سجدہ شکر کر کی دعا ہے
کئے جب ام سلمہ نقل اتمام
اے بانو جان یہ وہ ہے خلیفہ
یہ سنتے شہر بانو سب فضایل
بحسرت کہہ کے آخر یوں اُٹھے ہیں
میرا بھائی انھوں مارے ہیں جب سے
جو فوج ہاشمی سے گذرے فاروق
وہ حضرت معاویہ اصحاب بہتر
سراپا غرق اقسام جواہر
حمایل پہن کر حرز یمانی

نہ نکلا بہار سو اسدم دعا کی
لگے کہنے رسول اللہ سے پھر
نکل خورشید[1] پھر غائب عجب ہے
ہوا کیوں غیب خورشید جہاں سوز
کرا اے حضرت محمد شاہ سرور[2]
گئے سینے کو پیراہن چمن میں
ہوئی گرمی جوان پر ذرہ تابان[3]
ہوا خورشید غائب حکم رب سے
قیامت تک نہ پھر خورشید دیکھیں
زمین خاوری میں چھپ رہا ہے
صحابہ لے چلے وہ مفخر[4] الناس
وہ سب خورشید کا قصہ سنائے
طفیل دین ہوئے بیدار یہ بخت
نکل خورشید تب پیدا ہوا ہے
کہے دونوں کے تئیں باعز و اکرام
جلایا کفر کا آتش میں جیفہ
ہوئیں ان کی بزرگی کی وہ قایل
دگر تو کچھ نہ ہیں اتنا کہے ہیں
قبول لوں نیں انھوں کو اس سبب سے
بھی تب ابن امیہ سے ہو مسبوق
جو تھے دولت سے نازاں کر دفر پر
مغرق باد پا[5] تھا اسپ نادر[6]
چلے باہر نکل پردے سے گیانی

۱ خورشید یعنی سورج
۲ یعنی سردار
۳ یعنی چمکتا
۴ مفخر یعنی ...

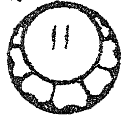


۵ باد پا یعنی گھوڑا
۶ نادر یعنی عجایب ۱۲

سو حضرت شہر بانو دیکھ ان کو
اُمّ السلمہؓ کہے یہ معاویہ ہیں
کہ خال المومنین ہے شان ان کا
سو بولے شہر بانوؓ اُن کو یوں کر
سو اس پیچھے جو فوج ہاشمی سے
کیے تازی کو جولاں ہو کے زرپوش
سمند تیز رو گلزار رنگین
جو اہرپوش ہو سر سے قدم لگ
غنی تھے سب عرب میں شاہ والا
وہ فرق بادپا طاؤس پیکر
وہ زریں زین پر جوں مہر آئیں
گذرنے کو لگے میداں میں جس دم
اے میری اُمّ سلمہ والدہ خاص
انھوں نے بول اٹھے یار پیمبر
رسولؐ اللہ نے اپنی دونوں دختر
دیئں فرمائے بانوؓ کہہ کے عمّہ
رسول اللہ کے فرزندوں کے اوپر
سو اتنا بولی کر چپ ہو رہی ہیں
سو اس پیچھے امیہ کے لڑے سے
زرہ پوش و مبارز وجہ احسن
چلا سو شہر بانو پھر کہی ہیں
کہے تب اُمِّ سلمہ شاہ ہے یہ
کہ اس کا نام ہے طیفور شہ زور

کبھی ماں سلمہ سے پوچھے کون ہے یو
رسول اللہ نے ان کو بول اُٹھے ہیں
یقین جد ہے ابو سفیان ان کا
یہ بوڑھے ہیں نہ چاہوں میں مقرر
کہ عثمان ابن عفان آبرو سے
کہ وہ کان حیا حرمت کے سرپوش
نہایت حلیہا اسباب زرّیں
کہ جن کی وصف ہے لوح و قلم تک
دیا تھا ان کو سب کچھ حق تعالیٰ
اڑے تخت سلیماں سا ہو اوپر
تھے بیٹھے جائے پر باشان و تمکین[1]
سو پوچھے شہر بانو ان کو اس دم
جو کہنا کون ہے یہ بندۂ خاص
یہ ہیں عثمان ذی النوّرین افسر
دیئے ان کو خوشی سے عقد کر کر
مجھے رہنا ہے ان سے پاک ذمّہ
ہیں سوکن ہو کے جانا کیا ہے بہتر
ادب سے پھر سخن کچھ نا کہی ہیں
جو ان پاک صورت پیکرے سے
سراپا غرق فولاد و مشیّن
بتانا کون ہے یہ پہلواں ہیں
حلب کے برج کا خوش ماہ ہے یہ
کہ اس کے زور کا ہے شام میں شور

[1] تمکین یعنی مرتبہ



اور دبدبہ ۱۲

بھولی

ہوئی خاموش سن کر کچھ نہ بولی　　زبان درفشاں سے لب نہ کھولی

سواس کے بعد فوج ہاشمی سے　　چلے مولا علی باصد خوشی سے

حمایل کہکشاں مریخ شمشیر　　کریں ہر ضرب سے صد کفر کو زیر

کہ یعنی ذوالفقار اس کو لقب تھا　　کہ جس کا دار بر احکام رب تھا

بھی برق انداز سم دلدل پرنوار　　کرے یک جست میں وہ شش جہت پار

سوار ھن آتی شیر خدا وہ　　تھے سرِّ اِنّما کے مدعا وہ

خدا اور مصطفیٰ سے جن کی تعریف　　بشر سے ہو نہیں کیا انکی توصیف

صفت دلدل کی ہے دنیا میں مشہور　　ہر ایک کوئی بوجھتا ہے اس کا مذکور

کہ جس کے نعلبند تھے مہر اور ماہ　　قدم نیچے تھا اس کے سبز خرگاہ

چلے جس وقت وہ میدان پر سے　　لرزنے کو لگا ارکان ڈر سے

دیکھے سو شہربانو ہو ہراساں[1]　　کہی یہ کون ہیں اے والد جان

سوتب کہنے لگی ہیں اُمِّ سلمہؓ　　وہ پاکیزہ مقرر پاک ذِمہ

یہ ہیں مولا علی حضرت کے داماد　　برادر ہیں پیمبر کے چچازاد

کہ ہے نادِ علیاً شان اُن کا　　قوی ہے دین سے ایقان[2] ان کا

یہ ہیں خیر النساء کے نیک خاوند　　کیا ہے جن کی شادی کو خداوند

کہ یہ خاتون جنت کے ہیں والی　　ولی اللہ کے ہیں وہ ذات عالی

یل[3] پروردگار و شیر صفدر　　کہ پنجہ سے اکھاڑا باب خیبر

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر　　کئے پل اور گذرا اس پہ لشکر

امیر المومنین شیر خدا ہیں　　وہ منظور جناب مصطفیٰ ہیں

نکاح میں جن کے ہیں خاتون محشر　　ہے جن کو بضعۃٌ منّی کا افسر

عجائب اور غرائب کے ہیں مالک　　وہ ہیں ارشاد کی منزل میں سالک

علوم چاردہ ازبر[4] ہے اُن کو　　سلوک من لدن زیور ہے اُنکو

بھی فرماتے ہیں ان کو مصطفیٰ یوں　　مدینہ علم کا دنیا میں میں ہوں

۱ یعنی خوفناک ۱۲

۲ ایقان یعنی یقین

۳ یل یعنی پہلوان



بہادر ۱۲

۴ ازبر یعنی حفظ کرنا دل میں یاد رکھنا ۱۲

عَلِیُّھَا بَابُھَا حضرت علیؑ ہیں
بہت تعریف حضرت نے کئے ہیں
برادر ہیں پیمبر کے مصطفےٰؐ کے
کہا حق لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی یار
شہر بانوؑ فضیلت سن علیؑ کی
فکر کرکر اپس کے دل سے بولی
جواب اس اُمِّ سلمہؓ سے کہی یوں
صبا محشر ہیں جاد امن سے ان کے
سبھی بی بیاں خلاصی پا کے یکدم
وہاں ان کے مقابل ہو کے سوکن
سو گذرے راہ سے جس وقت حیدرؑ
جو ان بے بدل باکرّ و فر سے
چلا سو شہر بانو کر کے تحقیق
کبھی اس پر حرف رکھ ہر طور حیلہ
سو اس پیچھے پرے سے ہاشمی کے
منور چہرہ نورِ علیؑ نور
سپہر دیں کا وہ خورشید یکتا
علی کا لخت دل خاتوں کا دلبر
حسنؑ شہزادہ برج قطب اوّل
محمدؐ مصطفےٰ سا چہرہ پر نور
دو زلف تابدار و مشک افشاں
سمند بادپا باد صبا جون
کمان وہم سے جوں تیر چھوٹے

اخی قاضی وصی دیں نبی ہیں
مناقبہا ہزاروں سے لکھے ہیں
جو ان خاص ہیں حضرت خدا کے
عطا ان کو کیا لا سیف تلوار
جھکائے سر ادب سے اس ولی کی
اندیشہ کے جواہر بہت رولی
میں ہوں خیر النسا سے بے ادب کیوں
نہایت رتبۂ امکان سے ان کے
رہیں جنت میں عشرت ساتھ ہمدم
رہوں کس طرح سے اے احسن الظن
امیہ کے پرے سے ایک دیگر
بہت آرائش اسباب زر سے
تفحص کر کے ماں سلمہ سے تصدیق
چلائے وہم روغن کا فتیلہ
کہ وہ شمس الضحٰے اخیل نبیؐ سے
عذاروں پر ہوں مہر و مہ بلا دور
نہیں کوئی جہاں میں اس کا ہمتا
کہ ہے سبط پیمبر حق کا مظہر
کہ تھا بدر الدجےٰ چہرہ سجنجل
مبارک سینہ تھا عرفاں سے معمور
دو طرفہ شب میں چہرہ مہر تاباں
ہوئے مانند طائر کے ہوا جوں
نہ تیر وہم پہنچے تک تو دوڑے

لہ اشارہ طرف حدیث شریف کے أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا یعنی میں شہر علم کا ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں ۱۲ سلہ سرکہ یعنی دیدہ تفحص یعنی تلاش و جستجو سلہ عذار یعنی رخسار سلہ سجنجل یعنی آئینہ ۱۲ سلہ روشنی



سو ویسے باد پا پر ہوکے اسوار
تھا مثل اژدہا سا نیزہ در دست
کمان قوس قزح با تیر سہم کاری
حمایل برق سا ایک لخت لمعان
چلے اس طرح سے جوں شعلہ انور
سمند اس طرح سے جولاں کناں تھا
چلے حضرت حسن عز و شرف سے
سو حضرت شہربانوؓ دیکھ ان کو
کہے تب ام سلمہؓ جان مادر
رسول اللہ کے لخت جگر ہیں
یہ ہیں خیر النسا کے نور دیدے
فضائل ان کے ہیں از حد بسیار
یہ سنتے شہربانوؓ ان سے بولی
قبیلے دار ہیں بسیار اظہار
جو وہ گذرے تو پھر انکے پرے سے
اٹھا گھوڑا سیہ اور جلد جولان
لباس فاخرانہ تن کے اوپر
طمع اور بخل بدکاری سے بھرپور
نگاہ بدستی ہر کس کو دیکھے
خدا کے لوگوں سے بیزار تھا وہ
کہ تھا ابلیس ثانی وہ یزیدی
پکڑ رستا کھڑا تھا وہ طمع ساتھ
اسے دیکھے سے دہشت کھاکے بانو

چلے شاہ حسن دو جگ کے سردار
کرے جو بُرجہ گردوں کے تیں پست
ہو جس سے بانِ ارجن کو فراری
نگاہ عدو سے کیے تازی کو جولان
ہو اقربان انھوں پہ مہر خاور
کہ حیراں اس روش پہ آسماں[1] تھا
وہ اصحاب الیمیں سیدھی طرف سے
کہے یہ کون صاحب ہیں کہو تو
یہ نور العین ہیں سبط پیمبر
ولی اللہ کے نور البصر ہیں
ہیں رب العالمیں کے برگزیدے
قیامت تک نہ پورا ہووے طومار[2]
زبان سے اپنے دل کا راز کھولی
روا نہیں رشک میں پڑنا ہو لاچار
وہ ابن معاویہ نکلا سرے سے
لگا ہونے کو میداں میں خراماں
کپٹ کینہ بھرا تھا دل کے اندر
عبادت اور صفائی سے بہت دور
کمان بد ہر اک مردم پہ پھینکے
کمینے پاجیوں کا یار تھا وہ
ہزاروں خصلتاں جس میں پلیدی
یہ مال و دولت آوےگی مرے ہاتھ
کہے ماں کون ہے یہ سو پچھانو

[1] یعنی آسمان ۱۲ منہ
[2] طومار یعنی صحیفہ لمبا کاغذ لکھا ہوا ۱۲

باقی

یہ آدم ہے یہ جن ہے کیا بلا ہے
اُسے دیکھے سے میرا جی ڈرا ہے

حکایت ایک کہتی ہوں سنو ماں
ہزار دیتے تھے باندیاں اور غلاماں

میرے والد نے سب کو مول لیکر
رکھا تھا محل میں خدمت کے بھیتر

انھوں میں ایک ایسا زشت و بدرو
اسے دیکھی سو میں دہشت سے زرد رو

پڑی بیمار ہو کر چند مدت
لگا تھا تاپ اور جاڑا بشدّت

میرا والد سنا سو اس خبر کوں
نکالا کر کے آزاد اِس شہر سوں

سو یہ صورت مثال اسکے ہیں دیکھی
ایسے دیکھوں سے نا کوئی دیکھنے کی

مجھے لاحول یاد آتا ہے اسوقت
بڑا کوئی بد نظر آتا ہے کمبخت

اسی باتوں میں تھیں ماں اور بیٹیاں
وہ ہول دل سے تھیں دونوں لپٹیاں

کہ فوج ہاشمی سے مطلع دیں
نکل آئے مہ و خورشید آئیں

سراپا صورت سرِّ الٰہی
تجلّی نور از مہ تا بہ ماہی

حسین ذو الکرم سلطان عالم
اٹھائے ذو الجناح پیر مقدم

وہ رعب ذوالجناح شاہ کا سُن
وہ تازی اور یزیدی ہو گیا سُن

بھچک کر ہٹ گیا پیچھے وہ محروم
چلے آگے حسینؑ پاک معصوم

یزیدی ہٹ کے سرتاپا جلا تھا
تماشا دیکھتا رہ پر کھڑا تھا

وہ دشمن سخت تھا روز جزا کا
خدا کا خوف نا اُس مصطفیٰ کا

پشیماں ہو کے شرمندہ ہوا بھوت
لگا ہے دشمنی کا اس کے تیں سوت

لگا کرنے اندیشے دشمنی کے
ہزاراں کبر و کینے اور منی کے

حسینؑ ذو الکرم تازی چلائے
برابر اس جھروکے کے جو آئے

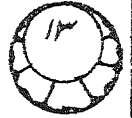
حسینؑ سرور کو دیکھے شہربانو
لگے خوش ہو کے ہنسنے بہنا دونو

کہے تب اُمّ سلمہ کو اے مادر
یہ کیا صورت بنایا آپ داور

یہ آدم کیا فرشتہ دل بھلا تھا
یہ نور اللہ کا کیا جھل جھلا تھا

میں یہ تصویر عالم رو پہ دیکھی
ازل کی دوستی معلوم ہوتی

لہ یعنی کھڑکی ۱۲



سہ گھمنڈ ۱۲

جمال یہ دیکھنے سے غم ہوا دور
تجلی دیکھتی ہوں میں خدا کی
یہ محبوب خدا دستا ہے مجھ کون
مجھے گر یہ نہ سبو لیں تو عبادت
میرا دل جان ان پر سے تعلق
اگر مجھ کو یہ چاہیں تو ہے رافت
میرے ماں باپ ملک و مال بھائی
نظر آتا میرے دل کا ارادہ
کیے ظاہر جو کچھ تھا دل کا مطلوب
سو تب کہنے لگی ہیں اُم سلمہؓ
کہے یہ ہیں حسینؑ پاک معصوم
کہ یہ بحر رسالت کا صدف ہے
گل توحید گلزار الٰہی
ہیں وہ ابن الذبیحین شان عالی
رسول اللہ کے نور البصر ہیں
مبارک چہرہ یاقوت رُمّاں
وہ سر ہے برزخ لا یبغیاں کا
ابھی تک ہیں تمہارے جس سے دل صاف
رسول اللہ کے مقبول و منظور
حسینؑ ذو الکرم سلطان دیں ہیں
نواسے ہیں محمد مصطفیٰ کے
یقیں یہ فاطمہؑ کے نور جاں ہیں
فضائل اُن کے ہیں از حد بسیار

میرا دل سب ہوا نورِ علی نور
محمد مصطفیٰ اور مرتضیٰ کی
کشش کرتی ہے محبت میرے دل
سعادت ہے سعادت ہے سعادت
تصدق ہے تصدق ہے تصدق
شفقت ہے شفقت ہے شفقت
نثار ان پر کیے میں بادشاہی
یہ ہووے دو جہاں کا شاہزادہ
کہ یہ ہے کون سو بتلاؤ محبوب
کہ وہ عصمت نشاں پاکیزہ عمہ
شہید کربلا شہدائے مظلوم
عظیم الشان اور صاحب شرف ہے
نسیم بر امید صبح گاہی
محمد مصطفیٰ ہیں ان کے والی
وہ حیدر اور زہرا کے جگر ہیں
تصدق ہوئے ان پر گوہر مرجاں
کیے لولو دگر مرجاں وہاں کا
نہ کوئی ایسا جہاں میں قاف تا قاف
سراپا حلہ نور علے نور
وہ گنج معرفت علم الیقیں ہیں
دل و جاں ہیں علیؑ مرتضیٰ کے
یقیں سر دفتر کون و مکاں ہیں
قیامت تک نہ پورا ہووے طومار

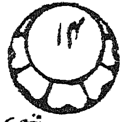


بلائے جبرئیل جن کا گہوارہ
خدا اور مصطفیٰ کا ہے پیارہ
وحیہ کلبیؓ کی صورت لیکے آویں
بہشتی نعمتاں لاکر کھلاویں
خدا اور مصطفیٰ اور مرتضیٰؑ کے
بھی خاتون اور حسنؑ کے ہیں پیارے
جہاں تک ہیں صحابہ اور عالم
دل و جان سے سبھی چہتے ہیں باہم
بہشتی حور و غلمان اور رضوان
سبھی کو دوستی ہے باحسینا
حسینا دوست ہے دونوں جہاں کا
جہاں تک خلق ہے کون و مکاں کا
یہ سنتے شہربانو سب فضائل
ہوئی شبیرؑ کی عزت کی قایل
بھرے تھے آستیں جو ہر فشاں کو
نہ تابش لاسکیں تھیں اپنی جان کو
دیئے ہیں چھوڑ حسینؑ شہ کے سر پر
کہے سب شکر ہی اللہ اکبر
ہوئی تکبیر ہر جانب و ہر سو
حسینؑ شہ قبولے شہربانو
صحابہ اور اکابر سب ہوئے شاد
ہزاروں سے کہے ہیں آفریں باد
فراست اور عقل پر ان کی سب مل
کہے صد مرحبا سارے ہو خوشدل
قبولی شاہزادی شاہزادہ
محمدؐ مصطفیٰ کا نور دیدہ
خدا نے چاند سے زہرہ ملایا
یہ دونوں نور ایک جا کر دکھایا
یزیدی بے حیا بھی دیکھتا تھا
وہ اپنے دلمیں جل بل کر رہا تھا
جو دیکھا آستیں زرفشاں پر
تصدق کی حسینؑ شہ جو ان پر
سو مل کر ہاتھ اپنے یوں کہا ہے
چلاتا زی حسینؑ آگے گیا ہے
میری باری تھی گر میں پیش جاتا
وہ دولت اور خزانہ ہاتھ آیا
جو میں اس وقت جاتا تو مقرر
یہ عشرت میرے تیں ملتی سراسر
مگر یہ ہی عدالت دلمیں رکھ کر
گیا ہوں اژدہا سا پیچ کھا کر
ہوا منہ اس کا کالا بغض مارا
وہ آگے ہویگا نذ کو رسارا

بیان شادی حضرت امام حسینؑ با شہربانو رضی اللہ عنہا!

یہ اول عشرت و شادی کہوں میں
جہاں کی فضل آبادی کہوں میں

ف دحیہ کلبی ایک صحابی کا نام ہے کہ وہ جب حضرت کی خدمت میں آتے تھے تو امام حسینؑ کے واسطے میوے وغیرہ لایا کرتے تھے اور ان کو صاحبزادوں



سے بہت محبت تھی پس اسی سبب سے بخاطر جبرئیل بھی جنھیں حسنین بھیجے صحابی کی صورت بنکے اور بہشتی میوے لیکے آیا کرتے تھے ۱۲ واللہ اعلم عقلمندی ۱۲

علیؑ ابن ابی طالب کے گھر میں
محمد مصطفیٰ کا نور دیدہ
لگے بجنے نقارے شادیانے
مبارکباد دیتے تھے صحابیؓ
لگا شبیرؑ پر کرنے کو اثیار[1]
فلک سے تا ثری شادی تھی روشن
چمن میں بلبلاں پھرتے تھے ہر سو
چمن دنیا کا عشرت سے کھلا تھا
مدینے کا سبھی عالم تھا سرخوش
گویا عشرت کدہ تھا سب مدینہ
بھیتر بیرون سب مشعل لگا کر
عجب آراستہ تھا شہر میمون[2]
سواری لشکر دیں کی ہو تیار
جو گرد اگرد گھر کے سب صحابہ
وہ حیدر کو مبارکباد کہکر
ہر اک تن غرق اقسام جواہر
تھا عالم سب لباس فاخرہ پوش
فلک اوپر بھی شادی ہو رہی تھی
فرشتوں میں خوشی کا غلغلہ تھا
بھی حوران اور غلماں ملکے باہم
بجاتے سب وہ مل شادی کا منڈل
عبیر افشاں تھا جنت میں سبھی جا
فرشتے عرش اعلیٰ پر خوشی سے

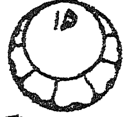
لگی ہونے کو شادی بحر و بر میں
جہاں میں بسکہ احسن آفریدہ
لگے سارے علیؑ کے گھر کو جانے
بھرا گردوں نے انجم کی رکابی
ہوا جوں شمع پر پروانہ بلہار
ہوا بزم جہاں کا صحن گلشن
صدا کویل کی اور قمری کی کو کو
بھی نسرین عقد پروین ہو رہا تھا
ز خاک و باد و آب و گرم آتش
کئے آراستہ با صد قرینہ
کھڑا تھا جملہ عالم بھار آکر
ہر ایک کوچہ ہوا تھا نقش گلگوں
چلے حیدر کے گھر کے پاس سب یار
کئے آراستہ نادر محافہ[3]
ہوئے آراستہ یاران و لشکر
پری سے بادپا چالاک و نادر
صدا تھی جام عشرت نوش بر نوش
خوشی سے دل کو آبادی ہوئی تھی
رواں عشرت کا ہر سو قافلہ تھا
کہیں شہ کو مبارک ہووے جم جم
پڑی تھی نہ فلک تک سب یہ چلپل
کئے تھے سرخ خیمے سارے برپا
بزلفان معنبر مہوشی سے

۱؎ اثیار یعنی نثار سر پر صدقہ کرنا



۲؎ میمون یعنی مبارک
۳؎ محافہ یعنی ڈولی ۱۲

مبارکباد کہتے تھے ملائک / خوشی سے زیب آئے تھے ملائک
سبھی باغ جناں شادی بھرا تھا / ہر ایک غنچہ عجب رنگیں بنا تھا
خوشی اتنی تھی بستان عدن میں / بہار آئی ہے جوں باغ و چمن میں
سواری جس گھڑی تیار ہو کر / تمامی عسکری اسوار ہو کر
پرے آراستہ کر کر بصد زیب / چلا جل اور با غلغال لاریب
چلے جس دم پرے بازین زرین / ہوا تھا نسر طایر ناظر زین
جوانان عرب خوبانِ ممتاز / قصیدے کا یہ خوش آیندہ آواز
وہ خوش الحان ایسا بولتے تھے / جواہر پاکر موتی رولتے تھے!
عجائب نغمہ پردازان ہر سو / ہوئی فرش زمیں مرجان و لولو
طرب سازاں بذکر خیر ذاکر / جوانان دلاور شاد وافر
بہ طبل عیش حمد و نعت خواں سب / بہ مدح شاہ دیں شیریں زباں سب
صدا چلتی تھی بر عرش معلےٰ / ہوا سب دہر نورانی مجلے
بھی اس آواز پر حوران جنت / لگیں سب رقص کرنے پہن زینت
ہوئے حاضر سبھی فولاد پوشاں / بسان رعد عشرت سے خروشاں
مدینہ ہو رہا تھا یوم زینہ / ہوا تھا راست عالم با قرینہ
ملایک فوج فوج آتے تھے بسیار / طبق لاکر کریں دولہ پہ ایثار
محمدؐ کے نواسے کی تھی شادی / ہو قربان جس پہ جشن کیقبادی
بہ جشن کیقبادی شاہزادی / تھی بیٹی شہربانو یزدجرد کی
کہ وہ تھا یزدجرد خسرو کا فرزند / وہ خسرو تھا مگر ہرمز کا دلبند
وہ ہرمز ابن ہے نوشیرواں کا / وہ بیٹا کیقباد عالی نشاں کا
شہربانو تمامی دہینر اپنا / حسیناؑ کن بجائے صرف کرنا
سو وہ حضرت حسیناؑ پاک بنیاد / کئے ہیں جد کی خود ترتیب ایجاد
محمد مصطفےٰ نے جوں خزانہ / خدیجہ کا لٹائے بیشکرانہ



اسی موجب حسینؑ ذوالکرم نے
لٹائے شہر بانو کا سبھی مال
جواہر لؤلؤ و المرجان و یاقوت
مدینے کا ہوا عالم تو انگر
تمامی مرد و زن ہو جوق در جوق
کہ سارے خانماں خاتو نکے گھر میں
تمامی گھر ہوا معمورؓ و پرنور
عجب شادی حسینا کی تھی یاراں
تھا رب العالمیں کا حکم یوں کر
بھی باب آسمان افتتاح کرنا
بھی سب اطباق نوری خاص کر کر
حسینا کے لجا کر سر پہ وارو
سراپردے تلک عصمت نشان کے
بھی پہنچا کر دعا کرنا تمامی
حسینا پر تصدق ہوکے سارے
یہ سنتے ہی فرشتے جلد آئے
کئے فرق حسینا پر سے ایثار
بھی وہ جنت میں لے کے سارے منڈل
ادھر حضرت حسینا ہوکے اسوار
جلوس بادشاہ بحر و بر دیکھ
چڑھے دلدل پہ جب وہ شاہ افضل
فلک فرحت سے ہو بلہار بلہار
ستارے مثل مروارید ہو کر

نبیؐ کے نور دیدے محترمؓ نے
کئے جرم و خطا کا مال پامال
ہوا ایکبار منعم خلق ناسوتؓ
ہوئے ہیں زرؓ جلاؓ نقرہ سبھی گھر
محبت کا گلے میں پہن کر طوق
لباس و زیور و لعل و گہر میں
تمامی خلق تھی عشرت سے مسرورؓ
گرا ہے خلق پر رحمت کا باراں
ملک سارے خوشی کرنا فلک پر
بعشرت فالقؓ الاصباح کرنا
دگر اطباق رحمت بھی سراسر
جلو میں با ادب سارے سدھارو
حسینا ذوالکرم کے دلربا کے
کہ تا تم کو بھی ہووے انتظامی
ہمارے پاس آنا خوش ہو بارے
وہ سب اطباق رحمت بھر کے لائے
گئے خدمت میں خفگی ہو کے تیار
مبارکباد کہتے تھے بہ دنگل
وہ نور اللہ کا شعلہ نکل بہار
ہوئے حیران سب جن و بشر دیکھ
گیا خورشید تب مغرب طرف ڈھل
بھی پھر و مہ ہوئے تھے کفشؓ بردار
تصدق ہوگرے شہ کے قدم پر

۱؎ بزرگی ۱۲ ۲؎ دنیا ۱۲ ۳؎ طلا یعنی سونا اور نقرہ یعنی چاندی ۱۲ ۴؎ خوش ۱۲ ۵؎ آباد ۶؎ شاداں ۷؎ پھاڑنے والا یعنی پیدا کرنے والا صبح کا سپیدہ صبح کو شب کی سیاہی سے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے ۱۲ یعنی جس طرح

۱۴ باقی

عمر کے سپیدہ سحر سے رات کی سیاہی زائل ہوتی ہے اسی طرح باہم خوشی سے رنج وغم کی سیاہی زائل کرنا مراد ہے ۱۲ خوشی اور رنج زندگانی سے ۱۲ شہ جوتا اٹھانے والا ۱۲

ہوئی آواز طبل عیش یک دم
لگی ہونے کو پشت گاؤ بھی خم

زمیں پر ایسی تھی خلقت کی ہل چل
بہا تھا آب دریا طل کے ڈھل ڈھل

ستائش[۱] میں سبھی کرّ و بیاں تھے
گذارش میں خوشی سے قدسیاں تھے

رسول اللہ کے گھر شادی کا غل تھا
خوشی میں اس گھڑی ہر جز و کل تھا

سواری اس طرح جاتی تھی روشن
فدا ہوتے تھے اس پر ہفت گلشن

محمد مصطفیٰ کا نور دیدہ
خدا کا برگزیدہ حق رسیدہ

سواری جبکہ پہنچی گھر کے نزدیک
وہ دولہن صاحب افسر کے نزدیک

سو گھر میں اُمّ سلمہ کے صحابہؓ
ہوئے داخل وہیں لے کر محافہ[۲]

حسینِؑ ذوالکرم کو تب اتارے
گئے فرحت سے سارے گھر میں بارے

مکلّف فرش پر سب کو بٹھائے
خلیفہ وقت بھی تشریف لائے

ہزاروں سے مساکیناں کھلائے
بھی ہر اطراف کے عالم بلائے

ہزاروں سے ہوئے دُنبے ذبح تب
سوا سے[۱۲۵] گاؤ اونٹاں ذبح کر سب

پکائے اور کھلائے اور بٹھائے
ہزاروں سے لباس اور زر لٹائے

کیئے آئین[۳] شادی کو مرتّب تیار
کئے کابین[۴] تھا دیکھو مقرب

وکالت دی جناب کبریا کو
سو وہ یعنے محمد مصطفیٰؐ کو

گواہی جملہ خلفائے معظمؓ
عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ حق کے ضیغم[۵]

پڑھے شیر خدا خطبہ بہ صیغہ
گذارے اہل ایماں کا طریقہ

نکاح پڑھ کر پڑھے تھے لعل و گوہر
کہ دُر سلک حریری باف چندر

کہ دختر یزدجرد در سلک[۶] امجاد
ہوئی داخل یہ دیکھو حق کا ارشاد

فضل سے مذہب باطل چھڑا کر
حسینا سا ملایا حق نے شوہر

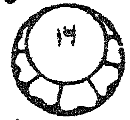
عجب قدرت خدا کی ہے عزیزاں
یہ راز اس کا سنو صاحب تمیزاں

کہاں بانو کہاں شبیر امجد
محمد مصطفیٰ سا ہو جسے جد

دنیا کی بادشاہی دور کر کر
دیا ہے دین کی شاہی کا افسر

---

[۱] ستائش یعنی تعریف کرنا۔ سراہنا ۱۲
[۲] محافہ یعنی ڈولی جس پر عورتیں سوار ہوتی ہیں ۱۲
[۳] آئین یعنی طریقہ ۱۲
[۴] کابین



ان روپیوں کو کہتے ہیں جو خاوند بوقت نکاح عورت کو دینا منظور کرتا ہے یعنی مہر ۱۲
[۵] ضیغم یعنی شیر ۱۲
[۶] سلک یعنی لڑی ۱۲

یہ فانی ملک دنیا کا لٹایا
بقا کے تخت پر لا کر بٹھایا

تیری قدرت تجھے ساجھے خدایا
ترا اسرار ہرگز کوئی نہ پایا

شہر بانو بہو ہو مصطفیٰؐ کی
چڑھی جلوے کا تخت ارمان پا کے

سواری کا عجب ہنڈول اعلا
لحاف اس کا تھا جوں گلزار لالہ

تھے گرداگرد موتی اسکے نادر
جڑے تھے اس پہ اقسام جواہر

مرصع کا سبھی تھا کام اُس پر
جڑے تھے اس پہ کتنی یاقوت احمر

سوا اس ہنڈول میں وہ شہر بانو
نہ تھی ویسی جہاں میں کوئی مہرو

سراپا حور جبین ان کا جبین تھا
وہاں خورشید بھی نقش نگیں تھا

نین دیکھے سے نرگس تج رہی تھی
سرو یک پا پہ استادہ کھڑی تھی

بٹھائے شہر بانوؓ کو شتابی
چلے تیار ہو با کامیابی

اٹھائے اس میانے[1] کو ہو حامل[2]
چلے ہیں ساتھ سب خلفاء کامل

برائے عزت خیر البشرؐ کے
برائے حرمت آں شیر نر کے

برائے خاطر خیر النساءؓ خاص
برائے مقبلان پاک اخلاص

ہو پیغمبر آخر زماں کی
نواسی تھی شہ نوشیرواں کی

سواری کے چلے سب ساتھ یاور
عمرؓ خطابؓ اور عثمانؓ و حیدرؓ

جلو میں ان کے سب اصحاب نامی
براتی ساتھ احباب گرامی

اتارے ان کے تئیں حیدرؑ کے گھر میں
ہوا تھا شور و غل سارے نگر میں

بھی مرداں اور زناں سب ملکے یکبار
وہ دیویں نذر سب عشرت سے ہر بار

ہوئے خاتوں کے گھر میں آکے داخل
سعادت کا کیے گنجینہ حاصل

ہوئے جب داخل اس خلوت سرا میں
وہ مقبول جناب کبریا میں

دوگانہ کر ادا دولہ و دولہن
دونوں ملکر دعا مانگے خدا کن

میرے نانا کی امت بخش الٰہی
گنہگاروں کو ہے تیری پناہی

سدا عاصی بندوں کا آسرا تو
ہے بخشنہار در ہر دو سرا تو

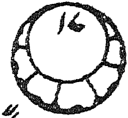
[1] کہ میانے یعنی ڈولی
[2] کہ حامل یعنی بوجھ اٹھانے والے

باقی ۳

گنہ گاروں کو دے توبہ کی توفیق — برائے سخت نفس امّارہ زندیق
بچا اس نفس اور شیطان سے یارب — اٹھا ایمان سے امت نبیؐ سب
کیا شادی مبارک باد پر تم — مناجات اور درود اں پڑھ کے ہر دم
کروڑاں سے درود اں بر محمدؐ — اور آل اصحاب پر صلوٰۃ بیحد

بیان شہادت یافتن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ وقت تھے حضرت عمرؓ تب — شہادت کا بیان ان کی کروں اب
شہادت منگ لیے تھے مصطفیٰؐ سے — برائے خاطر حسینؑ شہ کے
سو چندین سال شادی بعد یک روز — یہودی داد خواہ آیا تھا دلسوز
غلام اس کا تھا لولو نام مردود — نہ مالک کو سمجھتا تھا وہ موجود
اسے لایا یہودی نے عمرؓ پاس — کیے اس کو سیاست افضل الناس
سو اس باعث وہ ہو کر سخت دشمن — لگا تھا ڈھونڈھنے کو مکر اور فن
جو کتنے روز بعد از ابن خطابؓ — دیکھے حضرت رسول اللہ کو در خواب
کہے فاروقؓ پر رسول مجھ سے ملنا — مثال غنچہ فردوس کھلنا
وہیں حضرت عمرؓ ہشیار ہو کر — بلائے اپنے سب بیٹے برادر
دیئے اخبار تب اپنے سفر کا — کیے تفویض سب اسباب گھر کا
فجر اٹھتے ہی مسجد میں سدھارے — نماز با جماعت سے گذارے
لگے ہیں بیٹھ کر پھر وعظ کرنے — لگے قطرات اشک آنکھوں سے جھڑنے
سبھی یاروں کو فرمائے ہیں رو کر — پکارے الوداع عثمانؓ و حیدرؓ
وہیں حسنینؑ کو جلدی بلائے — گلے اپنے شفقت سے لگائے
کہے رو رو کے اے احباب احضار — ہووے گا واقعہ دونوں پہ یکبار
پھریگا ان پہ یک دن چرخ کجرو — کریں گے ہو کے دشمن مہ پہ عوعو
ہوئی ہے جن کی شادی اس طرح سے — بہت اسباب اور عیش و فرح سے



چراغ خانۂ ختم رسالت | نہایت جن کی ہے فضل و کرامت
سو ویسے شخص کو مل کر جفاکار | دیویں گے دشت غم میں سخت آزار
اور ایک زہر سے مارینگے ظالم | دگر کے قتل کے بھی ہو کے عازم[۱]
بدشت کربلا سب تشنہ مظلوم | کرینگے ذبح ان کا پاک حلقوم
سو ان کا کس طرح ہو ویگا احوال | قیامت میں پڑیگا ان پہ جنجال
یہی کہہ کر امیر المومنین نے | عمر فاروق اعظمؓ شاہ دیں نے
بہت آنکھوں سے خوں افشاں کئے ہیں | صحابہ بھی تمامی رو اٹھے ہیں
ہوا مسجد میں پھر اس طرح ماتم | گرا ہے دیدۂ گردوں سے شبنم
سو ہر ہر گھر میں یہ ماتم ہوا تھا | گویا خیر البشر کا غم ہوا تھا
بہت سا رو کے پھر رخصت ہوئے ہیں | وہاں سے اٹھ کے ڈیرے کو گئے ہیں
جو صبح ہوتے ہوئے مسجد میں حاضر | وہ اول سب سے آتے ہی تواتر[۲]
سو وہ لُولُو غلام فتنہ انگیز | لیا تھا ہاتھ میں ایک خنجر تیز
امیر المومنیں ہو حق سے شاغل | مراقب میں تھے حق کیساتھ واصل
سو اتنے میں وہ ملعون دیکھ آیا | شکم پر شاہ کے خنجر چلایا
قضا را چیر کر وہ بطن[۳] اعظم | بھرا تھا جس میں سب نور مکرم
وہیں حضرت عمر نے کھا کے خنجر | صدا کر کر کہے اللہ اکبر
صحابہ دوڑ کر مسجد میں آئے | پکڑ قاتل کو اس لحظے میں لائے
وہ کاری وار لگا تھا سراسر | گرا ہے تخت تن سے سرکا افسر
وہیں حضرت عمر کو سب اٹھائے | مبارک ذات زخمی گھر کو لائے
سو آتے ہی عمر خطاب مصباح[۴] | بلائے جلد تر استاد جرّاح
دکھائے زخم اس کو سو وہ بولا | کنہ[۵] اس زخم مہلک[۶] کا وہ کھولا
کہا سیتا ہوں پن یک روز سالم | حرکت نیں کریں سردار عالم
سو ویں حضرت کہے سینا شتابی | بھی دیکھیں کیا کرے چرخ دولابی

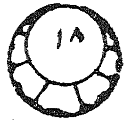
۱ ارادہ کرنے والا ۱۲
۲ تواتر یعنی پے درپے ۱۲
۳ بطن یعنی پیٹ ۱۲



۴ مصباح یعنی چراغ
۵ کنہ یعنی حقیقت
۶ مہلک یعنی ہلاک کرنے والا ۱۲
۷ سلامت ۱۲

صحابوں نے وہ قاتل کو پکڑ کر — کیے ہیں حکم تب اس کے قتل کر
سنے حضرت عمرؓ نے سو بلاۓ — بٹھا کر روبرو کھانا کھلاۓ
کہے نیں مصلحت رہنا تجھے یہاں — جدھر چاہے ترا دل جا ابھی وہاں
نکالے اس کو پوشیدہ شہر سے — گیا ہے بھاگتا ملعون ادھر سے
کہ وہیں جراح نے وہ زخم سی کر — ہوا وقت نماز ظہر اکثر
عمر حضرت اذاں کا سن کے آواز — وہی جنبش میں آۓ شاہ ممتاز
وضو کو جس گھڑی پانی منگاۓ — اسی دم جا کے فرزندوں نے لاۓ
وضو کرنے لگے ہیں جب خلیفہ — کہ جیسا تندرستی کا طریقہ
یہ دیکھا سو لگا جراح کہنے — شکم ہووے گا سب منفتاح یعنے
حرکت سے ابھی پردہ پھٹے گا — نماز اس وقت کوئی کیا کرے گا
قضا جایز ہے بیماری کے باعث — نہ اس سے جرم کچھ ہووے گا حادث[۱]
امیر المؤمنین فاروق بولے — زباں سے فرض حق کا حکم کھوۓ
کہ اے جراح غافل فرض اللہ — قضا ہووے نہ ہرگز حکم واللہ
میری جان سے خدا کا حکم بہتر — سمجھ کر پھر قضا کرنا سو کیونکر
خدا کا حکم گر ہم سے قضا ہو — تو پھر ہم کو یہ شیریں جان کیا ہو
خدا کے امر کے ہم ہیں خلیفے — بھی پاۓ ہیں محبت کے طریقے
بدن میں ہے تعلق دم کا جبتک — تو کیا معنی قضا ہو فرض تب تک
میرا حکم خدا پر جان ہے قرباں — یہ دولت بس ہے جو میں ہوں مسلماں
شفاعت میں نبی کی ہوکے داخل — محمدؐ مصطفیٰ سے ہوؤں واصل
سو اتنا کہہ کھڑے ہو کر شتابی — پڑھے تکبیر با صد اضطرابی
بھی سنت فرض کر تکبیر بارے — جو اول سجدہ فرض حق گذارے
حرکت سے پھٹا پردہ درون[۲] کا — بھی سر سجدے میں حق کے سرنگوں تھا
عزیزاں فرض کے احکام دیکھو — وہ مقبولوں کے کیا کیا کام دیکھو

۱؎ حادث یعنی نو پیدا مفتوح جراح یعنے ایسی بیماری کے باعث اگر نماز آپ کی قضا ہوجاوے گی تو کوئی گناہ حادث نہ ہوگا ۱۲



۲؎ درون یعنی درمیان یعنی سینہ اور شکم کا پردہ جو جراح نے سیا تھا وہ شق ہوگیا

سمجھ فرض خدا کو جاں سے بہتر
ہوا غوغا عمر خطابؓ فاروق
مدینے میں ہوا اس طرح ماتم
ہوا بہ غم زمیں سے آسماں تک
وہیں مولا علیؓ روتے ہی آئے
کئے ہیں شاہ کو تجہیز و تکفین
جہاں میں جا بجا غم ہو رہا تھا
محمدؐ مصطفےٰ کا جیسا تھا غم
بھی اس کے بعد حضرت شہ عمرؓ کا
فقیہ محشر تلک ان کے بیاں کو
کہاں یارا ہے اس قاصر زباں سے
ہوئے حق سے عمرؓ خطاب واصل
میانِ محفلِ چارم میں مذکور
کرتا معلوم ہو عالم کو سارے
پس ہم کو اس سے پھر امید کیا ہو
کروڑوں لعل کو ماری یہ دنیا
خدا کے دوستوں کی ہے یہ دشمن
بھی تھوڑے روز ان سے مکر و فن کر
چھڑا کر دین سے دنیا یہ مردار
خدا کے عاشقاں اس سے بیزار
طفیل مصطفےٰ کے با الٰہی

دیئے ہیں نقد جاں اللہ اکبر
جو دیکھے روضۃ الجنات کا شوق
زمیں لرزی فلک غم سے ہوا خم
بلک تحت الثریٰ کون و مکاں تک
بھی انصارؓ و مہاجرؓ سب بلائے
درون روضۂ طٰہٰ و حسین
سبھی اطراف ماتم ہو رہا تھا
ہوا صدیق کا ویسا ہی ماتم
امیر المومنین بحر و بر کا
لکھے گا تو نہ پورا کر سکے تو
جو بر آوے مناقب اور بیاں سے
کہوں اب شاہ عثمانؓ کے فضائل
شہادت کو کروں عثمانؓ کی مسطور
کہ ایسے لوگ دنیا سے سدھارے
یہاں کا جام اور جمشید کیا ہو
ایسی غدار ہے مکار مینا
شیاطینوں کے یاروں کی ہے مومن
کھڑے کرتی لجا دوزخ کے در پر
کراتی حشر میں ان کو بہت خوار
دیئے طلاق اور مارے ہیں بیزار
یہ دنیا سے مجھے رکھ در پناہ ہی

یارا یعنی طاقت ... قاصر یعنی ... غدار یعنی بے وفا ... خوار یعنی رسوا ... بیزار یعنی ...



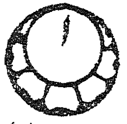
حجستہ کر دعا پر بزم سیوم
پڑھو یاراں درود اں رات اور یوم

مجلس چہارم

دربیان خلافت وشہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیہ اب مجلس چہارم بیان کر ۔ تصدق مصطفیٰ پر اپنی جاں کر
قلم کے ہاتھ ماتم سے سیہ پوش ۔ یہ اشک بحر قلزم کردیا جوش
کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ہیں ۔ تمامی پیشوا کے پیشوا ہیں
وہ احمدؐ حامد و آخر محمدؐ ۔ احد احمد بلا میمؑ کا مقصد
نہ ویسا کوئی بشر پیدا ہوا ہے ۔ عجب صاحب خبر پیدا ہوا ہے
کلام وحی ان کے لب کی باتیں ۔ کلام اللہ میں ان کی صفاتیں
بھی ان کے آل اور اصحاب امجاد ۔ رضی اللہ عنہم حق رضوا باد
وہ سب اپنے ہیں تھے یک چارگیانی ۔ محمد مصطفیٰ کے یار جانی
عمر کے بعد دویم روز آ کر ۔ کئے بیعت سبھی عثماں سے یکسر
سو ذی النورینؓ عثمان شاہ والا ۔ سپہرؓ دین کا روشن اُجالا
رسولؐ اللہ کے داماد مقبول ۔ دو دختر پائے تھے حضرت سے معقول
بھی وہ کان حیا بحر عطا تھے ۔ نمط شمشیر بر راہ ہدا تھے
علی ابن ابی طالب مکرّم ۔ کئے بیعت وہ ساروں سے مقدم
سو سب اصحاب اور اصفا و اصفیار ۔ قریشی اور مہاجر قوم انصار
تمامی عسکر شہ اشخاص عالم ۔ مسلمانان جہاں تک تخم آدم
وہ بیعت کر کے سب راضی ہوئے ہیں ۔ صدق سے ان کے فرماں پر رہے ہیں
بھی ان کے وقت میں اسلام بسیار ۔ ہوا جوں مہر و مہ دنیا میں اظہار
سبھی خوشوقت تھے اس نیکدم سے ۔ ہے ثابت ان کی شاں لوح و قلم سے
خدا کے برگزیدے سب کے بہتر ۔ محمدؐ مصطفیٰ کے یار و یاور
خطاب ان کا امیر المومنیں ہے ۔ وہ خورشید سپہر ملک دیں ہے

لقب حضرت عثمان کا ہونا آنحضرت کی دو صاحبزادیاں



رسول اللہ کے اسرار پنہاں
وہ تھے وحی کلام اللہ کے کاتبؓ
ہزاروں سے مراتب ان کے ہیں اور
رسول اللہ کھلے بیٹھے تھے یک روز
صحابہ سب تھے گرد اگرد حاضر
دلیلاں اور حدیثوں کا تھا مذکور
سو اتنے میں شہ عثمانؓ آئے
سو حضرت نے ردا کو جلدی لے کر
جو ہو آراستہ بیٹھے پیمبرؐ
یہ کیا باعث ہے ہم بیٹھے ہیں سارے
جونہی عثمانؓ ذوالنورین آئے
سو حضرت سن کے فرمانے لگے ہیں
یہ ہیں کان حیا بحر مروت
یہ جب آئے ہیں گھر سے باہر اپنے
حیا اور شرم ان کی دیکھ بارے
نہایت ان کی اس شرم و حیا سے
کہ مسجد میں چلے آتے ہیں عثمان
ملائک کے ادب کو دیکھ کر میں
نہ کچھ ان کی حیا کو ہے نہایت
وجود اپنے کو دیکھے ایک مرتؓ
عظیم الشان و عالی جاہ ہیں عثمان
غنی تھے سب عرب میں شاہ والا
لگا لاکھوں درم مسجد بنائے

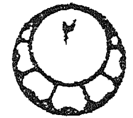
وہ جامع تھے کلام وحی قرآن
نہایت ان کے تھے عالی مراتب
انھوں سے ایک کہتا ہوں میں فی الفور
ردا (چادر) تن سے گری تھی زیر اندوز
مسلمانان انصار و مہاجر
ہوئی تھی وحی آیت تازہ منشور
جو وہ کان حیا تشریف لائے
کئے سرپوش سب اپنے بدن پر
وہیں پوچھے ہیں اصحابان دیگر
ردا اپنی مبارک کو اتارے
ردا آراست کر بیٹھے ہو بارے
مناقب حضرت عثمانؓ (سیدھی) کہے ہیں
سپہر دین کے ماہ فتوت
فرشتے بھی ردا اوڑھے ہیں تب سے
ملک (فرشتے) کرتے ہیں خود آداب سارے
ندا ہے یہ جناب کبریا سے
حیا سے بیٹھنا اے اہل ایمان
ردا لیتا ہوں اپنے تن اوپر میں
تمامی عمر اپنی نیک خصلت
بھی بعضے مرتینؓ آخر روایت
کئے حضرت پہ اپنی جان قربان
کئے اس مال سے وہاں کا اجالا
مسلمانوں کو سب دولت کھلائے

مطلب یہ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے تازہ حکم نازل ہوا تھا اس کا ذکر تھا

بھی کتنے دشمن بہر غزو اسلام
سلاح و ساز سب تیار کر کر
ہے ظاہر منتقیں سے شان ان کا
نہایت دوست تھے وہ کبریا کے
محمد مصطفیٰ کے محرم دل
مکرم ذات عالی تائید آیت
چڑھے منبر پہ عثماں مثل خورشید
بنائے فقہ سے فخر شریعت
سلوک سالکیں بحر حقیقت
ہو اس گل پر دل عشاق بلبل
کئے ہیں نحو سے یوں محو سب کو
تصرف سے کئے جب صرف مصروف
کشادہ کر دیئے معقول و منقول
معانی اور رموز ہفت قرّار
ہوئے خوش وقت سب ارباب احباب
شمیم نطق سے محفل کا گلزار
کئی کافر مسلمانی میں آئے
نہایت صاف سینہ نیک باطن
مگر حضرت عمرؓ نے وقت رحلت
کہ تم ابن امیہ کو خبردار
سو بوسفیاں کے وہ فرزند دانا
سبب خویشی کا تھا عثماں سے اکثر
طلب کر شام کی صدر حکومت

دیئے اسباب اصحابوں کو انعام
بھجائے بر غزو کے بار لشکر
مسلمانوں پہ ہے احسان ان کا
محمد مصطفیٰ اور مرتضیٰ کے
وہ تھے ہر حال میں شاغل و شامل
نہیں ان کی عنایت کو نہایت
کئے وعظ و بیان وہ جان جاوید
تصوف سے ہو مفتاح طریقت
دیئے پھر معرفت کے گل کو زینت
پکاریں ہو کے شیدا عشق گل گل
ہوا دنیا کا یک دم سہو سب کو
ہوا یکبار عالم غرق مشغوف
اصول و فرع و منطق کشف باطول
مواعظ سے کئے سب شک مبرا
سبھی احفاد و اشخاصان اصحاب
کھلا غنچہ بغنچہ گل ہو اخسار
ہزاروں کافراں ایمان لائے
رہے نیں یک جگہ فرحت سے ساکن
کئے تھے ایک عثماںؓ کو وصیت
نہ کرنا کس جگہ پر نیچ سردار
وہ حضرت معاویہ شیریں فسانہ
قرابت تھی سو اس باعث سے کر کر
نہ عثماں رد کئے بہر نخوت

۱ سلاح یعنی لڑائی کا ہتھیار ۱۲ ۲ غزو یعنی لڑائی ۱۲ ۳ ایدیت یعنی ابتدا ۱۲ ۴ مشغوف اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے دل میں یا طبیعت میں کوئی بات یا کوئی چیز سرایت کر جائے اور اس کا اثر پیدا ہو جائے ۵ مبرا یعنی پاک کیا گیا یعنی آپ نے وعظ میں قرآن



معنی شریعت میں علم اور حدیث اور منقول معقول اور اصول و فرع و صرف و نحو و منطق وغیرہ تمام علوم سے اس طور پر بیان کیا کہ تمام لوگوں کے دل شک اور شبہات سے مبرا ہو گئے اور ایک یعنی جوان ۶ نخوت یعنی غرور ۱۲

روانہ کر دیئے در شام عثمانؓ
قرابت کے سبب بھجوا ئے اس آن
دیئے تھے مصطفٰےؐ نے بھی بشارت
روایت ہے سیر میں ایک دیگر
کیا تھا آل عمران حرف مروان
نکالے تھے دو ازدہ کوس باہر
انھوں بھی کوس بارا پھر نکالے
وہ بارہ کوس کر اس پر مضاعف[1]
جب آیا وقت عثمان غنی کا
سو وہ مروان ہو جنجال ان کا
سنے عثمان سونیں اس کو نکالے
کہے حضرت نکالے باہر اس کو
سبب کیا تم نے نیں اس کو نکالے
کہ میں ہر گز نہیں اس کو بلایا
سب اس کے جرم[گناہ] کی تنبیہہ ہو کر
مدینے میں وہ عاجز ہو کے آیا
تھے عثمان غنی آئینہ ساں صاف
مگر مروان بہت تھا کارپرداز
سو اس کے دیکھ کر عثمان نے سب ہوش
قلمدان وزارت اس کو سونپا
کئی مدت چلا ہے کا رحکم!
مگر کئی ایک مدت بعد یاراں
قضا منشی ہوئے شمشیر خامہ

سو حضرت معاویہ پر کر کے احسان
حکومت شام کی دی انکو عثمان
ملے گی شام کی تم کو حکومت
کہ کاتب وحی تھا مروان اکثر
سو اس تقصیر پر دو جگ کے سلطان
بوقت بو بکر صدیق اکبر
سو پھر حضرت عمر بھی دور ڈالے
نکالے اس کو وہ سردار عارف
وہ بحر الخیر بے ماؤ منی کا
وہ آیا شہر میں بد فال ان کا
سبھی اصحاب ان کے پاس آئے
بھی بو بکر و عمر کر غور اس کو
سو یوں عثماں غنی بولے ہیں بارے
یہ آپ ہی آپ اندر شہر آیا
ہوا ہشیار اب تنزیہ[2] ہو کر
کیا اپنا بہت شدت سے پایا
کئے تقصیر اس کی عفو[معاف] الطاف
ظرافت[3] اور ریاست میں تھا ممتاز
وزارت کا پہنائے حلقہ در گوش
خلافت کا ہوا ہر سمت غوغا
نہ یک ذرہ کیا کیں بیش[زیادہ] با کم
سنو آل عباؑ کے دوستداراں
شہادت سے کیا خونریز نامہ

[1] مضاعف یعنی دو چند
[2] تنزیہ دور کرنا یعنی بیعت سے
[3] ظرافت یعنی دانائی، عقلمندی

بجانب مصر کے حاکم تھا مومن
سو نامہ اسکے شکوے کا لکھے تھے
لکھے تھے اس میں شکوہ ظلم بسیار
بلا لینا اسے تم در مدینہ
عواس کے تم عبد اللہ کو بھیجو
سو وہ نامہ لئے اشخاص مصری
سو آتے ہی مدینے میں ہو داخل
سو عثمان غنیؓ وہ نامہ لے کر
کئے معلوم ظلم حاکم دیں
کہے ان کو کہ ایک دن صبر کرنا
صبا انشاء اللہ حاکم نو
یہ کہہ کر ان سے اور گھر کو سدھارے
نہ آنکھیں بند ہوں ٹک مثل نرگس
دیکھے سو آپ خورشید رسالت
دونوں پیالوں میں شربت تھا مصفا
سو حضرت دیکھ کر عثماں کو بولے
رفیق خاص عثمان مکرم
صبا روز وصال دوستاں ہے
اے ذی النورین فردا ہم سے ملکر
کہے عثماں نے اے سالار مختار
وہیں ہشیار ہو کر شکر بسیار
وہیں مسجد میں آئے شاہ عثماںؓ
بلائے سب صحابہ اور قبایل !

رعیت پر کیا تھا ظلم بسند ن
بہت سے لوگ نامہ لے چلے تھے
نہ اس حاکم کو ہم چہتے ہیں زنہار
یہ بد افعال ہے اور بد قرینہ
پسر صدیق اکبر کے نکو خو[1]
ہزار یک عسکری[2] کی تھی ٹکڑی
ہوئے حضرت خلیفہ ساتھ واصل
عبارت سے پڑھے اول و آخر
کئے مفہوم سب مذکور و آئیں
رہ ثابت پہ ثابت پاؤں دھرنا
بجانب مصر کے کرنا روا رو
ہوئے آسودہ قیلولے سے بارے
رسول اللہ کو دیکھے حق کے مونس
لئے دو جام بیٹھے تھے بہ راحت
وہ رُمانانِ[3] جنت کا معلا !
قضا کے حکم کا اسرار کھولے
زہے فرخندہ فرخ فال اعظم
گل وصلت کشائے بوستاں ہے
بہت فرحت کریں گے یک بہ دیگر
ہمیشہ وصل کے باعث ہوں تیار
ادا کر کر بجائے سجدہ ہر بار
بلائے سب اکابر اور ارکان
کئے اسناد بُرہان و دلایل

۱ نیک خصلت والے ۱۲
۲ عسکری یعنی لشکری ۱۲



۳ ریحان کی یعنی ... ۱۲
یعنی ... ۱۲

وغیرہ

وصیت کر علیؑ کو اور خلافت
وہیں حسنینؑ کو جلدی بلاے
بہت بوسے دیے فرق و جبیں پر
بھی ان کا واقعہ کر یاد روے
پکارے آہ کر یا ایہا النّاس
یا اہل البیت یہ شہزادو نکمگیں
ہووے گا مجھلہ بے حد و بسیار
نہایت ان کے تیں تکلیف دیکر
حسینا کو مع احباب و اطفال
یتیمان سبط پیغمبر غریبان
نہایت دھوپ میں حیران و ویران
کرو انکھیوں کو نیساں زار نرگس
جو کوئی اسوقت حاضر ہوئیں یاراں
حسینا کا جو کوئی ماتم کرے گا
رسول اللہ نے فرمائے ہیں اکثر
مجھے اس حق تعالیٰ کی قسم ہے
جو کوئی حسینؑ کے ماتم ہیں رووے
یہ سن حضار مجلس حق کہے ہیں
لگے رونے کو خاص و عام مل کر
بہت رو رو کے سارا خلق یکبار
یہاں تک اشک کا باراں ہوا تھا
سر شک چشم کے قطرے ہو محلول
نہایت شور و غوغا تھا الم کا

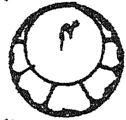
کیے تفویض ان کے سر امامت
گلے سے دُر و مرجان کو لگائے
تصدق ہو گئے ماہ مبیں پر
جگر کے لخت مژگاں میں پروئے
گریگا ان کے غم سے چرخ کا طاس
مصیبت میں پڑینگے اشرف الدین
پڑے گا خلق سب ہوا ان پہ خونخوار
حسنؑ شہزادہ کو دیں زہر دیکر
اٹھے گا شام سے یہ ان پہ جنجال
غبار آلودہ ہو کر چاک داماں
گریں گے خاک و خوں میں گرد و غلطان
سبھی ہونا دلوں سے غم کے موش
محمد مصطفیٰؐ کے دوستداراں
یقیں ہے وہ کہ با ایماں مریگا
جو کوئی رووے گا شہزادونکے غم پر
نہ کچھ محشر میں اس کو خوف و غم ہے
خلاصی دو جہاں میں اسکو ہووے
تمامی خلق نے ماتم کئے ہیں
کہ ہے ہیہات غم اللہ اکبر
اٹھا مجلس میں ابر غم نمودار
لباس مردماں سب تر ہوا تھا
پروئے کر کے زلف تار مفتول
کہوں گا پیشتر احوال غم کا

۱ یعنی حسین ۱۲ ۲ یعنی فرق ۳ یعنی جبین ۴ یعنی پیشانی ۱۲ ۵ یعنی جمع دوستی ۶ مجلس یعنی حل
۱۶ باقی
یکبارگی ۱۲
۷ مفتول معنی ابریشم اور کلابتوں کا بٹا ہوا ۱۲
۸ یعنی آگے ۱۲

کہے عثمانؓ نے تب حضرت علیؑ کو
کہ ہے ہے الوداع اے شاہ مرداں
ولی اللہ مرے پر ہوگا بلوا
سو اس باعث میری تم غور کرنا
یہ سنتے ہی وہ اسد اللہ غازی
بہت سا روکے سارونکو رلائے
کہے حضرت کہ تم خدمت سے میری
ادائے بندگی کرنا آداب
دیئے ہو تم خطاب بوترابی
اسے جلدی سے تربت میں بلانا
کہے عثمانؓ قبولا نیک پیغام
وصیت کرکے عثمانؓ غنی سب
صبا جب روز وعدہ مصریوں کا
چلے مسجد میں وہ رکن زمانہ
ہوئے فارغ جماعت از فرائض
خلیفہ وقت عثمانؓ ابن عفان
لکھانے کو لگے نامہ گرامی
لگا لکھنے سرافرازی کا نامہ
حکومت کا کیا طومار تیار
لکھی تھی اس میں کے تعریف وتوصیف
سو اس حاکم کے تیں معزول کرکر
وہ نامہ لکھ کے سارونکو سنائے
لفافہ کرکے عثمانؓ پاک بنیاد

کہ وہ شیر خدا حق کے ولی کو
صبا[1] حسنینؑ پر ہوتا ہوں قربان
شہادت کا ملے گا جام فردا
میرے بعد از صلح کا طور کرنا
کئے اشک رواں سے چشم سوزی
بھی عثماں کو گلے اپنے لگائے
جناب شافع امت میں میری
بھی کہنا یوں کہ اے مہر جہانتاب[2]
اسے دیدار کی ہے اضطرابی[3]
ترابی کو ثریا سے ملانا
ہووے گا اس سے میرا نیک انجام
وداع ہوکر چلے ہیں گھر کے تیں سب
جو آیا سو وہیں عثمان والا
گذارے فرض و سنت کا دوگانہ
ہوئے پھر مصر کے اشخاص عارض[4]
وزیر اپنا بلائے نحس مروان
بسوئے مصر وہ سلطان نامی
سیہ رو لے سیہ روئی کا خامہ[5]
بنام عبد اللہ بن بوبکر سردار
یہ عبد اللہ وہاں لاوینگے تشریف
عمل ان کا چلے مقبول کرکر
بھی اس پر مہر کرسبکو دکھائے
دیئے عبد اللہ کو کر نیک ارشاد

[1] صبا یعنی صبح ۱۲ [2] آفتاب جہاں کو روشن کرنے والے ۱۲ [3] یعنی بیقراری ۱۲ [4] عارض



یعنی عرض کرنیوالے ۱۲ [5] خامہ یعنی قلم ۱۲ [6] معزول یعنی بیکار کیا ۱۲

بھی چندین مردمانِ مصر ہمراہ
قریب چار ہزار اسوار نامی
بساعت نیک وہاں سے کوچ کرکر
بھی سب اصحاب اور احباب ملکر
خلیفہ اور علیؑ ہمراہ ہوکر
روانہ کر بجانب مصر ان کو
روانہ جب کئے ان کو خلیفہ
سو عثمانِ غنیؓ وہاں سے پھرے ہیں
ادھر مروان موذی فتنہ گر کر
بھی عبد اللہ سے اسکو دشمنی تھی
تو اس نے اس عداوت کے سبب سے
لکھا اس کو کہ اے والی مصر کے
وہ نامہ نام زواز نام عثمانؓ
یہ عبد اللہ بن ابیؓ بکر فی الحال
اسے اسواسطے بھیجا ہوں اس جا
میں اس جا مار نیں سکتا ہوں اسکو
جو ہیں آوے گا تیوں ہی قتل کرنا
یہ نامہ لکھ کیا تیار مردود
وہ نت جاتا تھا گھر میں بہر ہر کار
تھی عثمان غنی کو ایک عادت
وہ جب دار الخلا میں آپ جاویں
در بیت الخلا کے پیش یک طاق
مہر کو بھی رکھیں اس طاق بھیتر

بھی دیگر فوج دے باحشمت و جاہ
و عبد اللہ لے نامہ گرامی
سچلے ہمراہ دے کر ساتھ لشکر
بخاطر بوبکر صدیق اکبرؓ
گئے باب[1] مدینہ تک وہ چل کر
اب آگے بولتا ہوں ذکر تم کو
ادا کر سب محبت کا طریقہ
اسی دم اپنے گھر جانب چلے ہیں
لکھا پھر دوسرا نامہ مقرر
عداوت سخت انجاں کندنی تھی
لکھا نامہ تغلّب[2] بے ادب نے
اے میرے دوست اور ٹکڑے جگر کے
لکھا تھا اس میں وہ اسطرح شیطان
مدینے میں ہے میرے سر پہ جنجال
وہ وہاں پہنچے تاک تو قتل پہنچا
جو میں نے یہ لکھا ہوں حکم تجھ کو
بضرب تیغ اس سے نیں گزرنا
گیا عثمان کے گھر کو آتشِ دود (دھواں)
اسے معلوم تھا سب گھر کا گھر دار
گریں مہر خلافت کی حفاظت
لباس اپنا برونِ در[3] اتاریں
رکھیں پوشاک اسمیں شاہ آفاق
وہ سب معمول تھا معلوم یکسر

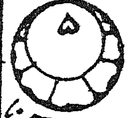
[1] یعنی دروازہ ۱۲
[2] یعنی عجب سرکش ۱۲
[3] برون در یعنی دروازہ کے باہر ۱۲

باقی

وہ سب مردان کو تھا دستور مفہوم
نہ کوئی دیکھے تلک وہ پھرے کر
وہاں سے جلد تر باہر گیا ہے
قضا نے سب کی آنکھوں سے بچا کر
نکلتے ہی وہ دو قاصد بلایا
کہا ان کو کہ تم لشکر سے باہوش
مگر ایک روز اوّل ان سے جا کر
بہت تاکید کرنا اس کو سمجھا
سو وے دو شخص قاصد مثل طائر
وہ عبد اللہ کے لشکر سے فرسنگ
وہ عبد اللہ بن بوبکر صدیقؓ
کہ دو منزل تلک نیں کچھ خلل تھا
قضا را چند اشخاص لشکر (اتفاقاً)
سبب نخچیر کے گئے جوان مرد
یکایک دیکھتے کیا ہیں سواراں
سواراں ان کنے پہونچے ہیں جا کر
انھوں پچ بولتے ہیں سٹ پٹائے
وہ عبد اللہ بن بوبکر کے پاس
سو عبد اللہ نے پوچھے ہیں ان کو
جواب ان کو لگے دینے تقلّب
تمام اسباب ان کا جستجو کر
وہ نامہ دیکھتے ہی اسکو کھوے
عجائب بات ہے اے لشکر دیں

گیا اسوقت گھر میں وہ لعین شوم (بدبخت)
کیا سکہ تقلّب خط کے اوپر
نہ کوئی ایک شخص پھر اسکو بلا ہے
نکالا فتنہ دور اُن کو باہر
وہ خفیہ نامہ دے اسکو چلایا
تفاوت رکھ نکل جانا ہو خاموش
یہ نامہ عامل مصری کو دے کر
رکھے اس بھید کو تا زیست اخفا
نکل باہر گئے چالاک و شاطر
چلے جاتے تھے وہ پُر از فرہنگ
چلے تھے اپنا لشکر سے کے تحقیق
فلک کجرو پہ بہ تفتیش و غل تھا
بطرف نجد جا پہونچے مقرر
بضرب سُم اڑائے دشت کی گرد
چلے ہیں دور لشکر سے دوباران
کدھر جاتے ہو تم ہو کس کے چاکر
سواروں نے پکڑ کر ان کو لائے
کئے حاضر تھے قاصد چور رخناس
کہاں جاتے ہو بھیجا کس نے تمکو
سو عبد اللہ نے ان پر کر تغضّب
سو پائے ایک نامہ مہر محضر
پڑھے اوّل و آخر اور یہ بولے
پھرا عثمان کا سب دین و آئین

خفیہ یعنی پوشیدہ
تفاوت یعنی فاصلہ فرق درمیان دو چیزوں کے
تک ۱۲ زیست یعنی زندگی
شاطر شوخ و بیباک ۱۲
تفتیش یعنی جستجو ۱۲



نخچیر یعنی شکار کرنا اور جنگلی جانور کو بھی کہتے ہیں ۱۲
سم یعنی ٹاپ گھوڑوں کی
تغضب یعنی غصہ ۱۲
آئین یعنی طریقہ ۱۲

عجب فتنہ کئے ہیں مجھ سے یاراں
کہ ظاہر میں سرافرازی کئے ہیں
کہ میں جب مصر پہنچوں گا جس روز
سو میں نے کیا بگاڑا ان کا اسباب
بلند آواز سے ناجے کو پڑھ کر
کہے اے مومناں بوبکرؓ صدیق
میں فرزند ہوں غریب و مرد مومن
اگر سردار دیں برگشتہ ہووے
بھی ان کے دشمنوں کو کہہ تبرّا
لگے تشنیع کہنے ہو غضبناک
قضائے دیکھ سب کو خوش ہو یکدم
وہ لشکر دیکھ سب عالم ہوں حیراں
سو سب کہنے لگے وہ خط دکھا کر
جو سنتا تھا وہ پھرتا تھا اسی دم
یہ لشکر دیکھ کر مروان ناپاک
گیا سو شام میں وہ معاویہ پاس
اسے نیں معاویہ نے منہ لگایا
یزیدی سے پلیدی جب ملا ہے
یکے نفس و دگر ابلیس مردود
یہ دونوں فتنہ زن کا پیش مذکور
جب وہ بلوہ مدینے میں گیا ہے
زبان سے بد لگا کہنے کو عالم
علیؑ ابن ابی طالب تھے اُسدن

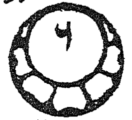
سرافرازی کا نامہ دیکے شاداں
ولے باطن میں دیگر خط لکھے ہیں
اسی دن قتل کرنا مجھ کو فیروز
جو کر کر قصد قتل وہ ابن اصحاب
عمامہ اپنا دے مارے زمیں پر
محمد مصطفیٰ کے دوست تحقیق
مسلماں کا نہ ہووے قتل ممکن
خرابی دین میں کیونکر نہ ہووے
پھرے یلغار کر بلوے کا غوغا
ہوئے سب قتل پر عثمانؓ کے چالاک
مدینے میں چلا بلوے کا عالم
لگے ہیں پوچھنے احوال عثماںؓ
کہ عثماں پھر گئے دین سے سراسر
سو ہو کر قتل پر عثمانؓ کے عازم
نکل بھاگا ہے سر پر ڈال کر خاک
وہ مروان ذلتی مردود و خناس
یزیدی بے حیا کے تیں ملایا
یکے سرگیں دگر بیت الخلا ہے
یکے کلب و دگر خنزیر برمردود
لکھوں میں جو کتابوں میں ہے مسطور
سبھی عالم وہاں یکسر ملا ہے
سبھی ادنیٰ و اعلیٰ اور ملازم
بقصد اعتکاف روضہ ساکن

لہ تبرّا یعنی نفرت کرنا بیزار ہونا ۱۲
سہ یلغار یہ ترکی لفظ ہے معنی دشمنوں کی فوج پر دھاوا



سہ تشنیع یعنی کسی کو برا بھلا کہنا ۱۲
سہ عازم یعنی ارادہ کرنیوالے ۱۲

قبر پر مصطفیٰ کی کر کے نیت　　سہ روزے رکھ کے بیٹھے پاک طینت
وہ چوتھے روز نکلے وہاں سے باہر　　ہوا کیا ہے سو دیکھے شاہ حیدرؑ
ادھر کو بیٹھنا مولا علیؑ کا　　سپہر دین کے رہبر منجلیؓ کا
اُدھر بلوے کا ہونا ایک ہو کر　　قضا آگے ہوئی تھی پیک لشکر
سبھی عالم اکٹھا ہو کے یلغار　　گئے عثمانؓ کے گھر کو ملکے یکبار
ہجومؓ خلق بلوا عام غوغا　　ہوا عثمانؓ کے گھر پر بے محاباؓ
تھے عثماں کے غلاماں دس ہزاراں　　کریں لاکھوں کے دل پر تیر باراں
بھی تیر انداز سارے ترک نامی　　غلاماں بے بدل رومی و شامی
سپہ سالار تیر انداز چالاک　　کریں لاکھوں سواراں خاک و خاک
کئے در بند سب گھر کے غلاماں　　بھی ترکشؓ لے ہوئے وہاں پر خراماں
وہ سب ترکان خونریزاں و خونخوار　　ہوئے تیر و کماں کو لے کے تیار
سبھوں پر ایک تھا سردار خوشرو　　نہایت خوش لقا پیوستہ ابرو
اُنے آکر کہا عثماںؓ کو صاحب　　ادا کر کر وہ آداب و مناقب
کہا عاجز اگرچہ حکم پاوے　　یہ گمراہوں پہ اب پیکاںؓ چلاوے
کرے ایک ایک کو برمہ زپیکاں　　زمیں پر ہوئیں مثل گوئے غلطاں
یہ سن عثمانؓ ذی النورین بولے　　زباں سے سب نہانی راز کھولے
کہ اس کا نام تھا مفتاح کر کر　　کہے عثماں کہ اے مفتاح چاکر
خدا تجھ پر کرے مفتاح جنت　　تجھے دے راحت و مصباح جنت
میں شب کو خواب دیکھا ہوں مبارک　　محمدؐ مصطفیٰ سرّ تبارک
کہے ہیں صبح تم مجھ سے ملوگے　　بطرف جنت العدن آ چلو گے
سو میں ہوں انتظار وقت رحلت　　نہ کرنا مومنوں سے جنگ بھلت
مسلمانوں میں کیوں شمشیر کرنا　　بلک سب کفر اس سے زیر کرنا
برائے خاطر اللہ اکبر　　کیا آزاد میں تم کو سراسر



لہ مبنی روشن ۱۲
۲؎ ہجوم یعنی انبوہ اصطلاح میں جس کو بھیڑ بھاڑ کہتے ہیں ۱۲
۳؎ بے محابا یعنی بے تحاشا بے مروتی ۱۲
حسب میں تیر
۴؎ سمجھتے ہیں ۱۲
۵؎ یعنی بیسر
۶؎ یعنی چراغ ۱۲

کمان و تیر میرے پاس رکھ کر
اگر ہتھیار سے سارے چلو گے
رضا پر حق کے سر اپنا دیا ہیں
غلامان سن کے سب پٹنے لگے ہیں
کہ ہم ناچیز ہیں سارے غلاماں
ہمیں تم مثل فرزندوں کے پالے
کہے تم کو کیا حق کے حوالے
تسلّی کر کے ان کی ہر طرح سے
غلاموں نے سنے سو ہو کے غمگیں
دعا کر کر چلے ہیں گھر کے باہر
سبھی چاہے کہ دروازے کو توڑیں
سو اتنے میں خبر پہونچی بہ حیدرؑ
وہاں سے اٹھ سکے نیں معتکف تھے
کہے جلدی دونوں عثمان کے گھر جاؤ
نہ ان کو گھر کے اندر بیٹھنے دو
کہو ان کو کہ ہیں عثمان دل صاف[۳]
خطا ہرگز نہ ہو تھا ور انھوں سے
جو کوئی ہو فتنہ زن اسکو پکڑ کر
سزا دیویں گے اس کے فتنہ گی کا
مگر تم تین دن تاخیر کرنا
ولیکن کیا قضا سے کس کی تدبیر
وہیں حسنین وہاں سے جلد آ کر
بہت بلوائے عالم کو پکارے

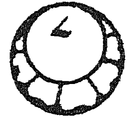
چلے جاؤ خوشی آزاد ہو کر!
مسلمانوں سے ناحق جا لڑو گے
تصدّق مصطفیٰؐ پر سے ہوا ہیں
ہزاروں مار نعرے جب کیے ہیں
ہوئے سب سرکا والی کھو عثماں
چلے تم ہم کو کر کس کے حوالے
خدا بندوں کو اپنے آپ پالے
جہاں خاطر میں آوے جاؤ یہاں سے
ہتھیاراں رکھ کے بولے سب نے تحسیں
سو پہنچی یہاں تلک وہ بات آخر
کہے کر آہنی آلات[۱] چھوڑیں
رسول اللہ کے روضے کے اندر
بلا حسینؑ کو فرمائے وہاں سے
وہ سب بلویکے سرداروں کو سمجھاؤ
اگر بیٹھیں تو باہر بیٹھنے دو
زیادہ ہے نبیؐ کا ان پہ الطاف
ہیں سارا شرح[۴] بولوں گا تھوں سے
تمھارے پیش اس کو قتل کر کر
وہ بدلہ پائے گا برگشتگی کا
تحمّل سے بہت تدبیر کرنا
یہاں تدبیر کو ہنستی ہے تقدیر
کھڑے آ کر رہے عثمانؓ کے در پر
سنا کس نے نہیں سوزش[۵] کے مارے

[۱] آہنی آلات یعنی لوہے کے ہتھیار
[۳] صاف دل یعنی ظاہر باطن
[۴] شرح مطلب
[۵] سوزش یعنی جلن

باقی ۱۳

بہت سمجھا رہے تھے پر نہ مانے　　کئے جب بند دروازے سے جانے
ہوئے جنبیں دروازے سے حایل[1]　　نہ ان کو کر سکے رو کوئی جاہل
سو دروازے کو یکدم چھوڑ سارے　　طرف غانے کے بازو کو سدھارے
جدھر بیٹھے تھے ذی النورین عثمانؓ　　لب دیوار پڑھنے ختم قرآن
اسی جاگے کی جب دیوار کو توڑ　　چلایا ایک نے شمشیر در زور
مبارک حلق پر آ کر لگا ہے!　　اسی دم سر جدا ہو کر گیا ہے
جدا سر ہو گرا جب آفتابی　　ہوئی ان جاہلوں کی تب خرابی
فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللہ کہے تھے　　یہاں تک ختم قرآں کو پڑھے تھے
یہاں سے نصف ثانی تا بہ اوّل　　اسی موجب چلے پڑھتے مسلسل
وہاں لگ ختم قرآن ہو گیا تھا　　خدا کا شکر غفران ہو گیا تھا
تن مجروح[2] بے جاں کرکے ڈالے　　لے بہتان متفق ہو ظلم والے
مقرر تین شب لاش انکی پر نور　　پڑی تھی خاک میں غلطاں و منشور
ولے شب کو درندے سارے آکر　　نگہبانی کریں چوکی مقرر
پکاریں ایک دیگر کو خبردار　　خدا کا بندۂ شائستہ ہشیار
اگر کچھ ان کے تن پر مظلمہ[3] ہوئے　　تو پھر محشر میں سب پر محکمہ[4] ہوئے
فرشتے آسمانوں کے اترتے　　طبق نوروں کے لا ایثار کرتے
چرندے اور درندے اور بہایم[5]　　سبھی روتے تھے عثمانؓ پر ہو باہم
پرندے دن کو تن پر سایہ کرتے　　بھی رونے غم سے اشک آنکھوں سے جھڑتے
شہادت کی نشانی سے تھے پر نور　　تن بیجاں پہ تھا نور علیٰ نور
زخم سے خون جاری تھا انھوں کا　　کلام اللہ پر بھی خون پڑا تھا
پیمبر کے ہے روضے میں نشانی　　سو قرآں خون افشاں جاودانی
بھی بعضے وقت کرتے ہیں زیارت　　کہ جب کھلتا ہے در (دروازہ) روز سعادت
قیامت تک رہے یہ یادگاری　　شہادت کی نشانی برقراری

[1] حایل یعنی باز رکھنے والا بیچ میں آنیوالا دو چیزوں کے ۱۲
[2] مجروح یعنے زخمی ۱۲



[3] مظلمہ یعنی ظلم ۱۲
[4] محکمہ یعنی انصاف
[5] بہایم یعنی چارپائے جانور ۱۲

جو ششم روز باہر آئے کر آہ
بلائے مصریاں اور شامیوں کو
جنازہ شاہ عثمانؓ کا اٹھائے
کہے اے خلق بس زنہار زنہار
رسول اللہ نے فرمائے ہیں اکثر
نہ ان سے کچھ وقوع بد ہو پیدا
بہشتی ہیں وہ دس مردان مقرر
مگر وہ فتنہ ہے از نحس مروان
اسی کا فعل ہے اے اہل ایمان
بہت ڈھونڈھے ہیں مروان لعین کو
ہوا معلوم آخر کو وہ موذی!
مصاحب ہو یزید کن جا رہا ہے
خدا اور مصطفےٰ کا چور ہے وہ
نبی بولے ہیں اکثر فخر مردم
وہ ہے تقدیر سے تحریر مرقوم
بھی یوں بولے ہیں دیگر بار سرور
اسے دیکھا تو دیکھا ہے وہ بیتاب
تو کیوں لرزاں ہے سو بولا وہ رو کر
شہادت کا لگا دیں ان پہ تلوار
مبارک ریش ان کی خون میں بھر
سنا مولانے برہان و دلایل
سنے سارے سو سرور کا وہ کہنا
بہت پچھتائے ہیں ساروں نے مل کر

بلائے سب مہاجر اور انصار
بلائے سب رعیت مؤمنوں کو
فضایل ان کے عالم کو سنائے
نہ رکھنا حضرت عثمانؓ سے انکار
کہ ہیں عشرہ مبشرہ نیک محضر
نہ ان سے جرم صغریٰ ہو نہ کبریٰ
دلایل سے ہے ثابت بات اکثر
کہ وہ نطفہ حرام و تخم شیطان
حبیب اللہ کے ہیں محبوب عثمانؓ
نہ پایا سو کہے فتنہ ہے اس دن
نکل بھاگا ہے سوئے شام پاجی
دنیا اور دین کا فاسق ہوا ہے
دنیا کے کام میں منہ زور رہے وہ
نہ نکلو بلوہ عثمانؓ میں تم!
شہادت پاویں گے عثمانؓ معصوم
گیا یکبارگی ثور جبل پر
سو میں پوچھا اسے اے کوہ پرتاب
قضا سے حضرت عثمانؓ مقرر
اتاریں سر کو ان کے سارے خونخوار
میں لرزاں ہوں اسی باعث سے اکثر
سکے بلوے کا سارا خلق قایل
لگے کہنے کو آمنا صدقنا
جہالت اور غفلت سے قتل کر

یعنی حضرت ... ۱۲
... عشرہ مبشرہ ... بہشتی ... دنیا میں ہی ان کے ... اسامی یہ ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق
حضرت عمر فاروق
حضرت عثمان ذوالنورین

۱۲ باقی

حضرت علی ابن ابی طالب
حضرت طلحہ حضرت زبیر
حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبیدہ ابن الجراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۱۲
داڑھی ۱۲

کیے تجہیز اور تکفین کا ساماں
لیجا جنت بقیعہ میں خراماں

کے آداب اور قانوں سے مدفوں
چلے غمگیں ہو سارے لوگ محزوں

مدینے میں بڑا ماتم ہوا تھا
زمیں سے آسماں تک غم ہوا تھا

صحابہ سارے روتے تھے پکارے
کہ ذوالنورین دنیا سے سدھارے

رسول اللہ نے فرمائے ہیں کے بار
میرے روضے سے تا عثمانؓ کا دربار

جو اس کے درمیاں سے ہو کے جاوے
اسے دوزخ کی آتش نیں جلاوے

کو بعد از دفن ذکر اس کا کچھ چلا ہے
سے کہے ہیں سہو مولا سے ہوا ہے

اگر پیش از دفن مجھ کو یاد آتا
میں عثمانؓ کا جنازہ لے کے جاتا

دفن کرتا ز مشرق تا بہ مغرب
بہ دور قطب یا اتر کی جانب

خدا کرتا گناہوں سے خلاصی
وہ پاتے جو ہیں اس امت کے عاصی

عزیزاں دیکھئے ان کے مناقب
سے چلے جاتے ہیں مشرق تا بہ مغرب

نہ ان کی طرف ہرگز ظنؔ بد کر
ہے رضی اللہ عنہم ان کا محضر

ہوئے جنت نشیں عثمان اعظمؓ
محمد مصطفیٰ کے یار ہمدم

فقیہ اب حضرت عثمانؓ کا غم کر
تو اپنی پشت کو ماتم سے خم کر

تو کر نقد شہادت صرف مختم
نہ کہہ کچھ بیش و کم واللہ اعلم

تم اے حضار مجلس کے ہو یاراں
محمد مصطفیٰ کے دوستداراں

درود اں سب پڑھو تم مصطفیٰ پر
اور اہل البیت و اصحاب صفا پر

پڑھو صلواۃ شافع مذنبیں پر
وہ حضرت رحمۃ للعالمیں پر

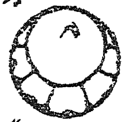
بھی نام حضرت کا سنکر نیں پڑھے جو
بخیلوں میں لکھا جاتا ہے تب او

تولد و مناقب و شہادت حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ

قلم شمشیر ساں ہو تیز خونریز
کرے ہے صفحہ کاغذ چہ گلریز

تا می صفحۂ گلشن کا گلشن
تو لد سے کرے مولا کے روشن

لہ یعنی گمان برا ۱۲ ۲ یعنی بیٹھ ۱۲ ۳ یعنی پیرمغی ۱۲ ۴ حاضر یعنی مجلس بیٹھے ۱۲ ۵ خونریز

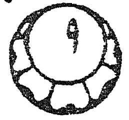


یعنی خون کا گرانیوالا
یعنی عمر کا احوال تحریر
یعنی ولادت ۱۲ ۳ گلریز ۱۲
یعنی تحریر ۱۲

تولد بعد پھر احکام دیں کے
پھر اس گلشن کے تیں رحلت کے غم سے
کہ یعنی ذکر ہے مولائے علی کا
گل گلزار توحید الٰہی
کہوں کچھ ابتدا احوال مولود
کہ گنج معرفت استاد ارشاد
وہ مفتی دین کے قاضی عادل
سوا رھل آتی اور لافتیٰ ہے
عجب معجز بیان ہے ذات اُنکی
وہ جب دروازہ خیبر کا اکھاڑے
گذر سکتے نہ تھے از بہر خندق
وہ دروازے کے تیں حیدر اٹھا کر
کہے حضرت کو اور لشکر کو یکبار
عجب قدرت ہے سب حضرت کا لشکر
پیمبر اور عمرؓ بوبکرؓ و عثمانؓ
دیکھے مولا علی کو صاحبوں میں
محمد مصطفیٰ نے تب کہے ہیں
بھی یکدن شاہ مرداں شیر یزداں
رسول اللہ نے بھیجے تھے جدھر کو
منافق سخت تھا کوئی زور آور
لڑا تھا تین دن مولا علیؑ سے
وہ چوتھے روز کو مردود ناپاک
بھی اصحاب نکلے تیں کہہ کر تبرا
سناوے کل امیرالمومنینؑ کے
بہاوے ابر ساں اس چشم نم سے
خدا کے شیر غرا ال افضلی کا
رموز انما سر کما ہی
کہ وہ سر خدا اور عہد مشہود
چچیرے بھائی بھی حضرت کے داماد
محمد مصطفیٰ کے دوست کامل
مگر الّا علیؑ خیبر کشا ہے
ہزاروں سے ہے یہ یکبات انکی
کھڑے تھے مصطفیٰ اصحاب سارے
تھا عاجز لشکر اسلام مطلق
دونوں ہاتھوں پہ لے اور پل بنا کر
ور پل پر سے ہونا اس طرف پار
لگا چلنے کو اس پل سے گذر کر
کھڑے تھے دیکھتے حیدر کو تب واں
معلق ہیں کھڑے اس خندقوں میں
کہ یہ مولا علیؑ کے معجزے ہیں
غزا کو کیں گئے تھے کان اکواں
سو لشکر لے گئے تھے شہ سفر کو
نہ تھا دیسا کوئی روئے زمیں پر
کہ وہ آئینہ حق کے تجلی سے
کہا کچھ نا سزا تر شاہ لولاک
سو تب شیر خدا نے بہت لڑنا

غضب آلودہ ہوئے شیر گردوں[1] — چلائے ذوالفقار آتش فشاں
ولایت کے غضب کا زور کر کر — چلائے ذوالفقار اس پر غضنفر
خدا نے جبرئیل[2] اپنے کو اس دم — کہا ناموس اکبر جلد جا تم
پر اپنا زیر غبرا[3] تم بچھانا — غضب سے گاو ماہی کو بچانا
وہیں جبرئیل جلدی زیر آئے — زمیں پہلی کے نیچے پر بچھائے
سو اس ضرغام بس صمصام[4] سے تب — پر ان جبرئیل کے دو یک کٹے جب
ہوا تھا خون اس سے چند جاری — نمط تحریر تھی نقش و نگاری
اسی دم آیت نستخ مبارک — حبیب اپنے کے تئیں بھیجا تبارک
وہ آیت لے کے جب جبرئیل آئے — رسول اللہ کو پر اپنے دکھائے
جو خون آلودہ تھے وہ سرخ افشاں — ہوئے یک ضرب عالم دیکھ حیراں
بہت حیران ہوئے پوچھے پیمبرؐ — یہ کیا آشنا[5] ہے اے بھائی تم پر
کہے جبرئیل نے وہ راز سارا — جو کچھ احوال گذرا تھا سو یارا
یہ سن حضرت نے حیراں ہو رہے ہیں — یہ کیا اسرار حق کا ہے کہے ہیں
سخاوت اور شجاعت شاہ مرداں — کہ جس کی دھاک سے گردوں ہے گرداں
کرامت اور مناقب[6] ان کے بسیار — نہیں سکتا ہوں لکھنے ہو کے لاچار
اگر دس پانچ ہو دیں تو لکھوں میں — ہزاروں ہے ہوئے تو کیا کروں میں
نہ طاقت عقل کو ہے اور قلم کو — جو لاؤں قید میں بے حد رقم کو
اگر دریا کو کوئی کوزے میں ڈالے — وہ کوزہ بحر و بر کو کیوں سنبھالے
خدا جانے محمدؐ مصطفیٰ نے — یہ کیا اسرار ہے کوئی کیا پہچانے
بیاں جزوی تولد بولتا ہوں — مناقب کی لطافت[7] کھولتا ہوں
ابی طالبؑ کے گھر میں تھی باُمید — جو تھا ارحام مادر میں وہ خورشید
مبارک فاطمہؑ تھا نام فرخ — ملا اللہ سے انعام فرخ
اسد اللہ کا ان کے شکم میں — خدائی تھی بھری جوں جام جم میں

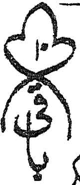
[1] یعنی شیر ۱۲
[2] یعنی جبرئیل ۱۲
[3] غبرا یعنی زمین ۱۲
[4] صمصام یعنی تلوار تیز ۱۲
[5] آشنا یعنی تماشا ۱۲



[6] مناقب جمع ہے منقبت کی یعنی تعریف یعنی خوبی اوصاف ۱۲
[7] لطافت یعنی پاکیزگی باریکی ۱۲

کنیت ان کی عمران بولتے ہیں / ہزاروں رمز پنہاں کھولتے ہیں
برابر نو مہینے ہو چکے تھے / زیارت کو وہ کعبے میں گئے تھے
کہ وہ بنت اسد خوش فاطمہ نام / طواف کعبے کا کرتے تھے باکرام
ادھر سے حضرت سلطان عالم / محمد مصطفیٰ شاہ مکرم
سو دیکھے فاطمہ بنت اسد کو / کھڑی تھی باب کعبہ پر وہ خوش رو
تغیر رنگ تھا سو ہی پہچانے / وہ آثار[۱] تولد دل میں جانے
کہے اے ماں شتابی طوف کر کر / چلو گھر کو کہ اب ہے وقت آخر
تولد کی قریب آئی ہے ساعت / نہ یہ شیر خدا دیوے گا فرصت
تمہارے پیٹ میں شیر خدا ہے / ولی اللہ علیؑ مرتضیٰ ہے
مبارک ہو تمہیں یہ نیک فرزند / خدائے دو جہاں ہے جس سے خورسند[۲]
یہ کہہ کر آپ تو گھر کو سدھارے / ہوا اتنے میں ان کو درد بارے
زیادہ درد[۳] زہ پیدا ہوا جب / ہوئی دیوار کعبہ کو ندا (آواز) تب
علیؑ آتا ہے شق دیوار ہو جا / پھٹا دیوار کا تب ایک پردہ
گئے ہیں فاطمہ در پردہ صاف / لحاف آسا ہوئی دیوار شفاف
کہ ایک ساعت کے بعد از شیر غراں / ہوئے گھر میں خدا کے رونمایاں
ہوئے پیدا جو کعبہ میں شہ دیں / کئے اسلام اصناموں[۴] کو تلقیں
زمیں پر پاؤں رکھتے شاہ والا / کہے کلمہ بحکم حق تعالیٰ
ہوا آواز ایک دم نُہ فلک پر / پکارے سب ملک اللہ اکبر
بھی کعبے نے یہی تکبیر سن کر / کہا اللہ اکبر شاہ حیدر
قدم اپنا رکھے بر فرق[۵] غبرا[۶] / اٹھے گاؤ سمک[۷] اس وقت گھبرا
لگی ہے گاؤ بھی جنبش میں آنے / بھی وہ ماہی لگی ہے تلملانے
بھی رو رو قوت بار کرامت / اٹھا سکتے نہ تھے با چند رفعت[۸]
سو حضرت حق تعالیٰ نے کرم سے / رکھا مخفی[۹] وہ زور اس محترم[۱۰] سے

۱ آثار یعنی نشانی
۲ خورسند یعنی خوش
۳ درد زہ یعنی بچہ پیدا ہونے کا درد
۴ اصناموں جمع صنم کی یعنی بتوں کو
۵ فرق یعنی سر
۶ غبرا یعنی زمین



۷ سمک یعنی مچھلی یہاں مراد اس مچھلی سے ہے جس کی پیٹھ پر ساری زمین ہے
۸ رفعت یعنی بلندی
۹ مخفی یعنی پوشیدہ
۱۰ یعنی عزت کیا گیا

وہ سب بار کرامت کو اٹھایا　　تب یہ ارکان سب مسکن میں آیا
عزیزا اس قوت شاہ ولایت　　نہیں تا حشر ہے اس کو نہایت
سوم روز بیت اللہ سے آئے　　ابی طالب کے گھر تشریف لائے
وہ گھر لاتے ہی رکھ در مہد[1] پرنور　　رخ تاباں زبس نور علیٰ نور
پھر اتنے میں رسول اللہ آئے　　دونوں ہاتھوں سے حیدر کو اٹھائے
وہ جب غنچہ دہن کے پاس لائے　　کشادہ لب گل لب کو لگائے
زبان اپنی دہن میں انکے دیکر　　چوسائے ہیں رسول اللہ اکثر
لعاب[3] اپنا پلائے شاہ سرور　　الم نشرح ہوا تب صدر[4] حیدر
زلال آب حیواں پی کے حیدر　　نبی کے یار اور حق کے غضنفر
ملایک دس ہزار اسوقت آئے　　قرابے حوض کوثر بھر کے لائے
جب اس ساقی کوثر کو نہلا کر　　گئے واں سے مبارکباد کہہ کر
پھر اس بعد از محمد مصطفیٰ نے　　سپہر دین کے بدر الدجیٰ نے
رکھے ہیں مہد میں جب غسل کر کر　　چلے حضرت کہیں باہر نکل کر
گئی بنت اسد بھی غسل کرنے　　کیا کیا طفلگی[5] میں شیر نر نے
قضارا[6] اژدہا ایک قد آدم　　گرا اوپر سے در مہد مکرم
ولادت کا تھا چوتھا روز یاراں　　گرا ما رتیلا پر زہر ساماں
بدن پر طفل کے جب آ گرا وہ　　جو گہوارہ اسی سے بھر گیا سو
وہ گرتے طفل کو یک دم دبایا　　سو مولا نے وہیں پنجہ چلایا
شہادت کے وہ انگشتان خونریز　　چلائے منہ میں اژدہا کے بہت تیز
دہن میں کر کے انگشتوں کو قایم　　لگے ہیں چیرنے وہ شاہ عالم
بہت آہستہ ہنستے چیرتے تھے　　لہو چھوٹا دہن سے تھوکتے تھے
وہ دو ٹکڑے ہو جب نیچے گرا ہے　　بڑا سا ایک لگن تھا سو بھرا ہے
جو اتنے میں انھوں کی والدہ آ　　گئے اس اژدہا کو دیکھ نعرا

۱؎ مہد یعنی گہوارہ یا جھولا ۲؎ [illegible] ۳؎ تھوک ۴؎ سینہ ۵؎ طفلگی یعنی بچپن

۹

۶؎ قضارا یعنی اتفاقاً [illegible] کسی واردات کا ہو جانا

اکابر آملے یک بار سارے
بہ نزد طفل جا کیا دیکھتے ہیں
کبھی یوں غصے میں آنکھیں تیز کرکر
سو ویں حضرت محمدؐ اور صدیقؓ
یہ غوغا سن چلے آئے شتابی
سو مصطفیٰؐ ہو رسول اللہ آئے
کیے ہیں اپنے پیراہن سے تن صاف
کہے پھر مرحبا حیدر غضنفرؑ
جب وہ شیر خداؑ اور دست حضرت
اور اصحابوں کو دیکھے سو مقرر
اور آہستہ کہے ہیں السلامُ
سبھوں نے بھی علیؑ کو دیکھ بولے
صحابیاں دیکھ کر رہے ہیں عجائب
کبھو وہ کھیلتے عرش میں آویں
سو کفاروں کے لڑکے گرچہ آویں
کبھی ہنستے آپس میں آپ سرور
کبھی روتے تھے از خوف الٰہی
کبھی آہستہ و آہستہ کریں ذکر
کبھی گودی میں ماں کی بیٹھ جاویں
اور بچے ہیں ہزاروں ایسے اسرار
بہار نوجوانی پائے حیدرؑ
جوانمردی میں یکتائے زمانہ
کہ مہرؑ ذوالمننؑ اور وہ قوی تن

سو دیکھے اژدہا چیرے ہیں بارے
ہوئے ہیں ٹنڈ دست و پا بھرے ہیں
لگے ہیں دیکھنے ہر ایک کس پر
دگر فاروقؓ و عثمانؓ اور تحقیق
کبھی دیکھے اژدہا کی یہ خرابی
وہ گہوارے سے مولا کو اٹھائے
کبھی ہاتھوں سے کیے رنگ تن صاف
ہوا اس دن خطاب شاہ حیدرؑ
لگے کرنے تبسم بالطافت
لگے ہنسنے نہایت کھل کھلا کر
علیکم اے صحابان کرامؓ
ولی اللہ کے اسرار کھولے
ہے بچے پن میں آثار غرائب
تو ایک ہنکار سے دھا بہ ہلا دیں
کہ ایک گھڑی میں گھر تک بھاگ جاویں
خدا کے دیکھ اسرار منوّر
خدا کی یاد کر عظمت کماہی
بجز یاد الٰہی کے نہ تھی فکر
کبھی کعبے طرف مسجد میں آویں
دیا تھا حق علیؑ کو کر بہت پیار
خطاب حق ہوا ہے تب تو صفدرؑ
کریں نیزے میں اختر کو نشانہ
کہ دامن جس کا ہے گردوں کا پوشش



باقی

یعنی ذوالمنن یعنی صاحب منت یعنی اللہ تعالیٰ ۱۲ یعنی وہ زرہ جو لڑائی میں پہنتے ہیں ۱۲

عجائب اور غرائب کی حوالی   خلیفہ چارمی (چوتھا) صاحب ترائی
مناقب ہیں ہزاروں سے علیؑ کے   سخاوت اور شجاعت میں ولی کے
پس از عثمان خلافت پر ہو قایم   رسول اللہ کے داماد وایم
خلافت کا نقارہ جب بجائے   سبھی حکام اطرافوں سے آئے
دیے ہیں حاضری صدق و صفا سے   رہے ملکے صحابہ مرتضیٰؓ سے
بہت مدت چلا ہے کار محکم (مضبوط)   نہ یک ذرہ ہوا کچھ بیش یا کم
بہت آراستہ ارکان دین کو   دیے زینت بساط[1] مومنین کو
سبھوں کے وقت تھے قاضی عادل   دکھائے مہر بعد از قطع منزل
بوقت احمد مختار کرار   دکھائے شمس بعد از غرب یکبار
سخاوت کا بیاں یک شہ کے کہہ کر   کہوں من بعد کچھ احوال دیگر
کہ ایک دن ایک سایل نزد مختار   محمد مصطفیٰ سلطان ابرار
وہ آیا پیش حضرت در مدینہ   در مسجد میں آیا با قرینہ
سوال اپنا کیا حضرت کے نزدیک   سراپا آیت رحمت کے نزدیک
جواں دو بیٹیاں جوں مہر اور ماہ   میں رکھتا ہوں نہیں جنکا ہوا بیاہ
نہیں شادی کا ان کے گھر میں ساماں   سو میں لاچار ہوں اے شاہ دوراں
وہ بالغ ہیں اسی باعث ہو مضطر   کیا ہوں عرض کچھ نزد پیمبر
سو حضرت فخر عالم فخر و فر سے   قرینے ساتھ بیٹھے تھے وقر سے
رسول اللہ میان محفل دین   تھے بیٹھے چرخ پر خورشید آئین
مقابل حضرت صدیق اکبر   فدا ہوتا ہے جن پر چرخ اخضر
طرف سیدھے[2] عمر فاروق اعظم   تصدق جن کے دم پر جام اور جم
بدست چپ تھے ذو النورین عثمانؓ   نثار ان پر سے ہووے ابر نیساں
بسمت پشت اس پشت پناہ کے   پکڑ کر ذوالفقار حیدری تھے
کہ جن کے نام پر اختر ہیں ایثار   علیؑ شیر خدا احرار کرار

[1] بساط یعنی بچھونا
[2] طرف سیدھے یعنی دہنے

وہ سائل دیکھ پیغمبرؐ نے پھر کر / طرف مولا کے دیکھے پھر نظر کر
پچھانے ہیں اشارہ شاہ سرور / چلے سائل کو گھر لے کر غضنفر
سو وہ سائل اندیشہ کرکے دل میں / بہت افسوس کھایا پر فکر میں
دلاتے گر مجھے کچھ نقد فاخر / تھے عثمانؓ غنی اس وقت حاضر
انھوں کے پاس ہیگا مال بسیار / وہ دیتے مجھ کو گر فرماتے سردار
دگرنہ تو تھے وہاں صدیق اکبر / جو کچھ کہتے سو دیتے ہر کر کر
عمر خطابؓ کو کہتے پیمبرؐ / تو وہ بھی لا کے کچھ دیتے مجھے زر
مگر حضرت کو نہ دینا تھا دینار / سو سونپے شاہ مرداں پر وہ سالار
کہ ہے حضرت علیؑ کے گھر میں فاقہ / یہ سوم روز ہے گا بے محابہ
بھلا کیا دیویں گے مجھ کو شاہ مرداں / ہیں شہزادے دونوں بھوکوں سے حیراں
وہ غمگیں ہو چلا تھا ساتھ شہ کے / یہ خطرہ نا امیدی دل میں لا کے
تھا دل آئینہ مولا کا مقرر / کئے معلوم خطرے اس کے یکسر
کہے تب اس کے تیں یوں شاہ حیدر / کہ اے درویش کچھ اندیشہ مت کر
خدا بر لاوے گا تیرے مقاصد / یہ خطرے نفس کے ہیں دل میں فاسد
ہوں فاقہ سے پہ ہوں بر حکم کرتار / نہ خالی جائے گا اے یار زنہار
اسے حضرت علیؑ نے گھر کو لائے / یہ سب خاتونِ جنت کو سنائے
یہودی ایک محلہ میں تھا نجار / وے فرزند نیں تھے اس کے لاچار
اُنے حسنینؑ کو دیکھے ہمیشہ / بہت حسرت سے کرتا تھا اندیشہ
کہ ہوں حضرت علیؑ فاقوں سے عاجز / گرو رکھدیکے زر ہوتا ہوں فائز
بشرط وعدہ رکھ کر دونوں فرزند / رکھوں گا عہد پر دونوں میں دلبند
بھی پیسے ان کو ہرگز نیں ملیں گے / عوض میں دونوں شہزادے رہیں گے
یہ دو ہیں ماہ تاباں آسمان کے / یہ کیا خوش بات ہے گر ہاتھ لاگے
یہی دن رات اس کو آرزو تھی / اسی فکروں میں اس کو جستجو تھی

باقی ۸

دالا یعنی دینا / مقصد حاصل کرنا

بہت عزت سے پالوں گا دونوں کو ۔۔۔ نہ آزردہ کروں گا ہر دمہ کو
دل وجاں میں کروں گا انچہ بلہار ۔۔۔ میرے سب مال کے وارث ہوں مختار
یہی راہب سے اپنے بولتا تھا ۔۔۔ وہ مقصد دل کا اپنے کھولتا تھا
سو مولا نے دہیں از حکم اللہ ۔۔۔ یہودی کے سو گھر کی جا لیئے راہ
بھی تھے حسنینؑ تب ہمراہ شہ کے ۔۔۔ ستارے تھے وہ دونوں دو برج مہ کے
یہودا از دل ہوا ہے آ کے حاضر ۔۔۔ دیکھا حسنینؑ ہیں خوشوقت خاطر
کہا کیا بولتے ہو شاہ مرداں ۔۔۔ دل وجاں ہے تمھارے پر سے قرباں
کہے تب شاہ نے اسکو اے تجار ۔۔۔ مجھے دینار دے تو قرض سو چار
اسے بولا عوض رکھنا تم اول ۔۔۔ بہت دینار ہیں لے شاہ افضل
سو تب مولا علیؑ بولے ہیں اس کو ۔۔۔ یہ دو فرزند میرے ان کے تیں تو
گرو رکھ وقت مغرب تک کا موعود[1] ۔۔۔ کروں دینار تیرے لا کے موجود
یہودی نے کہا اے شاہ سرور ۔۔۔ اگر مغرب ہوئے اور نا ملے زر
کہے مولا نے لا دعوی ترے سے ۔۔۔ نہ کچھ لینا و دینا ہے مرے سے
یہودی نے ہوا تب بہت خوشنود ۔۔۔ کہا دل میں برآیا۔ آج مقصود
بہت تکرار سے وعدہ کیا ہے ۔۔۔ لکھا محکم نے جب مبلغ[2] دیا ہے
حکایت دو دہیں اس جا گہیں یاراں ۔۔۔ سوا دل کہہ سنایا دوستداراں
سو مبلغ دیکے اس سایل کو حیدر ۔۔۔ بہت دلگیر آئے گھر کو پھر کر
دیکھے ہیں فاطمہؓ مولا علیؑ کو ۔۔۔ جو تنہا آئے سو حق کے ولی کو
کہے تب فاطمہؓ اے میرے والی ۔۔۔ بچوں کو چھوڑ کر کیوں آئے خالی
دو دونوں شہزادگان ہمراہ لیجائے ۔۔۔ جگر گوشے کہاں تم چھوڑ آئے
بغیر دیکھے میں ان کے کیوں رہونگی ۔۔۔ یہ غم دوری کا ان کے کیوں سہونگی
بغیر از دیکھنے دل کو نہیں چین ۔۔۔ میری آنکھوں کے ہیں دو نور عینین
اے مولا جلد تم اب یہاں سے جانا ۔۔۔ بچوں کو ساتھ لے کر اپنے آنا

۱۲

[1] وعدہ کیا گیا
[2] مبلغ یعنی روپیہ

یہ کہہ کر فاطمہؓ نے بہت روئی — انجھوں سے چشم کے منہ اپنا دھوئی

کہے حیدرؑ نے یو اس دم انھوں کو — خدا کی راہ میں دے آیا بچوں کو

یہودی پاس گروی رکھ کے آیا — فقیر بے نوا کو زر دلایا

خدا کچھ دیوے زر تو یہاں سے جاؤں — چھڑا حسنینؑ کو میں اس سے لاؤں

کیا وعدہ ہوں میں مغرب تلک کا — اگر ٹل جائے وعدہ تو نہ دے گا

وہ رونا فاطمہؓ کا دیکھ علیؑ نے — بہت غمگین ہو حق کے ولی نے

وہیں سر رکھ کے بر زانوئے زہرا — ذرہ لیٹے سو آئی نیند اس جا

لے پنکھا ہاتھ میں کرتی تھی بارا — جو سویا تھا خدا کا شیر پیارا

اٹھی خاتون جنت غم سے گریاں — جدائی سے بچوں کی دل تھا بریاں

عصر کا وقت تنگ ہو آپ سوئے — جگانے کے لئے خاتون روئے

دونوں آنکھوں سے دو آنسو گرے ہیں — وہ رخساروں پہ مولا کے پڑے ہیں

سو گرتے ہی ہوئے بیدار حیدرؑ — دیکھے آنسو دونوں موتی تھے سرور

خدا آنسو سے دو موتی بنایا — وہ قادر اپنی قدرت کو دکھایا

دونوں دُرّ ثمین تھے بلکہ افضل — خراج شش جہت کا ہووے اکمل

سو اٹھتے ہی لیئے مولا علیؑ نے — وہ رب العالمیں کے مقبلی نے

چلے بازار میں سو بیچ اس کو — لیئے ہیں چند ہزار دینار اس سو

کئے خیرات اور نے چار سو زر — ہوئے آکر یہودی پاس حاضر

بھی اس کے سب درم کر کر حوالے — دونوں شہزادگاں کو لے سدھارے

دونوں فرزند لا ماں سے ملائے — اٹھا حسنینؓ کو سینے لگائے

کئے شکرانہ حق کا ادا تب — بہت خوشوقت ہو کر فاطمہؓ جب

دگر مذکور ہے یوں دوستداراں — علیؑ مرتضیٰ کے غمگساراں

گرو رکھ کر دونوں شہزادگاں کو — چلے آئے تھے حضرت شاہ گھر کو

دیکھے ہیں فاطمہؓ مولا علیؑ کو — جو تنہا آئے سو حق کے ولی کو

۱؎ یعنی مفلس
۲؎ یعنی پنکھن
۳؎ یعنی بہشتی
۴؎ یعنی ہیبت
باقی
۵؎ یعنی موتی ۱۲
۶؎ یعنی محصول ۱۲
تمام جہان ۱۲

کہے تب فاطمہؑ سے میرے والی
دونوں شہزادگاں ہمراہ لیجائے
بغیر ان کے نہیں دل کو میرے چین
وہ پیاروں کو جدا کیوں مجھسے کرکر
میرے بچوں کو کیوں مجھسے جدا کر
میرے احوال پر ہو مہرباں سو
بجز حسنینؑ کے دیکھے رہوں کیوں
کسی موجب انھوں کو لے کے آنا
جگر پر داغ حسرت لے کے حیدرؑ
طرف جنگل کے وہ خورشید تاباں[2]
چلے ایک لخت دشت[1] غم میں محزوں
سو جا کر دشت میں کیا دیکھتے ہیں
زبان سے اپنی بولا شاہ والا
میری گردن کو پکڑو شاہ گیانی
سو وہیں حیدر پکڑ کر اس کی گردن
وہیں اس مرغ نے پرواز کرکر
چڑھے جب قلعے کے اوپر شہنشاہ
جو سب قوم نصارا تاکہ سلطان
بھی گرد اگرد اس کے ساری حشمت[4]
بھی راہب[5] ان کا منبر چڑھ کے بدکار
دروغ[6] وعظ[7] اور تقلید برہان[8]
علیؑ نے دیکھ اس حالت کو یکدم
کہ یہ راہب غلط بولے جو اقوال

بچوں کو چھوڑ کر کیوں آئے خالی
جگر گوشے کہاں تم چھوڑ آئے
خدا اور مصطفیٰؐ کے پیارے حسنینؑ
کہاں لیجا کے چھوڑ آئے ہو حیدرؑ
رلاتے ہو مجھے کیوں شاہ سرور
ہر ایک مشکل کے تم مشکلکشا ہو
یہ دن فرقت سے انکی میں بھروں کیوں
سو اتنا سن چلے وہ شاہ دانا
چلے حسنینؑ کی فرقت سے باہر
چلے حیران ہوکر شاہ مرداں
ہوئے ہیں غم سے شہزادو نکے مفتوں
طرف اتھا ایک پرندہ پیشتر دیں
رکھو زور ولایت کو نرالا
دکھاؤں قدرت حق کی نشانی
لٹکتے رہ گئے جوں گل پہ گلشن
لجایا ہے حلب کے کوہ اوپر
نصارا کی تھی اسدن عید ناگاہ
بہ تخت سلطنت حاضر ہوئے وہاں
وہ بیٹھے تھے سبھی بافخر و زینت
کرے باطل کو گمراہوں پہ اظہار
کرے ان گمرہاں پر شرک ایقان[9]
کہے دل میں کہ اے خلاق عالم
تو بیشک ہووے یکدم گنگ اور لال[10]

۱؎ دشت یعنی صحرا بیابان ۱۲ ۲؎ تاباں یعنی چمکتا ۱۲ ۳؎ سو یعنی طرف ۱۲ ۴؎ حشمت یعنی رتبہ ۵؎ راہب یعنی زاہد ترسا یعنی پادری کا پیشوا ۶؎ دروغ یعنی جھوٹا

۷؎ وعظ یعنی نصیحت ۸؎ برہان یعنی دلیل ۹؎ ایقان یعنی یقین ۱۲ سر تا پا دری خلاصہ یہ کہ گمراہوں پر ترسائی و تحقیق دلیلوں اور بے بنیاد دلیلوں سے شرک کا یقین دلاتا تھا ۱۲ ۱۰؎ لال یعنی گونگا ۱۲

اگر کچھ راست بولے تو خداوند — فصاحت سے رہے ہر لحظہ خورسند
یہ کہتے ہی وہ راہب گنگ ہو کر — رہا خاموش جوں نقش پر تن کر
شہ مرداں جو اس مجلس میں جا کر — سو بیٹھے ایک جا گوشہ پکڑ کر
سو وہ راہب بہت ساعت خاموش — رہا سو یوں اٹھا وہ شاہ جاموش
ملک ان کے نے بولا کیا سبب ہے — تجھے کس بات کا رنج و تعب ہے
کہا راہب نے اے شاہ یگانہ — محمد مرسل آخر زمانہ
کوئی آیا ہے ان کی قوم سے یہاں — کیا ہے سحر اس نے مجھ پہ سلطاں
زبان وعظ میری بند کیا ہے — گویا جادو سے دونوں لب سیا ہے
بیان وعظ میرے دل سے دھویا — میری تحصیل کا سب علم کھویا
یہ سنتے شہ نصارا بول اٹھا ہے — اسے پیدا کرو وہ کان چھپا ہے
لگے ہیں ڈھونڈھنے وہ قوم کفار — مگر یکساں تھے کپڑے سب کے لاچار
سو اس باعث پچھانا نہیں کسو نے — کیا حیران ان سب کو جستجو نے
ہوا لاچار راہب نے پکارا — قسم اللہ کی دے کر آشکارا
محمد مصطفیٰ کی دے کے سوگند — بھی مذہب دین کی دیدے کے سوگند
یہ سنتے شاہ مرداں شیر یزداں — مقابل ہو گئے راہب کے فی الآن
سو راہب دیکھتے ہی شہ کو بولا — زباں سے سحر کا بہتان کھولا
کہے مولا نے سحر ہم کو نہ آوے — ہمارے دیکھتے ہی سحر جاوے
ہمارے نام سے جل جاوے جادو — مگر بندی زباں ہے فعل بد کو
جو کوئی حق کو چھپا باطل کو بولے — خدا اس کی زباں پر قفل ڈالے
نبی آخر زماں کا معجزہ ہے — یہ جھوٹی وعظ کی تجھ کو سزا ہے
اگر حق سے کرے تو خلق کو پند — ابھی کھلتا ہے تیرے حلق کا بند
سو راہب کر تصور دل میں دیکھا — زباں جاری تھی راہ حق پہ اُس جا
خجل ہو کر لگا کہنے کو راہب — سوال ایک چار ہیں والمناقب

لہ یعنی اسی وقت
شہ یعنی تہمت
لہ پند یعنی نصیحت
لہ یعنی شرمندہ

باقی

جواب ان کا اگر صادق کہو گے
وگرنہ ہم نہیں مانیں گے تم کو
سوال اوّل تو کر لے بعد اس کے
سوالوں کا سبھوں کے بھید بولوں
محمد مصطفیٰ کا دیں ہے روشن
تیرے چاروں سوالوں بعد میں یک
تو حق ظاہر کرے تو خیر ہو گا
قبولا تب وہ راہب قول کر کر
کہا اول کہ تم کہتے ہو یک جھاڑ
بھی ہر جا اس کا پرتو[1] ہے مزیّن[2]
عجب یہ بات ہے در بہشت[3] گلشن
سو فرمائے ولی اللہ نے شاداں
وے تجھ شرک کی نظروں سے ممکن
یہ پہلے آسمان میں ماہ انور
جہاں میں ہر جگہ پرتو ہے اس کا
یہ سنکر جب ہوا محظوظ[6] راہب
کہ تم کہتے ہو جنت میں تمامی
تو پھر انسان کو ہے حاجت ضروری
عجائب بات ہے جو کھائے دایم
سو حضرت شاہ نے فرمائے یوں کر
شکم میں ماں کے بچہ پنج مہ کا
مصور جب اسے کرتا ہے تیار
وہ مہینے چار تک ماں کے شکم میں

ہمارے پاس عزت سے ہو گے
کہے مولا علیؑ نے پھر کے اسکو
جو چاہے مجھ سے ہر ایک بھید پوچھے
خدا کے حکم سے سب راز کھولوں
حق و باطل ہے گویا مثل انجن
سوال اپنا کروں گا تجھ سے بیباک
غلط بولے تو کرنا قتل اس جا
لگا کرنے سوال وہ سخت کافر
ہے جنت میں اُسے شاخاں ہیں ہر ٹھار
تمامی جنتاں ہیں اس سے روشن
ہو ویں یک جھاڑ سے کیونکر مزیّن
کیا ہے حق نے ظاہر رمز[4] پنہاں[5]
نہ سوجھے اس جہاں میں رات یا دن
ہتھیلی سا نظر آتا ہے اکثر
نہیں خالی نہ ہے پرتو سے کوئی جا
کہا پھر شاہ کو اے شاہ غالب
کھلاویں نعمتاں عظمیٰ گرامی
سو کیوں جز بول و غایط ہو صوری
بغیر از بول و غایط ہوئے ہاضم[8]
مثال اس کا کہوں میں تمکو نادر[9]
مرتب[10] ہو کے نقش آئینہ کا
بھی ارواح کر کے داخل اسمیں یکبار
شریک ماں رہے آب و طعم[11] میں

۱ پرتو یعنی روشنی
۲ زینت دیا گیا
۳ رمز یعنی بھید اور
پنہاں یعنی پوشیدہ ۱۲
۶ محظوظ یعنی بہرہ مند



۸ ہاضم یعنی ہضم کرنیوالا
۹ نادر یعنی عجائب ۱۲
۱۰ مرتب یعنی ترتیب دیا گیا یعنی بنایا ہوا
۱۱ طعم یعنی کھانا

کہ اس کی ماں جو کچھ کھاتی ہے ظاہر
وہ پاکر پرورش اس سے رحم میں
وگرنہ اتہامات ہر جنس انساں
سو یوں ہی سب کو جنت میں رکھے گا
یہ سن راہب نے پھر تحسین کرکر
عجب یہ بات لگتی ہے تمھاری
وہ پھر کیونکر اٹھے اور حشر ہووے
یہاں ارحام مادر سے نکل کر
سو کیوں او ایکدم ہووینگے پیدا
سو پھر حیدر کہے اے مشرک قوم
خدا ہر سال دکھلاتا ہے تم کو
زمیں میں تخم ہیں جہاں تک سو بوتے
مہینے آٹھ تک دھوپوں سے مرمر
قیامت تک یہ قدرت حق کی ظاہر
جو نہیں تھا سو ہوا ایک حکم کن میں
جنھوں کا حق نے دل روشن کیا ہے
کفر اور شرک میں جو کوئی پڑے ہیں
مثال اس کا تجھے ظاہر کیا ہے
کہ اے شیر خدا جو تھا ہے نکتہ
کبھی چندیں روز بعد از سمیں رواح
جو اس میں کس طرح کرتا ہے داخل
کبھی ضیق النفس یک لحظہ میں ہر دم
ہماری عقل میں آتی نہ یہ بات

غذا پہنچے ہے اس لقمے سے طاہر[۱]
نہ کرتا بول و غایط کچھ شکم میں
نہ جیتے کوئی بھی در دار امکاں
جو کچھ چاہے گا وہ خالق کرے گا
سوال سیومی بولا ہے اظہر[۴]
مرگئی جب کہ خلقت یہاں کی ساری
جو تم کہتے ہو بعث و نشر ہووے
کریں ہیں پرورش ماں باپ اکثر
عقل میں تو ہماری کچھ نہ آتا
طریق کفر کا تو ہے تجھے نوم[۵]
قیامت کا سبھی احوال سب کو
پڑے باران رحمت پھر کے ہوتے
وہ مینھ پڑنے سے پھر اٹھتے ہیں جی کر
جلاتا مارتا ہے آپ قادر
لگے کیا دیکھتے ہو اس کے فن میں
بصارت[۶] ان کی چشموں کو دیا ہے
وہ گمرہ ہوکے ہرگز دیکھتے نہیں
پھر اس راہب نے تب یونکر کہا ہے
شکم مادر میں جب رہتا ہے نطفہ
اندھاری کوٹھری کو کرکے مفتاح[۷]
کبھی دم کیوں اس میں کرتا ہے منازل
کہ ہوش و عقل سے ہوتا ہے خود گم
کرو اظہار اس کو از کمالات

ل۱ طاہر یعنی پاک ۱۲
ل۲ رحم یعنی بچہ دانی
ل۳ تحسین یعنی شاباش
ل۴ اظہر یعنی ظاہر
ل۵ نوم یعنی نیند ۱۲
ل۶ بصارت یعنی بینائی ۱۲
ل۷ مفتاح یعنی کشادہ ۱۲
ل۸ ضیق النفس یعنی تنگی نفس کی اور ایک بیماری ہے جس کو دمہ کہتے ہیں یعنی سانس کا پھولنا ۱۲


باقی

گر ہے دیدۂ بینا پہ سرپوش
ملا ہے شرک کی ذلت سے سب پوش

پہ شکل تخم مرغ اے نفس فرجام
بچند بیا گرہی از ماکیان[1] نام

سو اس کے بیٹھنے سے چند روزہ
ہے پیدا ہوتا اس بیضے میں بچہ

اگر اس میں نہیں دم ہوتا داخل
تو کیوں بچہ نکلتا اس سے کامل

اسی موجب خیال شکم مادر
کرے تو ہووے تب سب بھید اظہر

بھی ارباب معانی بولتے ہیں
کئی اسرار (بھید ۱۲) اس میں کھولتے ہیں

کہ ہووے شکل جب دم ساری قایم
یقیں عارف جو ہو یا شخص عالم

وہ پھر عرفان کی منزل میں جاوے
الوہیت ربوبیت کو پاوے

یہ سنتے ہی وہ راہب ہو کے حیران
ہوا خاموش تب فرمائے سلطان

تیرے چاروں سوالوں کا اے بیدیں
جواب اسدم دیا با نیک آئیں

جواب اب دیکے پوچھوں بات تجھ کو
سبھوں کو روبرو سمجھا کے کہہ تو

کہا راہب نے فرما نا شتابی (جلدی)
سوال وہ کیا ہے نادر لاجوابی

کہے مولا نے تب باب الجنان[2] پر
لکھا کیا ہے بتادے مجھ کو یکسر (عجائب)

تمہاری سب کتابوں میں خبر ہے
کہ جوں خورشید عالم پر نشر[3] ہے

سو تب راہب ہو عاجز چپ رہا ہے
سو اس کا بادشہ تب بول اٹھا ہے

تیرے چاروں معمہ اس نے کھولا
بھی تونے یک جواب اس کا نہ بولا

یہ سنتے ہی وہ راہب بول اٹھا یوں
وہ اپنے بادشاہ سے تب کہا یوں

جواب اس کا اگر حق بولتا ہوں
اگر میں رمز پنہاں کھولتا ہوں

نصارا کا نہ دیں اس میں رہے گا
خلل اس دین و مذہب میں پڑیگا

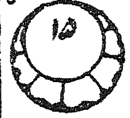
جواب اس کا ہے جوں آتش پہ پارے
مقابل شمس[4] کے گویا ستارے

اگر ناحق کہوں تو یہ نہ مانے
کرینگے قتل مجھ کو جوں تو جانے

کہ سلطان نے کہا حق بول بہتر
وگرنہ تو کروں گا اب جدا سر

پھر ابولا وہ راہب بادشہ کو
وہ گمراہان دین اہل تبہ کو

[1] ماکیان یعنی مرغی
[2] باب الجنان یعنی جنت کا دروازہ ۱۲
[3] نشر یعنی ظاہر کرنا یعنی جس طرح آفتاب کی روشنی تمام عالم پر ظاہر ہے اسی طرح اس بات کی خبر تمہاری سب کتابوں میں لکھی ہوئی ہے ۱۲
[4] شمس یعنی آفتاب ۱۲



جو میں جس قول پر تلقین[1] کروں گا ۔ اطاعت[2] تم کرو گے تو کہوں گا

کہا سلطاں نے اور عالم نے یکبار ۔ ہمیں تو دین حق ہے دل سے درکار

سو وہیں راہب کہا مولا علیؑ کو ۔ وہ خورشید سپہر منجلی[3] کو

لکھا ہر باب جنت لا الہ ۔ بھی الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ کلمہ ہے خدا اور مصطفٰی کا ۔ پڑھے جو کوئی جنت میں رہیگا

جو کوئی ایمان لا پکڑے قناعت ۔ وہی پاوے گا دیدار و شفاعت

بغیر اُس کے نہیں وہاں کوئی جاوے ۔ اگر جاوے تو دونا مار کھاوے

ہزاراں راہباں جا جا کے دیکھے ۔ فرشتوں سے وہاں لت کھا کے بھاگے

حقیقت یہ ہمیں سب جانتے ہیں ۔ کریں کیا ہم کو کوئی رہبر ملا نیں

خدا بھیجا ہے تم کو ہم پہ مولا ۔ کرو ارشاد یہ دیں سب کے اولا

علیؑ نے تب پڑھائے سبکو کلماں ۔ خدا اور مصطفٰی پر لائے ایماں

معاً سلطان و عالم مل کے سارا ۔ بجائے دین و دولت کا نقارا

علیؑ نے توڑ کر کفر نصارا ۔ کئے دین محمد آشکارا

خوشیاں کر کر سبھی اور قوم سلطان ۔ ہوئے ساروں نے کلمہ پڑھ مسلماں

وہیں شیر خدا منبر پر چڑھ کر ۔ پڑھے خطبہ بحمد و نعت یکسر

کئے اسلام ان لوگوں پہ ظاہر ۔ کلام اللہ دیئے ہر رہ تھا حاضر

وہ راہب کو خلیفہ کر مقرر ۔ لگے کرنے تصدق شہ پہ گوہر

ہزاروں گنج کرتے تھے تصدق ۔ علیؑ مولا نہ رکھتے کچھ تعلق

ادھر سب لا کے دیویں شاہ کو زر ۔ ادھر حضرت دیویں فقرا[4] کو یکسر

نہ یک ذرہ اندیشہ شہ کو گھر کا ۔ چھڑانا دیکھے زر دونوں گھر کا

محبت میں خدا اور مصطفٰی کے ۔ رہتے تھے بے فکر دونوں سرا سے

خدا اسباب شہ کا خود کرا وے ۔ خزانہ غیب سے ان کو دلاوے

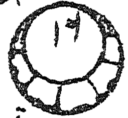
بڑھی ایک آ کے دیکھی آپ کا حال ۔ سو کچھ یک ذرہ الماس فی الحال

لہ تلقین یعنی تعلیم کرنا سمجھانا
یعنی اولا بعد ازاں



سہ یعنی روشن
سکہ یعنی فقیروں کو

دگر کئے ایک موتی لے شتابی | بندھی پلو میں شہ کے اور چھپائی
وہیں شیر خدا فرمان لکھ کر | مقرر حاصل دین پیمبر
مہر کر اس پہ سلطان غضنفرؑ | وداع ہو کر چلے پھر اس جبل پر
وہیں سیمرغ کی گردن پکڑ کر | سپے چلے آئے مدینہ شہر اندر
ہوا تھا وقت مغرب سو شتابی | سو حیدرؑ گھر چلے با اضطرابی
جو رہ میں یاد آئے شہ کو حسنینؑ | ہوئے غمگین دل سے ہو کے بےچین
ہوا الہام[1] دل پر شہ کو غیبی | دیکھو پلو میں ہیں گے چند موتی
گرہ کو کھول دیکھے شاہ سرور | کئے شکر خدا خوش ہو کے حیدرؑ
لیجا بازار میں بیچے وہ موتی | ہزاروں سو ہوئی قیمت گہر[2] کی
چلے خیرات کرتے حق کی رہ پر | رہے سو چار سو دینار لے کر
یہودی کے گئے ہیں در پہ جسوقت | ڈوبا تھا مہر[3] جا مغرب میں اوسوقت
وہاں جا کر سو مولا نے پکارے | یہودی خوش ہو بولا شہ سے بارے
تمہارا وعدہ آخر ہو گیا ہے | کبھی سے شمس مغرب میں ڈوبا ہے
کہے مولا نے باہر آ بہ امید | درخشاں[4] ہے فلک پر جام خورشید
یہ سنتے ہی یہودی باہر آیا | سو دیں مولا علیؑ بولے خدایا
سبب حسنینؑ کی خاطر تو یا رب | دکھادے ان کو خورشید جہاں اب
سو دیں ایڑی قدم کی زور کر کر | دبائے ایک دم پشت زمیں پر
نگلتے ہی گئے ہیں جوں نوالا | کہ گویا حلق سے باہر نکالا
اسی موجب زمیں اولقمہ کھائی | نگل گئی تھی سو سورج باہر ڈالی
کرامت دیکھ کر وہ شخص ظاہر | ہوا دین محمدؐ سے وہ ماہر[5]
تصدق ہو دل جاں سے علی پر | مناقب بولنے لاگا ولی پر
یہودی حق کی قدرت پہ ہو حیراں | کہ کلمہ پڑھ ہوا ایک دم مسلماں
کہا پھر لا الٰہ الا اللہ باہم | محمدؐ ہیں رسول اللہ اکرم

[1] خداتعالے کی طرف سے جو بات دل پر وارد ہو اسے الہام کہتے

[2] یعنی موتی ۱۲
[3] یعنی سورج ۱۲
[4] یعنی روشن ۱۲
[5] یعنی جبراً قہراً ۱۲

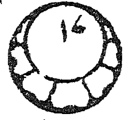
یہودی کے تھے خویش و اقربا تب ۔ پھرے ہیں دین باطل سے وہیں تب
پڑھے پھر لا الہ سب نے مل کر ۔ محمدؐ ہیں رسول اللہ بہتر
بھی اپنا اور ان کا مال سارا ۔ فدا حسنینؑ پر کر کر نثارا
تصدق جان بھی اپنا کیا ہے ۔ رسول اللہ کی خدمت میں گیا ہے
ہوا عالم میں شہرہ ٹھار ٹھارا ۔ نکل خورشید پھر دوبا دوبارا
یہ نادر بات سن سارے اکابر ۔ ہوئے چند اور بھی حضرت پاس حاضر
رسول اللہ نے فرمائے سبھی کو ۔ دیا سایل ہیں اس باعث علیؑ کو
کہ ان سے ہونے ہارے تھے یہ سب کام ۔ علیؑ تو ہے میرے یہ دین کا تھام
بہت ان سے عجائب ہوئیں ظاہر ۔ غرائب اور نوائب اور مظاہر
بہت تعریف و تحسیں کر پیمبرؐ ۔ کہے پھر مرحبا اے شیر صفدر
عزیزاں ذکر مولا کا تتمہ ۔ قیامت تک کہوں تو ہو نہ شمہ
فقیہ اب چھوڑ دے یوں طول احوال ۔ خلافت کا بیان کر قیل و قال
کہ چندیں سال بعد از شاہ مرداںؑ ۔ خلافت کا رہے محکوم برہان
مگر یہ چرخ کجرو کج روی کر ۔ سواد مردان مفسد پیروی کر
دلایا اختلاف اندر صحابہ ۔ بنا ہونے لگا فتنہ کا دہابہ
ہوئے مولا علی سن سن کے بیزار ۔ رہے کوفہ میں جا کر شاہ کرار
وہاں سے کئی خوارج پڑ گئے تھے ۔ دہ کتنے لوگ ساتھ اپنے لئے تھے
بطرف نہروان بہر غزا کے ۔ خوارج پر چلے دلبر خدا کے
بھی اس میں دس جواں مل کریں کے ۔ سپاہی بے بدل جوں شور رن کے
سبھوں کا نام مولا نے لکھے ہیں ۔ سبھوں نے اپنا نذرانہ دیئے ہیں
انھوں میں ابن ملجم تھا مقرر ۔ قبولے نذران ساروں کی حیدرؑ
کہ اسکا نام تھا بھی عبد رحمٰن ا ۔ ہوا بد فعل سے آخر کو شیطان
سو اس نے تیغ گذرانا نذر رسو ۔ قبولے نہیں ہیں مولا نے اسی کو



وہیں ملجم کہا یہ تیغ بہتر
کہے مولا نے رکھ اس کو خبردار
بہت کام آوے گی یہ تیغ تیری
سو وہیں رو کر وہ ملجم بول اٹھا ہے
میں بندہ ہوں تمہارا شاہ مرداں
تو مجھ کو قتل کرنا میں ہوں راضی
کہے مولا نے از تقدیر یوں ہے
یہ کہہ کر لے چلے لشکر وہ غازی
ہزاروں سے خوارج قتل کر کر
کہے کوفی جلد تر کوفے میں جانا
یہ سنتے ہی کہا ملجم نے جا کر
کہے حضرت ترا جانا ہے نادر
وہ سنتے ہی چلا کوفے میں یک دم
سو یک کوچے میں ہوتا تھا تماشا
کھڑے رہ کر وہاں جو دیکھتا ہے
تھی اس میں ایک شکیلہ[2] ماہ پیکر
وہ چنچل چلبلی تھی مکر اندوز
ہزاروں ناز و نخرے اسکو تھے یاد
مثل دنیا کے تھی ظاہر میں میٹھی
کہ جوں صورت ہے اندراین کے پھل کی
کروں کیا کچھ بیاں اس بے حیا کا
او ملجم ناسزا عاشق ہوا ہے
اگر خاوند کرتی ہے تو میں ہوں

نذر ہے آپ کی اے شاہ حیدرؑ
پلانا زہر بھی تو اس کو خونخوار
یہ کاٹے زندگی کی بیخ میری
گمان قتل اس عاجز سے کیا ہے
اگر اس بات کا ہے تم کو ایقان[1]
کرو فی الحال میرے جان کو فنا
بھلا تقدیر کو تدبیر کیوں ہے
خوارج پر کئے جا تیغ بازی
پھرے ہیں وہاں سے کر کر فتح حیدرؑ
ہماری فتح کا ڈنکا بجانا
پڑھوں گا فتح نامہ کو سراسر
ترا ہے مدعا اس جا پہ حاضر
لگا پھرنے کو گرد اگرد عالم
محل پر ایک عجب بجتا تھا باجا
جو ٹولا تو پریوں کا ملا ہے
شقیقہ نام تھا قطامۃ[3] العصر
چلاوے عاشقاں پر تیر دلدوز
بڑی بدبخت اور دل سخت بیداد
ولے باطن میں زہر آلودہ کھوٹی
بھیتر دیکھا حقیقت ہے دغل کی
خدا کا خوف نا اور مصطفےٰ کا
اور اس کے پاس جا کر یوں کہا ہے
جو تیرے واسطے میں اپنا جی دوں

۱؎ یعنی یقین ۱۲ ۲؎ یعنی خوبصورت ۱۲



۳؎ زمانے کی شہرآشوب شوخ ۱۲

یہ سنتے ہی کہی میں اسکو چاہوں　　جو مارے شہ کو میں اس پر فدا ہوں
سنا ملجم سو شہ کا قول کر یاد　　کہا قسمت یہ کیا کرتی ہے ایجاد
کہا اس کو کہ میرا زور کیا ہے　　کہ سبحان اللہ وہ شیر خدا ہے
نہ کس کا زور اس پر فتح پاوے　　زمیں کو وہ چاہے تو اٹھاوے
جو پکڑے ذوالفقار شیر صفدر　　ہزاروں مار ڈالے پل میں لشکر
اگر معلوم ہووے ان کو یہ حال　　تو یک جھکڑ میں جاوے سر ہو پامال
میری طاقت نہیں میں انسے لڑکر　　بسر آؤں و ماروں ان کو جا کر
دغا کر کر کوئی گر مار آوے　　دنیا اور دیں دونوں ہاتھوں سے جاوے
وہ ہیں شیر شجیع[1] اور ہیں خلیفہ　　خدا کی یاد ہے ان کا وظیفہ
محمد مصطفیٰ کے خاص داماد　　کروں کیوں دین و دنیا اپنا برباد
دگر کچھ کام فرما سو کروں گا　　اگر مرنا پڑے تو جا مروں گا
ہزاروں دشمنوں کا سر اتاروں　　ولے حضرت علیؑ کو میں نہ ماروں
تب او قطامہ[2] گیسو بریدہ　　کئی اس کے تئیں ساغر چشیدہ
کہ ایک تو عشق شہوت سے تھا اندھا　　کیا تب جام مے نے اس کو گندہ
پھر اس قحبہ[3] نے آنکھوں سے ملائی　　پھرا چشموں میں غفلت کی سلائی
پکڑ کر ہاتھ لا گھر میں بٹھائی　　شراب ارغوانی بھر پلائی
ہزاروں سے فریباں دیکے بھونڈی　　اصل میں تھی وہ شیطانوں کی مونڈی
اسی ساعت قبولا ہے قسم کہا　　چلا قحبہ سے رخصت ہوکے تنہا
جب یہ کوفہ سے باہر کو چلا ہے　　سو آدھی راہ میں لشکر ملا ہے
یلوؤں[4] کی صف (قطار) میں وہ شہ زور قدر زور　　پلنگوں میں چلیں جوں شیر پرشور
جو ان سے شیر گردوں گم تھے دایم　　تھے جو برج اسد دنیا میں قایم
چلے مسجد میں وہ شاہ زمانہ　　پڑھے وعظ و نصیحت کا ترانہ
حسن شہزاد کو تاریخ پوچھے　　مبارک ماہ کی تاریخ سوچے

[1] شجیع یعنی بہادر ۱۲
[2] قطامہ اس عورت کا نام ... کو کہتے ہیں جسکو شہوت بہت ہو مجاز از فاحشہ



بدکار ۱۲
[3] قحبہ عورت فاحشہ بدکار
[4] یل یعنی پہلوان جوان مرد ۱۲

کہے حضرت حسنؑ رمضان بستم
حسینا کو کہے کے دن ہیں باقی

ہیں باقی روز عشرہ شہر رمضان
کہ ہے اس ماہ میں یاران جانی

حسینا کے شہادت کے سبب کر
یہ کہہ کر حیدرِ کرار یک دم

لگے رونے دونوں فرزند کو دیکھ
دونوں بھائی کہے رو رو کے بابا

نہیں معلوم ہوتا کیا سبب ہے
کہے مولا مجھے ہے دور جانا

تمھیں آپ ہی میرے سے آملو گے
تمھارے غم سے نیں ہے مجھکو راحت

یہ باتاں سن لگے رونے کو اصحاب
دونوں شہزادگاں مل بہت روئے

وہاں سے اٹھ کے اپنے گھر کو آئے
حسنؑ شاہ معظم کو بلا کر

کہ مجھ بعد از سبھی قوم جفاکار
سو اس باعث یہاں سے تم نے جا کر

وہ جائے امن[3] ہے وہاں سے نہ نکلو
یہ کہہ کر شاہ مردانؑ خانماں لے

بہت اطفال اور اولاد و احفاد[4]
کئے تفویض[5] سب حضرت حسنؑ پر

شب بست و یکم رمضان اکرم
یہ ہے تاریخ اے شاہ معظم

کہے والد کو اے کوثر کے ساقی
کہے آنسو بہا کر شاہ مرداں

شہادت پا کروں میں جانفشانی
ہے میری بھی شہادت کل مقرر

کئے غمگین ہو اپنی چشم پُر نم
دونوں شہزادگان دلبند کو دیکھ

ہمن کو دیکھ کیوں روتے ہو بابا
کہیں شاید سفر کا عزم[1] اب ہے

تمھارے دیکھنے نیں پھر کے آنا
بہت سی سختیاں سہہ کر چلو گے

میرے دل کو نہیں ذرّہ فراغت
سبھی حضارِ مجلس اور احباب

جگر کے لخت مژگاں میں پروئے
نصیحت کر کے یاروں کو سنائے

کہے ہیں یوں گلے اپنے لگا کر
تمھیں دیویں گے سختی اور آزار[2]

رہو گے میں جوں خورشید خاور
اسی گرد و نواحی میں جو کچھ ہو

کئے سب کو حسنؑ شہ کے حوالے
جو کچھ باطن میں تھا ارشاد و ایجاد

ہوئے فارغ شہ مرداں یہ کہہ کر
فجر مسجد میں پہنچے شاہ عالم

---

۱ عزم یعنی ارادہ
۲ آزار یعنی تکلیف
۳ امن یعنی پناہ
۴ احفاد یعنی پوتے



۵ سپرد کرنا یعنی حوالے کرنا

سو وہ مردود بادو شخص دیگر — وہ قطامہ نے بھیجی جے پلا کر
وہ قطامہ کے شاہ مرتضیٰؑ نے — کھپائے تھے سبھی مرداں غزا میں
سو اس باعث وہ مکارہ عدو ہو — چلائی ابن ملجم اور دگر دو
یہ تینوں صبحدم مسجد میں آئے — وہ شیر حق کے تیں سجدہ میں پائے
دگر دونوں وہ دہشت کھا نہ آئے — وہ اپنی جان کو چھپ کر چھپائے
مگر وہ ابن ملجم زن کے باعث — ہوا ایمان کھو کر مثل حارث
گنوایا دین و ایمان لعنتی دون[1] — ہوا لایق جہنم کے وہ ملعون
خدا اور مصطفیٰ کا خوف سٹ کر — عذاب آخرت دل سے لپٹ کر
کیا روباہ بازی شیر نر سے — ڈرا نئیں لعنتی حق کے قہر سے
وہ اک قحبائے زن کا عاشق ہو کر — چلا ہے دوزخی دوزخ میں رو کر
عزیزاں دیکھئے شیر خدا کو — سگ دیوانہ ملجم بے حیا کو
جو ایسے شیر کے ہوئے مقابل — مگر ہووے قضا کا امر حائل
سو وہ مردود جا نزدیک شہ کے — چلایا تیغ برّاں سر پہ مہ کے
وہیں سجدہ میں سر تھا شاہ دیں کا — وہ پیارا مصطفیٰ احق المبیں کا
بھی آگے زخم تھا سر میں اسی جا — قضا کا وار پہنچا بے تحاشا
وہیں مولا کہے اللہ اکبر — گرے بیہوش ہو پشت زمیں پر
سو وہیں بھاگا ہے وہ مردود خنّاس — خدا کا چور اور دنیا کا خرّاس[2]
سو کوفہ میں ہوا افسوس ہیہات — شہادت پائے مولا بہترین ذات
دونوں شہزادگان بھی دوڑے آئے — دیکھے والد کے تیں سو سدھ گنوائے
وہیں مولا کو لائے گھر میں شہزاد — ہوا عالم میں غم کا طرح ایجاد
بھی اس قاتل کے تیں لائے پکڑ کر — اور ان دونوں کو مارے مار پتھر
تمامی اہل بیت پاک طاہریں نے — کہ وہ عصمت نشیناں یقیں نے
کئے بے اختیاری ساتھ ماتم — نہ کہنے میں نہ لکھنے میں آئے اد غم

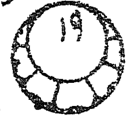
[1] دون یعنی کمینہ نالائق ۱۲



[2] خراس یعنی مٹی کا برتن بنانے والا کمہار ۱۲

غرض غوغا ہوا تھا بحر و بر میں
چرندے اور پرندے جن و پریاں
فرشتے سات آسمانوں کے مل کر
ہوا اس طرح سے حیدر کا ماتم
شب بست و یکم رمضاں کی آئی
سو کہہ اللہ اکبر شاہ فاضل
محمدؐ ہیں رسول اللہ کہہ کر
فرشتوں نے کہے اللہ اکبر
وہیں شہزادگاں فرما کے موجب
جنازہ کر کے سب تیار یاراں
جنازہ آپ سے اٹھ کر چلا ہے
برابر قد موزوں شاہ حسینؑ
چلے ہیں دیکھتے سب نے جنازہ
تھے مدفوں جس جگہ پر آدم و نوحؑ
کئے مدفون شہ کو شاہ دیں نے
وہاں سے پھر کے کوفہ بیچ آئے
کئے ہیں سب نے بیعت شہ حسن سے
پھر یہہ مذکور آگے ذکر ہو گا
فقیہہ اب مجلس چہارم ختم کر
درود اں سب پڑھو بر آل و اصحاب
کہ تا اس غم سے سوزش پر ہو شبنم

تمام عالم پڑا تھا شور و شر میں
سبھی تھے آہ و زاری ساتھ گریاں
لگے رونے کو مولا کے قتل پر
ہر اک شئے تھی جہاں میں دیدہ نم
اجل کی آن ساعت منہ دکھائی
بہ الا اللہ ہوئے وہ حق سے اصل
خراماں ہو چلے جنت میں رہبر
کر آیا شیر حق گردوں (آسمان) کے اوپر
کئے تجہیز کی تجویز واجب
کئے داخل وہ نعش گل خراماں
گویا تخت سلیماں بر ہوا ہے
جنازہ اٹھ چلا سو شاہ کونین
نجف اشرف میں آیا تخت خاصہ
دونوں کے درمیاں تھی جائے مفتوح
دونوں شہزادگاں بحر الیقیں نے
سبھی اشراف وہاں تشریف لائے
چہارم پنجتنؑ کے پاک تن سے
دگر مجلس کا پنجم ذکر ہو گا
درود اں پڑھ محمدؐ مصطفےؐ پر
جمیع خاصان حق سے دل با آداب
رہے وہ کشت ماتم سے سدا نم



مفتوح یعنی ... کشت یعنی کھیتی

پڑھو ہر دم درود اں اہل ایمان
مصنف پھر کرے گا غم کا سامان

مجلس پنجم

دربیان تولد و شادی و شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حکایت موسیٰؑ و فرعون

فقیہ کر مجلس پنجم کے تئیں راست
رسول اللہ وہ ہیں ذات عالی
ریاضؔ دیں کو فصل گلستاں تھے
بدست راست گو ہر نقد ایماں
وہ سیدھے ہاتھ سے ایماں کی خلعت
بھی بائیں ہاتھ سے کر کفر کو زیر
قیامت تک کے سب دین برپا
ہدایت ذات ان کی تا نہایت
فقیہ ہو کر محمدؐ کا قدمبوس
کر اس میں ذکر اب شاہ حسنؑ کا
گل باغ رسالت شمع وحدت
گل چارم و نخلؔ پنجمیؑ کا
سپہرؔ دین کا خورشید عنایت
محمدؐ مصطفےٰ کا سبط منظور
یقین خاتون زہرا کا جگر وہ
تولد ان کا شمہؔ ذکر کر کر
تولد جب ہوئے مختار جنت
یہ سنتے ہی رسول اللہ خوشی سے
سو وہیں نزدیک درؔ کے پہنچے سرور
ذرا باہر کھڑے رہنا کہ قدسیؔ (فرشتے)
گھڑی دو بعد جب تم کو بلاؤں

رسول اللہ سے کر کر وو درخواست
دیئے سب کافروں کو گوشمالی
بہار کفر کو باد خزاں سے تھے
بدست چپ تھی تیغ کفر سوزاں
دیئے سب مومنوں کو کان رحمت
چلائے بیدھڑک شرکت پہ شمشیر
شفاعت کا رکھے آخر پہ دعویٰ
کنایت در کنایت در کنایت
جہاں میں بزم خامسؔ کا بجا کوسؔ
ہلال مصطفےٰ کے انجمن کا
بہار فصل ایماں پر ہدایت
سراپا مدعا ہو منتہیٰؔ کا
ظہور آخریں نور ہدایت
علیؑ کا لخت جاں نورؑ علی نور
خدا کا خاص منظور نظر وہ
بھی اس پیچھے لکھوں احوال دیگر
خبر پہنچی رسول اللہ کو اس وقت
چلے ہیں بوبکرؓ عثمانؓ کو لے
کہے بوبکر اور عثمانؓ کو یوں کر
جو ہو ویں تہنیتؔ سے باز گشتی
تو آنا سب صحابوں نے ہمایوںؔ

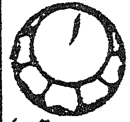
ریاض یعنی باغ ۱۲
[illegible]
برپا یعنی ...
چپ یعنی بایاں ۱۲
کوس یعنی نقارہ ۱۲
نخل یعنی درخت ۱۲
سپہر یعنی آسمان ۱۲
شمہ یعنی تھوڑا ۱۲
در یعنی دروازہ
تہنیت یعنی مبارکبادی دینا ۱۲
ہمایوں یعنی مبارک ۱۲
منتہیٰ یعنی حد تک پہونچنے والا ۱۲

باقی

دونوں یاران گرامی[1] پیش ایوان
بھی وہ دربان جو ہو وہیں تو عجب کیا
محمدؐ مصطفےٰ اندر سدھارے
شتابی سے وہیں پانی منگائے
دیئے ہیں غسل خود آپ ہی محمدؐ
سو ئے جبرئیل عشرہ الف[2] قدسی
ہوئے نازل ولی اللہ کے گھر پہ
مبارکباد کہتے تھے ہر ایک ایک
رسول اللہ سے خوش ہو کر سلامت
سو حضرت نے کہے ناموس[3] اکبر
کہے ناموس رب العالمیں نے
مبارک نام شبر ان کا رکھنا
عرب کا لفظ نیں شبر برادر
سو جبریل امیں یوں بول اٹھے ہیں
کہ عبری لفظ ہے شبر مقرر
سو خوش ہو مصطفےٰ نام حسن سے
سو ہو رخصت ملائک سب نکل کر
مبارکباد اور تکبیر شادی
سو حضرت دیکے خاتون پاس معصوم
سو پھر وہ نونہال باغ امید
کہ محشر تک جہاں کے باغ دیں میں
ہلال آسا نمایاں ہو کے اوّل
وہ لولو برزخ لایبغیان کے

سعادت سے کھڑے تھے ہو کے دربان
بلایا عقل کل نے جن کا جھولا
حسنؑ شہ کو لئے گودی میں پیارے
وہیں حوروں نے کوثر لے کے آئے
سو گودی میں لئے بیٹھے تھے احمد
بھی کئی اطباق الوان بہشتی
لے آئے سب طبق رحمت کے بھر کر
حسنؑ کو دیکھتے ہنستے تھے ہر ایک
سلامت باد تا روز قیامت
کہ ان کا نام کیا رکھنا ہے بہتر
کہ یعنی جبرئیل خوش امیں نے
کہے حضرت نے نیں دستور اپنا
عربی نام کوئی ہووے تو بہتر
رکھے نام حسنؑ بہتر کہے ہیں
حسنؑ معنی ہیں اس کے اے پیمبرؐ
دعا مانگی ہے او سدم ذوالمنن سے
گئے جب سب صحابہ آئے اندر
زہے شادی مبارک بامرادی
چلے مسجد میں دے سلطان مخدوم
عطا کی حق نے جن کو عمر جاوید
بیان شہدا کا ہے ہر انجمن میں
ہوئے بدر الدجیٰ مثل سنجنجل
سراپا مدعا راز نہاں کے

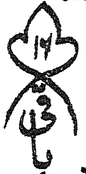
[1] گرامی یعنی بزرگ
[2] عشرہ الف قدسی یعنی دس ہزار فرشتے ۱۲



[3] ناموس اکبر لقب جبرئیل کا ۱۲
[4] حبرئیل یعنی بہشت [5] لولو یعنی موتی
سنجنجل یعنی آئینہ

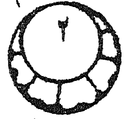
رسول اللہ کے جیسا چہرہ انور — جو تھی واللیل ساں زلف معنبر
عجائب فرق سر جوں عرش اعلیٰ — مبارک ہوتی پست پر طور سینا
کمان ابرو مژہ[1] ناوک[2] کا پیکاں — کرے نت دشمنوں پر تیر باراں
جبیں[3] جوں لوح محفوظ خداوند — کرے ہے رمز ظاہر چند در چند
عذار[4] نازنیں پر مہر اور ماہ — فدا ہوتے ہیں ہر شب ہر سحرگاہ
دونوں اُذنین[5] جوں دو در بگردوں — صدا پہنچاویں جوں گنبد میں مضموں
صماخین[6] اس طرح تھی پردۂ خاص — ندائے وصل پہنچاویں باخلاص
و چشماں نرگس شہلا کا مقصد — نمونہ دیدۂ بینا کا کیا حد
وہ گلشن میں تو نرگس نام پایا — دے آنکھوں سے بینائی نہ لایا
ہے ان کی چشم نور اللہ کی بینا — جلا پرتو سے جس کے طور سینا
ہیں ان آنکھوں میں دو پتلیاں مہتاب — تجلّی کا نہ لایا طور نے تاب
نمونہ نرگس بینا ہیں جو طور — بھی چل کر دیکھنا رکھتے ہیں منظور
تھی وہ ینظر بنور اللہ کی شاغل — ہیں ان کی مردمان چشم کامل
اگر آنکھوں کو یہ عینک نہ ہووے — بھی یہ بار مژہ اور پلک نہ ہووے
تو پھر یہ دفتر تکوین[7] نہ سوجھے — بھری جاروب بن یہ خاک توے
زنخدان[8] چاہ کنعاں سا منوّر — تھا جس میں یوسف مصری کا افسر
نفخت روح الف نفخ توحید — ہے باہر وہم از تمہید تقلید
لباں نادر[9] زمرّد رنگ پرداز — جہاں ہے جس کی سبزی سے سرافراز
لبوں کے پرتوے سے مرکز خاک — ہیں عنبر سبز تر اخضر میں افلاک
دہان پاک تھا جوں غنچۂ توحید — جہاں کے بلبلوں کی ہو گئی عید
اسے آب بقا سے تر بتر کر — رواں کر کر رکھا ہے منہ کے اندر
اگر اس میں ٹک یک خشکی جو ہووے — تو انساں بستر رحلت پہ سووے
تھے دندان مبارک سبز در سبز — تراشیدہ زمرّد سر بسر سبز

[1] مژہ یعنی پلک
[2] ناوک یعنی تیر
[3] جبیں یعنی پیشانی
[4] عذار یعنی رخسار
[5] اذنین یعنی دونوں کان
[6] صماخین کان کے سوراخوں کو کہتے ہیں
[7] تکوین یعنی باہست کرنا وجود میں لانا مراد اس سے دونوں جہان ہیں کہ تمام ہست ہوئے اور وجود میں آئے ۱۲
[8] زنخدان یعنی ٹھوڑی ۱۲
[9] نادر یعنی عجائب



منور روئے مصحف خط تفسیر ۔ کیا حق جوں کلام اللہ میں تسطیر
محمد مصطفیٰ سلطان فیروز ۔ کہے تھے دونوں شہزادو نکو یکروز
میں اپنے تن کے دو حصے کیا ہوں ۔ حسنؑ کو ناف سے سر تک دیا ہوں
زناف و پا حسینا کو ہیں بخشا ۔ دیکھو رتبہ ہے کیسا ان کا اعلا
رسول اللہ کے تھے جزو تن کے ۔ قبول بارگاہ ذوالمنن کے
یہ ہفتم[1] روز نہلا کر حسنؑ شاہ ۔ لباس سبز کر اور سبز خرگاہ
سو جبرئیل امیں کر کے بدن سبز ۔ طبق سبز اور اس میں پیرہن سبز
لے آئے جلد تر نزد پیمبرؐ ۔ کہے رو کر یو نہیں ناموس اکبر
یہ پیراہن حسنؑ شہ کو پہناؤ ۔ معمہ اس کا سارا دل کو سناؤ
کہ ان کو زہر سے ماریں گے ظالم ۔ کہ ہوویں گے انھوں کے جب ملازم
منافق ان کے تیں تکلیف دیکر ۔ پلا دیں زہر کا جب ان کو ساغر
کلیجے کے ہو ٹکڑے گر پڑیں کے ۔ بہت سا جبر[2] ان پر سب کرینگے
یہ سنتے ہی رسول اللہ رو کر ۔ کہے تب شکر ہے اللہ اکبر
یہ سنتے جملہ اہل البیتؑ روئے ۔ صحابوں نے بھی اپنا ہوش کھوئے
دیا زہر حسنؑ نے اس طرح جوش ۔ ہوا گردون اخضر نیلگوں پوش
ہوا انیس زہر سے کچھ تن بدن سبز ۔ بلک تھا ہر بدن پر پیرہن سبز
زمیں تا آسماں تھا رنگ اخضر ۔ یہاں کہتی تھی الہیہات شبرؑ
مناقب اور یاد آیا ہے ان کا ۔ کوئی رتبہ کہاں پایا ہے ان کا
حسنؑ کی عمر تھی چھ سالہ اکثر ۔ گئے تھے کھیلنے کیں گھر سے باہر
بھی لڑکے سارے ہو کر انکے ہمراہ ۔ لئے سب مل کے جنگل کیطرف راہ
وہ صحرا خشک تھا سو عاجز آئے ۔ حسنؑ شہ کو سبھوں یوں سنائے
حسن حضرت محمدؐ کے جگر ہیں ۔ ولی اللہ کے نور البصر ہیں
وہ نور العین حضرت فاطمہؑ کے ۔ ضیا[3] ہیں وہ سپہر مہر و مہ کے

[1] ساتویں دن ۱۲
[2] جبر یعنی ظلم ۱۲



[3] ضیا یعنی روشنی ۱۲

ہمارے میں سبھوں سے معتبر ہیں
سبھی لڑکوں نے بولے اے حسنؑ شاہ
سو ایک خرمے کی گٹھلی ایک لڑکا
حسنؑ شہ کے بولے اس کو یک جا
وہ پانی سے وضو شاہ حسنؑ نے
وضو آخر نہ ہوتک نخل خرما
وہیں خرما سے آیا شتابی
رہا باقی سو سارے گھر کو لے کر
اولوالابصار دیکھو ابن حیدر
خدا سے جو طلب کی سو اسی دم
فقیہہ اب تو مناقب میں پڑے گا
بیاں ذکر خلافت کر حسنؑ کا
قلم مشکیں و مسکیں سخت غمگیں
لگا جب ماجرا لکھنے الم کا
قلم کیا چاک سینے کو کرے گا
اگر مجھ دل کی سوزش پر جلے وہ
اگر میرے جگر کا داغ پھیلے
اگر داغ حسیناں کو دکھاؤں
جہاں پر داغ ہے شاہوں کے غم سے
کہاں تک غم کی سوزش کو لکھوں میں
نمط بلبل بہ گلشن با گل و خار
ہے بلبل دشت غم میں روز و شب زار
گلوں کو ہے سدا خار دل سے پیوند

ہر ایک رتبہ میں سب سے بیشتر ہیں
ہمیں خرما کھلانا اے شہنشاہ
دیا حضرت حسنؑ شہ کو مصفا
منگے پانی سو لایا ایک لڑکا
کئے اس تخم پر ماہ زمن نے
ہوا تیار اور وہ بار لایا
وہ لڑکے کھا گئے با اضطرابی
گئے اور شاہ آئے اپنے گھر پر
حسنؑ سالار دیں سبط پیمبر
وہیں بخشا ہے وہ خلاق اکرم
قیامت تک نہ شمہ کہہ سکے گا
رسالت کے بہار انجمن کا
حزیں پاک جبیں و ماتم آئیں
کٹا سر پھٹ گیا سینہ قلم کا
جگر دیکھے میرا تو جل مرے گا
سراپا آپ دفتر ہو چلے وہ
تو سوزش راکھ میں آتش کی دہکے
تو پھلے تختہ لالہ جلاؤں
بھرے ہیں بحر و دجلہ چشم نم سے
بسان شمع و پروانہ جلوں میں
پھروں ہوں اس جہاں میں ہو کے لاچار
گریباں چاک گل ہر دم بہ گلزار
حسنؑ شاہ زماں حیدرؑ کے فرزند

لہ بیشتر یعنی زیادہ
لہ بار یعنی پھل ۱۲
لہ بے تابی
لہ صاحب دین کے ۱۲
لہ پیدا
لہ اولوالابصار یعنی آنکھ والے ۱۲

۱۵ فاتحہ پ

لہ تھوڑا سا ۱۲
لہ کالا شہ غمگین ۱۲
لہ غم ۱۲ لہ جلن
لہ دریا اور ندی ۱۲
لہ طرح ۱۲
لہ جنگل ۱۲

سو بعد از فوت حیدرؑ شاہ شبرؑ
بہت لشکر تھا ہمراہ شاہ دیں کے
بہ آمینت[1] ہوئے مکے میں داخل
اکابر[2] اور شرفا[3] اہل مکہ
کئے بیعت سبھوں نے شہ حسنؑ سے
سبھی راضی ہوئے صدق وصفا سے
ملا عالم سبھی تعظیم کر کر
بہت دن تک رہے وہاں شاہ عالم
وہاں سے نیک دن کو کوچ کر کر
خبر پہنچی مدینے میں شہ دیں
چلے آتے ہیں با لشکر ہم تن
گویا عالم کے تن میں جان آیا
سبھی عالم ملا حضرت سے آ کر
ہوا ماتم وہاں حضرت علیؑ کا
صحابہ سب ملے اور بہت روئے
ہو داخل جب گئے روضہ میں شبرؑ
وہاں کی گرد کو زلفوں سے جھاڑے
تصدق کر دو نرگس کی نہالی
مسلسل پلک سے یوں آنسو گرائے
سو روتے روتے شبرؑ کی لگی آنکھ
محمد مصطفیٰ سلطان کونین
بہت دن سے ہوں میں مشتاق دیدار
تمہارے واسطے کل سبز پوشاں

چلے کوفے سے مکے کو نکل کر
حسنؑ سرور امیر المؤمنیں کے
وہاں کے لوگ آئے بہار سب مل
بھرا عالم صفا سے تا بہ مروہ
کہ اس ذات معظم پاک تن سے
بقول مصطفیٰ اور مرتضیٰ سے
ولی اللہ سے تسلیم کر کر
خلافت کی سند کو کر کے محکم[6]
مدینے کو چلے تب ابن حیدرؑ
حسنؑ شہ جان حیدرؑ نیک آئیں[7]
گئے لینے کو سارے مرد اور زن
کہ وہ سبط نبیؐ سلطان آیا
گلے سب کو لگائے آپ شبرؑ
کہ اس شیر خدائے ہمبلی کا
زمیں یثرب کی اشکوں سے بھگوئے
بھی اپنی جاں کو تربت پر فدا کر
گہر غلطاں کئے سنبل فشارے
اڑائے قبر پر موتیوں کی جالی
سرشک چشم کی چادر اڑائے
سو خواب آتے محمدؐ سے ملی آنکھ
حسنؑ کو بول اٹھے اے قرۃ العین
شتابی سے کرو تحصیل ایں کار
جدائی سے ہمیشہ ہیں خروشاں

---

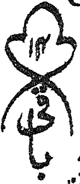
[1] اطمینان ۱۲
[2] جمع اکبر کی یعنی بزرگ
[3] جمع شریف کی یعنی بزرگ ۱۲
[4] نام ایک پہاڑ کا ہے مکہ شریف میں ہے ۱۲

۳

[5] نام ایک پہاڑ کا
[6] مضبوط ۱۲
[7] اچھے طریقے والے ۱۲
[8] نوالے ۱۲
[9] آنسو ۱۲
[10] ایک میں ایک ملے ہوئے ۱۲

کہ تم بھی ساغر سمؔ سے ہوگےؔ نوش
یہ سنتے ہی حسنؑ شہ ہو کے بسیار
فراغ از فاتحہ نکلے ہیں باہر
سو کتنے روز بعد از شام سے تب
برائے تعزیتؔ مولا علیؑ کے
بہت تھے ساتھ اشراف و اکابر
حسن ابن علی کے گھر کو آئے
کئے ہیں تعزیت کا گرم بازار
بہت رو کر دلاسا بھی دیئے ہیں
دگر سےؔ الف دینار مضاعف
دگر سہؔ مہ کے بعد از سب خلافت
حسنؑ شہ نے تصور دلیں کر کر
حسنؑ شہ کو تھا یاراں خرچ بسیار
نکاح بھی سات سو کر کر مقدمؔ
سو اس باعث قبولے لے کے دینار
ہوئے جب تین مہینے تب حسنؑ شاہ
سو پھر کہنے لگے ہیں معاویہ یوں
بڑا ردؔ و بدل ہے اسمیں حضرت
نہ یہ ردؔ و بدل ہووے گا تم سے
خلافت کی رہائی ہو تمہاری
سنے حضرت حسنؑ سو غور کر کر
نہ ان کو کر سکیں آزردہ شبرؔ
چلا جاتا ایسا کارخانہ

بھی ہو ناتم نے ایسے جلد ہمدوش
بہت رورو ہوئے تربت پہ بیمار
ہوئے دولت سرا میں آ کے حاضر
سو حضرت معاویہ آئے ہیں اغلب
شہ مرواں سپہر افضلی کے
صحابہ اور شامی بھی بہا جرم
بہت اعزاز سے تشریف لائے
گلے اپنے لگا شبرؔ کو ہزار
بسا افسوس اور ماتم کئے ہیں
کرو اسباب گھر کا شاہ عارف
مبارک ہے تمہیں شاہ رسالت
بھی دیکھے خرچ ہے بسیار اکثر
تھے اہل البیتؑ سارے شہ کو درکار
بھی اس کے خرچ سے آئے تھے برہم
دگر سہ مہ کا ان سے کر کے اقرار
خلافت کو طلب کی ان سے ناگاہ
خلافت کا چلا ہے کار بیوں قبول
نہیں اک لحظہ ہوتی دنیں فرصت
کہ دینار الفؔ لینا روز ہم سے
کریں ہم کارسازی اس کی ساری
کئے ہیں اپنے دلمیں یوں مقرر
نہایت تھے خلیق و نیک محضر
قضا بھی ڈھونڈھتی تھی کچھ بہانہ



آسمان ھ تین ہزار ۱۲
ھ تین مہینے ۱۲
ھ برسے ۱۲
ھ ہزار دینار ۱۲

وہ تھے خلقِ عظیم کی معانی
سو چندیں روز بعد از چرخ کجرو
سو مدت بعد حضرت معاویہ کو
پہنچانے وقت اپنا معاویہؓ نے
سو خلوت میں بلاکر اپنا فرزند
میسرا ہے وقت آخر اب خبردار
خلافت کا محل دینا حسنؑ کو
وہ ہیں سبطِ رسول اللہ برحق
خبردار ان سے مت کر بیوفائی
خلافت انکے گھر تھی اس سبب سے
سو اس باعث صحابہ سب اُدھر تھے
قضا را معاویہ کا وقت آخر
کیا روح مکرم ان کا پرواز
بہت تعظیم سے دفنا کے ان کو
سو لوگاں مملکتؒ کے ملکے سارے
بٹھائے تخت پر اس بد گہر کو
ہوا ہے بغض سے وہ کارپرداز
یزیدی کو کہا ہے کس نے جا کر
بھی عبدؓ اللہ انصاری کی بیٹی
یہ سنتے ہی یزیدی مضطرب ہو
کہا اے شیخ تم یثرب میں جانا
ہے عبد اللہ انصاری کا گھر واں
ہے بیٹی ان کی بہتر مہر و مہ سے

نہ خاطر کس کا توڑے شاہ گیانی
لگا پھرنے کو بادستور نو نو
ہوا آواز تب اس باصفہ کو
کہ اس کان وفا کے شایقہ نے
کہا تب اس کے تئیں اے میرے دلبند
نہ کر آل عبا کا رشک زنہار
کہ اس کان رسالت کے چمن کو
حق ان کے رمز سے آگہ ہے مطلق
کریگا تو نہ ہو واں کی رہائی
بہت کچھ مال و زر تھا حکم رب سے
بھی جزوی کوئی اصحابی ادھر تھے
ہوئے یکبارگی فرماں پہ حاضر
گیا جنت کا گل جنت میں وہ باز
بھی دیگر ماجرا کہتا ہوں تم کو
وہ مرواں فتنہ زنؒ تھا اس میں یارے
کہ یعنی وہ یزیدی بے خبر کو
بھی چندیں روز بعد از یک خبر باز
مدینے میں ہے نادر ایک دختر
مہ و خورشید کی خوبی لپیٹی!
بلاکر بو ہریرہؓ کو کہا او
بھی میری کد خدائی کر کے آنا
ہے اس کے گھر میں اک نادر گہر واں
سو تم نے جلد جا کر رہ برہ سے

۵ بد سرشت عادت ۱۲
۶ بادشاہت ۱۲
۷ فتنہ زن یعنی شر پیدا کرنے والا ۱۲

کرو جاکر مری تم خواستگاری
تو ہوگی تب مرے دل کو قراری

نوشتہ کر دیا تھا جملہ حکام[1]
کرتا یثرب سے لے کر قطعۂ شام

بھی سب دہقان منازلہائے دیہات
خبرداری کریں ہر شے کی ہر بات

بہت تعظیم اور تکریم کر کر
کھلاویں اور پلاویں دیویں بھی زر

کہ خط لے بوہریرہ دل خوشی سے
چلے یثرب طرف مل کر سبھی سے

سو وہ منزل بمنزل عیش کرتے
گئے کھاتے و پیتے سیم و زر لے

سو چندیں روز بعد از در مدینہ
ہوئے داخل باسباب قرینہ

سو رہ سے آتے آتے کے تونگر[2]
دیے پیغام اکثر لوگ دیگر

وہ سب پیغام باد ہو گئے تھے
بسا کوئی منعموں[3] نے کہہ دیے تھے

ہوئے ہیں جس گھڑی یثرب میں داخل
حسن شہ کے اتارے گھر میں محمل (کجاوہ)

ملے حضرت کو اور قرباں کئے جاں
عقیدتمند دانا صاحب شاں

رسول اللہ کے مقبول و منظور
صحابی معتبر تھے نیک دستور

بہت تعظیم سے حضرت ملے ہیں
کئی راز و نیاز ان سے کہے ہیں

حسنؑ سرور نے پوچھے بوہریرہؓ
سبب کیا ہے کہ یاں لائے ہو ڈیرہ

کہے تب بوہریرہؓ نے حسنؑ کو
کہ اس کان شرافت کے رتن کو

یزیدی نے مجھے پیغام دے کر
بھی یک فرمان با انعام دے کر

سرافرازی سے با تعظیم و تکریم
وہ مضطر[4] ہو مجھے بھیجا ہے تقدیم

بھی شہر و شہر با اعزاز و اکرام
بھی ماکولات[5] و مشروبات[6] طعام

بہت کچھ سیم و زر اشراف و تشریف[7]
نہ ہو سکتی زباں میری سے تعریف

وہ عبد اللہ انصاری کی دختر[8]
کہ ہے خورشید[9] سے خوبی میں بہتر

اسے پیغام لے جاتا ہوں شاہا
یہ سارا ماجرا تم کو سنایا

سنے حضرت حسن شاہ زمانا
ہریرہؓ کو کہے شیریں فسانا

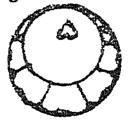
سبھوں کے تم نے یہ پیغام کہہ کر
مرا پیغام کہنا سب کے آخر

۱؎ تمام حاکمان ۱۲
۲؎ یعنی تونگر ہوس ۱۲
۳؎ بفتح را ۱۲
۴؎ بہشتی چیزیں ۱۲
۵؎ کھانے
۶؎ پینے کی چیزیں ۱۲
۷؎ خلعت ۱۲
۸؎ لڑکی ۱۲
۹؎ سورج ۱۲



حسنؓ شہ نے کہے تھے سرسری سا ‖ ہریرہؓ نے سنے مذکور رشتہ کا
سو رخصت ہو چکے حضرت نے فی الحال ‖ وہ پہنچے گھر کو عبداللہؓ کے خوشحال
کئے دستک سو اس ماما نے سن کر ‖ پھر آ پوچھے کہ ہے گا کون باہر
وہ دونوں مادر و دختر تھے تنہا! ‖ بہت تھی اہل عصمت اور دانا
ہمیشہ بند کر رکھتی تھی در کو ‖ کبھی ہرگز نہ جاتی تھی کدھر کو
انھوں پوچھے سو بولے بوہریرہ ‖ میں ہوں یار محمدؐ اے ضعیفہ
ہے میرا ابوہریرہ نام معروف ‖ کرو جلدی سے تم دروازہ مکشوف
سنی نام ہریرہ اُمّ و دختر ‖ بہت جلدی سے کھولے بانو شی در
انھوں معلوم تھے حضرت کے اصحاب ‖ بہت قربت سے تھے در جملہ احباب
بہت نیکی سے تھے معروف ہر سو ‖ رسول اللہ بہت چاہتے تھے انکو
وہ بسم اللہ کہہ کر گھر میں بیٹھے ‖ بہت تکریم سے خوش جا کے بیٹھے
سلام اول کئے دونوں نسا کو ‖ کہ دختر اور اس کی والدہ کو
علیکم بول کر ماں نے دعا دی ‖ ہریرہ نے کہا رحمت خدا کی
کہ بیٹھو نیک بختان سرافراز ‖ خدا تم کو کرے دنیا میں ممتاز
دعا کر کر دونوں بیٹھے مقابل ‖ ہریرہ نے دیکھے جو ہر ہے قابل
سراپا صورت خورشید پیکر ‖ نہ بر گردون گرداں ویسا اختر
نہ در امکان دوراں ویسی تمثال ‖ کمال حسن با صد خوبی و خال
سو ہو کر شیفتہ خود بوہریرہ ‖ بھی پوچھے کیا خبر ہے اے عفیفہ
کہے الحمد للہ ہے خبر خوب ‖ کہو یا بوہریرہ کیا ہے مطلوب
تمھارا کیا سبب آنا ہوا ہے ‖ اُسی دم بوہریرہ نے کہا ہے
میں آیا ہوں برائے خواستگاری ‖ ہے ابن معاویہ کو بے قراری
بہت پیغام ہیں پنجاہ سے افزود ‖ کہی لڑکی کی ماں نے صاحب جود
مفصل بولنا کس کے ہیں پیغام ‖ سو بولے بوہریرہ نیک انجام

۱؎ پاکدامن ۱۲ ۲؎ یعنی عقلمند ۱۲ ۳؎ یعنی دروں ۱۲ ۴؎ یعنی مشہور ۱۲ ۵؎ یعنی کشادہ ۱۲ ۶؎ یعنی

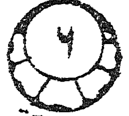


[illegible] شکل ۱۲ ۷؎ [illegible] ۸؎ آسمان ۱۲ ۹؎ یعنی ستارہ ۱۲ ۱۰؎ یعنی پاکدامن ۱۲ ۱۱؎ یعنی منگنی ۱۲ ۱۲؎ یعنی پچاس

کہ اول سب سے میں حاضر ہوں ماں
میرے نانا ہو تم اے احسن الخلق
سو پھر بولا یزیدی کا شرارا
کہ اب وہ بادشاہ شام ہے گا
بہت تعظیم سے بھیجا ہے ہم کو
جو کچھ چاہو سو لو مال و خزانہ
بہت ہی مال و زر اور گنج بسیار
ہے اس پر عشق کی بھی بیقراری
یہ سنتے نیک ماماں نے کہی یوں
رسی موجب مع تعریف و توصیف
مفصل یک بیک پنچا وہ پیغام
کہے شاہ حسن سبط پیمبر
کہ ہیں وہ پنجتن کے چار می تن
جگر حیدرؑ کے خاتوں کے پسر وہ
مقرب بارگاہ کبریا کے
انھوں بولے ہیں سب پیغام بعد از
سب انکا بھی تمھیں کہتا ہوں پیغام
رسول اللہ کا نور العین بہتر
قبولیں دل سے دونوں دخت و مادر
حسنؑ شہزادہ کی خدمت میں پہنچے
سو وہیں حضرت حسن خوش ہو کے یکدم
وہ سب قصہ انھوں کے تیں سنائے
ہوئے حاضر سبھی اصحاب و احفاد

کہی تب ہنس کے لڑکے نے شتابان
دگر کچھ بات بولو اس سے احسنؑ
سو اس کا عشق اور احوال سارا
بہت حشمت سے باکرام ہے گا
کیا ہے اس طرح پیغام تم کو
کرو بنیاد شادی کا ترانہ
دیوے گا ہر ستو اونٹوں کا انبار
کرے ہے رات دن فرقت سے زاری
دگر پیغام سب بولو بھی جیوں تیوں
عبارت سے ہریرہ کر کے تکلیف
گذارش کر کے پیچھے سے باکرام
غدا کے ہرگز ہیں دے نیک محضر
رسالت کے نگر کے تازہ گلشن
رسول اللہ کے نور البصر وہ
جگر گوشے ہیں شاہ بوالعلا کے
میرا بھی تم کہو الہام بعد از
وہ لڑکی بول اٹھی مطلب ہے اتمام
کئے ہیں جان و تن قربان انپر
سو آئے بو ہریرہ اٹھ کے باہر
قبولے خواستگاری کو سو بولے
حسیناؑ کو بلائے جلد ہمدم
نقارہ کتخدائی کا بجائے
ہوئی شادی خوشی سے تازہ دنیا

تکلف جہیز کا سامان بسیار بھجائے گھر کو دلہن کے سزاوار
حسنؑ شہ بھی سواری کرکے تیار فلک جس پر ہوا جاتا تھا بلہار
سبھی یثرب کا عالم خوش ہوا تھا ہر اک جانب خوشی کا غلغلا تھا
بہت سی داب اور حشمت سے شتر جو پہونچے جاکے انصاری کے گھر پر
انھوں بھی فرش کر آراستہ پیراست حسنؑ شہ درمیاں خاصان چپ وراست
کہ بیٹھے چار بالش پر شہنشاہ بساط سبز تر جوں سبز خرگاہ[1]
بچندیں اہتمام و کر و فر سے نقیب چوبدار و شور و شر سے
سرایندی قصا بدخواں عرب کی گویا تھی مغنی وہ عیش و طرب کی
نشیدی کی طرح سے نغمہ پرداز طرب ساران و مطرب نیک آواز
بہار بزم عشرت شاخ در شاخ غزلخواں بلبلاں گستاخ گستاخ
گلاں تھے خندہ لب غنچہ کشادہ بھرا تھا ساغر[2] لالہ میں بادہ
بھی نافرماں ہوگردہ اگر دفرماں کیا شبنم نے گلشن پر درافشاں
سراپا نخل نرگس تن بہ تن چشم کھڑی تھی دیکھتی ہو سب بدن چشم
حنا سر سبز در بستان خرم گل اور نگ برسنجاب و قاقم
چمن سبز و زمین سبز و بدن سبز بہارستان صحرا انجمن سبز
عجب خوبی کی تھی مجلس محباں پڑھا خود مشتری[3] قاضی نکاحخواں
پڑھے خطبہ بصیغہ احسن آئیں مع اسباب و خوبی کرکے کابیں[4]
پھر بعد از پلا شربت سبھوں کو تمامی بزم کے چھوٹوں بڑوں کو
وہیں جلدی میانے[5] کو منگائے بہت کچھ کر[6] و فر سے گھر کو لائے
مبارک اور سلامت کی پڑی دھوم ہوا جشن و طرب کا صفحہ مرقوم
یہ شادی ہو چکی تب بوہریرہؓ حسنؑ شہ سے لئے رخصت کا بہرہ[7]
وداع ہو شام کو وہاں سے چلے ہیں یزیدی کو شتابی جا ملے ہیں
انھیں پوچھا ہریرہؓ کو شتابی ہریرہ نے کہے با اضطرابی

ل یعنی سبزہ گاہ ۱۲
ع ساغر یعنی پیالہ ۱۲
ع یعنی ستارہ ہے
یعنی فلک پر ...

قاضی فلک
ھ یعنی مہر ۱۲
ھ یعنی ڈولی ۱۲
یعنی شان و شوکت
ے یعنی حصہ ۱۲

کہ جس دن سے چلا پیغام لے کر
سو ہر منزل میں اور ہر ہر مکاں پر

سنے احکام اشخاص بسیار
انھوں نے بھی دیئے پیغام کر پیار

سو میں جاتے دیکھا لڑکی کو اوّل
وہ تھی جوں بدر[3] کامل تھی مکمل

سراپا بہتریں تمثال منظور
بسان[4] برق لمعان شعلۂ نور

سو میں نے اسکی ماں سے سارے پیغام
گذارش کر حسنؑ شہ کا لیا نام

سو اس کی ماں تو چپ تھی پر وہ مُہرُو
حسنؑ شہ کو قبولی ہو کے خوشرو

کہی دولت مجھے یہاں کی غرض نیں
یہاں کا کارخانہ بے غرض نیں

نہ مجھ کو بادشاہی کی غرض ہے
نہیں کچھ کام عقبیٰ بے عوض ہے

نہ مجھ کو سلطنت ہرچند مطلوب
مجھے فرزند پیغمبرؐ ہے مرغوب

یہ کہتے ہی ہوئی شادی کو تیار
حسن شہ بھی ملا اصحاب یکبار

کہ زہرہ[5] جا ملی ہے مشتری کو
کئے حاصل وہاں کی افسری کو

نکاح پیچھے میں رخصت ہو کے آیا
یہ سب احوال شاہی[6] کو سنایا

یہ سنتے ہی یزیدی منفعل[7] ہو
بسان وقت بانوؑ کے خجل[8] ہو

سو حضرت شہربانو بر حسینا
در افشاں کر قبولی پاک بینا

حسینا کا گیا تھا پہلے تازی
یزیدی رہ گیا پیچھے ہو ماضی

سو اس باعث جلا تھا ان سے اوّل
حسنؑ شہ سے جلا اس بعد احوال

یہ دونوں شاہزادوں سے وہ گمراہ
جلا تھا باعث نسواں[9] وہ بدخواہ

بھی دل میں یوں کہا جب تک حسنؑ کو
نہ ماروں تو یہ دولت میں خلل ہو

کسی بھی طرح سے میں زہر دیکر
حسنؑ شہ کو پلاؤں بالمقرّر

لگا اس پیروی میں تخم باطل
ہوا حسنؑ کا مردود قاتل

وہیں تخم عداوت دل میں بویا
وہ اپنا خانماں سارا ڈبویا

کیا کیا کیا وہ شاہوں کے ضمن[10] میں
بیاں ہووے گا غم کے انجمن میں

یہ دنیا کے سبب سے سخت مردود
کیا ہے گور کی آتش کو پُر دود[11]

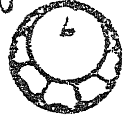


۱ یعنی چیز و حبیب را ۱۲ ۲ یعنی مانند ۱۲ ۳ چاند ۱۲ ۴ مانند بجلی چمکنے والی ۱۲ ۵ نام ایک ستارہ کا ہے ۱۲ جو تیسرے آسمان پہ ہے ۱۲
۶ یعنی یزید کو ۱۲ ۷ شرمندہ ۱۲ ۸ بجمع نساء کی یعنی عورتیں ۱۲ ۹ ہمراہ لعد شامل ۱۲ ۱۰ دھواں ۱۲

اسی تلاش میں تھا وہ شب و روز
کہے تھے سرورِ عالم نے اک دن
انھیں کی نسل سے فتنہ اٹھیگا
کہ مجھ بعد از خلافت بھی برس تیس
سو ہو تلبیس از ابن امیہ
دیویں آلِ عبا کو سخت آزار
کئے تکرار حضرت معاویہ جا
سو حضرت نے کہے روزِ ازل سے
سو وہ ہرگز نہیں ہونے کا باطل
بوقت سلطنت فرعون ملعون
منجم سارے مل کر اور رمال
طریقِ نیک سے شکل جماعت
بفرحت فرح اس بعد از نقی خد
بھی دیگر اجتماع و عقل منحوس
کہ یعنی نصرۃ الداخل سے لیکر
حساب دفتر تکوین ارکان!
کہے فرعون کو جا کر اے خداوند
خبر دیتی ہیں اب اشکال فی الحال
کہ بعد از تین دن پیچھے ز گردوں
رہے گا تخمِ پیغمبر کا تحقیق
وہ پیغمبر ہووے گا اس زماں کا
تری شاہی کو وہ غارت کریگا
خدا کا برگزیدہ نیک منظور

لگا دے فتنہ کا پیکان دل دوز
دغا ہو نسلِ بوسفیان سے ممکن
میری اولاد پر تیغہ چلے گا
رہے گی پھر کرے ابلیس تلبیس
سبھی ظالم ہوں چھوڑ اپنا رویہ
سو پوچھے ہیں صحابہ رو کے یکبار
ہیں زن کرنے کا نہیں اے شاہ والا
لکھا ہے گا خدائے عز و جل نے
کہ ہیں اس بات پر کئے دلایل
خبر بولے تھے از تنجیم گردوں
بعلم ہیئت اشخاص اشکال
بھی لحیاں اور دگر انکیس علت
بیاض و حمرہ استعداد بے حد
بھی اس پر نصرۃ الخارج و منکوس
بھی عتبہ داخل و خارج مفرد
نکالی اہل تنجیموں نے ایقاں
خدائی اب تمھاری ہووے گی بند
کہ پیدا ہووے گا دولت کو جنجال
رہے ارحام مادر میں ہمایوں
وہ پیدا ہووے گا براہ تصدیق
وہ بندہ نیک خلاق جہاں کا
مصر کی سلطنت لے کر رہے گا
کتاب وحی سے ہووے گا منشور

[1] مکر و فریب ۱۲
[2] یعنی طریقہ چلن ۱۲
[3] یعنی نجوم سے ۱۲
[4] نجوم دیکھنے والے ۱۲
[5] رمل دیکھنے والے
[6] لحیان سے عتبۃ الاتفاق



یہ نقطوں پر جو علامت لکھی ہے وہ رمل کی شکلوں کے نام ہیں یعنی علم نجوم کے جاننے والوں سے ۱۲ مبارک ۱۲ فرعون کیا گیا ۱۲

غرض اس تین دن میں وہ مقرر
سو وہیں فرعون سنتے سٹپٹایا!
سنایا ماجرا اس کو سراسر
سو وہیں ہامان مردود زمانہ
منادی کر دیا سب مرد یکبار
سو فرعون کی منادی سے سب عالم
نہ اک تن مرد بستی میں رہا تھا
یہ فرعون بیٹھ کر کرتا تھا تدبیر
سو پہنچی رات فرعون اپنے گھر میں
وہ گرد اگرد ہے کر سب ملازم
سو اس کا خاص خدمتگار جانباز
سبھی سوتے تھے اندر خواب سرمست
وہ خدمتگار کی عورت اسیدم
ہوس اسوقت اس کے دل میں آئی
وہ عورت کو ہوس آئی تھی تیسر
سو وہیں تلوار رکھ جلدی سے آیا
کیا فرعون کی خلوت میں صحبت
امانت جب ہوئی منزل میں داخل
سحر کے وقت جب نکلا ستارہ
کئے فریاد آ فرعون سے یکبار
رہا نطفہ شکم میں آشکارا!
خدا کا حکم یوں تھا ان دنوں میں
بنام ہر نبی نکلے ہیں سیّار

دیکھتے پشت پدر سے رحم مادر
وہیں ہامان کو جلدی بلایا
کہا تدبیر کچھ کرنا ہے بہتر
کیا تقدیر کے رد کا بہانہ
نکل کر تین دن کہیں جا رہیں بہار
ہوا ہے شہر کے باہر فرا ہم
سبھی چھوٹا بڑا باہر گیا تھا
قضا سے دمبدم ہنستی تھی تقدیر
وہ تنہا سو رہا تھا داب و فر میں
پڑا سوتا تھا وہ مردود نادم
کھڑا تھا تیغ عریاں کر سرافراز
کیا تھا عقل کو غفلت نے در پیت
چلی آئی محل میں شاد و خرم
وہ آتے آپ شوہر کو ملائی
وہ شوہر کو ہوئی شہوت مقرر
وہ فرعون کے سرہانے زن سلایا
رہا نطفہ شکم مادر میں اسوقت
گئی عورت ہوا نہیں کوئی حائل
منجم دیکھتے ہوکر آوارہ
ہوا پیدا اخترا یا اب خبردار
نبوّت کا ہوا پیدا ستارا
بھی یوں گردوں کی ساری نجمیں
سو وہ انجم ہوا گردو نپہ دوّار

لہ نام مصاحب فرعون ہے
وزیر کا ۱۲ ۔ سے یعنی جمع ہونا
سے یعنی تلوار ننگی
سے یعنی منع کرنیوالا ۱۲
روکنے والا ۱۲

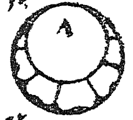


پیدا ن ۔ سے ظاہر
سے یعنی ستارا ۱۲
سے یعنی دور کرنے والا
والا ۱۲
سے آسمان ۱۲

اب آگے فکر کرنا تاکہ دشمن
سو وہیں فرعون ہامان کو بلایا
کہ وہ ملعون تھا اس کا کارپرداز
بتاریخ آج کی سے تا نُہ ماہ
تمامی مصر میں لڑکے ہوں پیدا
بھی چوکیدار و دایاں صد ہزاراں
خبرداری کریں تا وقت زہ تک
تولد بعد کرنا ذبح ان کو!
سنا فرعون سو کریوں منادی
سبھی جانب کئے تاکید بسیار
بہت ہشیار چوکیدار تبار
سو بعد از چند مدت حاملہ سب
لگے ہونے تولد جملہ نسوان
بہت اطفال حیرانی میں آرے
وے در شکم موسیٰ اس طرح تھا
نہیں معلوم پڑتا تھا شکم وہ
نہیں ہوتا تھا کچھ مفہوم زنہار
کہ تا نُہ ماہ پورے ہو تلک سال
جب آیا وقت مولود مبارک
تولد کی ہوئی ساعت نمودار
تھی بیٹھی والدہ موسیٰ کی خرّم
وہیں پیدا ہوا اک درد ناگاہ
اسی ساعت تولّد ہو گئے ہیں

فنا ہو وے تو اپنے کو ہو ایمن
اسے یہ ماجرا سارا سنایا
بتایا مصلحت ان نے باعزاز
بسر کرنا کہ پیدا ہو یہ ہنگام
بھی کرنا حکم ان پریوں ہویدا
پھریں خانہ بخانہ بیقراراں
کہ سب ادنیٰ و اعلیٰ کے دمہ تک
کہ تا پیدا نہ دولت میں خلل ہو
کہ تا مدخل نپاوے کوئی فسادی
خبردار اور خبردار اور خبردار
پھریں گھر گھر خبر لیتے ہر ایکبار
ہوئی نُہ ماہ تولد واقعہ سب
لجا کر قتل کرتے ان کو اس آل
وہ مفتا مفت اپنی جاں گنوائے
کہ ماں کے دل پہ آشا رفرح تھا
حمل مخفی تھا بس اندر رحم وہ
نہیں ظاہر ہوا تھا کس پہ وہ بار
پھریں ہر جا پہ عورا تونیں دایاں
نبوّت کا بنا کر تاج تارک
بوقت سعد اور مسعود سیّار
تنور گرم کے نزدیک اسدم
وہ درد زہ تھا اور کوئی نہیں تھا ہمراہ
اٹھا موسیٰ کو گودی میں لئے ہیں

ل یعنی بہت خوفی ۱۲
ع یعنی ۹ مہینے ۱۲
ۃ یعنی پیدا ہونے کے وقت تک ۱۲



ھ عورتیں ۱۲
یعنی نشان ۱۲
پوشیدہ ۱۲ سر ۱۲
یعنی جننے کا درد ۱۲

ذرہ رونے لگے آواز کر کر
سو گھبرا کر وہیں موسیٰ کی ماں نے
کہی دل میں وہاں جا کر مرے گا
ہوئی مثل خلیل اللہ یکبار
وہ چوکیدار سب ڈھونڈھتے ہیں ہر جا
سو وہیں باہر نکل پیچھے گئے ہیں
بھی کتنے روز بعد از امّ موسیٰ
اٹھا سرپوش لہ دیکھے طفل درمیاں
سو موسیٰ والدہ کو دیکھ حیراں
سو ان کی والدہ نے ان کو لے کر
بہت کچھ سیم و زر صدقہ کئے ہیں
سو وہیں ہمشیرہ اپنی کو بلائی
کہی اس طرح سے لڑکا بچے گا
سو ہمشیرہ بھی انکی چپ رہی ہیں
بہت آزردہ ہو کر امّ موسےٰ
بہت رو رو کے یوں کہتی تھی ہر دم
سو وہیں آواز آیا ان کو فی الحال
اسے تو چھوڑ دے پانی میں یکدم
جو سنتے چٹ پٹی سے پھر کھڑی ہو
انھوں سنتے کہے بہتر یہ تدبیر
بھی منصوبہ لگے کرنے کو دونوں
سو عقل امّ موسےٰ نے یہ تلقیں
بلا خاوند اپنے کو شتابی
سو چوکیدار دوڑے گھر کے اندر
رکھی موسیٰ کو اس تنور میانے
یہ اس سے خوب میرے گھر مریگا
سو موسےٰ کے لئے آتش وہ گلزار
نہیں کوئی طفل پایا ان کو حاشا
خبرداری سے عہدے پر رہے ہیں
دیکھے چولھے کے اوپر دیگ میں جا
بیٹھا تھا جوں چمن کے نخل درمیاں
تبسم کر ہوئے جنبش سے جو لال
تصدق ہو گئی ان پر سے پھر کر
غسل کر کر کے گودی میں لئے ہیں
انھوں کو ماجرا سارا سنائی
کسی بھی طور سے جیتا رہے گا
گیا دن اور آئی رات جب وہیں
چھپا سوئی تھی لے لڑکے کو تنہا
بچا لڑکے کو اے خلاق عالم
صدا انالقیہ فی الیم کا احوال
بھی تیرے پاس پہنچاویں گے پھر ہم
بلا ہمشیر کو اپنی کہے اور
سر دیکھیں پیش کیا کرتی ہے تقدیر
کہ کیونکر چھوڑنا پانی میں اس کو
کئی ہیں مشورت ہو فرح آگیں
کہی دونوں نے باصد اضطرابی

لہ یعنی ڈھکنا ۱۲

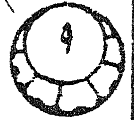


پارہ سورۂ قصص میں ہے یعنی ڈال دے تو اسکو دریا میں ۱۲

کہ تم بازار میں جلدی سے جانا
بہت سا ان کو زر دیکر چلائے
سو دروازے کے آگے ایک فرشتہ
کہا سن بند مضبوط و بہشتی!
سو وہیں موسیٰؑ کے والد دیکھ اسکو
کہا اس نے کہ میں نجّار پیشہ
یہ ہے صندوقچہ مجھ پاس تیّار
اَبُو الموسیٰؑ نے اس دم شکر کر کر
لگے دینار دینے تو لیا نہیں!
سو لے صندوقچہ موسیٰؑ کے والد
سو وہیں موسیٰؑ کی ماں خالہ نے جلدی
بچھا صندوقچہ میں ایک گادی
بہت بوسے دیئے بر فرق فرزند
کئے صندوق میں موسیٰؑ کو داخل
تھا ان کا گھر مبارک بر لب نیل[2]
روانہ جب کئے پانی میں صندوق
دعا اس نیک زن کی تھی اجابت[3]
حوالے میں کئی تیرے خدایا
بھی نام اُمِّ موسے نہیں ہے معروف
ہے ان کا نام مثل اسم اعظم!
اگر وہ نام جو معلوم ہووے
مراد دو جہاں بھی ہووے حاصل
تھا ظاہر نام خاتون رقیہ

بھی یک صندوقچہ چھوٹا سا لانا
جو وہ گھر سے نکل باہر جو آئے
تھا یک صندوقچہ لے کر خجستہ
بہت پر زیب جوں دریا میں کشتی
سو آہستہ سے پوچھے کون ہے تو
لے آیا ہوں بغل میں اپنے تیشہ
اسے تو لیکے دے من بعد دینار
لئے صندوقچہ اس سے مقرر
دیا صندوقچہ پھر کچھ کہا نہیں
اسی دم آ ہوئے ہیں گھر میں وارد
لیے صندوقچہ مرد ہی بمردی
وہ پنبہ[1] دار تکیہ باہر ادی
ہوئے غمگین تینوں چند در چند
مقفل کر کے ان کو تینوں کامل!
بہ بسم اللہ چھوڑے نہیں کئے ڈھیل
کہے تب اُمّ موسیٰ رب مخلوق
کہی اللہ یہ ہے تیری امانت
مرا فرزند یا رب یا نہ پہونچا
بسان اسم اعظم نہیں ہے مکشوف[4]
سبھی کہتے ہیں یاں واللہ اعلم
جو کچھ چاہے اسے مفہوم ہووے
کہ وہ ہے اسم اعظم حرف کامل
تھا بی بی معدن عصمت صفیہ

[1] پنبہ یعنی روئی ۱۲
[2] یعنی نیل کنارے نیل ایک ندی کا نام



ہے جو مصر میں ہے ۱۲
[3] مقبول ۱۲ [4] ظاہر ۱۲
[5] موسیٰ کے باپ ۱۲

انھوں صندوقچہ جس وقت چھوٹے
بہت روتے ہیں تینوں ہو کے غمناک
توکل کرکے بیٹھی ہے خدا پر
گرا جس وقت پانی میں سو آواز
گرا صندوقچہ پانی میں لایق
سحر کے وقت فرعون آسیہؑ مل
تفرج کر رہے تھے شط کا ہمدم
سو اتنے میں وہی صندوقچہ زود
وہ تینوں دیکھتے ہیں محل پہ سے
جو ہیں دیکھے کہ وہ صندوقچہ نیک
وہیں گھبرا کے دونوں رو اٹھے ہیں
کہ اے خلاق اکرم اب رحم کر
سو وہیں صندقچہ آتا تھا از دور
سو حضرت آسیہ فرعون کی زن تھی
کہ اس کے کفر سے انکار کر کر
نہ فرعون بھی ہوا تھا انپہ قادر
بھی کہتا ہے خدا اور شان انکی
الا یا مومناں ور کفر ایماں!
خبر ہے روز محشر میں نبیؐ سے
مقرر ہووے گی شادی انکھو نکی
سو دیکھی آسیہؓ نے چھوٹی صندوق
کہا فرعون تب صندوق میری
پہ اسمیں ہو سو میرا قول دینا

جگر اپنے کے ٹکڑے غم سے توڑے
اڑا لے سر پہ فرقت کی بہت خاک
تو وہ صندوقچہ پانی میں جا کر
ہوا اللہ اکبر کی صدا باز
کہ تھا وہ وقت یار و صبح صادق
جھروکے میں محل پر بیٹھے خوشدل
جو سیل نیل چلتی تھی دمادم
بطرف قصر فرعون موج بر بود
کہ والدخا لہ اور ماں چشم تر سے
طرف فرعون کے گھر کے پہنچا نزدیک
دعا کر کر خدا سے یوں کہے ہیں
امانت دے مری مجھ پر کرم کر
سو دیکھی آسیہ نے اس کو منشور
پہ باطن میں نہایت نیک ظن تھی
رکھی دلمیں مسلمانی چھپا کر
رہی ایمان پر تھی دل سے حاضر
فضائل نیک در قرآن ان کی
رکھو نت آسیہؓ کی طرح پنہاں
محمدؐ مصطفےٰ نور ربی سے
کہ وہ تھی نیک دختر بزرگونکی
کہی فرعون کو دیکھی ہوں مسلوق
کہی تب آسیہؓ تحقیق میری
قبولا اور کہا صندوق لینا

لہ آسیہ نام ہے فرعون کی بی بی کا ۱۲
لہ یعنی سیر ۱۲
لہ یعنی ندی
لہ یعنی جلدی ۱۲

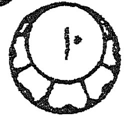


لہ یعنی اس صندوق کو موج فرعون کے محل تک لے گئی ۱۲
لہ یعنی اچھے گمان والی ۱۲

کیا فرعون نے تب حکم درحال
پکڑنے کو لگا فرعون بد اندیش
لگی جب آسیہ اس کو پکڑنے
سو ان کے ہاتھ میں صندوقچہ وہ
پکڑ صندوقچہ نزدیک لائے
جو دیکھی اس میں ہے اک طفل ناداں
نبوت کا تجلےؔ چہرہ پر نور
دیکھا جو آسیہؓ کے منہ پہ معصوم
بہت ہنسنے لگی خوشوقت ہو کر
دیکھی سو آسیہ ان پر فدا ہو
وہ فرعون دیکھ کر گھبرا گیا ہے
مجھے اس طفل کو دینا شتابی
سنی سو آسیہ بولی کہ غافل
ہزاروں کو کھپایا بہر دشمن
موا ہووے گا دشمن تیرا کب سے
تیری صندوق اور لڑکا ہے میرا
یہ سنتے آسیہ سے بات فرعون
بھی دیکھا طفل کو یوں ہو کے تسخیرؔ
بھی اس کے دلمیں حق نے مہرؔ ڈالا
مبارک تم کو یہ فرزند دلبند
سو خوش ہو آسیہؓ گودی میں لیکر
بھی وہ تھی باکرہؔ کاں انکے تیں دود
ولے موسیٰ نہ پیویں دودہ ہرچند

سو لائے ہیں پکڑ صندوق درحالؔ
ہٹی صندوق اس سے پیچھے از پیش
جو اس پاکیزہ عصمت کے گھر نے
گیا زہرا کے گھر میں مثل مہ وہ
کہ آہنگرؔ بلا لا کر کھلائے
تھا دن تین یک کا لڑکا ماہ تاباں
منورؔ بر زخ نورٌ علےٰ نور
لگا کرنے تبسّم نیک مقسومؔ
دیکھی جو آسیہ موسےٰ پیمبرؑ
لئے گودی میں جوں باد صبا او
پھر آ کر آسیہ کو یوں کہا ہے
ذبح کر کر کروں اس کی خرابی
نہیں عہد وفا کا تو ہے قائل
ابھی تک نیں ہوا کسو جبہ ایمنؔ
رہو چپ بیٹھ کر اب ٹک ادب سے
یہ وارث ہووے گا تحقیق تیرا
ہوا شرمندہ یک دم سخت محزونؔ
نبوّت کے کیا معجز نے زنجیر
سو یوں کر آسیہ کو پھر سنایا
رہو تم اس کی صحبت سے فرحمندؔ
گلے اپنے لگائے پیار کر کر
بہت دایاں کے تیں اسوقت موجود
کسی دایاں طرف دیکھیں نہ خورسند

لہ یعنی اسی وقت ۱۲
لہ یعنی لوہار ۱۲
لہ یعنی روشن چہرہ نور اوپر نور کے ۱۲
لہ یعنی اچھی قسمت والے



لہ یعنی بے خوف ۱۲
لہ غمگین لہ یعنی تابعدار
لہ یعنی محبت ۱۲
لہ خوش ۱۲
لہ کنواری ۱۲

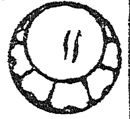
نہ پیتاں کس کی لیویں منہ میں زنہار
سو کتنے دن ہوئے پر ام موسےٰ
کہ فرعون کے محل تک ٹک خبر لے
سو وہیں موسےٰ کی خالہ گھر میں جا کر
کہ دیکھی جا کے وہاں غوغا ہوا ہے
اے فرعون نے بخشا آسیہ کو
سو وہ ڈھونڈھتے ہیں دایاں پالنے کو
وہیں موسیٰ کی خالہ وہاں گئی ہیں
تماشا دیکھ کر دایاں کا سارے
سو وہیں موسیٰ کی خالہ بول اٹھی ہیں
انھوں کو بھی ہوا ہے قبل فرزند
یہ سنتے آسیہ نے بول اٹھی ہیں
سو جا موسیٰ کی خالہ بہن کے پاس
کہیا ہے آسیہ نے اس کو بیٹا
تجھے جلدی بلایا آسیہ نے
تیرا بیٹا نہ پیتا شیر کس کا
مبارک ہو تجھے حق نے بچایا
سو وہیں تیار ہو موسیٰ کی ماں تب
سو جا کر آسیہ کے پاس بیٹھے
کہی موسیٰ کی ماں نے یک ہوا ہے
کہے تب آسیہ نے ان کو یوں کر
کئے انکار تب موسیٰ کی ماں نے
پہچانی دل میں اس کا ہی پسر ہے

سبھی دایاں ہوئے ہیں بہت لاچار
کہے ہمشیرہ اپنی کو کہ تو جا
موسےٰ جیتے کی لا مجھ کو خبر دے
گئی تب قصر فرعون میں مقرر
کسی کا طفل دجلہ میں ملا ہے
دو چھوڑا فعل قتل ما ضیہ کو
نہ پیوے دودھ ہے معصوم خوشخو
وہ لڑکا خوش جو دیکھی خوش ہوئی ہیں
پیے موسیٰ نہ کس کا دودھ بارے
میری ہمشیرا ایک گھر میں پڑی ہیں
ہے ان کو دودھ شیریں چند در چند
انھیں جلدی بلا لاؤ یہاں تیں
کہی تیرا پسر ہے افضل الناس
ہزاروں ناز و نعمت میں لپیٹا
محبت کے فلک کے مہر و مہ نے
نہ وہ کھاتا نشانہ تیر کس کا
تیرا فرزند کیسے تجھ کو دلایا
ہو خوش دل میں گئی فرعون کے گھر
سو پوچھی آسیہ کتنے ہیں لڑکے
سو دو یک مہ ہوئے وہ مر گیا ہے
تیرا لڑکا نظر آتا ہے اکثر
رہی چپ آسیہ جوں کچھ نہ جانے
سو سونپی اس کو سمجھی با خبر ہے

سو یوں کر آسیہ فرمائی خوش ہو
اسے تم شیر اپنا نت پلا تا
جو کچھ چاہو سو دولت ہو دے حاضر
اسی دم اُمّ موسےٰ ہو کے خوشحال
سو گھر میں لاکے ہیں شکر بسیار
لگی ہیں پرورش کرنے کو دائم
کہ وہ فرزند بس پیارا تھا ان کو
کرے موسیٰؑ کے اوپر بھی بہت پیار
سو یکدن خوش ہو فرعون اپنے دلمیں
لگا تھا کھیلنے موسےٰ سے یکدم
پکڑ داڑھی کے تیں قبضے میں محکم
لگی اس طرح سیلی اس کے منہ پر
سو اس سیلی نے اس کا منہ پھرایا
سو بولا آسیہؑ سے منہ پھرا کر
مجھے اس کا طمانچہ یوں لگا ہے
سو میں چہتا ہوں اسکو ذبح کرنے
یہ سنتے آسیہؑ نے رو کے بولی
کہی معصوم ہے اس کو خبر کیا
یہ طفل شیر خوارہ بیگنہ ہے
کہا فرعون یہ زنہار زنہار
بلا جلاّد کو کہنے لگا ہے
کہی پھر آسیہ نے اس کو رو کر
تجھے انصاف ہے لازم ہمیشہ

کہ یہ فرزند میں دیتی ہوں تم کو
ہمارے پاس لانا اور لیجانا
رہو تم روز و شب لڑکے کی ناظر
چلی لے کر وہیں موسیٰ کو دربحال
دیئے بوسے جبیں پر فرح آثار
رہی ہو آسیہ کی خوش ملازم
کوئی فرزند نہیں تھا اسکے گھر کو
ہمیشہ دیکھتا تھا ان کے اطوار
لیا موسےٰ کو گودی اور بغل میں
سو موسےٰ ہو کے اپنے دلمیں ہم
طمانچہ ایک لگائے منہ پہ محکم
سو حیراں ہو گیا فرعون مضطر
سگ دیوانہ سا غصے میں آیا
میرا دشمن یہ ہے لڑکا مقرر
کہ دل گھبرا گیا اور منہ پھرا ہے
میرے عیش و طرب کی صبح کرنے
زباں شیریں سے مصری قند گھولی
نہیں معلوم اس کو شور و شر کیا
نہیں کچھ اس سے منے زجر و گنہ ہے
عدو میرا یہی لڑکا ہے خونخوار
اسے تو قتل کر فرمان دیا ہے
تو کیوں بیٹھا ہے اپنا ہوش کھو کر
کہ عدل و داد سے شاہوں کا پیشہ

۱ دیکھنے والی ۱۲
۲ پیشانی ۱۲
۳ ہمیشہ ۱۲
۴ مٹھی ۱۲
۵ مضبوط ۱۲
۶



۷ خوشی
۸ تھپڑ ۱۲
۹ بے گناہ ۱۲
۱۰ دودھ پیتا بچہ ۱۲
۱۱ دشمن ۱۲

کہی انصاف کر تو اس طرح سے
و گر نہ ہووے گی ذلت سراسر
کہ یک میں لعل اور دیگر میں اخگر
ہیں بھی لڑکے کو یہاں سے چھڑتی ہوں
اگر یہ قتل کا بس ہے سزاوار
و گر کچھ بوجھتا ہے نہیں تو ناگاہ
تو دیں فرعون سن کر خوش ہوا ہے
وہیں موسٰی کو چھوڑی آسیہ نے
سو دیں موسٰی بسمت لعل پہونچے
پکڑ کر ہاتھ موسٰی کا اٹھائے
سو دیں ارشاد حق سے ہو کے آگاہ
سو لے کر ہاتھ میں اول انگارا
سو اول ہاتھ جلکر اور زباں بھی
بھی راوی اس جگہ لاتا ہے یونکر
کہ اس باعث جلایا دست موسٰی
خدا منصف ہو کر کر عدل ظاہر
خدا کے پاس ہو انصاف درکار
بھی دیگر یوں کہ موسٰی دوست حق کے
تھا ان کا ہاتھ دایم درد آلود
نہ کھاویں ساتھ فرعون کے کسیوقت
بہم کھاویں نہ ہرگز دوست دشمن
سو اتنی بات سے دیکھا وہ فرعون
تھے قبطی اور اسرائیل دشمن

رہے گا عدل میں عیش و فرح سے
طبق منگوا گئے دو اب امتحاں کر
دونوں لڑکے کے آگے لا کے تو دھر
سرک جاوے گا لڑکا یہاں سے جوں نور
رکابی لعل کو پکڑے گا یکبار
پکڑ لیوے گا انگاروں کو جانکاہ
دو ظرف لعل و اخگر سے بھرا ہے
وہ مقبول خدا کی رابعہ نے
سو آئے جبرئیل از حکم رب سے
سو انگاروں کے پاس نیچ ڈالے
لئے موسٰی نے جا اخگر کو ناگاہ
بھی منہ میں ڈالکر چابے ہیں سارا
شرار آتش سے جل گئی تھی
روایت دو بیان کرتا ہے بہتر
ولی نعمت کو مارا تھا طمانچہ
سزا دی دوست کو دشمن کیخاطر
نہیں وہ دوست دشمن کا روادار
نہ کھاویں یک جگہ دشمن سے ملکے
کہ اس باعث سے موسٰی صاحب جود
کہ کھانا ایک جا ہے مرتبت سخت
رکھا اس رمز سے موسٰی کو ایمن
یک اسرائیل کو پکڑا اٹھا بدگوشن
سبب سے دین کے اے احسن الظن

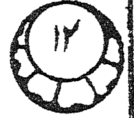
ے ایک انگیٹھی ۱۲
ے برتن ۱۲
ے جوہر ۱۲
ے ظرف ۱۲
ے شعلہ ۱۲
ے آگ ۱۲



ے یعنی انصاف کرنے والا ۱۲
ے بدخوف ۱۲
ے بد ذات ۱۲
ے اچھے گمان والے ۱۲

نہ اسرائیل اس کو مانتے تھے — خدائی اس کی جھوٹی جانتے تھے
ولے تھا قبطیوں کا زور بسیار — سو اسرائیل ہو پھرتے تھے لاچار
پکڑ قبطی نے اسرائیل کے تئیں — چلا تھا کھینچ کر کیں کام کو ویں
سو اتنے میں ادھر موسےؑ گذر کر — چلے جاتے تھے بہر سیر باہر
جو اسرائیل دیکھا سو پکارا — چھڑا دُو مجھ کو اے موسیؑ خدارا
سو ویں موسیؑ نے قبطی کو کہے ہیں — اسے تو چھوڑ دے یہ بات خوش نہیں
وہ قبطی تند ہو موسےؑ کے اوپر — غضب موسیؑ نے ہو مارے جو چھکڑ
سو وہ قبطی اسی دم مر گیا ہے — نہ دیکھا تب کسی نے نہیں سنا ہے
بھی دویم روز بر دستور موسےؑ — اسی رہ سے چلے مسرور موسےؑ
بھی اسرائیل وہ ہی روز دیگر — دگر قبطی چلا اس کو پکڑ کر
سو موسےؑ کو وہیں اس نے پکارا — سو موسیٰ نے کہے یوں اسکو اسجا
اور اسرائیل کو غصے سے بولے — نکلتا ہے تو بیوقتہ کدھر لے
سو وہ ڈر کر کہا یوں ان کو اسجا — مجھے قبطی کے سا مارو گے تم کیا
سو وہ قبطی نے سن دوڑا وہاں سے — گیا فرعون کن روتا فغاں سے
کہا موسےؑ نے کل یک خون کر کر — بھی اب چہتا ہے کر خون دیگر
سو ویں فرعون کہا لانا پکڑ کر — اگر مارا ہے اس نے بالمقرر
شواہد سے اگر تشخیص پاوے — وہیں جلاد اس کا سر اڑا دے
یقین سلطان کا فرہووے عادل — ہے اس کا مرتبہ شاہوں میں داخل
دیکھو نوشیرواں در کفر اظہار — کیا ہے در جہاں وہ عدل بسیار
کہے ہیں فخر عالم اس کو عادل — ہے اس کا مرتبہ شاہوں میں فاضل
سو ویں فرعون نے بھیجا کئی موکل — کہ پہنا لاویں موسیٰ کو سلاسل
موکل طوق اور زنجیرے کر — چلے ہیں ڈھونڈتے موسیٰ کو یکسر
کسی نے جا کہا موسےؑ کو اخبار — پکڑنے کو تمہیں آتے ہیں اغیار

۱؎ یعنی خدا کیواسطے
۲؎ غصہ ۱۲ ۳؎ خوش
۴؎ جمع شاہد کی یعنی



گواہ ۵؎ بہت ۱۲
۶؎ زنجیر ۱۲
۷؎ یعنی دشمن ۱۲ اغیار

تمہارے پر ہوا ہے خون ثابت
موافق عدل کے انصاف کر کر
کہ ہو تشویش ہے میں موسیٰ مکرم
کہ اب یہاں سے نکلکر بھاگ جانا
سو وہیں موسیٰ چلے بستی سے باہر
جو باہر شہر سے جس وقت نکلے
نہ کوئی آشنا نیں کوئی برادر
نہ کوئی ہمراہ ہمدم ہم نفس تھا
تفکر میں پڑے جانا کدھر کو
نہ دیکھے تھے کبھو دھوپ اور باراں
بہت صحرائے لق و دق میں ہوفق
بیابان سخت پر خار مغیلاں
عجب پر ہول تھا اور سخت محزوں
سو ویسے دشت خونخوار فنا میں
چلے جاتے تھے گرتے اور پڑتے
نہ کچھ معلوم تھا جانے کا رستہ
قضارا ایک شباں آیا نظر میں
شباں آگے کو اور پیچھے تھے موسیٰ
سو پیہم تین فاقے ہو گئے تھے
سو سیوم روز دیکھا نخل پر بار
سو موسیٰ اسکے پیچھے ہوکے بیہوش
زمیں پر لوٹتے تھے ہوکے گھایل
جب آیا ہوش تو رو کر پکارے

ہوئی یہ بات بر فرعون ثابت
کہا ثابت کرے مذبوح خنجر
وہیں دل نے کہا ہے جو اسی دم
ہوا یہ تم کو ہجرت کا بہانا
ہوئے اس جرم سے وہاں سے جہاں گرد
دوپہرے دن تھا وقت سخت نکلے
نہیں خالہ پدر مادر نہ خواہر
جدھر دیکھا ادھر سب خار و خس تھا
کبھو ہرگز نہ نکلے تھے سفر کو
نہ دیکھے تھے کبھو صحرائے ویراں
جگر ہوتا تھا دہشت سے شقاشق
تھی نوکان انکی جوں خونریز پیکاں
بھی ہر دجلہ رواں سیحون و جیحون
پڑے تھے دمبدم چرخ رواں میں
طپش سے کہیں تڑپتے اور گرتے
چلے تھے ہر کدھر جوں خوار و خستہ
ذرہ کچھ زور آیا تب جگر میں
چلے جاتے تھے بھوکے آپ تنہا
جو موسیٰ اس مصیبت سے چلے تھے
نہ میوہ تھا یہ گل تھے برگ بسیار
گرے یکبارگی بس ہوکے خاموش
تڑپتے تھے مثال مرغ بسمل
میرے اللہ لگی ہے بھوک بارے



پریشانی ۱۲
ہجرت کرنے والے ۱۲
جنگل ۱۲
جنگل ۱۲



پریشان ۱۲ پارہ پارہ ۱۲ [illegible] ببول کا کانٹا ۱۲ [illegible] دریا ۱۲ [illegible]

ہیں پیاسا بہت ہوں اللہ اکبر　　تب مجھے تو آب رحمت کا دے ساغر
یہی کہہ کہہ کے تلملاتے تھے موسیٰؑ　　رخ اپنا خاک پر ملتے تھے موسیٰؑ
اولوالالباب تم دیکھو کہ دشمن　　وہ فرعون عیش میں رہتا تھا لسدن
خزانہ بے عدد نعمت فراواں　　بھی شط النیل[۱] پر کرتا تھا فرماں
بہت پکتے تھے بریانی کے دیگاں　　بھی ہوتی تھی ہزاروں گاؤ قربان
ادھر موسیٰ خدا کا دوست برحق　　رہے کھانا و پانی غیر مطلق
عجب ہے رمز دشمن شاد و خنداں　　رہے تشنہ گرسنہ دوست حیراں
ہے سجن[۲] المؤمنین دنیا مقرر　　جہاں ہے جنت الکفا[۳]ر یکسر
محبوں پر ہمیشہ درد و غم ہے　　گل خنداں یہاں شبنم سے نم ہے
جو موسیٰ زار ہو کر اتنا روئے　　جو گرداب گریباں کو بھگوئے
سو اس گریہ سے آیا جوش رحمت　　ہوا تب موجزن دریائے فرحت
جو یک رستہ نظر آیا سو موسیٰؑ　　چلے اس راہ میں فرسنگ تنہا
جو یک قطعہ نظر میں خوب آیا　　برغبت بہتر بن محبوب آیا
کہ نام اس شہر میمون[۴] کا مدائن　　تھے پیغمبر شعیب اس جا پہ ساکن
اور اس بستی کے باہر چاہ یک تھا　　عجائب قطعہ تھا سرسبز صحرا
وہاں سب لوگ لاتے چارپایہ　　فرح پاتے تھے اس جا زیر سایہ
وہ سارے لوگ اپنے لے بہائم[۵]　　سو اس کنوئیں کے اوپر ہو کے قائم
سب اپنی بکریوں کو آب دہ بکر　　شبانی[۷] کرتے تھے اس دشت[۸] بھیتر
سو چندیں گوسفنداں لے ایک عورت　　کھڑی تھی دور سب سے نیک خصلت
وہ بکریاں اپنی لے سب سے کنارے　　سو اس عورت کو موسیٰؑ نے پکارے
کہے تو کیوں نہ دیتی آب ان کو　　نہ کرتی آب سے سیراب ان کو
تمھاری گوسپندوں کو پلا آب　　کرو ان کو شتابی سرد و سیراب
سو اس ماما نے بولی سب کے پیچھے　　پلاؤں گی بچے سو آب ان سے

۱ نیل کا دریا ۱۲
۲ قیدخانہ مومنوں کا ۱۲
۳ جنت کافروں کی
۴ مبارک ۱۲ ھ



۵ چارپائے جانور گائے بکری اونٹ وغیرہ
۶ بکری ۱۲
۷ چرواہی ۱۲
۸ جنگل ۱۲ ۹ اندر ۱۲

کہے موسیٰ نے اس کا کیا سبب ہے
غریب اس شہر میں ہم ہیں بچارے
نہ کوئی خاوند ہے ہم کو نہ بھائی
سنے موسیٰؑ سو اپنے درد کو بھول
خدا کے واسطے پانی پلانا
سو موسیٰؑ کو بہت قوت تھی بارے
بڑی یک ڈول لے موسیٰ نے یکدم
سو چندیں گوسفندوں کو دیے آبؑ
اور اس عورت کو فرمائے کہ جاتا
میں جبتک اس جگہ ہوں پاک دامن
ہمیشہ آب میں ان کو پلاؤں
کہ وہ عورت تھی پیغمبرؑ کی لڑکی
لیجا کر گوسپند ان پیش والد
غنم[1] کو ہاتھ سے دیکھے پیمبرؑ
سبھوں کو دیکھ کر سیراب و معمور
ہمیشہ بکریاں تھیں ہوں سیراب
عجب وہ آج ہیں شاداں و سیراب
سو اس لڑکی نے سب قصہ کہی ہے
سبھی تعریف اور ارکان و امکاں
کہے جلدی بلا لا اس کو مجھ پاس
سو جلدی جاکے اس صبیہ[2] نے انکو
سو وے موسیٰؑ چلے ہیں انکے ہمراہ
وہیں حضرت شعیبؑ نیک اوقات

کہی عورت نے والی میرا رب ہے
بھی نابینا ہیں اک والد ہمارے
سو یوں گذران کرتی ہیں سو آئی
کہے نہیں کہ ہے یہ بات معقول
جزائے خیر اس کا اجر پانا
کہ یک حملہ میں کھینچے ڈول سارے
سو کھینچے دمبدم چالیس پیہم
کیے ہیں سب کے تئیں محفوظ و سیراب
ہمیشہ گوسفنداں لے کے آنا
تمھاری گوسپندوں کا ہو ضامن
خدا کے واسطے میں سر دیا ہوں
دعا دے کر لئے رہ اپنے گھر کی
کہی حاضر شعیبؑ آگے ہو وارد
سو وہ حضرت شعیبؑ نیک محضر
کہے لڑکی کو کیوں ہے ترک دستور
نہیں ملتا تھا ان کو پیاس بھر آب
کہاں اتنا ملا ہے دانہ اور آب
مسافر نیک خصلت بندہ ہی ہے
سنے حضرت شعیبؑ وہ کان احساں
خیال آتا ہے وہ ہے بہترین ناس
کہی والد بلاتے ہیں گے تم کو
سو پہونچے جاکے ان کے گھر کو دلخواہ
کھلائے ان کو کھانا دودھ اور بھات

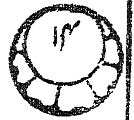


لہ پانی ۱۲ سلہ خوش
لہ بکری ۱۲
سلہ یعنی ...
[1] بمعنی ابھام آدمی ۱۲
[2] صبیہ یعنی لڑکی ۱۲

سو کھا فارغ ہوئے اور شکر کر کر
کہ تم ہو کون اور آئے کہاں سے
سو موسیٰؑ نے سبھی قصہ کہے ہیں
میری بکریاں چرانا برس بارا
سو میں بھی اپنی لڑکی تم کو دوں گا
برس بارہ تلک بکریاں چرانا
قبول اس وقت موسیٰؑ نے کئے ہیں
سو جاتے وقت موسیٰ نے کہے یوں
کہ تا بکریاں چرانے کام آوے
شعیبؑ اسوقت بولے گھر میں جانا
دگر اسمیں جدی سے ہے گی عصا ایک
سو ویں موسیٰؑ گئے گھر میں شتابی
جو موسیٰؑ وہ عصائے باہر آئے
شعیبؑ اسوقت فرمائے کہ یہ نیں
سو موسیٰ جا رکھے اس کو مقرر
لجا دکھلائے ان کو بار دویم
بھی سیم وقت اوہی ہاتھ آئی
عصا میری ہے یہ اے شاہ مقبول
شعیبؑ اسوقت برہم ہو گئے ہیں
سو ویں موسیٰ پھرا بولے ہیں انکو
عصا کو رکھ زمیں پر اور ہم تم
یہ جس کے ہو نصیبے کی عصا تو
شعیبؑ اسوقت فرمائے کہ بہتر

کہے حضرت شعیبؑ اس وقت اوپر
بتاؤ سچ جو کچھ ہووے بیاں سے
شعیبؑ اسوقت پر یوں بول اٹھے ہیں
ملے گا تم کو کھانا بے تحاشا
مگر یہ نوکری تم پاس لوں گا
پھر اپنے مدعا کو ہم سے پانا
چرانے گوسپنداں لے چلے ہیں
عصا یک مجھ کو دینا تم نے ہر کیوں
میرا بھی اس سے دل آرام پاوے
بہت لکڑیاں ہیں اس سے ایک لانا
اسے چھوڑو امانت ہے بہت نیک
وہی نادر عصا ہاتھوں میں آئی
شعیبؑ پاک تن کو لا دکھائے
اسے رکھنا جہاں تھی تم نے جاویں
سو وہ ہی ہاتھ آئی بار دیگر
سو درہم ہو کے بھی اور لو تم
کہ تب یہ بات موسیٰؑ نے سنائی
نہ ہونا مجھ سے تم ہرچند ملول
امانت یہ عصا نادر کہے ہیں
کہ میں یک عرض کرتا ہوں تم کو
اٹھاویں یک کے یک پیچھے سے باہم
اٹھاوے گا سو بیشک لیوے گا او
یوہیں کرنا زمیں پر اس کو دھر کر

لہ بارہ ۱۲ ۲ے جلدی ۱۲ ۳ے پریشان ۱۲



ھے یعنی رنجیدہ آزردہ ۱۲

سو ہر گز نہیں عصا ان سے اٹھی ہے
سو ویں موسیٰ نے بسم اللہ کہہ کر
شعیب یہ دیکھ کر بیٹی سے بولے
کہے یہ شخص کامل ہووے مرسل
تیرا خاوند پاوے گا نبوت
کلیم اللہؑ خدا کا ہووے گا یہ
کر کوتہ قصہ بارہ سال گذرے
کہ تھا بیٹی کا ان کی نام کلثوم
کہ جاتے وقت ماما حاملہ تھی
کئی منزل چلی یک وقت شب کو
تھا وہ ایام سرما برف بسیار
سو ویں موسیٰ چلے ہیں آگ خاطر
بڑا شعلہ جو دیکھے سو چلے ہیں
وہاں سے تین سو فرسنگ پر آگ
سو ویں موسیٰ چلے وہاں سے شتاباں
وہیں پہنچے ہیں ساعت بعد موسے
یہ اس میں سے صدا آتی ہے دونی
سو ہو حیرت میں موسیٰ چپ رہے ہیں
برنگ آتش سوزاں نمایاں
بہیئت نخل پر نخل چراغاں
ہوا موسیٰ کو یوں آواز ناگاہ
زرہ ئے امتحان می گفت اللہ
کہے موسیٰ نے اسے اللہ اکبر

اٹھائے زور سے پر نہیں ہلی ہے
اٹھائے سو اٹھی ان سے مقرر
خدا کا راز مخفی تھا سو کھولے
یہ ہے مقبول اللہ کا مکمل
بھی فرعون کو کریگا پل میں غارت
کتاب اور دین بہتر پائے گا یہ
نکاح کر کر چلے عورت کے تیں سے
بہت تھی خوبصورت نیک مفہوم
کر تب تو مہ پرے اور رو بر تھی
ہوا درد شکم ناگاہ تب سو
ہوئی کلثوم سکوت آگ درکار
نہیں آئی نظر پر دور ظاہر
گذر اپنے قبیلے سے ٹلے ہیں
نظر آتی تھی یک دم آگ گل لاگ
کئے جوں سیر مثل ماہ تاباں
دیکھے یک جھاڑ ہے پر نور ناگاہ
أَنَا إِنِّي أَنَا اللّٰهُ فَاعْبُدُونِي
اور اپنے دلمیں یوں کر بول اٹھے ہیں
زمیں سے آسماں تک شعلہ سوزاں
زمیں سے فرق گردوں تا بہ کیواں
وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ کار آگاہ
چہ در دستت بگوا ے کار آگاہ
عصا میں ہاتھ میں لیتا ہوں اکثر

چھپا ہوا بھید ۱۲
یعنی ۱۲
عبادت کرو میری ۱۲



باقی

اٹھا دے یہ عصا اٹھا
اے موسیٰ ۱۲
یعنی اندر وہ آتا تھا
کہتا تھا اللہ ۱۲
ہاتھ میں
واقف کار ۱۲

وہ جو شوں کو چراتا ہوں ہمیشہ
شبانی کا میں نت کرتا ہوں پیشہ

کبھی کرتا ہوں تکیہ گاہ لے کر
بہت آتے ہیں مجھ کو کام اکثر

کہا حق پھینک دے تو اس کو موسیٰؑ
جو پھینکے سو ہوا وہ اژدہا سا

بھڑک یکبارگی سے شور کر کر
اٹھارہ گز ہوا وہ مار پیکر

اٹھائیس گز ہوا منہ اس کا ایسا
نکل جاوے بڑا بھی ہووے کیسا

سو موسیٰؑ ہو ہراساں ہٹ گئے تب
سو اس تئیں ندا پہونچی ہے از رب

کہ موسیٰؑ جو عصا کہتا ہے تیری
اٹھا لینا جو تو کہتا ہے میری

وہی احوال ہوگا کل حشر میں
جو صاحب مال ہوں روز نشر میں

کہ کل جو مال ہو غیر از زکاتی
ہووے گی شکل اسکی اژدہا کی

کہے گا اس کے مالک کو خداوند
جسے لیتا تھا دل سے ہو کے خورسند

سو یہ وہ مال ہے جس کو تو لے کر
بھی کرتا عیش اس سے تا بہ محشر

سو تب مالک بھی گھبرا کر ڈریگا
سو وہ اژدہا گلے میں آگر بیگا

وہیں موسیٰ کو پھر آواز آیا
پکڑ لے تو ارادہ کر عصا کا

سو تب موسیٰ نے لا اللہ کہہ کر
سو ڈالے ہاتھ جلدی اس عصا پر

ہوا اول کی نمط نادر عصا وہ
ہوئی تب ہیئت اصلی سے پھر وہ

ہوا ہاتف کا پھر آواز موسیٰؑ
بغلے لا ہاتھ اپنا کھول اس جا

سو وہیں موسیٰ نے اپنا ہاتھ کھولے
بھڑک اٹھے ید بیضا کے شعلے

کہ ایسا نور اس میں سے اٹھا ہے
مہ و خورشید پر غلبہ کیا ہے

کہا حق نے مرا پیغام لے کر
کرو فرعون پر دعوت مقرر

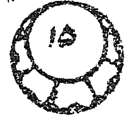
کہے موسیٰ نے اے خلاق اکبر
زبان میری کو لکنت ہے مقرر

کہ اس باعث مجھے مانگے نہیں کوئی
مجھے پہچانتے ہیں وہاں سبھی کوئی

سو حکم حق سے وہیں عقدہ زباں کا
کھلا ہے بلکہ عقدہ دو جہاں کا

کہے موسیٰ مجھے دے توفیق ایک
وزیر خوب دانا اور شفیق نیک

له جھلی ۱۲ جانور ۱۲
سه قیامت کا دن ۱۲
سه طرح ۱۲ مانند ۱۲



سه شکل ۱۲ انشہ بیتی
سه ہکلا پن بات کرنے میں
زبان کا رک رک کے بولنا ۱۲

میرا بھائی جو ہے ہارون فرخ
کہا حق نے مبارک ہے تجھیں سب
کہے موسیٰ کہ میری آل و اطفال
کہا تب حضرت حق نے کہ موسیٰ
مع سامان جو ران وہاں گئی ہیں
ہمارے کام پر تم ہو روانہ
سو وہیں موسیٰ مصر میں جا کے پہنچے
بڑا اژدہ بدل ہے پیش مذکور
جو موسیٰ قوم کو لے کر ہوئے بہار
سو وہ بھی لے کے لشکر بہار نکلا
سمند تند پر فرعوں تھا اسوار
سبھی فولاد پوشان باندھ ہتھیار
سحر ہوتے ہی موسیٰ ع کے لشکر
وہیں فرعون عقب میں آکے پہنچا
مجھے تو پار کر اپنے کرم سے
سو آیا حکم اے موسیٰ عصا مار
سو وہیں موسیٰ ع عصا دجلہ پہ مارے
پھٹا پانی جو از حکم خداوند
بھی چمکا اس میں خورشید جہانتاب
سو موسیٰ ع اپنے لوگاں ساتھ لے کر
عقب میں فوج لے فرعون ملعون
بھی تھے جبریل راکب مادیاں پر
مرصع بادپا فرعوں کا نر تھا
ہے اس کا در جہاں قانون فرخ
تمھارے سے خلاصہ دل رہیں سب
پڑے ہیں دشت میں با مومنین بحال
ہوا سب ان کی خدمت میں مہیا
تولد کر کے وہ حاضر رہی ہیں
تمھارا ہم اٹھاویں کا رخانہ
بنا خن اس کی شاہی کو کھر و نچے
اب اس میں مختصر کرتا ہوں مسطور
ہوا اس بات سے فرعون خبردار
بھی وعدہ غرق کا پہنچا ہوا تھا
تھے ہمرہ سات لاکھ اسوار جرار
جوانان پہلوانان سخت خونخوار
کنارے نیل کے پہونچے سراسر
سو موسیٰ نے کہے اے حق تو یکتا
پکارے اور کہے تب چشم نم سے
اسی دم ہو دیگا لے امتی پار
سو پانی ہو گیا سب پارے پارے
سو بارہ رہ ہوئے پانی میں غور رسند
ہوا گرمی سے سب گل خشک سیماب
کنارے پر گئے دجلہ اتر کر
چلا آتا تھا مثل موج جیحون
رکھے تھے مادیاں فرعون سے پر
قضا آمیختہ اس میں ہنر تھا

لہ جنگل ۱۲ م
سہ جوہو ۱۲ سہ ہمار ۱۲
سہ پانی میں ملی ہوئی
شئی ۱۲

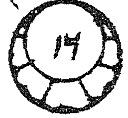


ھہ جھا ... ہوا یا رہ ۱۲
تیرہ نذ رہی ۱۲
کہ دریا ۱۲ ھہ سوار ۱۲
لہ گھوڑا ۱۲

نہ دیکھا تھا وہ گھوڑا مادیاں کو
وہ گھوڑی دیکھ گھوڑا ہٹ بڑا کر
سو وہیں جبرئیل گھوڑی کو ڈٹائے
عقب میں تھا لگا جو اسپ فرعون
وہ سرکش ہو کے ور دنبال جبرئیل
چلا دجلہ میں وہ مغرور مجہول
وہ شط النیل میں گھوڑا چلایا
جو ہیں دجلہ چلی اس وقت اوپر
بھی ایسا شور کر پانی ملا ہے
ہوا اس طرح سے پر شور آواز
بھی موجوں نے ٹپک یک یک کو مارے
فقیہ اب ذکر باقی یاد کر کر
کہ اتنا وعظ حضرت مصطفیٰ نے
روایت ہے ضعیف القول معروف
بھی دیگر ہے روایت کوئی راوی
یہ اس کے پیٹ سے ہوا تھا
حکومت معاویہ کو ہاتھ آئی
قضا را نا پڑے پر نیش کژدم
بہت تدبیر کر کر ہو کے عاجز
کئے صحبت بوقت ریش عقرب
سو اس عقرب سے یہ کژدم ہو پیدا
کہ پیدائش یزیدی یوں ہوئی تھی
کہے ہیں اس طرح سے خاص اور عام

لگا کرنے عقب پیچھے میں بے تکاں کو
چلا ہے بے تحاشا اوس کے اوپر
بدم ندی اتر کر پار آئے
چلا گھوڑی کے پیچھے ہو کے مقتول
چلا ہو گرم تر جو ل باد تعجیل
بھی ندی حکم میں اسپ گیا بھول
عقب میں اس کے سب لشکر بھی آیا
ہوا آمیختہ پانی مقتدر
کہ ارکان یہاں سب کھلبلا ہے
کیا بحر ملامت میں سرانداز
کہ فرعون غرق ہو موسیٰ سدھارے
وفات حضرت حسنؑ شہ کا بیاں کر
کہے سو سب سنا ہے معاویہؓ نے
سو اس کو کار پر کرتا ہوں مصروف
قدیمی معاویہ کی زن تھی خاصی
ولیکن تخم عقرب میں جما تھا
قضا نے کر کے فتنہ منہ دکھائی
لگا سو زندگی سب ہو گئی گم
ضعیفہ زن کئے اپنے پہ جائز
کہ ور عقرب ہو اوہ نیش عقرب
یزیدی ناخلف مغرور شیدا
کہ اس میں سر بسر شکل بدی تھی
پیچھے واللہ اعلم نیک انجام

لہ فریفتہ ۱۲
کہ پیچھے ۱۲ سہ ہوا ۱۲
ھہ شط معنی ندی دریائے نیل میں
شہ ایک برج کا نام



ہے آسمان پہ ... پیچھے کے
وہ بصورت اتفاقاً ۱۲
کہ ۱۲ سہ پیچھے
ھہ ڈنک ۱۲
وہ بچھو کا زخم ۱۲

حسنؑ شہ جب کئے شادی کو اتمام　جو لائے گھر میں خوش زوجہ سرانجام
وہ عبد اللہ انصاری کی دختر　جو لائے گھر میں اپنے شاہ شبرؑ
سلیقہ دیکھ اس کا شاہ دانا　کئے تحویل گھر کا کارخانہ
سو بنت معاویہ تب جل اٹھی ہے　یہ اور تھا یزید اس کو لکھی ہے
وہ خط پہنچا سو جلتا ہی تھا بدگوں　روانہ کر دیا مروان مفتون
سفوف ریزۂ الماس دیکر　کہا اس کو کہ تو ہر طور اکثر
اسے ان کو کھلا کر کام آخر　میرا دشمن ہے اس عورت کی خاطر
سو وہیں مروان مدینہ بیچ آیا　سفوف الماس کا شہ کو کھلایا
وہ دخت معاویہ کے ہاتھ دیکر　کھلائے شہ کو پانی میں ملاکر
بھی تین یک وقت اول زہر شہ کو　کھلائے تھے انھوں نے جیسے مہ کو
وہ پانی جب پیئے شاہ مظفر　ہوئے ٹکڑے کلیجے کے مقرر
حسینؑ کو اسی دم شہ بلائے　ہوئے رخصت گلے اپنے لگائے
سو اہل البیت کر تفویض انپر　گرے لخت جگر وو ادر ستر
بہت رو رو کے دنیا سے سدھارے　اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہنا ہے سارے
ہوا اس طرح کا عالم میں ماتم　سبھی کہتے تھے الہیہات غم غم
ہوا غوغا تمامی بحر و بر میں　نہیں آنسو رہے کس چشم تر میں
بھی دریا اپنے سر کو پھوڑتا تھا　جدا رحبر ماتم توڑتا تھا
حسنؑ شہ کا ہوا اس طور ماتم　نپٹ محزون تھا یثرب کا عالم
فقیہ نیں ان کے غم کو انتہا ہے　انھیں کے واسطے سب کچھ ہوا ہے
جنھوں نے ایسی بدذاتی کیے ہیں　بجز ذلت نہ دنیا میں رہے ہیں

بہ غم محفل کیا اس جا پہ آخر
درود ال بر محمدؐ تا بہ محشر



۱؎ یعنی حوالہ کرنا
۲؎ یعنی گھر کا کاروبار سب اس کے حوالے کیے
۳؎ یعنی ہیرے کا سفوف بنایا
۴؎ یعنی سپرد کرنا
۵؎ یعنی اپنے اہلبیت کو حضرت امام حسینؑ کے سپرد کیے
۶؎ دریا ۱۲ خشکی ۱۲
۷؎ [illegible] ۱۲
[illegible] غمگین ۱۲

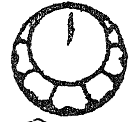
مجلس ششم

در بیان تولد و مناقب حضرت امام حسینؑ رضی اللہ عنہ

کروں اب محفل ششم کو ایجاد
قلم پیکانؔ کے مانند گستاخ
قلم ہو جوہر خونریز پیکاں
زمیں پر خون سے افشانی کرے ہے
مرکبؔ نے کیا دفتر کو غمناک
دواتؔ ہو شقّہ غم سخت محزوں
بیاں کرتا ہے یوں ماتم کی محفل
حسینؑ ابن علی شاہ زمن کا
رسول اللہ کے نور العین منظور
محمد مصطفیٰ کا نور دیدہ
ولی اللہ کے فرزند دلبند
حسنؑ شاہ ولایت کے برادر
قبولؔ بارگاہ کبریا وہ
خلیقؔ و نیک بخت و نیکؔ آئیں
گل بستان توحید خداوند
شمیم روضۂ صبح سعادت
نسیم باغ توحید و ہدایت
سوار ھل اتیٰ سرّ الٰہی
ضیائے نورِ دیں بدر الدجیٰ ہیں

رسول اللہ سے کر درخواست امداد
کیا کاغذ کا دل سوراخ سوراخ
کرے ہے صفحۂ کاغذ کو افشاں
جہاں میں غم کی طغیانی کرے ہے
ہوا سوفارؔ پیکاں چاک در چاک
سیہ ہو کر لکھا ماتم کا مضموں
اٹھا کر فرقؔ پر اس غم کا محملؔ
تن پنجمؔ ہے نقش پنجتنؑ کا
خدا کے برگزیدے نیک منشور
خدائے ذوالمنن کا برگزیدہ
جگر پیوند خاتونؑ کے فرحمند
پدر عابد کے اور بانو کے شوہر
یقیں دونوں جہاں کے مدعا وہ
کہ وہ بلّغ العلےٰ تھے اشرف الدیں
رموز انما کے شرح پیوند
سپہ سالار اسرار شہادت
زمیں تا آسماں ہے جن کی رایت
بزرگی ان کی ہے مہ تا بماہی
کہ مُو واللیل رُو شمس الضحیٰ ہیں
(بال — چہرہ)

۱ے تیر ۱۲ ۲ے کثرت زیادتی ۱۲ ۳ے سیاہی ۴ے جگر کا منہ ۱۲ ۵ے دوات ۱۲ ۶ے سرا ۷ے کجاوہ ۱۲ ۸ے مقبول ۹ے اچھی خصلت



۱۰ے اچھے ۱۱ے اشارہ کرنے والے ۱۲ے طرف آنحضرت ذات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ۱۲ ۱۳ے روشنی

کہ ان کے حق میں دیکھو اہل ایمان ‌ ‌ خدا ہے برزخ لایبغیان خوان
کہ ہیں اللولؤ و المرجان دونوں ‌ ‌ برنگ سبز و سرخ ہے شاخ دونوں
یکے شبیرؑ ہیں دیگر ہیں شبرؑ ‌ ‌ یکے از زہر اور دیگر ز خنجر
محمد مصطفیٰ کے سبط مقبول ‌ ‌ یکے سم سے دگر خنجر سے مقتول
علیؑ کے لخت جاں روح رواں تھے ‌ ‌ یکے پر زہر و دیگر خونفشاں تھے
جگر خاتون جنتؑ کے وہ شہزاد ‌ ‌ یکے سم نوش و دیگر سر بہ جلاد
خدا کے برگزیدے صدق برہاں ‌ ‌ یکے ٹکڑے جگر دیگر بریاں
وہ دونوں مردمان چشم مرسل ‌ ‌ یکے یثرب دگر در دشت کربل
ابوبکر و عمر عثماں کے پیارے ‌ ‌ یکے از سم دگر خنجر سے مارے
وہ سارے انبیاؤں کے دل و جاں ‌ ‌ یکے ویراں و دیگر تشنہ حیراں
نبیؐ کے خانداں کے سر کے والی ‌ ‌ یکے محزون سم دیگر ہلالی
صحابہ کے دو جان نور ایماں ‌ ‌ یکے سم میں دگر لوہو میں غلطاں
مہاجرؓ کے رفیق و نیک انجام ‌ ‌ یکے خنجر دگر کو زہر کا جام
بھی انصاروں کے سردار مظفر ‌ ‌ یکے سم کش دگر کے تن میں نشتر
تمامی مومنوں کے گنج مطلب ‌ ‌ ہلاہل نوش دیگر تشنہ لب
ہوا باب شفاعت ان سے مفتوح ‌ ‌ یکے سم خورد و دیگر گشتہ مذبوح
عظیم الشاں ہے یاراں شان ان کی ‌ ‌ سم و خنجر سے گذری جان ان کی
وہ اہل البیت تطہیرا کے قابل ‌ ‌ بھی یک کو سم دگر کو دشت ہابل
نبوت کے چمن کے تازہ ریحاں ‌ ‌ یکے سرسبز دیگر سرخ داماں

حکایت تولدنامہ

تولد ایک شمہ کہہ کے اول ‌ ‌ کروں پیچھے مناقب سے مسلسل
چھٹے مہینے بعد از ان حضرت حسنؑ کے ‌ ‌ وہ شمع انجمن اور مہ زمن کے
حسینؑ ابن علی پیدا ہوئے ہیں ‌ ‌ وہ مہر منجلی پیدا ہوئے ہیں

له اشارہ ہے طرف [illegible]
عه جمع [illegible]
[illegible] پھیلا [illegible]



[illegible] ذرا [illegible]
شه پھول
یعنی [illegible] ذرا سا
شه آفتاب روشن

تھا مرتیخ سعادت در شہادت
تھی تحویل حمل خورشید خاور
شرف در ثور مہ در برج مسعود
خبر پہونچی محمد مصطفیٰؐ کو
یہ سنتے ہی ہوئے خوشوقت حضرت
صحابہؓ کے ہمرہ شاہ مختار
سو ویں مولا علیؑ کو کہہ دیئے تب
جو کوئی آویں صحابہؓ تہنیت کو
پکاروں گا تو آنا گھر کے اندر
وہیں مولا علیؑ فرماں کے موجب
سو پیغمبرؐ گئے گھر میں شتابی
اسی دم لائے حوراں آب کوثر
رسول اللہ اسی غسل دے کر
جو حضرت خوب تر دیکھے انھیں سو
بہت پیار ادکھایا سو محمدؐ
سو ویں جبریلؑ میکائیلؑ باہم
وہ لائے گھر کے تیں مولا کے تشریف
ملایکہائے نہ گردوں شتابی
بھی آتے وقت جبریل مکرم
گرا تھا خاک ذلت پر گرفتار
پہچانے جبریل اسکو سو پوچھے
کہا تب اس فرشتے نے کہ بھائی
سو ویں جبریلؑ بولے اس ملک کو

زحل عقرب مقابل با شہادت
اسدؑ سرطان میزان سنبلہ پر
شہادت عاقبت کو ہووے محمود
کہ اس نورالہدیٰ خیرالوریٰ کو
کئے ہیں سجدۂ شکرانہ اُسوقت
ولی اللہ کے گھر پہنچے یکبار
کہ تم دروازہ پر رہنا کھڑے اب
کھڑے رکھنا انھونکو آپ خوش ہو
تحمل کر کے رہنا سب نے دیر پر
رہے در پر کھڑے دربان کے موجب
حسینا کو لئے با اضطرابی
قرابے سرخ یکدم سب نے بھر کر
دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہیں اٹھا کر
جو حلقہ سرخ تھا گردن پہ ان کو
لب بوسہ دئے ہیں اسپہ اور تد
بھی اسرافیل و عزرائیل باہم
لگے با تہنیت کرنے کو تعریف
زمیں پر آئے با صد اضطرابی
فرشتہ یک فلکؑ چارم کا مدغم
جلے تھے بال و پر از حکم کردگار
سبب کیا ہے جو تم ذلت کو پہونچے
مجھے ہے اس الم سے اضطرابی
وہ سردار ملک چارم فلک کو

لہ یہ تمام برج کے نام ہیں ۱۲ کہ مبارکبادی سے بڑے پیشتر ۱۲ م
چہ تھے آسمان پر رہنے والا ۱۲ کہ غرابی عدہ جمع ملک کی معنی فرشتے

محمد مصطفیٰ کے گھر میں امروز
مبارکباد کو سارے ملایک
وہاں جاتے ہیں کرنے تہنیت ہم
تھا اس عاصی ملک کا نام فطرس
مجھے لیجا کے پیغمبرؐ کے نزدیک
بہت منت کیا فطرس پہ جبریلؑ
ملک سب جا کے وہاں حاضر ہوئے ہیں
فرشتہ یک فلک چارم کا سردار
قصور امر حق سے ہو گرفتار
گرا ہے خاکِ ذلت پر ہو نادم
سو وہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ نے
حسینا ہاتھ میں تھے سو لیجا کر
اُسی ساعت ہوئے تازہ پر و بال
چلا پرواز کر کر آسماں پر
مبارک تن حسینا کے شرف سے
جب اُس نے واقعہ سلطان دیں کا
بہت رونے لگا ہے آسماں پہ
کہا رو رو کے اے خلاق عالم
مجھے معلوم ہوتا تو شہنشاہ
بدشت کربلا گردوں سے جاتا
بہت رو رو کے اپنا سر پچھاڑا
سو آیا حکم خلاق جہاں کا
کہ اے فطرس مدد پہنچا نہ تیرا

ہوا فرزند یک پیدا اول افرزند
پہ اپنی جان کو وارے ملایک
پھریں گے وہاں سے باخوشی کیفیت ہم
کہا رو رو کے تم بہر خدا بس
رکھو اس صاحب افسر کے نزدیک
انھوں بھی لیگئے کچھ نیں کئے ڈھیل
پہ بعد از تہنیت کے کہہ دیئے ہیں
ہوا ہے سخت ذلت میں گرفتار
پہ بال و پر ہوئے ہیں سوخت لاچار
ہے کرنا مہربانی اس پہ لازم
وہ سلطان جمیع الانبیا نے
بدن ان کا پھرائے اس تلک پر
گنہ بخشی سے تب وہ ہو کے خوشحال
رہا یا امینت اپنے مکاں پر
وہ پایا بال و پر کو لطف رب سے
سنا ابن امیر المومنیں کا
تڑپنے کو لگا اس تشنگاں پر
حسینؑ ذوالکرم تھا دوست اکرم
پہ اپنے سب فرشتے لیکے ہمراہ
کھپا کر ظالموں کو پھر کے آتا
گریباں با جماعت اپنا پھاڑا
وہ حضرت حق تعالیٰ جل وشاں کا
قضا نے اس کے تیں یکبار گھیرا

ہ پشیمان ۱۲
تہنیت یعنی مبارک
۱۵ باقی
ہونا آرام پانا ۱۲
بزرگی ۱۲
آسمان ۱۲

ہوا جو ہونے ہارا تھا یہ تقدیر / نہ کچھ تقدیر پہ چلتی ہے تدبیر

پر اب اپنی جماعت لے اتر کر / تو کر محشر تلک ماتم قبر پر

سو وہ فطرس جماعت اپنے ہمراہ / چلا آیا ہے با صد نالہ و آہ

زمین کربلا پر آکے یک دم / قبر پر شاہ کے کرتے ہیں ماتم

جو اس کے بعد یوں جبرئیل تعجیل / ملایک جوق جوق ہوتے ہیں تنزیل

کئے ہیں تہنیت اور تعزیت ہم / بجا لائے ہیں حکم معذرت ہم

سو دیں ختم رسالت بول اٹھے ہیں / ہوئی ہیں تہنیت میں تعزیت کیں

وہیں جبریل ہو غمناک بولے / معمّٰی غم کا ہو دل چاک کھولے

کہ یا حضرت محمد مصطفیٰ تم / رہے دونوں جہاں کے پیشوا تم

کہ جن کے حلقۂ گردوں کے اوپر / وہ خط سرخ کے مخزن کے اوپر

دیئے بوسے نہایت پیار کر کر / اسی جاگ چلے گی دھار خنجر

بہت رنج و تعب میں ہو کے لاچار / زن و فرزند و دلبندان غمخوار

سبھی ماریں پڑے گی دشت غم میں / رہیں آل عبا درد و الم میں

یہ سنتے ہی رسول اللہ پکارے / کہ اے خلاق اے اللہ باری

وہ کیسا وقت ہوگا کمسنوں پر / تظلم ہووے گا ان بیکسوں پر

کہیں دو نرگسوں نے لالہ باری / ہوئی حضرت کے اوپر بیقراری

لگے ہیں بیدھڑک رونے کو لاچار / سو آئے سب صحابی دوڑ یک بار

دیکھے سو ہاتھ میں لے کر کے معصوم / بہت روتے ہیں پیغمبر ہو مغموم

صحابی تہنیت کو بھول یک دم / لگے ہیں تعزیت کا کرنے ماتم

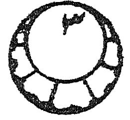
سو اہل البیت پیغمبر سے سن کر / کئے ہیں ازدحام شور محشر

ہوا ہنگامۂ غم خاندان میں / ہوا غوغائے غم کون و مکاں میں

پڑی تحت الثریٰ میں دھوم غم کی / پڑی بجلی جہاں پر اس الم کی

چمن زار و شبستاں اور بستاں / ہوئے اس غم کی سوزش سے ہراساں

جوق جوق یعنی فوج گروہ ۱۲
تنزیل یعنی نازل ہونا یعنے فرشتے فوج فوج سے نازل ہوئے



تہنیت مبارکبادی
تعزیت ماتم پرسی ۱۲
ازدحام اجتماع انبوہ ۱۲
ہنگامہ خلوت شور
شبستان خانۂ خفتن ۱۲

۲۰

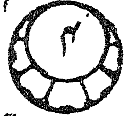
بھی ماہی یہاں تلک روتی تڑپتی ہیں
یہاں تک گاڑ روتی تا کہ ماہی
بھی گردوں خم ہوا اس غم سے دہم
یہاں لگ عرش اعظم غم سے رویا
ملایک جز و کل روتے پکارے
غرض اس طور کا ماتم ہوا تھا
پڑا تھا زلزلہ سب آسماں پر
نہ کیوں ماتم کریں سب قدسیاں ہل
روایت ہے کہ یک دم فخر عالم
سو ویں اتنے میں ہو جبریل تعجیل جلدی
بڑا ار دو بدل تھا کیں عزا کا
سو یک ساعت میں جبریل آپنیا پے
وہیں ختم النبیؐ نے عقل کل سے
اخی جبریل اس شرعت کا احوال
یہ کس اسمائے اعظم کا اثر ہے
خواص جلد ہے کس اسم کا یہ
سو ویں جبریل کر ہیئت مبدل
دکھائے اپنی ہیئت مصطفیؐ کو
بیاں گر اس قد عظمیٰ کا بولوں
نہ ہیبت سے یہ خامہ چل سکے گا
کہ تھے ستر ہزاراں پر بڑے سب
اگر وہ پر یہاں اوپر پھرا دیں
وہ دونوں پر اٹھا ناموس اکبر
بہائے بحر مشکل انتہا میں
ہوئی غرقاب از چشم کماہی
ٹپکنے کو لگا دیدوں سے شبنم
جو نہ گردوں زمیں ساتوں ڈبویا
زمین کربلا پر سر پچھاڑے
زمیں تا آسماں سب کھلبلا تھا
گرا تھا کوہ غم کر وبیاں پر
ہوئے ہیں مرتبے سارونکو حاصل
صحابہؓ کے بیٹھے تھے فراہم
جناب کبریا کی وحی تنزیل
ہوا تھا انتقاؔل اس مدعا کا
فلک کو ہفت کرت جا کے لوٹے
جو پوچھے ماجرا اس جزو کل سے
مجھے معلوم کرنا تم نے فی الحال
جو سب ارکاں تمھارے زیر پر ہے
کہ سرعت کس سبب ہے چشم کا یہ
ہوئے ہیں شکل اصلی سے مشکل
کہ اس بلغ العلیٰ کشف الدجیٰ کو
تو ہیبت سے جگر سینے میں گھولوں
جگر کاغذ کا ہیبت سے پھٹے گا
دو پر چھوٹے تھے سب کے زیر اغلب
تو پھر دن رات کی رونق نہ پاویں
دکھائے فخر عالم کو سراسر

ام جباؤ۔ لڑکی ۱۲
ع جلدی ۱۲ سرعت ۱۲
شکل۔ صورت ۱۲
باقی
ناموس اکبر نام ہے جبریل علیہ السلام کا ۱۲

لگے تھے سبز خط سے راست پر پر
بھی بائیں پر یہ خط ارغواں سے
کہ اسم الحسینؑ انوار شبیرؑ
سو ویں جبریلؑ بولے شاہ دوراں
شرف پائے ہیں سب قربؑ خداوند
پہ اس اسمائے اعظم کا اثر ہے
مکرّم نام ہے نزد الٰہی
بھی ان دو اسم اعظم کے سبب سے
بھی پشت فلک پر بھی ہے ارقام
سو پھر حضرت نے فرمائے کہ بھائی
مگر یہ خط سبز و سرخ مضموں
لکھے جبریل نے اے فخر عالم
بخط سبز جو نام حسنؑ ہے
کہ ان کو زہر دیکر کے جفاکار
کھپاویں ان کے تیں اہل تظلم
دگر ہے سرخ خط سے نام شبیرؑ
بہت غربت میں وہ لاچار ہوکر
یہ اس باعث لکھے ہیں سبز اور لال
بہت افسوس کھا غربتؑ پہ انکی
بھی جبریل امیں روئے پکارے
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؑ
لگا ہونے کے تیں یوں شور غم کا
اٹھا تھا شور ایسا خاندان کا

کہ اسم الحسنؑ یعنی کہ شبرؑ
لکھے تھے خونفشاں رمز نہاں سے
کئے تھے اسقدر قدرت سے تحریر
یہ دو اسموں کے باعث قدسیاں ہاں
بھی اڑتے ہیں اسی سے ہوکے خرسند
ہر ایک قدسی کو ان سے بال و پر ہے
ہوئے سب ان کے دم سے مرغ و ماہی
فلک سے مدعا پائے ہیں رب سے
ہیں اس باعث کھڑے یہ تھام ما دام
کہے سب حال تم مجھ کو کما ہی
لکھا ہے ہر خط موزوں دگرگوں
تمامی انبیاؤں کے مقدم
عنایت حق سے اخضر پیرہن ہے
بھی دیویں گے انھونکو سخت آزار
نہ کچھ تقدیر پر آئے تکلم
چلاویں ان کے اوپر خنجر و تیر
بہاویں خون اپنا کربلا پر
سنے جس وقت پیغمبر یہ احوال
نہایت روئے ہیں کربت پہ انکی
سبھی مجلس کے یاراں آہ مارے
بہت روئے گریباں چاک کرکر
کیا ہے نہ فلک میں گھور غم کا
پھٹا سینہ تمامی انس و جاں کا

ا؎ تیزی کی ۲؎ خوش
۳؎ بزرگ ۵؎ لکھا ہوا
۴؎ ہمیشہ ۶؎ یعنی ہوری



۱؎ طرح ۲؎ مسافرت
۳؎ کربت مصیبت
۴؎ مفصل

زمیں اس طرح روئی آہ کر کر
کبھی رعد و برق غم سے یوں پکارے
سنو یاراں فضیلت ان کی دیگر
بہت کچھ پیار کرتے تھے حضرت
کبھی گودی میں لئے ہیں پیار کر کر
رسول اللہ سے یہ سن کر حسینا
کہے حضرت نے کس رو سے بتاؤ
سو دیں حضرت حسینا بول اٹھے ہیں
چچا لگتے ہیں میرے ختم مرسل
میرے والد سوار ھل اتی ہیں
وہ ہیں شیر خدا صفدر غضنفر
کبھی میری والدہ خیر النساؑ ہیں
کہ جب نکلے گی محشر میں سواری
کبھی بھائی ہیں حسنؑ شہزادہ معروف
کہو نانا تمھارا کیا حسب ہے
میرے نانا نمط نانا تمھارا
چچا بھی تم میرے ہوتے ہو نانا
میرے والد کے ساں والد تمھارا
کبھی میری والدہ سی والدہ ہو
تمھاری ایسی ماں ہووے تو کہنا
میرے بھائی سا بھائی ہے تمھارا
کہ وہ ہیں جعفر طیار احرار
یہ سنتے ہی کہے خیر البشرؐ نے

دیئے دریا و جو تالاب بھر کر
اٹھے ہر دلمیں آتش کے شرارے
کہ اک دن نے حسینا کو پیمبر
پشانی پر دے بوسہ باشفقت
کہے تم ہم سے ہے گا کون بہتر
کہے بہتر ہوں میں تم سے اے نانا
سند اس بات کو کر کے دکھاؤ
میرے نانا محمد مصطفیٰؐ ہیں
پچیرے بھائی تم مولا کے افضل
کہ وہ نادعلیؑ الافتیٰ ہیں!
ولایت کا پہنایا حق نے افسر
تمامی عورتوں کی پیشوا ہیں
ہوویں انس و ملک کی چشم جاری
شہادت سے کیا ہے جن کو موصوف
میرے جیسا تمھارا کاں نسب ہے
اگر ہو تو بتا نا آشکارا
تمھارا یوں چچا ہو تو بتانا
بتانا ہووے تو نانا خدا را
کہ جوں خیر النساؑ عصمت پنہ ہو
ہمارے سر پہ تم سا چتر رہنا
چچا ہے میرا جعفرؑ آشکارا
جو ہیں جنت میں بال و پر سے نیار
شفیع المذنبیں یوم النشر نے

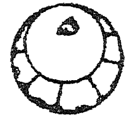
لہ جو یعنی ندی ۱۲
عہ جو بہانی ۱۲
عہ یعنی طرح ۱۲
عہ یعنی جواں
صفدر ۔ دشمنوں
اور بہادر دشمنوں کی صفوں کو پھاڑ کر درہم برہم کرنے والے ۱۲
عہ شیر بہادر ۱۲
عہ طرح ۔ مانند ۱۲
عہ خدا کے واسطے ۱۲



کہ جیسے تم حسینؑ ذو الکرم ہیں
یہ رتبہ بہتریں میں کر کے ہم کو
اور اپنی چشم سے آنسو بہائے
محباں دیکھ فرمانے لگے ہیں!
یہ سنتے ہی کہے خیر الورائے
کہ جب میثاق کے دن جملہ روحاں
ہوا آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا
جواب از جملگاں قَالُوْا بَلٰی تھا
سنا میں نے سو ہو حیرت سے حیراں
کہ اے خلّاق میری ذُرّیت کو
سو وہیں خلّاق اکبر نے اسی جا
بھی حضرت بوالبشرؑ تک فخر و فر سے
جو دیکھے جملہ پیغمبروں کو
بھی جب دیکھے حسین پاک تن کو
کہ جا نزدیک اٹھائے پیار کر کر
گلے اپنے لگائے جدّ آدم
سبھی پیغمبروں نے بول اٹھے ہیں
یہ کیا پیغمبروں سے بہتریں ہیں
سبھوں نے آکے پوچھے بوالبشر سے
سبب کیا پیار کرنا ان پہ اتنا
سو تب سِرّ خدا حق کا خلیفہ
کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ کا تاج سر پہ
سبھی پیغمبروں کے سمت رخ کر

بھی جیسے تم ہوبس ویسے ہی ہم ہیں
تو یہ رتبہ دیا رب خوب تم کو
بہت سا پیار کر سینے لگائے
سبب کیا چشم سے آنسو بہے ہیں
ضیائے حق محمدؐ مصطفٰےؐ نے
بلایا روبرو خود پاک رحماں
اٹھا جبوقت کن سے رمز تم کا
حیئنا کی صدا میں کربلا تھا
کہے اتنے میں آدم نزد سجاں
دکھانا ٹک نظر کر مرحمت تو
تجلّی سے کیا سارے کو پیدا
لگے تب دیکھنے نور نظر سے
تمامی اور جانِ بزرگوں کو!
رسالت کے چمن کے گلبدن کو
دیئے بوسے عذار و فرق سر پہ
سو کہنے کو لگے تب جملہ عالم
بہت ان پر شفقت کیوں کئے ہیں
رموز حق کے خوش نقش و نگیں ہیں
وہ سرّ اللہ کے بشر بن خبر سے
کرو اس راز سے ہم سب کو دانا
کہ کر منا کے مقصد کا وظیفہ
خدا کا برگزیدہ نیک محضر
فرمانے لگے ہیں سب کو یکسر

لہ آیا کیا نہیں ہوں میں رب تمھارا ۱۲
لہ کہا سبھوں نے کہ ہاں بے شک تو ہے پروردگار ہمارا ۱۲



لہ زیبائش۔ شان و شوکت ۱۲ لہ یعقوب پیغمبر ۱۲ لہ حضرت
لہ رخسارہ اور ۱۲ لہ واقف
لہ پیشانی ۱۲ لہ آگاہ ۱۲ لہ خبردار

میرا پیارا ہے اس باعث حسینا — قبولا ہے نانا سر کو دینا
قبولا اس نے ہے نزد خداوند — بچایا میرے دو پیاروں کو خورسند
ایک اسماعیل، عبداللہ دیگر — قبولا ذبح ان کا اپنے اوپر
انھوں پر سے ٹلی نذر الٰہی — سنے ہو کر وہ اوّل کما ہی
میں اس باعث کیا ہوں پیارا پسر — جو دے کر اپنے اہل البیتؑ یکسر
زمیں کربلا پر سر کٹاوے — سوا پانی کے اپنا خون بہاوے
سبیل اللہ سر اپنا فدا کر — بہت رنج و جفا اور درد پاکر
بڑی ایک سخت آفت میں پڑیگا — فزوںؔ از صبر ایوبی کرے گا
نہایت مرتبہ حق سے کماوے — جو اس کا نام لے سو اجر پاوے
میں اس باعث کیا ہوں پیارا پسر — کہ جس کا باپ ہے ساقی کوثر
کہ اس باعث ہمیں پیدا کیا ہے — سبھوں کو اس کا غم کرنے کہا ہے
کہ اس کے غم سے ہووے رستگاری — حسینا پر کرو سب آہ و زاری
یہ سنتے ہی سب ارواحان مرسل — لگے رونے کو اپنے باتحمل
سبھی پیغمبران کر حلقۂ غم — ہوئے میثاق میں محزون و ماتم
کہ صد الف و دگر ہشتاد بالا — سبھی پیغمبراں والا و موئے
گئے ماتم حسینا کا بہ زاری — ہوئی ساروں پہ غم کی بیقراری
عزیزاں یہ الم ہے ابتدا سے — قبولیت سے عہد و مدعا سے
سبھی پیغمبروں نے ہو کے غمگیں — بجائے تعزیت کا سب نے آئیں
محمد مصطفٰیؐ سے سب گلے مل — کہے رو رو کے سب نے شمع محفل
زہے فرخ نواسا ہے تمھارا — جو اپنا سر تمھارے پر سے وارا
دعا کی سب نے پیش کبریا کے — جناب حضرت عقدہ کشا کے
الٰہی اس شہادت کے بدل تو — کرے گا کیا کرم دکھلاوے ہم کو
دہ تب حق المبیں بدل شہادت — دکھایا مرتبہ ان کا نہایت

لہ تمام ۱۲
عہ یعنی ایوب
علیہ السلام سے زیادہ
صبر کرے گا عہ چھٹکارا
نجات ۱۲



عہ سو ہزار یعنی
ایک لاکھ ۱۲ عہ
اسی ۱۲ عہ طریقہ
عہ مبارک ۱۲ عہ
مشکل آسان کرنیوالا ۱۲

تب وہ رتبہ سبھی نبیوں نے دیکھے
کہے عاشق ہوا ہے قاضی حاجات
ہمیں سب انبیاؤں کو خدایا
دعا سب کی سنا حق المبیں نے
شہادت کا دیا نبیوں کو رتبہ
کہ ہے اس طرح شہدا کا مراتب
چھ مہینے کے ہوئے تھے جب حسینا
گہوارے میں ٹک یک سوتے تھے گیانی
سو خاتون قیامت با وضو ہو
جو قامت پر کیے تکبیر تحریم
سو اتنے میں وہاں جاگے حسینا
لگے رونے کو زار و زار یکدم
کہا جبریل کو جلدی سے جانا!
سو دیں جبریل نزد مہد آکر
جھلاتے تھے بہت اشفاق سے وہ
کہ وہ جیوں جیوں جھلاتے تھے سو تیوں تیوں
سو پھر لوری لگے دینے کو جبریل
الایا سبط نور العین احمد
لَبَنٌ فِی الْجَنَّۃِ الْاَنْهَارِ تَجْرِیْ
پلاویں شیر جنت تم کو بابا
یہ سنتے تھے پہ روتے تھے حسینا
فلک پر لاکے دکھلانا تماشا
سو تب جبریل نے ان کو اٹھا کر

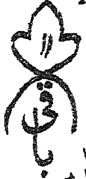
ہوئے حیران جب ساروں نے دیکھے
شہادت کی نہایت کچھ نہیں درجات
شہادت کا مراتب ہم کو پہنچا!
عظیم الشان ربّ العالمیں نے
شہادت پر لکھا ہے فوت سب کا
کہاں تک کوئی گرے انکے مناقب
وہ منظور خدا رمز فدینا
ظہر کا وقت آیا ناگہانی
نماز ظہر کو پڑھنے لگیں او
کیے فرض خدا پر جی کو تسلیم
کئے یکدم شروع غصے سے رونا
سو اپنے لطف سے خلاق عالم
حسینا روتے ہیں سمجھا کے آنا
جھلانے کو لگے اللہ اکبر
پہنچکر جلد تر آفاق سے وہ
بہت روتے تھے وہ شبیر ہر کیوں
بہ آواز محبت سوز تعجیل
الایا سید الشہدا سراسر
سَلَامٌ مَطْلَعَ الْاَنْوَارِ تَجْرِیْ
الایا سا بکایا سا بکا یا
ہوا تب امر حق کا ان کو لبنا
کہ تا خاموش رہویں در نظارا
لجاوے چل ہیں اوراق فلک پر

له اوصاف حمیدہ
تعریف ۱۲ ۲ جمع
۳ بکا یک ۱۲
جھولے ۱۲ ۵ دیکھ
۶
۷ مہربانی ۱۲
۸ جمع افق
آفاق جمع ہے افق
کی کنارے آسمان
کے ۱۲ ۹ مجازاً آسمان

سو نہ کر دوں دکھائے پل میں انکو
کہا ربّ العلیٰ نے عقل کل کو
دکھانا ہشت گلشن سبز و خرم
دکھانا حوض کوثر دجلۂ شیر
دکھانا چشمۂ عین الیقین کو
دکھانا ساری آرائش وہاں کی
دکھانا عرش و کرسی استوا بھی
سو دیں فرمان پر روح الامیں نے
دکھائے جنتاں اسباب بالکل
پہ رونا آپ نے کچھ نیں کیے کم
سو خود پروردگار جملہ عالم
بہت رونا سبب کیا ہے تمہارا
یہ گستاخی فلک پر کیا سبب ہے
کہے حضرت حسینؑ نے الٰہی
میرے نانا کو ہے امت کا افکار
سو اس امت کو اے خلاق اکرم
الٰہی ان کو گر بخشے گا اب کے
دگر نہ ہو قیامت تک یہ رونا
کہا تب حضرت حق نے حسینؑ
قیامت میں عمل پر اجر پاویں
تمہاری جو کہ خواہش ہو سو کہنا
کہے رو کر حسینؑ نے شتابی
دگر نہ آرزو نیں غیر اس کی

ولے چھوڑے نہ وہ رونے کی دھن کو
لجا جنت میں تو جنت کے گل کو
بھی غلمان اور حوران رشک انجم
کرتا سمجھیں یہ خوشنودی ہے شبیرؑ
دکھانا رونق نور المبین کو
دکھانا سب عمارت بوستاں کی
دکھانا نخل طوبیٰ منتہیٰ بھی
کہ اس ناموس رب العالمیں نے
دکھائے زلف حوراں جعد سنبل
زیادہ تھا وہ گریہ سوز پیہم
کہا اے طفل کیوں روتا ہے ہر دم
بتا نانا کہ ہووے آشکارا
یہ بستان منتہیٰ بے تعب ہے
ہے میری جان پہ اس غم کی تباہی
بہت روتے ہیں اس باعث سے ہر بار
تو بخشش کر کر خوش ہوں فخر عالم
تو میرا رونا کم ہو دیگا تب کے
نہ کم ہووے گا محشر تک یہ رونا
تمہیں اس بات سے کچھ غم نہ لینا
کوئی جنت میں کوئی دوزخیں جاویں
ہمارے حکم پر مضبوط رہنا!
مجھے تو بخشش اتنی کامیابی
الٰہی مجھ کو کرنا غیر اس کی

ہ یعنی جبرئیل ۱۲
ہ ... ۱۲ ... درخت
ہ زینت ۱۲ یعنی سدرہ
ہ منتہیٰ

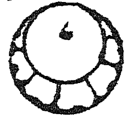


۱ المنتہیٰ ہ پہلا درجہ
ہ بہشت پہلو ۱۲
ہ بے رنج ۱۲
ہ غم ۱۲

دگر نہیں تو قیامت میں پکاروں
ہوا آواز تب حق کا کہ شبیرؑ
بھی لب تشنہ گرسنہ قتل ہووے
سبھوں کے ساتھ جی قربان کریگا
بہت سختی سہے گا حد سے غایت
سنے حضرت حسینا جب یہ آواز
جو کچھ مجھ پر ہو وہاں ظلم و تعدی
قبولا ہوں بجان و دل یہ سختی
لکھایا حضرت حق نے قبولا
شہادت کا لکھے ہیں عہد نامہ
ہوا تب حکم رب العالمیں کا
میں بخشا امت احمدؐ کو معروف
جب او راضی ہو در محشر سبھوں سے
سو دیں جل و علا اپنی طرف سے
بھی اس پہ مہر کر از حکم اکبر
ہوئے خاموش حاصل کر سعادت
رکھے لاعہد میں روح الامیں نے
ادھر خاتون فراغت فرض سے پا
دیکھے گہوارہ میں اسدم تھے وہ
پھر ایک لحظہ سے دیکھے سو حسینا
ہوئے خوشحال گودی میں لئے ہیں
کہے ہیں جا کے پیغمبرؐ سے سب حال
دعا حق میں حسینا کے کئے ہیں

اسی کرسی پہ ہر دم آہ ماروں
گلے خنجر بدن پر ناوک تیر
زن و فرزند فضل و نسل ہووے
قیامت میں بھی دعوی نیں رکھے گا
تو اس پر یہ کرم ہووے عنایت
کہے خوش ہو کے کرنا اب سرافراز
میں ہوں گا جان و دل سے اسپہ راضی
ہے تیرا حکم میری نیک بختی
کئے ہیں مہر اس پر شاہ والا
ہوا شق القمر سا چاک جامہ
کہ یعنی حضرت حق المبیں کا
ولے امر حسینا پر ہے موقوف
تو بخشا جاوے عالم مختوں سے
قبولیت کا نامہ لکھ شرف سے
گلے میں باندھ کر وہ عہد اظہر
سو دیں جبریل با عز و کرامت
وہ ناموس خدا فرخ جبیں نے
دیکھے ہیں عہد میں روتے ہیں وہ کیا
بہت تشویش میں تھے فاطمہؑ سو
ہنسے ہیں عہد میں جوں طور سینا
بہت بوسے پیشانی پر دیئے ہیں
ہوئے ہیں سن کے پیغمبرؐ بھی خوشحال
بہت کچھ پیار کر بوسے دیئے ہیں

لہ تلوار ۱۲ لہ بہایت ۱۲ لہ ظلم وجفا
لہ پیا تو کے کر کر کے
ہے مانند ۱۲ لہ جھولا



لہ مبارک
لہ جبریلؑ
لہ پیشانی ۱۲
لہ ایک پہاڑ کا نام ہے ۱۲
لہ پیشانی

دیکھو یاراں حسینا کے مقامات
کہ سب امت کے والی ہو کے یکدم
مناقب ان کے کبتک کوئی کہے گا
نہ ان کے مرتبے کو انتہا ہے
ادا ہوتا نہیں حفظ مراتب
کہ اک دن آ حسینؑ ذو الکرمؑ نے
محمد مصطفیٰؐ سے بول اٹھے ہیں
میرے باعث بنو تم اونٹ نانا
وہی پھر پھر لگے کہنے کو ہٹ رے
نمط بچوں کے حجت کر کے شہزاد
سو ویں شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نے
بدست و پا ہوئے خم مثل اشتر
سوار اس پر ہوئے تھے تب حسینا
مہار ہوتی ہے اونٹوں کو ہمیشہ
وہیں حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ نے
کمر سے کھول کر پٹکا لئے ہیں
دونوں پٹکے کے چھیڑے دو طرف سے
حسینا نے دونوں پٹکوں کے چھیڑے
چلے کتنے قدم بختی کے مانند
وہیں پھر کر حسینا رو اٹھے ہیں
سو ویں حضرت رسول عالمیں نے
لگے کرنے کو جوں بختی سا آواز
یکے جبریل آکر اس نے یکدم

بلندی مرتبہ اور عالی درجات
لئے بخشا کے سب امت کا عالم
حشر تک فصل اول میں رہے گا
نفس ان کا مقدس با صفا ہے
دگر یک یاد آیا ہے مناقب
خدا کے برگزیدے حضرتؑ نے
میری خاطر کو تم اشتر بنے ہیں
کہ اے سلطان عالم شاہ دانا
لگے ہیں لوٹنے ٹوپی کو سٹ رے
بنو اشتر اسے نانا کر کے فریاد
رسول اللہ ختم الانبیا نے
لگے چلنے کو اس دم مثل اشتر
لگے ہٹ کر کے کہنے تب اے نانا
کرو نانا سبھی اونٹوں کا ہمیشہ
کہ سلطان اور انور خدا نے
دہن میں رکھ مہار اس کو کئے ہیں
حسینا کو دیئے ہیں تب شرف سے
او بختی کی طرح خوش ہو کے پھیرے
بنے ہیں مرکب عالم کے خداوند
بسان اونٹ کے کہتے ہو کیوں میں
شہ سالار ختم المرسلیں نے
روایت دو ہیں اس منزل میں ممتاز
لگے کہنے کو اے سردار عالم

ایک ۱۲
بخشش ۱۲
۱ صاحب
۲ باعزت یعنی عزت
۱۱
باقی کرے گی
۳ اونٹ ۱۲ ۴ لگام ۱۲ ۵ اونٹ ۱۲

نہ کہنا اونٹ کے مانند حاشا
وہ حضرت حق تعالےٰ بولتا ہے
اگر تم اونٹ کے مانند کہو گے
سبھی ناسوت اور ملکوت وجبروت
خلقت الجن والانس ہوں گے حیراں
بھی دیگر ہے روایت دوستا یوں
تھا سوم بار کہنے کا ارادہ
کہے جبریل نے آکر شتابی!
کہا ہے قادر قیوم یوں کر
سو وہیں خاموش ہو مہر رسالت
کہے جبریل سے مرکوب راکب
وہیں حضرت محمد مصطفےٰ نے
سبب کیا منع کرنے کا بتانا
سو تب جبریل فرمائے کہ سید
جو سیوم بار کہتے عفو شاہا
حساب آخرت ہرگز نہ ہوتا
یہ سنتے ہی ہوئے غمگیں محمدؐ
وہیں پیغام اسرافیل لائے
پیمبر فکر مت کرنا ذرا بھر
میرے نزدیک آ عرش علا پر
قبولا اپنا سر دینا عوض میں
یہ سنتے ہی تک یک تسکین پائے
عزیزاں دیکھئے جو ایسے مقبول

نہ کرنا اس طرح ہرگز تماشا
سبھوں پر سر اخفا کھولتا ہے
تو سب عالم کے تیں حیراں کرو گے
ابھی اک لحظہ ہوں خرمہرے یاقوت
پھریں گے تا قیامت ہو کے ویراں
کہے دو بار لفظ عفو جیوں تیوں
سو پہنچا حق تعالےٰ کا پیادہ
نہ کرنا یا محمدؐ اضطرابی
نہ لفظ عفو کہنا بار دیگر
اتارے کر حسینا کو شفقت
یہ دونوں یکدگر کے ہیں مناسب
خدا کے برگزیدے کبریا نے
نہ کچھ کرتے تھے بدہم سبط ونانا
سلام اللہ یا ذات محمدؐ
کہ کوئی امت سے دوزخ میں نجاتا
نہ شیطاں بحر عصیاں میں ڈبوتا
بہت حسرت سے با تمکیں محمدؐ
خدا کے پاس کا مژدہ سنائے
حسینا جب تھا چھ مہینے کا اکثر
لجایا ساری امت بخشوا کر
گرسنہ تشنہ امت کی عوض میں
پر اس واقعہ پہ پھر آنسو بہائے
کئے ہیں ظالموں نے ان کو مقتول

۱ہ ہرگز ۱۲ ۲ہ بھید پوشیدہ ۱۲ ۳ہ عالم دنیا ۱۲ ۴ہ فرشتوں کا عالم ۱۲ ۵ہ اور ایک مقام ہے فرشتوں کی عبادت کا کہ وہاں عبادت خالص بے نقصان ہوتی ہے ۱۲ ۶ہ عالم بزرگی ۱۲ ۷ہ کوڑی

۸ہ یعنی تمام جن اور آدمی ۱۲ ۹ہ جس پر سواری کی جائے ۱۲ ۱۰ہ سوار ۱۲ ۱۱ہ گناہوں کا دریا ۱۲ ۱۲ہ تمکین بمعنی قدر و مرتبہ ۱۲ ۱۳ہ بھوکا پیاسا ۱۲ ۱۴ہ یعنی آرام ۱۲ ۱۵ہ خوشخبری ۱۲ ۱۶ہ شہید ۱۲

نہ ان کو اک ذرہ پانی دیے ہیں　　خبر کھانے کی نہیں ہرگز لیے ہیں
سراپا دھوپ میں حیران و ویراں　　مع اطفال اہل البیت گریاں
نبیؐ کے خاندان دشتہ جو انال　　سبھی پُرخوں گریباں تا بداماں
کوئی نوشہ کوئی سرمست و شیدا　　گئے ملک عدم میں جملہ شہدا
محمد مصطفیٰؐ کے ایسے پیارے　　فلک نے مہر و مہ جنپر سے وارے
جو وسیوں کو دیے ہیں سخت آزار[1]　　نہ کیوں کر ہوئیں گے وہ خوار[2] و بدکار
جنھوں نے ان کو سختی دیکے یکدم　　کیے ہیں آب و دانے سے تظلم[3]
انھوں کا حشر میں کیا حال ہوگا　　نہ ان کا نسل کیوں پامال ہوگا
تن پنجم شہ حسین ابن علیؑ ہیں　　کہ وہ سلطان شہدا افضلی ہیں
وہ ہیں آل عبا ذات مکرم　　حسینؑ ذوالکرم سالار اعظم
وہ ایسے پنجتن عالی نسب ہیں　　یقین سمجھو کہ وہ مقبول رب ہیں
خدائی پنجتنؑ سے ہے نمودار　　روایت ایک عجب کرتا ہوں اظہار

ذکر مباہلہ[4] آنحضرتؐ با نصارائے نجران

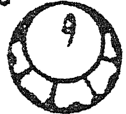
یہودی اور نصاری ملکے سارے　　وہ سب راہب[5] لیے اپنے دین کے بارے
وہ سب علمائے جید[6] ان کے دیں کے　　وہ دشمن دیں کے نابینا یقیں کے
کہے آ کر رسول اللہؐ کو ناگاہ　　مقابل ہونے ہم چاہتے ہیں اے شاہ
تم اپنے سب زن فرزند لانا　　دگر ہم اپنے لے آتے ہیں دانا
زن و فرزند ہم بھی لے کے آویں　　بھی تم اور ہم دعا کو ہاتھ اٹھاویں
اگر جس کی دعا ہووے گی مقبول　　تو اس کی قطع[7] کرنا گفتگو طول[8]
تو پھر ہم تم کو کچھ جزیہ[9] نہ دیویں　　تمھارے پاس سے ہم خرچ لیویں
تمھاری گر دعا ہووے اجابت[10]　　تو ہم جزیہ تمھیں دیویں بہ طاعت
یہ سنتے ہی رسول اللہؐ نے بولے　　زبان شیریں سے شہد و قند گھولے

[1] تکلیف
[2] ذلیل و خراب ۱۲
[3] ظالم ۱۲
[4] مباہلہ یعنی ایک دوسرے کو نفرین کرنا دو سر[illegible] ایک دوسرے کے حق میں بددعا کرنا
[5] پادری ۱۲
[6] یعنی بزرگ
[7] یعنی [illegible]
[8] [illegible] دراز ۱۲
[9] محصول جو غیر مذہب والے سے [illegible] لیا جاوے
[10] یعنی مقبول ۱۲

بوقت صبح آ حاضر ہوئیں گے
دعا جس کی اجابت مقبول پائے تو پھر
یہ سنتے خوش ہوئے اشخاص گمراہ
وہ نازاں تھے سبھی اک استخواں پر
کسی مرسل کا تھا وہ استخواں پاک
تو یکدم چرخ کھا جنبش میں آوے
سو ہو اس بات پہ نازاں یہودی
وہیں وہ سرور و سالار مختار
گئے گھر کو سو وہیں جبرئیل اکرم
زن و فرزند بھائی سے کے ہمراہ
وہ ہے تلک الرسل درثلث آخر
سو فرحت پا کے یک دم شاہ مختار
سو فرما بانصارا ہو مقابل
مگر وہ بھی دعا آکر کریں گے
سنے سارے صحابہؓ نے یہ مذکور
سبھی حاضر ہیں ہم ساز و سلح سے
سبھی سہم و تفنگ و رمح و شمشیر
رسول اللہ نے فرمائے کہ یاراں
صبا لڑنے کے ہیں کچھ کام از تیغ
دعا کی تیغ بازی یوں چلے گی
کہ اک میں اور دگر مولا و خاتونؑ
یہ پانچوں تن مقابل ان کے جاویں
یہ کہہ کر اور کئے اتمام یہ بات

دعا نزد خدا تم ہم کریں گے
تو کرنا اس کی طاعت پر فدا سر
چلے ہیں گھر کو اپنے دین کے بدخواہ
کہ تھا وہ استخواں جز و پیمبرؑ
کہ جب دیکھے اسے خورشید افلاک
قبولیت دعا بھی ان کی پاوے
ہوئے تھے اسپہ دلچسپیاں یہودی
محمد مصطفیٰؐ سلطان احرار
وہ آیات مباہل لائے یک دم
مقابل ہو دعا کرنا بدل خواہ
ہے معنی سے بھرا مضمون نادر
کئے سارے صحابہؓ پر وہ اظہار
دعا کر کر کریں گے ان کو قابل
سو کل ہم اس غزا او پر چڑھینگے
لگے کہنے کو سب وہ حق کے منظور
تصدق ہوویں گے عیش و فرح سے
کریں گے موذیوں کو ضرب سے زیر
اے انصار و مہاجر دوستداراں
دعا کا چھاوے گا افلاک پہ میغ
فرشتے کی نہ وہاں جرأت رہے گی
دونوں شہزادگان با حسن موزوں
کرامت دین کی سب کو دکھاویں
اسی تجویز میں گذری سبھی رات

له دشمن ۱۲ ۲ه حرکی ۳ه آزادلوگ ۱۲ ۴ه ہتھیار لڑائی کا ۵ه سہم یعنی تیر ۶ه تفنگ یعنی بندوق



۷ه رمح یعنی نیزہ ۱۲ ۸ه میغ یعنی بادل ۹ه جرأت یعنی دلاوری بہادری ۱۲

سحر ہوتے پیمبرؐ نے اسی دم
نماز صبح پڑھ کر با جماعت
سو جا دولت سرا میں شاہ والا
لئے یاں پشت کے پیچھے انھوں کو
دونوں بازو سے شہزادوں کو لیکر
صحابہ صف بصف آراستہ ہو
کھڑے سارے رہے ہیں متفق ہو
ادھر سارے نصاریٰ ملکے صد چند
بھی سب اسباب دیگر استخواں نیک
رسول اللہ ہو برزخ پنجتن کے
چلے جب روبرو سلطان کونین
چلے جس وقت اِلّا اللہ کہہ کر
تمامی آفرینش دیکھ او شان
فلک خم ہو ہوا سجدہ کو حاضر
زمیں جو فرش تھی زیر قدم کی
سبھی اشجار پھر سجدے میں ایثار
کرے کر شرق سے تا غرب ارکان
کہ اگنی تا بہ بائب وشت و دشت
ثرا تا اِستوا ہر فرق و ہر شے
سبھی اشیائے بحر وکاں تھے مشتاق
ملائکہائے نہ گردوں بیک پائے
سبھی عاشق تھے برزخ کے مقدم
جبال و بار رجال الغیب بالکل

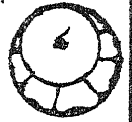
گئے سجد میں وہ سلطان عالم
لئے یاروں سے رخصت کی اجازت
پہنائے برقعہ خاتونوں کو اعلا
چلے مولا علی تب پیش رو ہو
رہے ہیں بیچ میں نبیوں کے افسر
مسلح سازے پیراستہ ہو
جوانان سعادت مند خوش خو
کھڑے تھے متفق سب ہو کے خورسند
اجابت کا کئے تھے حرز جاں نیک
وہ اسرار نہان ذوالمنن کے
وہ حلقہ برزخ کبرا کے مابین
سوارکان بول اٹھے اللہ اکبر
بسان مہرومہ ہوتے تھے قربان
ثنا رے سب تھے فرمانپہ مناظر
رہی تھی ملتجی آ رے نعم کی
تھے خاک و باد آتش آب بیکار
جنوب تا شمال و نیرت ایسان
کرتا آباد سحر اگشت درگشت
سبھی کہتے تھے یا قیوم یا حی
شکستہ ہوے یکدم کفر کا طاق
سبھی استاد تھے برامر ہر جائے
جو کچھ چاہیں سو ہوجا دیں اسی دم
چمن نخل و گل و با برگ و بلبل



ثری سے تا عُلے ہر ذرہ ذرہ
وہ آیاتِ مباہل نزل نادر
پڑھے جاتے تھے پیغمبر پکارے
جب اس آیت کو پڑھتے تھے محمدؐ
چلے اس طرح سے پڑھتے وہ آیت
چلے جو وقت حلقہ باندھ پانچوں
نظر آتا تھا یوں عالم کو اس دم
ثرا سے تا قبۂ عرش معلّٰے
وہ چاروں تن ہو شاخاں مشعل نور
گھے بر فرق سر ہوتے تھے جنباں
اور یوں اٹھتا تھا ہر دم نور اس سے
سبھی اشیائے بحر و کان انھوں پر
تصدّق ان پہ ہوتا تھا جہاں سب
وہ کیا احمد احد بے میم دیکھو
بھی زہرا پشت پشتیبان امت
مبین برزخ کبرٰے مزین
معطر از نسیم فیض تنزیل
وہ جب دیکھے محمدؐ مصطفےٰ کو
وہ آنا پنجتنؑ کا در مقابل
گرے آ کر قدم پر سب نصاریٰ
کہ حیراں ہو کے آئے پیش حضرت
خدا کے واسطے تم یہاں سے جانا
تمھارا اس طرح آنا ہوا ہے

پلنگ سے تا بہ آہو پردہ پردہ
جو لاتے تھے امین از نزد قادر
تعالوا ندع کی آیت کو بارے
خدا ہوتا تھا اس دم عرش امجد
اٹھایا فتح نے نصرت کا رایت
فلک ان پر ہوئے بہار ساتوں
محمدؐ مصطفےٰ سلطان اکرم
بھی اس سے فوق تر تھا فرق بالا
بسان سرو تھے جنبش میں مسرور
کہیں خم ہو کے گرتے زیر و بال
خدائی ہوتی تھی معمور اس سے
فدا ہوتے تھے ہر دم جملہ یکسر
کہ عاشق ان پہ تھے کون و مکاں سب
علےؑ عالی ورے سا تقسیم دیکھو
یقین حسنینؑ انوار کرامت
سراپا آیت رحمت مبین
کرم از شمیم فیض تکمیل
کہ اس ہر دو جہاں کے پیشوا کو
نہ جرأت کر سکے وہ ہو کے قایل
سبھوں نے خوف کھایا آشکارا
کہے اس وقت تم کرنا شفقت
نہیں طاقت ہے ہم کو شاہ دانا
ہمارا جی نکل تن سے گیا ہے

له اشارہ ہے طرف آیت مباہلہ کے جو تیسرے سپارہ سورہ آل عمران میں پانچویں رکوع کے آخر میں ہے ۱۲



سه فتح مندی ۱۲
سه نشان ۱۲
سه نقش
ھه آباد ۱۲ سه قربان
که مددگار ۱۲

برس ہیں وو دفتہ اہم جزیہ دیویں
گئے ہیں عہد نامہ لکھ کے تیار
بہت آداب اور قانون ادا کر
لیئے ہیں عہد ان سے کرکے محکم
گئے ہیں دے کے رخصت پاس کے
دعا کرتے تو کیا ہوتے نصارا
کہے تب مصطفےٰ میرے یاراں
اگر رد و بدل ہوتا دعا کا
یہودی اور نصاریٰ کوئی نہ رہتے
آیا وہ مسخ ہوتے رد و تبدیل
آیا وہ سوخت ہوتے آگ لگ کر
جو کچھ ہیں دل منے اس وقت لاتا
الٰہیا مومناں دیکھو کہ حسینؑ
وہ پانچوں تن میں کے تھے دونوں گوہر
وہ مردود ان گمراہان بدکار
خدا اور مصطفےٰ کے سخت مغضوب
وہ سارے مفتری بدکار مل کر
وہ سب مذکور کچھ ہووے گا آگے
سو رحلت بعد حضرت شہ حسنؑ کے
کئے بیعت حسینا سے سبھوں نے
ہوئے حاضر سبھی اعیان و ارکاں
بہت آداب سے سبط پیمبر
سو ابن معاویہ کو شہ نے اس دم

نہ تم سے بحث کا پھر نام لیو میں
ہوئے ہیں عذر خواہ بسیار بسیار
قبولے ہیں وہ جزیہ بالمقرر
محمد مصطفےٰ سلطان عالم
صحابوں نے کہے حضرت کو بارے
بتانا ہم کو اے عالم کے دادا
رسالت کے فلک کے اہل کاراں
نہ رہتا نام ان کے گر دعا کا
دعا کے بحر میں خس ہو کے بہتے
آیا وہ نسخ ہوتے دفع جوں فیل
آیا جاتے زمیں میں دب کے یکسر
انھوں کو حق اسی لحظہ دکھاتا
رسول اللہ کے دو بازو تھے سبطین
نہیں لازم انھوں کو زہر و خنجر
وہ نسل نابکاراں سخت کردار
لوازم نیں تھا غالب ہوئیں مغلوب
کھپائے ہیں بہ سختی آل حیدر
کہ ہر ایک ذکر کا جب محل آوے
کہ اس خلق عظیم کے چمن سے
خلافت کا لگا اسباب ہونے
مہاجر اور نصا رو محباں
خلافت کے اوپر پائے مقرر
لکھے ہیں اس طرح نامہ مقدم

لہ دریا ۱۲ ئے تم تیکا ۱۲
لہ یعنی صورتیں بدل
جاویں اور سب ایک ہو
صورت ہو جاتے
سے یعنی دور ہو جاتے



یہاں سے دفع ہونے
ھہ غضب کئے گئے
سے تہمت لگانے
والا جھوٹ بات
بتانے والا ۱۲

خلافت کا ادب تعجیل کرنا
تمامی ذرہ ذرہ حکم محکوم
تمامی مملکت املاک و دینار
بجلدی لاکے کرنا تم نے حاضر
یہ نامہ شام کو پہنچا شتابی
وہ نامہ دیکھ یک دم تھرتھرایا
وزیر معتبر مردود و خناسؔ
کلام اللہ کی آیت کو پھرایا
بھی عبداللہ بن بوبکر کا خط
تو اس مردود کو موذی بلایا
وہیں اس نے دیا تدبیر معکوس
کہ تم لکھنا جواب ان کا شتابی
بھی زر اور مال ہے بسیار بسیار
نہ کچھ ان پاس ہے گا مال و لشکر
سو اتنی بات سن وہ اژدہانب
لکھا نامہ کہ اے شاہ کرامات
ہمیشہ الفؔ دینار زر سرخ
اسی موجب سے تم بیٹھو تو بہتر
سبک نامہ جو پہنچا شاہ دیں کو
یہ نامہ کھول کر حضرت پڑھے ہیں
کئے ہیں صد ہزار افسوس افسوس
توکل کرکے مولا پر شہ دیں
الاؔ یا خیل بوسفیاں کے صبیاں
خلافت لے گئے بابا تھا ری

سبھی اسباب تم تحویلؔ کرنا
جو کچھ ظاہر و باطن کل مفہوم
سپہ سالار و سرداران ایں کار
بقول مصطفٰے از حکم قادر
یزیدی کو یہ جب پہنچی خرابی
وزیران خلافت کو بلایا
کہ وہ مروان مفسد قاتل الناس
کہ آل عمران کو مروان بنایا
کیا اقبل کو اقتل مار کر خط
وہ خط اور ماجرا سارا سنایا
وہ سب گمراہ دیں افسوس افسوس
ہیں اپنے ہاتھ میں سارے صحابی
رکھیں گے فوج بس لڑنے کو جرار
ابھی لاتے ہیں ان کا کاٹ کر سر
چلانے کو لگا تب نیشؔ عقرب
حسنؑ شہ نے خلافت دی ہے انعامات
دیویں گے ہم بھی تم کو مظہر سرخ
وگرنہیں تو یہاں ہے تیغ و خنجر
حسینؑ ابن امیر المؤمنینؑ کو
بسان پھول کانٹوں میں اڑے ہیں
اٹھا اس قوم سے سب ننگؔ و ناموسؔ
لکھے ہیں پڑھ کے نامہ کو خوش آئیں
تمھاری قوم سے ہووے گا طوفان
وہ حیدر سے لڑے ہیں چند باری

لہ تحویل یعنی سپرد کرنا کسی کو کوئی چیز حوالے کرنا ۱۲ لہ یعنی شیطان ۱۲ لہ برعکس الٹا اوندھا ۱۲ سونے کے ۱۲ ڈنک ۱۲
لہ ننگ یعنی شرم لہ ناموس یعنی نیک نامی ۱۲ لہ خبردار اے گروہ بوسفیاں کے بچے ۱۲

روایت اس میں سے یک بولتا ہوں
کہ حضرت نے کہے تھے عائشہ کو
یہ حق جس کی طرف ہووے گا پوچھے
کہ بعد از بلوۂ عثمانؓ عفان
خلافت کا مقرر کون ہو گا
یہ سنتے معاویہ بھی شام سے آ
بھی حضرت عائشہ وہ بھی ملے تھے
انھوں واقف تھے جو یک دن پیمبرؐ
سو حضرت معاویہ نے کہہ علیؑ کو
کہ عثمان بعد بر تخت خلافت
سو فرمائے شفیع المذنبینؐ نے
کہ سائل کو خلافت ہووے بر حق
بھی سیوم بار پوچھے شاہ مرداں
تھے حضرت عائشہ اس روئے واقف
سو حضرت عائشہ سے معاویہ مل
خلافت معاویہ کو پہونچتی ہے
کہے مولا علیؑ یا عائشہؓ تم
ہیں سایل تھا مجھے حق پہنچتا ہے
سو حضرت معاویہ کر کر خوشامد
بہت تعظیم اور تکریم دے کر
کہ سایل معاویہ تھے در بطن میں
سو ہو کر معاویہ اس رو سے محکم
بہت لشکر کے تئیں تیار کر کر

تمہارے پر رمز پنہاں کھولتا ہوں
علیؑ سے ہووے گا یک جنگ تم کو
کہ جب کی اونٹنی محمل سے بیٹھے
کہے تب عائشہ با شاہ مرداں
نبیؐ کا حکم نافذ ہے کہو کیا
کئے ہیں تب خلافت کا وہ دعوا
وہ ام المومنین بھائی کہے تھے
خبر دیتے تھے سب عالم کو پیمبر
کھڑے کر کر کہے تھے یوں نبیؐ کو
کرے گا کون تب حکم ریاست
محمدؐ رحمۃ للعالمین نے
جو پھر پوچھے کہے سائل کو مطلق
کہے سائل کو وہ سلطان دوراں
خلافت پر جو بیٹھے شاہ عارف
کہائے شاہ مرداں کو مقابل
رسول اللہ نے سایل کو کہی ہے
نہ ہوتا متفق با معاویہ تم
بس اس میں اختلاف اتنا رہا ہے
لجائے عائشہ کو شام میں تد
زبان سے ان کی لے تکرار یو تکر
بھی ظاہر تھے علیؑ اس انجمن میں
خلافت کا کئے دعوے مسلم
سلاح و ساز اشتر بار کر کر

اونٹ

لہ سجادہ
ملہ جاری کی ہونے والا
عہ سرداری ۱۲
ھہ طرح ۱۲

۶ باقی

سبھی فولاد پوشاں لے کے ہمراہ
سو وہیں آئے مدینے کے مقابل
خبر مولا کو جب پہونچی کہ شامی
ہوا پھر حرب و دعوائے خلافت
یہ سنتے ہی امیر المومنینؑ نے
بجائے طبل جنگی جبکہ دونوں
ادھر بھی سب صحابہ ہو کے تیار
جوانان سعادت مند خوش خو
کھڑے آکر رہے رہ بند کر کر
وہاں سب شام سے آتا تھا اسباب
ادھر لشکر ادھر لشکر پڑا تھا
سبھی کہتے تھے آ مولا علیؑ سے
کرو جلدی لڑائی کو مفصل
ادھر کے لوگ تھے فاقوں سے حیراں
تھا ان کو شام سر پر دولت و مال
اُدھر بریانی کی دیگاں پکا دیں
ادھر کو او غذا ابھی نہیں ملا تھا
بھی ان کے ساتھ بریانی کو کھا دیں
بہت دن تک کٹی اوقات یوں کر
صحابوں کو کہا یاران جانی
نمازوں کو ادھر جاتے ہو یہ کیا
ادھر بریاں ہے بہتر اے برادر
ہمیں بہتر تو ہے مطلوب اس جا

مع لشکر مدینے کی سے لئے راہ
وہ لے کر ساتھ افواج مقاتل
جو لے کر آئے ہیں لشکر تمامی
چلے ہیں لے کے لشکر پر صہابت
وہ سلطان جہاں بحر الیقین نے
پھٹا ہیبت سے وہیں گردوں کا گردوں
مدینے سے چلے ہیں باہر اک بار
صحابانِ مکرم جملہ یک سو
مدینے میں ہوا تب قحط یکسر
سو رستہ بند تھا اور غلہ کمیاب
نہ کوئی لڑتے تھے ہنگامہ کھڑا تھا
امیر المومنیں حق کے دلی سے
نہ ملتا قحط سے یک حبہ خردل
پکاتے تھے ادھر کے لوگ دیگاں
ادھر کو تو پڑا تھا سخت جنجال!
سبھی لشکر کو خوش کھانا کھلاویں
صحابہ چند اس لشکر سے جا
نمازاں پڑھنے مولا پاس آویں
سو یکدن معاویہ نے سب سے مل کر
کہ تم کھاتے ہو میرا دانہ پانی
اسی دم بوہریرہؓ نے یہ بولا!
نمازاں ہیں ادھر بہتر مقرر
نمازاں جا طعام خوب اس جا

لے لشکر قتل کرنے والے ۱۲ سے لڑائی ۱۲
۱۲
سے خوف ناک ۱۲
رلائی کا دانہ ۱۲

تمھارے ہم کو قصے سے غرض نیں
کہا تب معاویہؓ نے وقت تلوار
مصاف و جنگ و رزم و حربگہ میں
ہریرہ بول اٹھے تب معاویہ کو
علی ابن ابی طالب سے مل کر
سنے سو معاویہ نے بول اٹھے ہیں
میرے کھانے کو کھا مجھ سے لڑو گے
سبھوں نے بول اٹھے حق جدھر ہو
کہا تب معاویہ نے حق میرا ہے
کہ حضرت نے کہے ہیں سب کو یکبار
بھی اسمیں معاویہ ہوویںگے شامل
شہادت پائے عمار ابن یاسرؓ
تو حق سمجھو ادھر تحقیق ہو وے
کہے تب معاویہؓ نے حق قوی ہے
جب یہ تکرار آخر کر کے آئے
بھی سب عالم مدینے میں کا آکر
بجز کھانے کے سب عالم مرے ہے
کہ یا تو جنگ یا تو صلح کرنا
سو وہیں مولا علیؑ کھولے خزانہ
دیکھے سو اسمیں یک تھی چوب معقول
بچی تھی نوحؑ کی کشتی سے وہ چوب
زسمت مصر وقت شاہ خطابؓ
تھا دستہ اس کے تیں لوہے کا محکم

ہمیں اس بات کا ہرگز غرض نیں
کدھر پہنچو گے اے اصحاب مختار
کدھر سے تم لڑو گے اس جگہ میں
مدد پہنچیں گے ہم حق کی سپہ میں
کریں گے جنگ ہم تم سے مقرر
ہمارے طرف تم آنا ابھی نیں
عجب یہ بات ہے جو تم کرو گے
ہمارا بھی ادھر عزم شرف ہو
ہریرہؓ نے اسیدم بول اٹھا ہے
علیؑ و عائشہؓ میں حق کی تکرار
نہیں معلوم ہوگا حق و باطل
کہ وہ جس کی طرف ہوویں گے حاضر
سبھوں کا اس اوپر تصدیق ہوئے
حدیث اوپر فدا ساروں کا جی ہے
یہ سب احوال مولا کو سنائے
کئے ہیں قحط کی فریاد یکسر
عجب کچھ ظلم یہ گردوں کرے ہے
صبا جو کچھ ہو خیر و صلح کرنا
وہ بیت المال کا ایوان خانہ
ہزار ایک گز تھی اکثر محکم و طول
کہ جیسے بعد وہ طوفاں کا آشوب
کہ بعد از فتح کے لائے تھے اصحاب
کہے تب شاہ مرداںؑ فیض عالم

لہ مصاف اس میدان
کو کہتے ہیں جس میدان
میں لشکر دل کی صفیں
آراستہ کی جاویں
ٹہ لڑائی ۱۲
سہ لڑائی کی جگہ
سہ ارادہ ۱۲
ھہ سوائے ۱۲

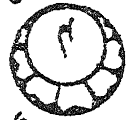


آسمان ۱۲
صبح کے وقت ۱۲
یعنی ۱۲ بہتری ۱۲
یعنی اچھی ۱۲
لمبائی ۱۲
فتنہ ۱۲ یعنی
مضبوط ۱۲

مسلمانوں کی خونریزی نہ کرنا
مگر یہ چوب لے کرنا ہے تادیب[1]
وہ لے کر تیغ تب مولا علیؑ زود
سو سب عالم مدینے کا نکل کر
وہیں مولا علیؑ سوگند[2] کھا کر
سو وہیں مولا علی لشکر میں آئے
صحابوں کو کہے تیار رہنا
سو وہیں پھر معاویہؓ کو بھیج پیغام
سو وہ بھی لشکری تیار کر کر
سحر مرداں سے اُٹھے تازہ وضو ہو
نماز صبح کا کر کر دوگانہ
کہے اے خالق و انائے یزداں
حق و باطل سے تو آگاہ ہے گا
خدایا حق کو ظاہر کر شتابی
رہے ہو مستعد[3] فوج جدل[4] پر
اٹھارہ بھائی ان کے ساتھ دیگر
بھی ہیں اللہ پر کر کر توکل
سو وہیں رومال خاتوں کا لئے ہیں
لئے ہیں چوب کو در دست محکم
ادھر سے معاویہ بھی فوج لیکر
ہو وہ شیر خدا نعرہ کئے ہیں
چلائے تین چوباں کہہ کے اللہ
ہزار اک آدمی لنبا ہوا تھا

نہ شمشیروں سے ان پر حرب کرنا
کہ تا نکلے دماغ انکے سے بدطینت[5]
چلے لشکر طرف وہ صاحب جود[6]
کئے فریاد سب فاقوں سے یکسر
کہے ہیں کل لڑوں گا ان سے اکثر
وہ چوب طول کو بھی ساتھ لائے
کہ کل ان سے مقرر جا کے لڑنا
کہ کل تجھ سے لڑینگے شیر ضرغام[7]
کھڑے تھے مستعد یلغار[8] کر کر
جماعت لے کے حق کے روبرو ہو
کئے تیر دعا کو تب روانہ
کہ اے پروردگار پاک سبحاں
یہ بیرا ہوں کا ہادی[9] راہ ہے گا
کہ تا کچھ دین میں آوے خرابی
بلائے ہیں حسنؓ کو سراسر
طرف یدھے چلے سفیاں سرکر
یہ لے کر چوب کو جاتا ہوں آگل
مبارک ہاتھ سے سر کو بندھے ہیں
چلے لشکر کے اوپر شاہ عالم
مقابل ہو گئے ہیں گرز بر سر
جھٹک دو تین چوباں جڑ دئیے ہیں
موا لشکر بہت اس جا پہ ناگاہ
رہا باقی سو وہاں سے ٹل کے بھاگا

[1] یعنی ادب دینا ۱۲ [2] یعنی یکبارگی ۱۲ [3] بخشش [4] قسم [5] یعنی دلیر بہادر ۱۲ [6] مقابل



[7] یعنی لشکر پر دھاوا کرنا [8] ہدایت کرنے [9] تیار رہنا ۱۲ والا ۱۲ جوشراری ۱۲

جو دیکھے معاویہ حضرت علی کو — بندھا رومال دو جگ کے ولی کو
بھی دیکھا ہاتھ میں اک چوب کاری — لگے ہونے کو دہشت سے فراری
رسول اللہ نے فرمائے تھے یک روز — شہ کوئی مولا علی پہ ہووے فیروز
کہ جس دن چوب ان کے ہاتھ میں ہو — بندھا رومال خاتوں کا ہو سر کو
کہ اس دن شرق سے تا غرب لیکر — ظفر ہرگز نہ پاویں شیر حق پہ
سو اتنا دیکھ کر تب معاویہ ٹل — کھڑے جا کر رہے گوشہ میں پیدل
ادھر حضرت حسن لے کر بہ ادر — چلے تھے مارنے لشکر کو کبیر
سو حضرت عائشہ خیمہ کے در پر — کھڑے تھے دیکھتے یہ جنگ اکثر
حسن شاہ معظم پر نظر کی — نشانی دیکھ چہرہ پر ظفر کی
کہے واں سے حسن شہ کو کہ بابا — تمہارا منہ ہے پیغمبر کے جیسا
یہ سنتے ہی حسن شہ کا غضب سب — گیا دل سے اتر کر وہ تعب سب
سو وہیں جا کر وہاں اترے ہیں شبر — سو اتنے میں ادھر سے آئے حیدر
کہے یا عائشہ ہے جنگ تم سے — حرب کا تم کو ہے آہنگ ہم سے
رسول اللہ نے فرمائے ہیں اکثر — تمہارا اور میرا جنگ ہو مقرر
بھی جس کی طرف حق ہووے تو آخر — سو بیٹھے اونٹنی اس کی ہو قاصر
سو تم بھی اونٹنی پر چڑھ کے یکدم — کھڑے رہتے مقابل ہو کے باہم
کہ حق جس کا ہو بیٹھے اونٹ اسکا — مقابل ہو کے بیٹھا اونٹ ان کا
بھی عمار ابن یاسر باسعادت — ہوئے قایل سبھی اس پر نہایت
حسن شہزادے سے مل عائشہ تب — کہے کچھ جا کے مخفی حال تھا سب
تبسم کر کہی ہے صلح انجام — ہوئے قایل ولی اللہ سے تمام
اسی دم معاویہ بھی ہو کے قایل — ہوئے بیعت طرف مولا کی مایل
کئے بیعت ہوئے راضی انھوں سے — امیر المومنین مل کر سبھوں سے
ہوئے اپنی سرا میں جا کے داخل — اٹھا ہے اختلاف و حکم باطل

۱ یعنی بھاگنے والے
۲ فتحمند ۱۲
۳ غالب ۱۲
۴ فتحمندی ۱۲
۵ ... ۱۲
۶ دروازہ ۱۲
۷ رنج سختی ۱۲
۸ ارادہ
۹ لڑائی ۱۲

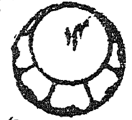


۱۰ یعنی کوتاہی کرنے والا
۱۱ یعنی عاجز ۱۲
۱۲ پوشیدہ ۱۲
۱۳ متوجہ ۱۲
۱۴ ... ۱۲

اسے لکھ کر لئے اتمام شبیرؑ
بھی مولا بعد ازاں شاہ حسنؑ سے
کئے شاد ان کو دختر اپنی تب دے
دیئے پھر چھ مہینے بعد پیغام!
کہے ان سے خلافت میں ہے جنجال
رہو راضی یہ لے کر خرچ یکسر
انھیں بھی زہر دے مارے ستمگار
گیا بیٹے نے فرعون کا پیشہ
بھی دیگر معاویہ وقت حسنؑ کے
روانہ کر دیئے سوئے مدینہ
رسول اللہ کے منبر کو منگائے
منگا ہے شام میں منبر کو رکھنے
کہے پائے زیادہ کیوں کیا تو
بہت اسلام میں آیا ہے عالم
کہ اس باعث اسے اونچا کیا ہے
فجر کو تھا ارادہ لے کے جاوے
جب آدھی رات گذری تو فلک سے
ہوا اک صاعقہ بس سخت طوفاں
ہوا ہے رعد و برق و ابر باراں
یکایک آکے بجلی گر پڑی تھی
وہ مسجد پہ گری سو سقف کو پھوڑ
جلا سب کارخانہ ایک دم میں
نشاں آخر خلافت کا یہی ہے

رقم تازہ کئے یہ تخم تقصیر
کئے ہیں معاویہ بیعت زمن سے
خلافت میں جو گذرے چھڑ چھینے
کئے شیریں زباں سے انکے تیں آم
کر دمت آپ کو محنت سے پامال
کئے روز ینہ دینار الف اُسپر
لئے فتنے سے ملک و مال بسیار
لیا در دست مردودی کا تیشہ
کہ او شمع ضیائے انجمن کے
اسی مروان کو جو تھا اہل کینہ
غضب ہو ابن موالا پیش آئے
لگے ہیں لوگ مروان کو جو ملنے
لگا کہنے کو وہ خناس سب کو
خطیبوں کو نہیں دیکھیں گے تم ہم
وہ کر تیار لے جانے منگا ہے
اور اسپر چڑھ کے خطبہ پڑھ سناوے
پھڑکنے کو لگی بجلی کڑک سے
زمین و آسمان لرزاں و ترساں
سبھونکا دل لگا ہونے کو جنباں
کہ جس صدمے سے سب تھر تھر رہی تھی
جلائی بام و در منبر کو دی توڑ
گیا منبر محمدؐ کا عدم میں
پھر اس کے پیش غم کی پیروی ہے

ےہ فرزند یزید ۱۲
ےہ یعنی بیسو لا چار ۱۲
ےہ دشمنی ےہ شیطان مردود ۱۲
ےہ جو بجلی آسمان سے زمین پر گرے اسکو صاعقہ کہتے ہیں ۱۲
ےہ بجلی کی کڑک کی آواز ۱۲
ےہ بجلی کی چمک ۱۲



ےہ یعنی برسات ۱۲
ےہ ہلنے والا ۱۲
ےہ یعنی دہشت سے سب کے دل ہلنے لگے ۱۲
ےہ سطح اور بام یعنی مکان کی چھت کو کہتے ہیں ۱۲

تیرے باوا سے اور دادا سے اکثر ۔۔۔ خلافت میں بلا آئی ہے اظہر
سو اس باعث لکھا ہوں تجھ کو نامہ ۔۔۔ زباں تو دو نہ رکھ مانند خامہ
مبادا تو نہ ہو جائے سیہ رو ۔۔۔ قلم سا دو زبان مت رکھ اے بدخو
میں ہوں آل عبا سبط پیمبرؐ ۔۔۔ علیؑ شیر خدا والد ہے اظہر
ہے میری والدہ زہراؐ اکرمؐ ۔۔۔ وہ خاتون قیامت شان اعظم
قبول بارگاہ کبریا ہوں ۔۔۔ ہیں ہر آئینۂ دل کو صفا ہوں
سجا ہے حق میرا اس پر عمل کر ۔۔۔ نہ دنیا کے لئے دیں میں خلل کر
نبی زادوں سے مت پنجہ ملا تو ۔۔۔ نہ قاروں کا مگر قصہ سنا تو
وہ کیسا کچھ تھا کس منزل کو پہنچا ۔۔۔ وہ آخر اسفل السّافل کو پہنچا
جو خالہ زاد موسیٰؑ کا تھا قارون ۔۔۔ ہوا جو مال سے مغرور ملعون
سو وہ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کو نہ مانا ۔۔۔ خدا نے اس پہ لعنت کر کے رانا
ہوا وہ پنجہ کش موسیٰؑ سے باہم ۔۔۔ گیا فی الفور در نار جہنم
بھی فرعون نے خدائی کر کے دعوا ۔۔۔ ہوا ذلت میں ہو غرقاب دریا
بھی دیگر بلعم باعور البلیس ۔۔۔ کیا ابلیس نے جب اسکو تلبیس
بلایا جب کلیم اللہ سے پنجہ ۔۔۔ ہوا یکبار سر لعنت سے گنجہ
شکنجے میں گرا لعنت کے ملعون ۔۔۔ بھی زاہد تھا ہوا شیطان بدگون
سبھی احوال تیرے پر عیاں ہے ۔۔۔ بھی اس پر کس طرح تو بدگمان ہے
میں فرزند پیمبرؐ ہو کے بر حق ۔۔۔ سو کیوں باطل کو پہنچے حق و ناحق
خبردار اب سمجھ دل میں مقرر ۔۔۔ تیرا والد کیا دیسا ہی تو کر
تیرا والد ہو مستغفر گیا ہے ۔۔۔ تو کیوں گردن پہ یہ بوجھا لیا ہے
شہنشہ نے یہ نامہ کر کے تیار ۔۔۔ دیئے قاصد کے تیں وہ شاہ سالار
سو قاصد سے چلا نامہ گرامی ۔۔۔ یزیدی پاس پہنچا شخص نامی
یزیدی نے بلا مردان منحوس ۔۔۔ پڑھا نامہ کو جب بے ننگ و ناموس



وہ پڑھتے ہی لگا بے دھوبنے کو
جو میں مروان نے دیکھا کہا ہے
سو اس نامرد نے پھر مرد کر کر
کہا کیا فکر کرتا ہے یزیدی
یزیدی سن کے اسکی بات دلسوز
عداوت سے حسینؑ ابن علیؑ کے
حسینا نے یزیدی کو ہٹا کر
بھی اس پر شہرؓ بانو نے شتابی
حسینا پر تصدق کر قبولے
وہ اس باعث سے رکھتا تھا عداوت
خلافت کا تھا اس کے ہاتھ احکام
مدینے میں تھا حاکم نیک بنیاد
اسے نامہ یزیدی نے لکھا ہے
حسینؑ ابن علی سے لیکے بیعت
اگر بیعت کریں تو ہووے بہتر
لڑائی کرکے ان کا کاٹ لے سر
مگر خالد بہت خالص تھا شہ سے
خلوص اعتقاد اس کا صفا تھا
وہ مخلص تھا علیؑ کا دوست جانی
سو وہ نامے لے سب شہ پاس آیا
خطاں دیکھے سو کر کے شہ نے افسوس
سو خالد بن ولید نیک ظن کو
محمد مصطفےٰ کے یار و یاور

لگا نیں کچھ بھی اس کو سوجھنے کو
تو کیوں اب بحر فکرت میں پڑا ہے
بہت شیخی سے بہکایا ہے اکثر
گذر ایمان سے اور کربلیدی
بھی کھایا تیر خجلت کا تھا دلدوز
بخوبیشی شہرؓ بانو کے سبب سے
چلائے تھے وہ اپنا رخش پر زر
در افشاں آستیں با اضطرابی
یزیدی کے اٹھے تھے دلمیں شعلے
کہا دلمیں کہ آیا وقت فرصت
سبھی اطراف میں تھے اسکے حکام
وہ خالد بن ولید صاحب داد
کہ تیرے سے میرا یہ مدعا ہے
مجھے لکھنا شتابی سے بفرحت
وگرنہ جنگ کرنا تم مقرر
یہی نامہ لکھا ہے اس نے پھر کر
شرف پایا تھا وہ اس شرف میں سے
سپہ سالار فوج مصطفےٰ تھا
کرے تھا ان کی خاطر جانفشانی
اسی ملفوظ باطل کو دکھایا
کہے یہ قوم ہے بے ننگ و ناموس
کہے تو جانتا ہے حق وفا جو
سپہ سالار فوج نام آور

لہ دل کو جلانے والی
لہ تر مندگی ۱۲
لہ دلمیں گھس جانیوالا
لہ یعنی گھوڑا ۱۲
لہ جمع ہے حاکم کی
لہ یعنی صاحب انصاف
لہ مطلب ۱۲
یعنی ساتھ خوشی کے



لہ یعنی پاک نیت
اس کے دلمیں شرح
دشمنی نہیں تھی ۱۲
لہ اخلاص کرنے
والا یعنی دوست
لہ نامہ لکھا ہوا خط
لہ اچھے گمان والا
لہ مددگار ۱۲

کہا خالد نے اے سلطان عالم
کہ میں بھی نوکری کو چھوڑ یک دم
میں سنتا ہوں کہ یہ گمراہ بدکار
خلافت کو ڈبایا ہے وہ بدذات
نہ تم اس بات میں زنہار پڑنا
قہر میں حق کے ڈال ان جاہلوں کو
وہاں کے لوگ سب طاعت کریں گے
تمہارے پر کسی کا نیں چلے وہاں
حسینؑ ابن علیؑ سن کر یہ مذکور
کہ مولا نے بھی فرمائے تھے یونکر
رہو مکے میں وہاں تم کو خطر نیں
تمامی عمر وہاں تم خوش رہو گے
سو دیں سلطان دیں خالد کو بولے
صبا کرنا زیارت مصطفےٰ کی
اجازت لے انھوں کی پھر چلوں گا
وہیں خالد نے بولے سب سے بہتر
حسینؑ ذوالکرم اس کو دعا کر
روانہ کر اسے خود ہو کے نالاں
زمانے کی یہ سختی دیکھ روئے
کہے رو رو کے اے گردون گرداں
سو روتے روتے وہ شہزاد گگیں
صبا ہوتے کئے اسباب تیار
تمامی خانداں اطفال و اولاد

ہوا ہے ملک سب فتنہ سے برہم
کہ بیٹھوں بندگی میں شاہ عالم
دیویں گے دشمنی سے سخت آزار
تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی بات
خلافت اور حکومت سے گذرنا
چلے کعبے کو جانا تم نے خوش ہو
خوشی سے آپ وہاں دایم رہینگے
رہو با اہل اطفالوں سے شادان
کئے ہیں یاد قول شاہ مغفور
میرے بعد از دونوں فرزند بہتر
تمہارے پر وہاں کس کا جبر نیں
خوشی سے عمر اپنی سب بھرو گے
زباں سے لعل رمانی کو رولے
محمدؐ مجتبیٰ خیر الورا کی
خدا کے گھر منے جا کر رہونگا
تمہارے پر فدا ہے جان او سر
جزاک اللہ کہے وہ نیک محضر
رواں گالوں پہ کر کر دُرِّ غلطاں
یہ ان کی تیرہ بختی دیکھ روئے
کرے ہے کس طرح آخر کو ساماں
ہوئے آسودہ بستر پہ بہ تمکین
سب اہل البیت تطہیر کے سردار
محباں ساتھ سارے نیک بنیاد

بھتیجے بھانجے بھائی برادر
کئے تیار سب اسباب یکسر

گیا دن جبکہ در تدبیر ہجرت[۱]
تھا شاہ دیںؑ کے دل پر داغ فرقت

شب ہجرت نے آ کر منہ دکھایا
فلک نے اشک سے بیت متینہ دُھلایا

سبھی طفلاں[۲] و مستورات[۳] لے کر
حسینؑ ابن علیؑ عالم کے افسر

رسول اللہ کے روضے میں گئے ہیں
تصدّق قبر پر ہو کر کہے ہیں

میرے نانا محمدؐ مصطفےٰؐ تم
کہ ہو ہر دو جہاں کے پیشوا تم

بہت خوشوقت تھا زیر قدم میں
نہ دیکھا تھا کبھی دنیا میں غم میں

سو اب کے یہ زمانہ فتنہ انگیز
کرے ہے مجھ پہ پیکاں تیز و تیز

جدا ہوتا ہوں اے نانا قبر سے
تمامی دشمنوں کے شور و شر سے

فسادی ہر طرف سے اب اٹھے ہیں
خلافت میں قدم اپنا رکھے ہیں

غصب[۴] کر کر تمہارے حق کو سارے
ہمارے پر کمر باندھے ہیں سارے

سو ان کے جہلے[۵] سے ہو کے حیراں
ہوا جاتا ہے سارا خانہ ویراں

سو آئے ہیں وداع ہونیکو طفلاں
غلام کمتریں ہوتا ہے قرباں

اے نانا الفراقاتٌ الفراقات[۶]
نجانوں کب یہ ہووے گی ملاقات

دریغا ہے دریغا وائے ویلا[۷]
جدا ہوتا ہے یہ عاجز حسینؑا

تمہارے سے جدا ہو کر چلا ہے
بھی سب سے فتنے کا دریا کھلا ہے

رضا ہووے تو جاوے گا حسینؑا
پھر آوے یا نہ آوے گا حسینؑا

بہت کہہ کہہ کے روئے شاہ عالی
کئے آنکھوں کے دونوں حوض خالی

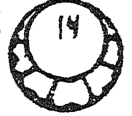
سو روتے روتے شہ کو خواب آیا
رسول اللہ نے غمگیں منہ دکھایا

سو دیکھے مصطفےٰؐ ہیں غم سے نالاں
بسان ابر کے تھے اشک باراں[۸]

کہے تب مصطفےٰؐ نے نور عینی
کرو مکّے میں خلوت نشینی!

وہاں سے عزم[۹] کر آگے چلو تم
کتے دن بعد پھر ہم سے ملو تم

یہ سب کہہ کر گلے اپنے لگائے
بھی رو رو کر حسینؑا کو سنائے

[۱] سفر کرنا یعنی اپنے وطن کو چھوڑنا ۱۲
[۲] جمع طفل کی یعنی بچے ۱۲
[۳] یعنی عورتیں
[۴] بمعنی کسی پر ظلم کرنا ۱۲

[۵] حق چھین لینا ۱۲
[۶] یعنی جہالت ۱۲
[۷] یعنی جدائی ۱۲
[۸] افسوس ۱۲
[۹] اشک باراں یعنی آنسو برسانے والے ۱۲
[۱۰] یعنی ارادہ ۱۲

مصیبت میں پڑے گا سخت لاچار
دیکھے اتنے میں پھر شبیر اکرم
مبارک روئے تھا جو ارغوانی
سو ہو حیران حسینا نے کہے ہیں
تمہارا چہرۂ پر نور یک دم
کہے حضرت محمد مصطفےٰ نے
کہ اے لخت جگر نور البصر تم
صباجب ظالموں میں تشنہ ہو کر
یہ اس باعث ہوا ہے حال میرا
خدا سوقت تم کو صبر دیوے
حسینؑ ذو الکرم ہو سن کے ہشیار
وہیں آداب سے ہو کر قدم بوس
وہیں آتے ہی گھر شاہ معظم
منازل در منازل شاہ عادل
وہاں کے لوگ سن تشریف لائے
رسول اللہ کے نور البصر کو
بہت تعظیم سے گھر میں لائے
ہوئے پروانے سب اس شمع کے
چکورے ہوکے جوں اس پہ بلہار
ہوا خوش وقت سب گھر میں عالم
سبھی قدموں کے اوپر آگرے ہیں
سبھی حاضر ہوئے تھے دل سے سارے
رکھے آرام سے ان کو مسلمان

نگہبان ہے تیرا ستار و غفار
ہوا چہرہ رسول اللہ کا درہم
ہوا یک دم بدل کر زعفرانی
کہ اے نانا کہو قصہ میرے تئیں
ہوا تبدیل کیوں اے شاہ عالم
وہ سلطان جہاں نور الہدے نے
سپہر دیں کے ہو مہر و قمر تم
چلاویں ظالماں گردن پہ خنجر
کہوں کیا تم کو مخفی قال میرا
صبا محشر میں اس کا اجر دیوے
شہادت کا کئے تب دل میں اقرار
جدائی سے چلے ہیں کرکے افسوس
کئے ہیں کوچ سمت مکہ اسدم
ہوئے ہیں نیک دن مکہ میں داخل
سبھی اشراف استقبال آئے
علی خاتون کے لخت جگر کو
خلوص اعتقاد اپنا دکھائے
تصدق ہوگئے اس مہ بلو کے
ہوئے خورشید پر سب ذرہ مقدار
حسینا جبکہ پہونچے ہیں مکرم
اس آنے پر بہت شادی کئے ہیں
کئے راضی نبی کے دل کے پیارے
وہ اہل مکہ خلقت کامل ایمان

۱؎ یعنی سرخ رنگ ۱۲
۲؎ جگر کے ٹکڑے ۱۲
۳؎ آنکھوں کے نور ۱۲
۴؎ یعنی آسمان ۱۲



۵؎ یعنی چاند اور سورج
۶؎ چھپا ہوا ۱۲
۷؎ یعنی گفتگو ۱۲
۸؎ یعنی طرف ۱۲

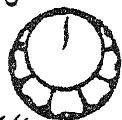
رہے تفریح سے وہاں شاہ آفاق | حسین ذوالکرم وہ کان اخلاق
تمامی خلق راضی شہ سے ہو کر | رہے مکہ میں وہ سلطان اکبر
کہ جب مکہ کو پہونچے شاہ نامی | خبر پایا ہے ادھر وہ شامی
لگا ہے تب وہاں سے حیلہ کرنے | سیاہی سے عملنامہ کو بھرنے
وہ سب مذکور بزم ہفتمی میں | بیاں ہووے گا باب ماتمی میں
فقیہ شبیر کے قدموں پہ سر دھر | بھی خاک پاک کو کحل العین کر کر
تو اپنی زیست تک کر ان کا ماتم | رہے گا حشر میں تو شاد و خرم
مختتم محفل ششم کو کر کر | پڑھو ہر دم درود آل مصطفٰے پر
درود ان سے دعا پاوے اجابت | کہ ہو دارین میں حاصل سعادت
نہیں اس غم کے تیں تا حشر انجام | تو کر اب مجلس ششم کو اتمام

مجلس ہفتم

دربیان شہادت امام مسلم مع پسران رضی اللہ تعالےٰ عنہم

کروں میں محفل ہفتم کو موزوں | رسول اللہ سے کر درخواست مضمون
رسول اللہ کی ہے وہ ذات عالی | وہ ہیں محشر کے تیں امت کے والی
صبا محشر میں سارے مومنوں کو | گدا اور اشقیا اور منعموں کو
غریبوں اور فقیروں پر کرم کر | خدا کے پاس بخشا دینگے یکسر
بھی ہر مشکل کے میدانیں مد سے | چھڑا دیں نار سے سب دام دد سے
کہ جب میزان پر ہووے گا غوغا | عمل تولیں گے سب کا ملکے یکجا
وہاں وہ سرور سالار مختار | محمد مصطفےٰ جملہ یار
کھڑے رہ کر سر میزاں پہ اُس دم | تلا دیں گے عمل کا بار یکدم
گر انبار و سبک کو دیکھ یکسر | حمایت اپنی امت کی ادا کر

۱ یعنی خوشی ۱۲ ۲ یعنی بادشاہ جہاں ۱۲ ۳ یعنی بہشت ۴ یعنی خصلت والے گویا کہ آپ خوش اخلاقی کی کھان تھے ۱۲ ۵ یعنی سرمہ آنکھوں کا ۱۲ ۶ یعنی زندگی ۱۲ ۷ یعنی قبولیت ۱۲ ۸ یعنی دونوں جہان میں ۹ یعنی وزن کیا گیا یعنی برابر درستی



سے ساتھ مضمون بناؤں ۲ بدبخت ۳ صاحب نعمت ۱۲ ۴ یعنی جنگل بیاباں چرند اور پرند جانور کو بھی جو گھاس وغیرہ کھاتے ہیں ۱۲ ۵ یعنی درندے جانور جیسے شیر اور بھیڑیا ۶ یعنی شور ۱۲ ۷ یعنی بوجھ ۱۲ ۸ یعنی بھاری ۱۲ ۹ یعنی ہلکا ۱۲

بیکر

شبک کو اپنے پرتو سے گراں کر
وہ اپنی ذات عالی سے مدد کر
رضامندی سے حق کی صاحب جاہ
کہ جوں یوسف نبی کو بیچے مالک
لگا ہے بیچنے جب اس نبی کو
جو اہر بیش قیمت دُرِ مکنول
بوزن یوسف کنعان خورشید
یہ سنکر مشتری حیران تھے سارے
مگر عشق زلیخا تب بہا ہو
بھری تھی اشک فرقت کا خزانہ
بھری تھی گنج قاروں سے زیادہ
کہ تو بازار میں جلدی سے جانا
عزیز اسوقت بولا ہے کہ جانی
برابر اس کے جوہر تول دینا
کہی ہے تب زلیخا نے شتابی
ہے میرے پاس گنج دُرجِ گوہر
بھی اس پر نے سرشک چشم کا آب
اسے لیجا کے کر اسپر فدا تو
سو وہیں سن کر عزیز نیک خصلت
گیا مالک کے جب نزدیک گیانی
یہ گوہر بیش قیمت تول لینا
سو وہیں مالک نے کر میزان کو راست
بھرے چند بن و لے اٹھنے نہ یوسف

کریں گے وہاں سے امت پار یکسر
بُستان یوسف مصری مقرر
پھرا ہیں سب کے تئیں واللہ باللہ
گیا بازار میں نے کردہ سالک
تو ٹھہرایا تھا قیمت انکی یوں اہ
خراج شش جہت سے ہو کے افزوں
سہ بارہ تول دیویں گنج جمشید
نہ مہ ہاتھ آوے ہے غیر از ستارے
کہ یوسف اس کے دل کا مدعا ہو
دُرِ انجم اُس کا بھر کر دانہ دانہ
عزیز اپنے کے تئیں بولی ارادہ
وہ کنعانی فلک کا بدر لانا
خزانہ اتنا کان مجھ پاس گیانی
سہ بار اس طرح سے وے مول لینا
مثل سیماب کر کر اضطرابی
خراج ششجہت جو ایک جوہر
ہوئی ہے ہجر کی آتش سے پرتاب
وہ دولت اپنے گھر میں جلد لا تو
خزانے کے اونٹوں پر بفرحت
کہا مالک کو اب کر مہربانی
سہ بارہ تول لے خورشید دینا
بھرے گوہر وگر پلے میں درخواست
لگا کرنے کو سب عالم تاسف

لہ مانند ۱۲ سہ تین ۱۲
سہ صاحب مرتبہ ۱۲
سہ تمام دنیا ۱۲ سہ پوشیدہ
سہ بیچنے والا ۱۲ سہ خریدار
سہ بادشاہ مصر یعنی حضرت
سہ چاند ۱۲ سہ قیمت
یوسف ۱۲



ہ موتی ۱۲ چودھویں
رات کا چاند ۱۲
ملہ پارہ ۱۲
کے ڈوبے کا خزانہ
آنسو ۱۲
افسوس ۱۲

ہوا الہام تب یوسف نبیؐ کو
سو وہ ہیں وہ یوسف صدیق منظور
شرف سے اس انگوٹھی کے مقرر
عزیزاں اس طرح محشر میں میزاں
وہ کلمہ کی انگوٹھی اس میں رکھ کر
گنہ کا پلہ کیا طاقت گراں ہو
یہ کلمہ طیبہ یک جو ہو منظور
تمامی کائنات و جملہ اشیا
تو کیوں بار گنہ اس سے برآوے
مثال ایک اور یاد آیا ہے یاراں
محمد مصطفےٰ صدیق اکبر
سنہ عاشق تھے محمد مصطفےٰ کے
بکے مائی و گر حمام معروف
بشرحا اس کو کہتا ہوں مفصل
کرتھی جو حضرت عیسیٰ کی امت
گئے تھے عید کو وہ شہر باہر
خطیب ان کا ہو تب منبر پراسوار
تھا اسمیں وصف ختم المرسلیں کا
کہ اس منزل میں تھا وہ اژدہا کیں (سانپ)
سو ویں عاشق ہوا ہے مصطفےٰ پر
تڑپ کر ہجر سے رونے لگا ہے
کہ اے خلاق اکرم ذوالمنن تو
سو ویں باری تعالیٰ نے کہا ہے

انگوٹھی اپنی اس پلڑے میں رکھ تو
انگوٹھی کو رکھے میزان میں معمور
ہوا میزان (ترازو) وہ ساعت برابر
انگوٹھی سے ہو کلمہ کی وہ خیزاں
عمل تو ہیں گے جب میزان میں رکھ کر
یہ کلمے کے مقابل میں کہاں ہو
جہاں ہو اس کی سب پاسنگ ہے وہ
یہ کلمہ کی انگوٹھی کے ہیں ہمتا
کہ کلمہ سن جہنم بھاگ جاوے
وطن داراں عزیزاں یار غاراں
جو دونوں غار میں بیٹھے تھے ہمسر
خداوند جہاں سے مدعا کے
بھی سیّم عنکبوت نیک موصوف
کہ پانصد سال پر حضرت کے اوّل
کہ ان لوگوں کا تھا کیں یوم زینت
عبادت کو ہوئے تھے سارے حاضر
کرے تھا وعظ از انجیل تکرار
محمدؐ مصطفےٰ بحر الیقیں کا
محمدؐ کی فضیلت کو سناویں
کہ اس سالار فخر انبیاء پر
خدا سے آہ و زاری کر کہا ہے
جمال مصطفےٰ دکھلا تو مجھ کو
کہ میرے دوست خاطر اک جگا ہے

لہ یعنی دلیں خدا کی طرف سے کوئی بات کا آجانا اسکو الہام کہتے ہیں ۱۲ اور پیغمبر و اولیاء اللہ نیک بندوں کو ہوتا ہے ۱۲ ؎ بزرگی ۱۲ ؎ اشیا ؎ پلڑا برابر کرنے کے لئے رکھتے ہیں ۱۲ ؎ یعنی تمام

؎ عنکبوت اور سانپ ؎ پانصد ۱۲ ؎ یعنی پانسو ۱۲ ؎ یعنی سرگی ۱۲ ؎ یعنی عید کا دن ۱۲ ؎ یعنی خطبہ پڑھنے والا ۱۲ ؎ تعریف ۱۲ ؎ یقین کے دریا ۱۲ ؎ سردار ۱۲ ؎ صاحب احسانوں کے ۱۲

وہ مکے سے ہے اک فرسنگ باہر
وہ میرا دوست وہاں تشریف لاوے
وہاں جاکر تو رہنا ہو کے ساکن
سو آس غار میں بیٹھا تھا مشتاق
کبوتر ایک منطوقہ تھا موسوم
کہ ان نے بھی سنا تھا وعظ انجیل
بحکم حق وہ آیا تھا جبل پر
بھی سوم عنکبوت نیک محضر
ہوا جب حکم اس حق المبیں کا
بنا کر اے خلیل اللہ کعبہ
کہے اب کونسی جا میں بناؤں
کہ طول و عرض اس کا ذرع مقدار
وہیں رب العلا نے کر اشارا
برابر مرضی اللہ اکبر
ہوا فارغ احاطہ کر کے تیار
خدا نے اس کے بدلے اپنا ہمدم
دکھایا اس کے تیں اس غار میں لا
یقیں سمجھو کہ جو ہے عشق کامل
محمد مصطفیٰ صدیق کو لے
سو وہیں پر عنکبوت نیک بنیاد
بہت سرعت سے وہ بنتا تھا جالا
گویا خورشید شکل استوا میں
محمد مصطفیٰ سالار کونین

کہ ہے اک غار اس کوہ پر مقرر
کبھی اس کا دوست اسکے ساتھ آوے
سنا سو ماتر نکلا وہاں سے اس دن
کہ تا آوے محمد کان اخلاق
کہ وہ تھا شاہ تماموں کا مفہوم
سو ہو مشتاق اس سلطان کا تعجیل
کیا تھا آشیانہ وہاں مقرر
کہ در وقت خلیل ابن آذر
خدائے دہر رب العالمین کا
سو ابراہیم خوش ہو بے محابا
عمارت کس طرح اس کی بناؤں
احاطہ کر دکھا نا مجھ کو اک بار
سو آ کر عنکبوت اک سوت مارا
احاطہ کر دیا اس نے سراسر
کہ تھا وہ عنکبوت از عشق پرکار
محمد مصطفیٰ سلطان عالم
وہ تینوں عاشقوں کا مدعا تھا
تو اس سے دو جہاں ہوتی ہے حاصل
گئے جب غار میں تصدیق کو لے
لگا ہے تارتے کو بر ارشاد
پڑا تھا غار میں ایسا اجالا
اسد میں یا کہ میزان صفا میں
وہ جلدی دیکھ کرنے لگے ہیں

لہ کوس ۱۲ سنگ تہا
ئے پہاڑ کا شگاف ۱۲ ئے
ئے کبوتری
ئے سانپ ۱۲ ئے پہاڑ
کا بادشاہ ۱۲ ئے مکڑی
ئے گھر بنانا ئے
ئے ابراہیم علیہ السلام
ئے وقت میں گھر بنانے
ئے دہشت ۱۲ ئے گز ۱۲ ئے
ئے دائرہ بنانے
ئے ہموار ۱۲
ئے وزار ۱۲



ئے استوا اس خط
کو کہتے ہیں جو پانی
اور زمین کے
درمیان ہے ۱۲
ئے ایک برج
ہے بصورت شیر
کے بارہ برجوں
کے ۱۲
ئے یہ بھی ایک برج ہے
بشکل ترازو کے ۱۲

کہے صدیق اکبر کو سُنادیں
کہ اے صدیق تم دیکھو شتابی
یہ اس کی اضطرابی دیکھ ہمدم
کہے صدیق نے اس وقت خوش ہو
کہے تب حضرت خیر الورا نے
کہ جب محشر میں امت جائے پل پہ
کہ پانصد سالہ رہ بر پشت دوزخ
کہ وہ شمشیر سے بھی تیز تر ہو
سو میں بھی اس طرح اسپر سے لیکر
گنہ گاران امت لیکے یک یک
سو اس کا یہ نمونہ ہے برادر
یہ سن صدیق صدقت کہے ہیں
زہے طالع ہمارے سعد اکبر
ہمارے باپ ماں امت پہ قرباں
عزیزاں ایسے خاصے کے نواسے
سو پھر کر ہم کو کیا ہو اس سے امید
یہ دنیا نے کئی لاکھوں بنائے
یہ دنیا سربسر مکر و دغا ہے
میں کہتا ہوں الا یا ایّھا النّاس
فلک ہے نیلگوں بر فرش اخضر
ہوئے جس دن حسینؑ پاک مقتول
زمیں پر پڑ گئے غم کے درارے
فلک ہو کوزہ پشت اس غم سے ہر دم

محمدؐ مصطفےٰ فرخندہ آئیں
کرے ہے عنکبوت اب اضطرابی
مجھے یاد آگیا محشر کا عالم
کہے کیا یاد آیا مجھ کو بولو
محمدؐ مصطفےٰ بلغ العلےٰ نے
وہ رستا ہے بکٹ صدیق اکبرؓ
کہے گا دیکھ عالم اس کو آہ و بخ
وہاں جب میری امت کا گذر ہو
بسان عنکبوت ہو تار اوپر
گذر جاؤں گا پل سے جلد بیشک
عجب ہے عنکبوت نیک محضر
رسول اللہ سے خوش ہو کر رہے ہیں
تمہارے جیسا بھیجا ہے پیمبر
محمدؐ مصطفےٰ سلطان دوراں
ہو دیں بسمل تڑپ کر سخت پیاسے
یہ دنیا سربسر نیکوں کو ہے قید
کئے تیار اور آخر کو کھائے
کوئی بھی اس کے ہاتھوں سے بچا ہے
یہ دنیا سربسر ہے صورت یاس
چبھے ہیں خاک کی رگ رگ میں نشتر
اٹھی ارکان کے دل سے آہ کی سول
ملائک انس اور جاں آہ مارے
ہو تیغ کہکشاں کو کھینچ براہم

۱ بے قراری ۱۲ ۲ آہ و بخ یعنی آہ و افسوس ۱۲ ۳ تلوار ۴ مانند ۵ یعنی خصلت والی ۶ یعنی پر یہ فرمایا آپ نے رسول اکرم ۷ یعنی ستارہ ۱۲ ۸ نجومیوں نے ستاروں کو چار قسم کیا ہے ان میں سے بعض سعد اکبر ہیں یعنی بہت نیک اور بعض سعد اصغر

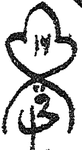
۳

یعنی تھوڑے سے نیک ہیں اور بعض نحس اکبر یعنی بہت بری اور بعض نحس اصغر یعنی نحوست میں اس سے کم ۱۲ ۹ دنیا کے بادشاہ ۱۲ ۱۰ ناامیدی ۱۲ ۱۱ نیلے رنگ والا ۱۲ ۱۲ یعنی زمین ۱۲ ۱۳ یعنی سبز آسمان خمیدہ ہے اس واسطے کوزہ پشت کہا ہے ۱۲

جگر پر اپنے اس ماتم سے مارا
اٹھے ہیں برق غم کے سب شرارے
فلک نے دیکھ جب سبط پیمبر
دکھا دے ہے جہاں کو صبح اور شام
جہاں سب ان کے غم میں مبتلا ہے
وہ سارا پیشتر مذکور ہو گا
پھر اب مکے میں تھے سو انکا احوال
نہ کرنا اب زیادہ ذکر کا طول
حسینؑ ذو الکرم مکے میں آکر
گذرتی تھی بہت عیش و فرح سے
فلک نے دیکھ کر آسودہ ان کو
سبھی اطراف جانب میں سراسر
خبر کوفے میں پہنچی شاہِ دیں کی
سو کوفے میں بہت خادم تھے شہ کے
بہت اشخاص تھے حضرت علیؑ کے
بلکہ کوفے کا عالم سب تھا خادم
سنے حضرت حسنؑ کو زہر دیکر
انھوں کو اس طرح تکلیف دیکر
بہت مکر و دغا سے ان کو مارے
ابوسفیان ابن معاویہ کا!
خلافت کا وہ دعویٰ کر پڑا ہے
حسین ابن علی بیعت نہ کر کر
عجب ہے تم سبھی احباب ان کے

ہوائے رعدِ غم سے پارہ پارہ
اٹھے گرداب میں ماتم کے نعرے
اٹھا یا داغ پیشانی کے اوپر
پھرے ہے باندھ کر ماتم کا احرام
سبھوں کا اس الم سے دل جلا ہے
وہ عاشر بزم میں مسطور ہو گا
بیان کر اے فقیہ اس چرخ کا قال
نہ ہو سامع پہ کچھ تکلیف مستول
رہے آسودگی سے جملہ یکسر
خوشی سے خرمی سے سب طرح سے
روانہ کر دیا قرطاس غم سو
خبر پہنچی گئے مکے میں سرور
حسین ابن علیؑ شہر مبین کی
کہ اس شیر خدا عالم پنہ کے
بہت شاگرد تھے اس جہبلی کے
خبر سنکر ہوئے سب لوگ نادم
کلیجے کے گرائے لخت یکسر
ہلاہل کا پلائے سخت ساغر
حسینؑ ابن علی وہاں سے سدھارے
یزیدی ہاویہ میں زاویہ کا
مگر پیشاب شیطاں کا پیا ہے
رہے مکے میں جا گوشہ پکڑ کر
نہایت معتقدی اصحاب ان کے

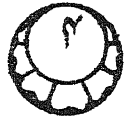
لہ وسعت ہیں مجلس ۱۲ ۲ہ کھلا ہوا ۱۲ ۳ہ یعنی روا ازی ۱۲ ۴ہ آفتاب ۵ہ سوختہ ۱۲ ۶ہ یعنی روشن ۱۲ ۷ہ دیعنی بیان کے بنا ۸ہ خدمت والے ۱۲



کرنیوالا ۱۲ ۹ہ یعنی پشیمان ۱۲ ۱۰ہ یعنی جگر سے ۱۱ہ یعنی تمام ۱۲ہ زہر قاتل ۱۲ ۱۳ہ نام ہے جسم کا ۱۲ ۱۴ہ یعنی

یزیدی ابن بوسفیان بدذات
لگے ہیں مل کے سب افسوس کرنے
بہت اشراف تھے کوفے کے سارے
سبھی پچھتا کے یکدم رو اُٹھے ہیں
کہ کرنا ہم سبھوں میں عہد[۱] محکم
قسم کھا کر لکھے حضرت کو نامہ[۲]
یہاں آویں تو ان سے ملکے باہم
پھر اس نعمان حاکم کو پکڑ کر
اکابر[۳] سارے کوفے کے سلحدار[۴]
سبھی مل کر لکھے طومار[۵] کاغذ
لکھے آداب اور القاب بسیار
کہ بعد از حمد و نعت مصطفیٰ کے
کئے پھر اس طرح نامہ میں مرقوم[۶]
کہ یا ابن رسول اللہ حسینا
کہ تم خاتون محشر کے جگر بند
مشرف[۸] ذات عالی با کرامت
سپہ سالار خورشید جہاں تاب
سنے ہم نے کہ ابن معاویہ نے
خلافت میں قدم ڈالا ہے منحوس
سو ہم سب سن کے جلکر سوختہ ہیں
خدا ہرگز یہ بدفعلی نہ چاہے
سو یا ابن رسول اللہ بہ تعجیل[۱۳]
ہمارے سر پہ سایہ ہو کے رہنا
خلافت کیوں رہے مجہول کے ہاتھ
نہایت ننگ اور ناموس کرنے
تھے محکم دین پہ ہر طور بارے
یہ آخر متفق ہو یوں کہے ہیں
کہ تا بوجھے نہ اس کو غیر محرم (اجنبی)
کہ آویں اس طرف شاہ[۷] گراما
کریں بیعت کا پھر کر عہد محکم
کریں گے قبد تا وہ آوے رہ پر
کئے بیعت حسینا پر ہو تیار
مگر تھا وہ قضا کا کار کاغذ
یہ بسم اللہ لکھے نامے کا اقرار
وہ جملہ انبیا کے پیشوا کے
حسینؑ ابن علیؑ کو ہووے مفہوم
کہ تم ابن ولی اللہ حسینا
حسنؑ شہ کے برادر نیک پیوند
بدایت[۹] ہے تمہاری لانہایت[۱۰]
تمہارے باپ کے ہم سب ہیں اصحاب
وہ خیفہ[۱۱] ہادیہ کے زادیہ نے
کہ پیدا دین میں آوے گا ناموس
تمہارے حب[۱۲] دلمیں دوختہ ہیں
وہ اپنے فضل سے فتنہ مٹا دے
چلے آنا ادھر جوں وحی تنزیل
ہمیں پند و نصیحت حق کی کہنا

[۱] اقرار مضبوط ۱۲
[۲] یعنی خط ۱۲
[۳] یعنی بزرگ ۱۲
[۴] ہتھیار رکھنے والا ۱۲
[۵] یعنی دفتر ۱۲
[۶] یعنی لکھے ۱۲
[۷] یعنی معلوم ۱۲



[۸] یعنی بزرگ ۱۲
[۹] یعنی شروع ۱۲
[۱۰] یعنی بے انتہا جس کا آخر نہیں ۱۲
[۱۱] یعنی مردار ۱۲
[۱۲] یعنی محبت ۱۲
[۱۳] یعنی جلدی ۱۲

یہاں حاکم ہے اسکو بھی پکڑ کر
یہاں کے ہم ہیں سب اعیان و ارکان
سبھی قربان ہیں آل عبا پر
ہمارا خانماں تم پر فدا ہے
اگر اس طرف تم تشریف لاؤ
وگرنہ تو قیامت میں ہو دعوا
ولے نیں آئے وہ ہم پاس داعی
بہت اقسام اس میں لکھ کے پیارے
بھی دو یک مرد و انا کر کے تیار
لگے ہیں پیک کرنے راہ کو طے
پڑھے نامہ حسینؑ ابن علی نے
بہت تعظیم سے ارقام اقسام
بھی اس پر چند نامہ بھیج پیہم
قضا آمیختہ با مشورت ہو
لکھے اس بعد نامے چند پر شوق
اگر کیسا کوئی کامل ہنر ہے
کیا حق المبین جب فضل غایت
کہ سب اشیا بحر و بر تھا تسخیر
سباع و طیر و مور و مار و انعام
سو ہر طائر کو پوچھے ہیں سلیماں
سبھوں نے اپنے دل کی رمز کھولے
کہ جب ہدہد تلک پہنچی ہے نوبت
میرے میں یک ہنر ہے بس عجائب

دہیں بیعت میں لادیں با مقرر
بھی سب بوجھتے ہیں کنہ امکاں
ہمارے پاس تم آنا کرم کر
ہمارا تم ستی برخدتا ہے
ہمارے نور ایماں کو بچاؤ
حسینا کو بہت ہم نے بلایا!
قسم تم کو خدا اور مصطفےٰ کی
کئے ہیں پھر اس پر سب یارے
روانہ کر دیئے نامہ کا طومار
لگے ہیں بھیجنے نامے پیاپے
امیر المومنینؑ حق کے ولی نے
کئے با پھر سب نامے کو اتمام
حسینا کو گئے شائق وہ ہر دم
بخود اس راہ پیک منزلت ہو
شہادت کا قضا نے لادیا ذوق
اِذَا جَاءَ الْقَضَا اَعْمَی الْبَصَر ہے
سلیمانؑ کو نبوت وی رسالت
جہاں ازم چرخ تک تھا حکم توقیر
بہائم سب تھے وہاں تسخیر در دام
ہنر کیا کیا ہے تم میں سو کہو یہاں
ہنر جو کچھ تھا ان میں شہ کو بولے
سو ان نے بول اٹھا اے مہر غربت
نظر آتا ہے مجھکو آب غائب

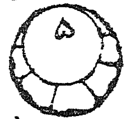
یعنی امیر اور وزیر ۱۲ — یعنی بار بھی ۱۲ — یعنی گھر بار ۱۲ — یعنی مطلب ۱۲ — وادعی دعوت دینے والا ۱۲ — یعنی غفلت ۱۲ — یعنی قاصد و قاصد ۱۲ — یعنی دو پہ در پے ۱۲ — یعنی مشتاق ۱۲ — یعنی ساتھ صلاح کے ۱۲ — یعنی مزار ۱۲ — جب اجل آتی ہے آنکھ اندھی ہو جاتی ہے ۱۲ — اور جنگل ۱۲ — سو دریا مصدر ہے بمعنی فاعل و مفعول کے آتا ہے یعنی ۱۲ — یعنی فرمانبردار ۱۲ — یعنی عزت ۱۲ — درندے اور پرندے اور چیونٹی اور سانپ ۱۲ — اور چارپائے جانور ۱۲ — یعنی پھندا ۱۲ — یعنی بھید ۱۲

۱۸ باقی

عمق کتنا ہے اور کیا عرض کیا طول
یہ سنتے ہی سلیمان ابن داؤد
کہے یہ خوش ہنر ہے سب سے بہتر
یہ سنتے سرفرازی ہدہد خاص
وہاں تھا زاغ حاضر سو کہا وہیں
کہ اے حضرت سلیمانؑ پاکدامان
یہ ہدہد جھوٹ کہتا ہے سراسر
اگر یہ قعر میں پانی کو دیکھے
ذرا سی خاک میں کر دام پنہاں
جو زیر خاک میں ہیں دام دیکھے
سو وہیں حضرت سلیماں سنکے یہ قال
تیرے حیلے ہنر میں میل آیا
سو وہیں ہدہد تڑپ بولا شتابی
کہا حضرت سلیمانؑ کو کہ سلطاں
اگرچنداں ہنر ہے در مناظر
اگر میری قضا آنکھیں نہ موندے
ہوا میں دام کو دیکھوں مقرر
وے جسدم قضا آئی تو اسدم
قضا یک دست کا پنجہ ہے یاراں
دونوں انگشت آنکھوں میں دبا کر
دونوں انگشت پھر کانوں میں ڈالے
بھی یک انگشت باقی لب پہ دھر کر
کہ جو باء القضا کہتے ہیں یاراں

کہ شور و تلخ یا شیریں ہے معقول
ہوئے دلمیں نہایت شاد و خوشنود
تو ہونا اب میرا استقائے لشکر
قبولا اس نے سقائی بلاقاص
سلیماںؑ کے مقابل بول اٹھاویں
کہ اے پیغمبر مقبول سبحاں
رکھا ہے کذبیت کا سر پہ افسر
عجب ہے دام اور دانہ نہ سوجھے
ہزاراں ہدہداں ہوتے ہیں حیراں
وہ کیا پانی کو در انجام دیکھے
کہے ہدہد کے تیں ہے راست احوال
جو جھوٹی لاف تو مجھ کو سنایا
دکھایا زاغ کی کر کر خرابی
جو منکر ہے قضا کا زاغ شیطاں
وے منکر قضا کا ہے یہ کافر
بھی میری عقل کو سر میں نہ کوندے
بھی دیکھوں قعر دریا میں ہے گوہر
میں خود جا دام سے ہوتا ہوں ہمدم
وہ چاہے جس گھڑی ازحکم یزداں
کرے ہے اسکو نابینا سراسر
فن و تدبیر سننے سے نکالے
کرے خاموش یک دم ہے مقرر
ہوئے اعمیٰ البصر سب نامداراں

۱ یعنی گہرائی ۱۲
۲ یعنی کھارا ۱۲ اور کڑوا یا میٹھا ۱۲
۳ یعنی بہشتی یعنی پانی پلانے والا ۱۲
۴ یعنی بغیر انکار کے
۵ یعنی کوا ۱۲
۶ یعنی جھوٹائی ۱۲
۷ یعنی تاج ۱۲
۸ یعنی



۹ چھپی ہوئی ۱۲
۱۰ یعنی بیچ ۱۲
۱۱ یعنی بیچ گفتگو ۱۲
۱۲ نظر کے یعنی
۱۳ یعنی بیچ ۱۴ یعنی دیکھنے میں ۱۲
۱۵ نام ہے اللہ تعالیٰ کا
۱۶ یعنی اندھا
۱۷ یعنی ساتھی

حسینؑ ابن علیؑ نامے کو سارے
عزیزوں کو جو بلوائے ہیں بارے

دکھائے ان کو نامے سب سراسر
کئے ہیں مصلحت[1] سب سے مقرر

یہی نکلتے ہیں اب چلنا ادھر کو
قسم تائید شاہ و نامور کو!

سبھی نامے ہیں وہ با مہر عنوان[2]
سبھی وہ صدق دل سے ہیں مسلمان

اگر ان کے لکھے کو میں نہ مانوں
تو منہ محشر میں ان کو کیا دکھاؤں

بصد ہو کر بلاتے ہیں وہ یاران
وہ ہیں والہ کے میرے دوستداران

سو اس باعث مجھے جانا ہے بہتر
انھوں کا سر خرو در روز محشر

کہ سارے دوستاں میں متفق ہوں
مجھے نامے لکھے ہیں سب نے رو رو

تمھیں سب متفق ہو مشورت کر
بتانا سب صلاح خیر اس پر

سو وہیں اشخاص بولے یا حسیناً
وہ دل کا راز کھولے یا حسیناً

کہ یا سبط رسول اللہ سنو تم
ہوئی ہے کوفیوں میں سے وفا گم

انھوں کے قول میں ہرگز وفا نیں
انھوں کا کار بجز مکر و دغا نیں

انھوں مردان علیؑ سے بے ادب ہو
دیئے جام شہادت ان کو بد خو

انھیں مولا علیؑ کہتے تھے اکثر
کہ لا یوفی ہیں کوفی جملہ یکسر

یہ سنتے ہی حسینؑ ابن علیؑ نے
وہ خورشید سپہر منجلی نے

یقیں مجھ کو ہوا ہے اتنا کامل
دغا کرنے کے نیں مجھ سے وہ سب مل

ارادہ ان کا نیک آتا ہے دل میں
وفا او رعہد ہے اس منت گل میں

بہت اقوال سے ثابت ہوا ہے
قسم اقسام سے نامہ لکھا ہے

وہ ایسی گفتگو میں تھے اسی دم
سو یک طومار آیا پھر کے پیہم!

وہ نامہ تھا بشرؑ نام ور نام
سلحداران جو انان نیک انجام

تمامی اہل کاران احتشامی
مبارز رزمگاہ نیک نامی

یلان وکارزاران سخت گردان
تہا جبران جنکو دیکھے چرخ گردان

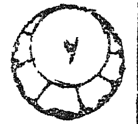
تھے جملہ نیک ناماں پیر و برنا
بھی شرفا دیگرا علی و ادانیٰ

[1] مصلحت یعنی مشورہ
[2] یعنی سرنامہ یعنی شروع خط کا
[illegible]
۱۷ باقی
[illegible]
یعنی لڑنے والے
یعنی پہلوان
[illegible] آسمان
پھرنے والا
یعنی بوڑھے اور جوان

رقم کر دیے تھے چند اقسام
بہت خواہش سے مضطر ہو کے عالم
کہ اے سلطان دیں تشریف لانا
ہماری بزم ایماں کی ضیا ہو
بھی چار اشخاص دانا کر روانہ
سو تب شہ نے کئے دل سے مقرر
کہ پہلے جا کے مسلم ان کو دیکھیں
اگر چاہتے ہیں مجھ کو وہ جماعت
سو پھر مسلم بھی دیکھیں ان کا احوال
مجھے وہاں سے لکھے مسلم جو آنا
سنے یاروں نے تب بولے ہیں بہتر
وفا اور عہد میں ہو دیں جو قائم
سو دیں حضرت نے مسلم کو کہے ہیں
عقیل محترم کے محتشم ہو
میری جانب سے تم جانا برادر
سو اس نامے کو لے کر تم سدھارو
امیر المومنین شیر خدا کے
تمہارے ہیں نے سب نامے کو پڑھ کر
تمہارا اعتقاد اور دین و آئیں
تمہاری قسم اور اقسام کو دیکھ
اسی باعث ہیں یہ کہہ کر مسلم
پچیرا بھائی مسلم نیک بنیاد
ولی اللہ کے نور العین دلبند

خدا اور مصطفیٰ کے نام با نام
لکھے تھے اس طرح نامے کو اسدم
جمال و الضحیٰ ہم کو دکھانا
ہمارے دو جہاں کے بادشاہ ہو
گئے ہیں شاہ کے دل پر نشانہ
کہ اول بھیجنا مسلم کو ان پر
وفا اور عہد ان کا سب سے سمجھیں
سو مسلم سے کریں گے آ کے بیعت
عقیدت اور مروت چال اور ڈھال
سو تب ہووے گا یہاں سے میرا جانا
جو مسلم جا کے دیکھیں انکو یکسر
سو پھر یہاں سے چلو تم ہو کے عازم
پچیرے بھائی تم میرے سچے ہیں
میرے لخت جگر تم ابن عم ہو
وکالت کا میں لکھ دیتا ہوں محضر
لکھے ان کو کہ میرے یار و غارو
سبھی تم دوست ہو آل عبا کے
تمہارا قول سب دیکھا مقرر
نظر آیا ہے مجھ کو راست تمکین
تمہارے نیک ننگ ناموس کو دیکھ
سو بھیجا ہیں نے مسلم کو مکرم
عقیل محترم کا بہترین زاد
سعادت مند پس نیکوں کا فرزند

۱ یعنی بے قرار
۲ یعنی مجلس
۳ یعنی روشن
۴ بہت شخص کی
۵ تمام
۶ عزت
۷ دیکھنے والے
۸ چچا کے لڑکے



خط ۱۲ طریقہ ۱۲
تسلیم کیا گیا ۱۲
عزت دیا گیا ۱۲
اولاد
روشنی
آنکھ کی روشنی ۱۲
نیک بخت ۱۲
ارادہ کرنے والے ۱۲

اسے میری جگہ بھیجا ہوں یارلل
جو ان سالار و سرداران مختار
سبھی اشراف کوفہ اور اکابر!
میرے مانند ان کو بوجھ سارے
تمھارے حسن ظن سب کچھ مسلم
اگر چاہا خدا نے تو مقرر
یہ نامہ لکھ حسینؑ ذوالکرم نے
کئے مہر رسول اللہ اس پر
کہے ان کو کہ تم کوفے کو جانا
وہ نامہ دیکھ کر سارے اکابر
تمھارے ساتھ آ بیعت کریں گے
بھی سب وہ عہد نامہ دیکھ مقبول
سنے مسلم سو ہو قربان شہ پر
وہ نامہ لے جب آئے نیک انفاس
گئے گھر اور ہو ساروں سے رخصت
تھے دو فرزند کوچک ہمراہ راہ
مسلح ہو کے تب گھوڑے پہ اسوار
نکلتے شہر کے باہر ہی ناگاہ
کبوتر تین تھے بھی انکے درمیان
وہ سب بوموں نے ملکر ان کو مارے
کہے یہ فال ہے بس آشکارا
اسی موجب ہمارا حال ہو گا
وہاں سے طرف سیدھے کو نظر کی

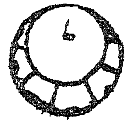
اے اہل کوفہ سارے دوستدار
زرہ پوشاں سلحداران و وار
کریں بیعت رہیں خدمت میں حاضر
کرو تعظیم ہیں مہماں تمھارے
بلاویں گر تو ہو کوفے کا عازم
ہیں آتا ہوں تمھارے پاس یکسیر
نبیؐ کے لخت جان محترم نے
دیئے اس وقت مسلمؑ کو بلا کر
میرے نامے محبوں کو لیجانا
وہ سردار و سلحدار و عساکر
بھی خادم ہو سبھی آ کر رہیں گے
کرو میری طرف نامہ کو مرسول
فدا کرتے چلے تب جان شہ پر
چلے ہیں باندھ کر سر افضل الناس
کہ وہ ماہ وفا مہر مروت
لئے دونوں کے تیں مسلمؑ نے ہمراہ
چلے ہیں نیک ساعت نیک اطوار
دیکھے یک جھاڑ پر سب بوم بدخواہ
کرے ہیں مار کر چونچوں سے حیران
سو یہ احوال مسلمؑ دیکھ بارے
جو بد بوموں نے حماموں کو مارا
ہمارا جان و تن پامال ہو گا
خرابی سخت تر دیکھی ادھر کی

۱ے دور کرنے والے
۲ے جمع شریف کی
۳ے اچھا گمان ۱۲
۴ے دوستدار ۱۲
۵ے جمع عسکر کی یعنی
۶ے بھیجا
۷ے حضرت مسلم
باقی ۱۶
۸ے بچھڑنے ۱۲
۹ے ہتھیار بند ۱۲
۱۰ے چھوٹی
۱۱ے گھوڑے ۱۲
۱۲ے یکایک
۱۳ے یعنی اُلّو ۱۲
۱۴ے جمع ہے بوم کی یعنی اُلّو ۱۲
۱۵ے حمام کی جمع یعنی کبوتر ۱۲

ہرن ایک اور دو بچے تھے ہمراہ
وہ سارے سگ ہم ہو کر جفا کار
سو وہیں مسلم نے دیکھے سو بچرے ہیں
کہے یا شاہ یہ بد فال دیکھا
حسینؑ ابن علی سن کر کہے ہیں
تو دیگر شخص جاوے گا وہاں تک
وہیں مسلم کہے ہو شہ پہ بلہار
میرا روح و رواں تم پر فدا ہے
مگر دو فال بد دیکھا سو آیا
سو وہیں مسلم نے حضرت پرسے فی الحال
پیاپے ہفت کرت ہو کے بلہار
کہ یا ابن رسول اللہ حسینا
یہ مسلم کمترین ہوتا ہے رخصت
قدم ابن رسول اللہ کے پھر کر
حسینؑ ابن علیؑ ان کو بلائے
کہے بھائی نہ غم کرنا ذرا بھر
لگا سینے سے اپنے بہت روئے
توکل حق پہ رکھ ان کو چلائے
ہوئے جب شاہ مسلم شہر داخل
بہت تعظیم سے لے کر گئے ہیں
سو ہانی اہل ایماں تھا مکمل
بہت آداب سے خدمت میں حاضر
سبھی اشراف کوفہ اور سلحدار

سگوں نے انکے تیں گھیرے تھے ناگاہ
ہرن اور اس کے بچوں کو لئے مار
ہرن حمام کا قصہ کہے ہیں
یہ جھوٹا کوفیوں کا قول دیکھا
کہ اے بھائی اگر جانا تمہیں نیں
کہ تا پہنچے یہ قصہ امتحاں تک
مجھے انکار نیں جانے سے زنہار
میں اپنا خانماں صدقے کیا ہے
وہ سارا ماجرا تم کو سنایا
تصدق ہو کے حلقہ کر بندھے جال
کئے رو رو کے پھر تسلیم و اقرار
سدا تم کو مدد و اللہ حسینا
یہ رخصت آخری ہے تا قیامت
میں دیکھوں گا عزیزا اس روز محشر
بہت اشفاق سے سینے سے لگائے
کئی دن بعد ہم ملتے ہیں آکر
گل رخسار انجھواں سے بھگوئے
قضا کے پیک نے کوفے کو لائے
سو سب اشراف آئے تھے مقابل
لجا ہانی کے گھر اندر رکھے ہیں
تفاوت نیں کیا مسلم سے یک تل
کریں مسلم کی ہر ہر لحظہ خاطر
قسم کھا کر کئے بیعت کا اقرار

۱ جمع سگ کی یعنی کتے ۱۲ ۲ ظالم ۱۲ ۳ گفتگو ۱۲ ۴ ہرگز ۱۲ ۵ خانمان ۶ سات مرتبہ ۱۲



۸ شفقت ۱۲ ۹ چہرہ مبارک ۱۲ ۱۰ پیغامبر قاصد ۱۲ ۱۱ فرق ۱۲ ۱۲ ہتھیار رکھنے والے ۱۲

سو مسلمؓ سب سے بیعت لے کے محکم
بہت بیعت میں آیا واں کا عالم

چہل اسوار نہ زریں گر زروایت
کریں سب آفرینش کو کفایت

ہزار اسوار زریں گرز جہ آر
ہزار اسوار نامی تیغ تلوار

ہوئے چالیس ہزار اسوار نامی
کئے بانیؓ نے ایسی اقتضا حی

دکھائے شاہ مسلمؓ کو وہ لشکر
جوانان پہلوانان زور آور

سو مسلمؓ دیکھ فوج کا رزاری
سبھی فولاد پوشاں کی سواری

عقیدہ ان کا کامل دیکھ مسلمؓ
لکھے ہیں شاہ کو نامہ مکارم

لکھے اس میں کہ اے سلطان کونین
محمد مصطفےٰ کے نور عینین

حسینؑ ذو الکرم شاہ زمانہ
ہوا بیعت کا جاری کارخانہ

سبھی ہیں معتقد با صدق دل سے
یہاں خالی ہیں سب رنج و محن سے

میرے سے آکے سب بیعت کئے ہیں
اور اس حاکم سے سب منکر ہوئے ہیں

بہت لشکر ہوا انبار اس ٹھار
اگر تشریف لاویں شاہ مختار

تو پھر ان سب کے تئیں برباد کرکر
خلافت کا طریقہ ہووے یا ور

سو تم خط دیکھتے ہی شاہ دانا
سب اہل البیت سے کر اٹھ کے آنا

یہاں آنے میں ہوگا حکم کامل
پکڑ بیعت میں لاویں سارے عامل

یہ خط کرکر رواںہ شاہ مسلمؓ
رہے اپنے مکان میں ہو کے قایم

چلا قاصد نے لے کے نامہ یکدم
ادھر دیکھو ہوا کیا کام برہم

قضا نے کس طرح حیلہ اٹھائی
وہ سارا کام یک گردش میں لائی

تھا اس ایام میں کوفے کا حاکم
سو وہ نعمان تھا مفتون ظالم

وہ پھر نا دیکھ لشکر کا ڈرا ہے
یزیدی بے حیا کو خط لکھا ہے

سبھی کوفی پھرے ہیں مجھ سے یکدم
کئے مسلمؓ سے سب بیعت مسلم

حسینؑ ابن علیؑ کو بھی لکھے ہیں
سو وہ بھی آج کل آپہو نچتے ہیں

اگر کوفہ تو چہنا ہے تیرے ہاتھ
تو کر اسوقت جلدی فکر اسبات

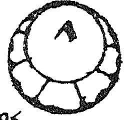
ے مضبوط ۱۲ ۔ ۔ ے بجاور ۱۲ ۔ ۔ بند و بست ۱۲ ۔ ۔ اٹھنے والی ۱۲ ۔ ۔ اقتضا ۔ کھینچنے والے ۱۲ ۔ ۔ مددگار ۱۲ ۔

قافیہ ۱۵ — گر سے ۔ ۔ عمل کرنے والے ۔ ۔ اسم مفعول ۔ بسکنے ۔ فاعل فتنہ ۔ اٹھانے والا ۔ ۔ مضبوط ۱۲

جو کوئی تدبیر کرتا ہے تو ٹھہرے
کئے بیعت سبھی جا کر امیراں
یہاں کا کار سب بگڑا ہے واللہ
بھی یہ خط لکھ بہت جلدی چلایا
دیا نامہ کے تیں با اضطرابی
سو وے بدکار مرداں کو بلایا
وہ مفسد دیکھ کر فتنہ اٹھایا
کہا اس کو کہ تو کوفے کو جانا
نگر کوفے کا عالم سب پھرا ہے
یزیدی نے تجھے دے سرفرازی
کیا مختار کل تجھ کو وہاں کا
کسی بھی طرح ہو کوفے میں داخل
بقول و عہد کر تو قتل مسلمؓ
انھیں کس طرح بھی وہاں سے بلانا
اگر آویں تو بہتر ورنہ لڑنا
سپاہوں کو یہ ہے تاکید ہر دم
نہ یک تن چھوڑنا آل عبا کا
دیا لکھ کر سرافرازی کا فرمان
عزیزاں دیکھئے یہ چرخ کجرو
عجب ہے گمرہاں کو سربلندی
وہ نامے زیادی نامرادی
بہت اسوار شاہی لے کے ہمراہ
چلا ہے زود تر وہاں سے حرامی

وگرنہ ہاتھ سے جاتا ہے تیرے
ہوئے ہیں حکم مسلمؓ کے اسیراں
خرابا ہووے گا کوفے میں ناگاہ
وہ قاصد تب یزیدی پاس آیا
پڑھا نامہ سو دیکھا ہے خرابی
وہ نامہ کھول کر اس کو دکھایا
جو عبداللہ زیادی کو بلایا
وہاں کی سب خرابی کو مٹانا
گذر نعماں سے مسلمؓ کو ملا ہے
کرے تجھ ذات پر بندہ نوازی
تو کرنا کار نامی اس مکاں کا
تو ہونا جا کے وہاں مسلم کا قاتل
حسینؑ ابن علیؑ پر کے ہوکے عازم
بجبراً میری بیعت پیچ لانا
انھیں ہر طرح سے بھی قتل کرنا
حسیناً کو کرو تم قتل پیہم
یہی مژدہ ہے میرے مدعا کا
چلا ہے خلعت ذلت لے شیطان
خرابی کی کیا ہے کیا وہ وادو
خدا لوگوں پہ سختی سرفگندی
ہرن کا مرگ کتوں کی تھی شادی
چلا ہے کوچ کر کر جلد بدخواہ
کرے کر ساتھ ساری فوج شامی

؎ جمع اسیر کی یعنی قیدی ۱۲ ؎ یکایک ؎ بے قراری ۱۲ ؎ فساد کرنیوالا ۱۲ ؎ شہید کرنیوالا ۱۲



؎ ارادہ کرنیوالا ؎ حکم ؎ خوشخبری ۱۲ ؎ جھوٹ ؎ خواری ۱۲ ؎ عزت ۱۲ ؎ دشمن ۱۲

پیاپے طے کیا ہے منزلاں طول
خصوصاً شہر کوفہ میں سر شام
وہ برقعہ اوڑ حلقہ کرکے یکدم
ہوا جب رات کو کوفے میں داخل
جب اس مردود کے نزدیک جاویں
کہیں سب السلام ابن پیمبر
وہ بدگو سن کے غصہ دلیں کھاوے
علیکم کا جواب آہستہ کہہ کر
ہوا دارالامارت میں وہ داخل
سب اوّل بندوبست اپنا بٹھا کر
تھی اسکے ساتھ افواج گرانبار
وہ سب فرمان اپنا پڑھ سنایا
وہ مختاری کے فرمان کو پڑھا ہے
کہے تم سب نے کیوں مسلم سے بیعت
سبھوں نے اس طرح سمجھے گماں کر
خطاں لکھ کر بلائے سو وہ آئے
دیکھیں ہیں جبکہ عبداللہ زیادی
نکل آئے سبھی اپنے گھروں کو
سو عبداللہ زیادی دیکھ یہ حال
سو ہو مغرور ہانی کو بلایا
بھی ہانی جا کے پہنچا نزد بدخواہ
کہا مسلم کو کیوں گھر میں رکھا تو!
یہ سب لشکر کیا تیار یک بار

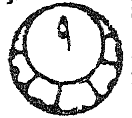
قریب کوفہ پہنچا شخص مجہول
ہوا ہے شب کو داخل نطفۂ غاشم
چلا ہے شب کو لشکر لے دمادم
سو پہونچے لینے باہر لوگ سب مل
سلام اوّل کریں اور سر نماویں
حسینؑ ابن علیؑ سلطان افسر
حزیں آواز سے ان کو سناوے
ہوا کوفے میں داخل زادۂ خر
کہا تب میں زیادی ہوں ہوں قائل
لیا بیعت وہ یک یک کو بلا کر
بلایا سب امیراں کو وہ یکبار
بھی اپنا کر و فر سارا دکھایا
امیران نواحی کو کہا ہے
یزیدی کا وہ دشمن ہے بہت سخت
حسینؑ ابن علیؑ آئے مقرر
سو ان کے واسطے سب لوگ دھائے
کہے دل میں سبھوں نے ہے فسادی
ہوئی نفرت سبھی چھوٹے بڑوں کو
بھی لشکر تھا بہت اور بے عدد مال
وہ ہانی اور پسر جلدی سے آیا
وہ عبداللہ نے ہانی کو ناگاہ
بھی سب لشکر کی کیوں بیعت لیا تو
اٹھایا سر کے اوپر ان کا کیوں بار

حاشیہ: سخس نطفہ - شب - دارالامارہ - گرانبار - سلطان - حکومت - افواج - جمع - بھاری - ۱۴ - باقی - پیچھے - اطراف - ناگاہ - دشمن - نزدیک - بوجھ

سو وہ ہانی محبِّ خاندان تھا
کہا ہانی نے اے بدکار گمراہ
ہے مسلمؑ پاک ذات و نیک بنیاد
کہ اس پہ سے فدا ہوکر رہا ہوں
تو اے مردود اس دنیا کی خاطر
حسینؑ ابن علےؑ سبط پیمبر
پہ سُنتے ہی زیادی خاک ہوکر
قضا را آ دوات آوتا گہا نی
ہوا ہانیؓ کا چہرہ ارغوانی
جو تیغہ تھا چلے ہیں سو پکڑ کر
تھا اس کا قصد عبد اللہ کے اوپر
سو ہانی تب لگا بے تیغ کرنے
چلایا ایک گھڑی لگ تیغ ایسی
جو کوئی اسکے مقابل چلکے آوے
کہیں سیدھے کہیں بائیں کو ہانی
بہت سے لوگ تھے سو ملکے اکثر
سوان نے بھی گرایا تیس شامی
وہ ہانیؓ جب گیا از دار فانی
وہ اوّل سب سے ہو مسلمؓ پہ قربان
بھی اس کا ایک بیٹا تھا جو امرد
جب ان نے باپ کی دیکھا شہادت
کمر سے کھینچکر شمشیر کاری
اچھلنے کو لگا ش شیر جیسا

فدا آلِ عبا پر نقدِ جاں تھا
لیا ہوں میں ثابت دین کی راہ
حسینؑا کا برادر آل امجاد
پہ میرا نقد جاں قربان کیا ہوں
ہوا حق چھوڑ کر باطل پہ ظاہر
کمر باندھا تو اے شیطان اُپر
دوات آگے تھی ماری اسکے سر پر
پیشانی میں لگی سو خون روانی
سو ویں غرش میں آ جوں شیر ثانی
بسا سرعت سے چیتے کی لپک کر
ہوئے حائل وہاں اشخاص دیگر
اٹھا یکبارگی ثابت ہو لڑنے
نہ دیکھی برق نے بھی تیغ ایسی
کھپاوے اسکو اور دیگر بلاوے
کیا تلوار سے بہتوں کو فانی
شہادت کا پلائے ان کو ساغر
زرہ پوشاں سلحداران نامی
کیا جنت میں عیش جاودانی
فدا دین محمدؐ پہ کیا جان
جہاں کے پہلوانوں میں تھا وہ فرد
لگا وہ تیغ سے کرنے کو غارت
لگا کرنے کو اسدم کارزاری
ذبح کرتا تھا سب کو بھیڑ جیسا

۱ دوست ۱۲ ۲ بُرے کام والے ۱۲ ۳ رستہ ۱۲ ۴ بھائی ۱۲ ۵ نواسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۱۲ ۶ یعنی خون جاری ہوا ۱۲ ۷ سرخ ۱۲ ۸ جوش ۹ بہت جلد



۱۰ گھیرنے والے ۱۲ ۱۱ تلوار ۱۲ ۱۲ سیاہ ۱۲ یعنی ابر سیاہ ۱۳ جام ۱۲ ۱۴ نابود ۱۲ ۱۵ زرہ پہننے والے ۱۶ ہتھیار رکھنے والے ۱۷ یکتا ۱۲ ۱۸ مشہور ۱۲ ۱۹ لڑائی ۱۲

وہ عبد اللہ زیادی پر کیا چال
زیادی تک چلا ہے تیغ کرتا
سو پہنچا تھا کہ اس کو تیغ مارے
کہا لوگوں کے تیں کیا دیکھتے ہو
یہ سنتے جملہ نامردان بدکار
سو وہ بھی تیز ہو کر حملہ پیہم
سو عبد اللہ تک پہنچے تھے ہم تن
سو عبد اللہ کھڑا ہو کر پکارا
اک ان میں تھا دلاور مرد شامی
وہیں بولا کہ اے ہانی کے فرزند
تو کر بیعت یزیدی سے امان ہو
کہا تب ابن ہانی نے کہ بدگو
حسین ابن علی سبط پیمبر
سبھی باطل کے اوپر تم کمر بند
کہا فرزند ہانی نے کہ جھول
کہ تو محکم ہے میں زخمی ہوں سدم
جو کوئی باطل پہ ہے گا سو مریگا
کہا اسوقت شامی نے کہ سچ ہے
سو وہیں شامی نے بولا ابن ہانی
بھی ہانی بول اٹھا اے بقر شامی
کہ اول مرد مومن نیں لڑے گا
تو کرے وار اول پھر خدا ہے
سو وہیں شامی نے شمشیر عریاں

چلایا تیغ و خنجر مرد قتال
کہ عبد اللہ نے بھی وہاں سے سرکا
سلامت وہاں سے او باہر سدھارے
اسے تم گھیرے کر مارڈالو
لئے ہیں گھیر اسکو سب نے یکبار
کیا وہاں تیغ سے کئی مرد درہم
کھپایا چند نامرداں قوی تن
اسے مارو کہ اس نے سب کو مارا
مبارز تھا قوی تخم حرامی
تو کیوں کرتا ہے اپنا قطع پیوند
تو کیوں کھوتا ہے اپنے خانماں کو
چڑھی ہے گی تجھے غفلت کی معجون
کیا ہے وہ یزیدی بے حیا غرہ
کرے ہو قتل کیوں مولا کے فرزند
پڑی غفلت کی تجھ آنکھوں میں دھول
لڑیں اس معرکہ میں ملکے تم ہم
تو کتنا ہووے جو اس سے پھریگا
میں حاضر ہوں اگر تو مرد کچھ ہے
تو کر میرے سے آکر تیغ رانی
مسلمانوں کا مشرب ہے گرامی
کسی پر وار ہرگز نیں کرے گا
وہی سب حق و باطل بوجھتا ہے
پیاپے وار مارے تیں یکساں

لہ لڑنے والا مرد
ایک کے بعد ایک
پہلوان پچھاڑنا
شہ اپنا علاقہ کیوں توڑتا
گھر بار
باقی ۱۳
شہ مضبوط
شہ لڑائی کی جگہ
ٹلنا / پچھلانا
شہ مذہب
لہ ننگی
عہ شامی کے بیل

وہیں وہ ابن ہانی شبّر نر ہو — پناہ اللہ کی لے بے جگر ہو
اسی دم وار اُس کے کرکے خالی — دیا ہے بعد اس کو گوشمالی
چلایا ایک پیکان جگر دوز — گیا مردود دوزخ میں وہ جانسوز
وہاں کا خلق سارا دیکھتا تھا — کہ وہ پیکاں اسے برمہ ہوا تھا
ہچک کر دانت وہ مردود شامی — ہوا بدکار یعنے ناتمامی
سبھی دیکھے سو لرزہ کھاکے حق پر — کھڑے جا کر رہے سب سارے تھک کر
سو عبداللہ زیادی دیکھ وہ حال — کہا دلمیں کہ اب ہوتا ہے جنجال
وے حکم قضا نے کار کر کر — کیا سرپوش حق اسرار یکسر
سو سب لشکر کو غصّے سے پکارا — اسے جلدی کرو ساروں کو مارا
اسے تم گھیر کر تیروں سے مارو — میرے سر پر سے تم آفت اتارو
سو سب شامیوں نے کر لیغار اُنپر — کیا حکم قضا نے کار اس پر
بہت لوگوں کو مارا ابنِ ہانی — ہوا آخر کے تئیں لاچار فانی
ہوا جنّت میں داخل مرد کامل — شہادت کو کیا یک بار حاصل
وہ جب دونوں شہادت پا چکے ہیں — خبر یہ جا کے مسلم کو کہے ہیں
نظر کر وہاں سے مسلم ہوکے باہر — محمد نام تھا اک شخص نادر
سچا مومن تھا مردِ نیک افعال — سو مسلم جا کہے ہیں اسکو فی الحال
وہ سنتے ہی محمد بول اٹھا یوں — تمھارے پر دل و جاں سے فدا ہوں
میرے فرزند اور مادر برادر — کروں قرباں قبیلہ میرا تم پر
سو وہاں بھی لوگ آ بیعت کیے ہیں — قسم دیکر وہاں بیعت لئے ہیں
سو عبداللہ سن کر مضطرب ہو — بلایا تب محمد کو وہ بدخو
یہ سنتے ہی محمد ہو کے تیار — قبیلہ تھا انھوں کا سخت بسیار
محمد اور محمد کا برادر — دونوں مل کر چلے مردود کے گھر
قبیلہ سارا پیچھے کو چلا ہے — مسلّح ہوکے عالم کھلبلا ہے

۱ نڑا ۲ تیر ۳ داخل جہنم ہوا ۴ کانپنا ۵ حملہ ۶ اچھے کام
۱۰
۷ اسی وقت ۸ بچے اور ماں بھائی ۹ بہت زیادہ ۱۰ ہتھیار بند

دو نوں بھائی گئے اندر کو یکدم
زیادی دیکھ بولا ان کو یوں کر
بھی گھر میں رکھے لئے بیعت میں عالم
یزیدی نے کہا ہے مجھ کو یوں کر
جو کچھ تو بچا ہے سو کر اسکو فی الحال
سو تم نے کیوں رکھے ہو اسکا دشمن
یہ سنتے ہی محمدؐ بول اٹھا ہے
وہ مسلمؑ حق تعالےٰ کے مکرم
ولی اللہ کے بھائی کے فرزند
انھوں پر ہے ہماری جاں فدا ہے
بھی تم اسکی طرف ہو دین کھوئے
کہاں وہ ابن بوسفیاں کی اولاد
یزیدی ہے پلیدی شوم بدکار
ہوا ہے آل پیغمبرؐ سے منکر!
ڈٹا کہنے لگا ہے بدزباں او
سرک سیفوں کو دوڑے دونوں غازی
کہا لوگوں کو اپنے ان کو گھیرو
لگی ہونے کو اس جا تیغ بازی
محمدؐ اور براور دونوں مل کر
چلی ہے تیغ جوں بجلی کڑکتی
جھلک وہ برق ساں اپنی دکھا کر
کئے وہاں اس طرح شمشیر دونوں
یہاں تک خوف کھا شامی ٹلے ہیں

رہا باہر قبیلہ کا سب عالم
رکھے مسلمؑ کو تم کیوں گھر کے اندر
سبب کیا ہے یہ کرنا کار حکم
جو کوئی جا ملے گا ان سے اسپر
اسی کو قتل کر یا کر تو پامال!
اسے تم جلد تم لانا میرے کن
ارے مفسد کہاں ایسا ہوا ہے
مسلماں ہوکے کیوں دیویں انھیں ہم
حسینؑ ابن علیؑ کے نیک پیوند
یزید پُر جفا وہ بے حیا ہے
اور ایماں چاہ ذلت میں ڈبوئے
کہاں ابن علیؑ اولاد امجاد
کیا ہے دل سے مردودی کا اقرار
سو عبد اللہ زیادی سنکے یہ پھر
یہ سنتے ہی براور دونوں یک ہو
سو بھاگا سامنے سے نامرادی
یہ سنتے چلدیئے شامی بدخو
کئے تیغوں سے دونوں جاں نوازی
وہ پیٹھے جوں غنایم میں غضنفر
نہایت تیغ آتش ساں بھڑکتی
چلاویں ان جفا کاروں کے اوپر
کھڑے ثابت ہو لڑتے شیر دونوں
جو کوئی تیغوں کی آتش سے جلے ہیں

ہے مضبوط ۱۲ ہے
ہے نزدیک ۱۲ ہے اچھے
ہے علاقہ رکھنے والے
ہے بادشاہی ۱۲
ہے جمع سیف کی یعنی

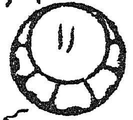


تلوار ۱۲ ہے غنیمت کی
جمع ہے بہت سی بکریاں
ہے شیر ببر ۱۲ ہے
بجلی ۱۲ ہے ظالموں
ہے آگ ۱۲

سو عبد اللہ زیادی دیکھ یہ حال
وہ غصہ کر کے لشکر کو کہا ہے!
یہ دو سے اس طرح تم بھاگتے ہو
یہ سن کر فوج دوڑی ان دونوں پہ
سو دبتے اس طرح سرماران کا
ہر ایک جانب زغن[۱] کر مارتے تھے
جوانمردی کو دیکھ ان کی زیادی
یہ کہتا تھا کہ دل میں دو جوانان
کہ پانصد[۲] ہیں سپہ شامی حرامی
سو دیں حملے کئے ہیں مل کے یکدم
گئے جب چو طرف سے مار سارے
کھڑا باہر محمدؐ کا قبیلہ
سو مسلمؓ نے بھی لے بیعت کا لشکر
لگے لڑنے کو جا کر گرو دربار
ادھر شامی ادھر کوفے کا لشکر
یلان[۳] با تہوّر[۴] زور آور
سبھی کوفے کے اشراف و اکابر
سلح[۵] پوشاں و بکتر دار و مغفر[۶]
جھلا جھلائے اسپاں[۷] تند و چالاک
علم اور کوس قرنائے طبل زن
لگے لڑنے کے تیں ثابت قدم ہو
قریب آتا تھا ایسا وقت یاراں
ہوویں ملعون پہ اس دم فتح[۸] آور

کہا دربار سب ہوتا ہے پامال
یہ دونوں سے سبھی گھر کھلبلا ہے
سپہ گیری کا کیا پیشہ لئے ہو
وہ دونوں بھی کھڑے تھے تیغ لیکر
لگا ہونیکو یک ہنکار[۹] ان کا
حسینا پر جگر کو وارتے تھے
زیادی پُر فسادی نامرادی
عجب شہ زور ہیں یہ پہلوانان
نہ ہو سکتی کسی سے نیک نامی
تفنگ[۱۰] و تیر و ناوک[۱۱] لے کے عالم
سو وہ دونوں شہادت پا سدھائے
کھڑے تھے دیکھنے گرد و ں کا حیلہ
محمدؐ کے قبیلے ساتھ مل کر
حویلی کے لئے دَر[۱۲] بند یکبار
لگے لڑنے کو لے شمشیر و خنجر
شجاعت سے تھے وہ معروف اکثر
جوان مردان و شیر قلب[۱۳] لشکر
حمایل اور زرہ پاکھر[۱۴] مُنشّر
لگی اڑنے زمیں تا آسماں خاک
کھڑے چندی زمیں میں میخ آہن[۱۵]
لگے تیغے سرکنے دمبدم اد
جو پاویں فتح مسلمؓ کے سواراں
ہوا حیراں زیادی اور یکسر

۱ تلوار ۲ بلند آواز ۳ حملہ ۴ بندوق ۵ تیر ۶ دروازہ ۷ جمع یل کی بمعنی پہلوان ۸ بہادر

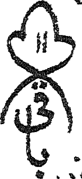


۹ لشکر کے درمیان کے ۱۰ ہتھیار پہننے والے ۱۱ کھینچنے والے ۱۲ خود ۱۳ گھوڑے ۱۴ نقارہ ۱۵ لوہے کی میخ ۱۶ فتح

کہا لوگوں کو اپنے تم نے مل کر
سبھی کوفے کے لوگوں کو پکارو
پھراؤ ان کو دہشت دیکے یکبار
کٹا سر ان دونوں کا دھڑ سے یکدم
دیئے اوپر سے نیچے ڈال سارے
کہ اے کوفے کے باشندے تمامی
تم ان کو چھوڑ کر آئے ہو کیوں یہاں
نہ اُن کے ساتھ لگ کر گھر کو کھونا
زیادی تم پہ جسدم زور پاوے
سبھی کوفے کے لوگاں کا شخ پر جا
الا یا ساکنان کوفہ و شام
تمھارے پر زیادی دست پاوے
یہ سنتے کوفیوں لا یوفیوں نے
کہا دلبیں کہ مسلم ساتھ ہونا
سراں دیکھے دونوں بھائیوں نکے پُر خون
تہوّر کا ہوا شہباز پرواز
شجاعت کی خماری سر سے اتری
بدل سرخی ہوئی زردی نمودار
گئے اپنے گھروں کو بھول اقسام!
دیکھے وہاں کوئی نیں کوفے کا یکتن
کوئی دیکھے تو نیں آتا ہے ان پاس
سو دیں مسلم وہاں سے کوچ کر کر
گئے ہیں جا کے قاضی کے حوالے

حویلی چھوڑ کر سارے سراسر
تمھارے خویش ہیں آوارہ در
یہ دونوں کے سبب اُٹھتے ہیں سب بار
محمد اور یزید اور کا مقتدہ
بھی سب کے نام لے کر ہانک مارے
تمھارے سب قبیلے ہیں گرامی
یہ کیوں کرتے ہو اپنا خانہ ویراں
نہ اپنا خانماں سارا ڈبونا
بضرب تیغ یک یک کو کھپاوے
پکارے نام لے یک یک کا اسجا
خرابی میں رہو گے صبح اور شام
عیاں اطفال سارونکو کھپاوے
وہ شامی شومیوں پُر آفتوں نے
تو اپنا خانماں سارا ڈبونا
شجاعت کا ہوا رنگ دگرگوں
ہوئے سب خیل سے مردار جانباز
جوانمردی کی حالت سب سے بگڑی
فراری سب ہوئے میداں سے یکبار
سو مسلم تھے کھڑے وہاں گاڑ کر تھام
ہوا یکبار میداں صاف کینحن
ہوئے اسوقت ان ساروں سے بے آس
دونوں طفلوں کے تیں ساتھ اپنے لیکر
وہ پہنچا وے مدینے اور سنبھالے

لے جیسے ۱۲ ہے پیچ
سے رہنے والے ۱۲
سے خبر کس ۱۲ ھھ گم
ہے تلوار کا ۱۲ سلسلہ ۱۲
سے بچوں ۱۲ سے خبردار
سے محل ۱۲ سے شام کے
اے کوفے اور شام کے



ہ بخشنے والے ۱۲ سے
قدرت ۱۲ سے مردانگی
سے گروہ ۱۲ سے بہادری
سے سستی سے بھاگ
گئے ۱۲ سے جمع طفل
کی یعنی بچے ۱۲

اچپن اسوار ہو وہاں سے چلے ہیں
انھوں دیکھے جو مسلمؓ کو ہیں اسوار
نہ جرأت لا سکے سو جلد لاکر
ابھی دیکھے انھیں گھوڑے پہ اسوار
چلے جاتے ہیں رستے میں شتابان
سو عبداللہ نے جلدی نہ بھیج لشکر
تھے دروازے شہر کے بند یکدم
لگے ہیں ڈھونڈنے اسوار سارے
جو دیکھے بند ہیں کوفے کے سب در
لگے پھرنے کو مسلمؓ ہو کے بیباک
ادھر سے پھر چلے بازار کی راہ
وہ شامی اور کوفی ایک جا مل!
تھا ایک سردار ان کا شیش مفتوں
اے مسلمؓ بن عقیلؓ محترم تم
چلو بیعت کرو تو کچھ خطر نیں
یہ سنتے خون مسلمؓ جوش کھایا
کیا فاجر کی دو گز پشت سے پار
یہ دیکھے تو وہ سب اسوار مل کر
کوئی تیر و کوئی سنگ فلاخن
کوئی بھالا کوئی تیر و تپنچہ
کہ تھے وہ شیر یکتا ہاشمی دل
ہٹائے مار کر کئی موذیوں کو!
دیکھے در بند اور چوکی بے رہ پر

سو تین یک شخص رہ ہیں آ ملے ہیں
بھی نیزہ ہاتھ میں باتیغ و تلوار
زیادی کو کہے مسلمؓ ہیں رہ پہ
بھی نیزہ اژدہا سا ہے نمودار
پر ان کا قصد تھا باہر کا ساماں
مسلح نیں سو اسوار یکسر
نکلنے کو نہ پادیں بیش یا کم
جو مسلم بھی کرے گلگشت بارے
ہوئی ہر راہ پر چوکی مقرر
نہ پائے رہ کہیں جانے کو وہ پاک
ملے وہ تین سو اسوار ناگاہ
ہوئے مسلمؓ سے وہ سارے مقابل
مقابل ہو کہا مسلمؓ کو بدگول
یقیں بندے خدا کے نیک مردم
سو ابیعت کے یہاں دیگر عذر نیں
وہ نیزہ اژدہا پیکر چلایا
گرائے اس کو گھوڑے سے گرانبار
کوئی نیزہ کوئی تیغہ سنبھل کر
کوئی گرز و تفنگ و سنگ چن چن
کئے مسلمؓ نے سب کے سر کو گنجہ
ہوا ہے خون سے بازار پر گل
چلے وہاں سے کہ نکلیں شہر سے اد
کئے ہیں قتل دربانوں کو یکسر

۱ دلیری ۲ جلدی ۳ ارادہ ۴ ہتھیار بند ۵ بہر ۶ دروازہ
۱۲
۷ اژدہا کی شکل والا ۸ بدسگال ۹ پیچھے ۱۰ کرچھن ۱۱ بندوق

ہوا تھا اسپ زخمی اس کو چھوڑے
بے جولاں اسپ اس میں سے شہنشاہ
دیکھے در ہے مقفل سخت زنجیر
خبر پہونچی جو عبد اللہ کو اُس دم
وہ در توڑے تلک وہ لوگ آئے
دلے مسلمؓ ہوئے تھے سخت ماندے
پھرا تازی کو ہو ان کے مقابل
بھی جلدی تر ہو کھینچے ان پہ شمشیر
ہر کی شمشیر وہ شیر دلاور
پھرا گھوڑے کو چکر دیکے شہ زور
اُچھل فوارہ ساں وہ شیر غراں
کسے نیزہ کسے شمشیر کا وار
جدھر کو پیٹھ کر نیزہ چلادیں
کہ یا ابن رسول اللہ حسینا
خدا کے واسطے یا ابن حیدر
ادھر ہرگز نہ آنا ابن مولا
کئے تعظیم اول پھر گئے بھاگ
یہ کہہ کر پھر لگے نیزہ چلانے
شقی تھا نام اس سردار دوں کا
ہوا مسلمؓ کے آگے لے کے نیزہ
وہیں نیزہ پہ نیزہ مارتے ہیں
سو مسلمؓ اس کے نیزے چند رد کر
قضارا وار کاندھے پر لگا ہے

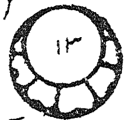
بہت پھرتے تھے وہاں لوگوں کی گھوڑے
چڑھے اس پر توکّل کر کے ناگاہ
لگے ہیں توڑنے ایک لخت زنجیر
سو بھیجا یک ہزار اسوار بہم
سبھی اطراف سے ان کو ملائے
جو دیکھا آتے ہیں رحمت کے رانڈے
کئے تیغوں سے اور نیزوں سے گھایل
لگے کرنے کو بدکار ونکے تیں زیر
لپک کر شیر غراں شاہ صفدر
گئے ہیں مار کر اعدا کو در گور
ہوا زخموں سے یک دم خون جوشاں
گئے ہیں مار سب مردوں کو لاچار
طرف تکیے کے رخ کر کر سنادیں
قتل ہوتا ہوں میں تا گر حسینا
پچھیرے بھائی کے مرنے پہ پس کر
یہ کوفی پُر دغا ہیں شاہ والا
لگے ان کی وفاداری منے آگ
لگے تب مارنے اور مار کھانے
وہ بدبر بے وفا اور بدشگوں تھا
سو مسلمؓ بھی ہوئے اس سے ستیزہ
گرگ بھیڑیا شیروں کی چھاتی پھاڑتے ہیں
چلائے تیغ اس پر بیش بد کر
بمعہ نیزہ قفا اس کا کٹا ہے

گھوڑا ۱۲ کودنے
قفل لگایا
پیمان شکن
اسم فاعل کی معنی میں بیا
یعنی
گردن کی پشت ۱۲

سو بدگوں دست کھو بھاگا وہاں سے
زیادی دیکھ اس کا حال ڈر کر
سو وہ سردار آئے تک وہ لشکر
بہت پتھر وہاں سے پھینکتے تھے
نہ تھی قوت نپٹ زخموں سے تھے چور
جب او سردار دیگر آکے نزدیک
کہ اے مسلمؑ چلو بیعت کرو تم
یہ سن مسلمؑ انھیں کہتے تھے بارے
بجز آل پیمبر کس سے بیعت
یَدُ اللهِ فَوقَ اَیدِیهِم بقرآن
سبھوں نے بیعت انسے کرکے حاصل
کہ اہل البیت تطہیرا کہا ہے
کہ تم گمراہ سارے بہر زر ہو
یہ سنتے ہی وہ نا سردار ملعون
سو مسلمؑ رد کئے نیزے سے وہ وار
سو پس آزردہ ہو مسلمؑ شتابی
بہت ماندے تھے تشنہ (پیاسا) اور گرسنہ (بھوکا)
ملا گھوڑے سے گھوڑا اور مارے
لگا وہ وار جب آکر سپر پر
سپر کو کاٹ اس کے سر کو کر صاف
سو ویں ساروں نے مل دیوار پر سے
سو ویں مسلم ہو زخمی سخت لاچار
پیادے ہو کھڑے اپنی جگہ پر

گیا بازار میں وہ خونچکاں سے
دگر سردار بھیجا ان کے اوپر
گھروں کی چڑھ کے دیوار و پہ یکسیر
کھڑے مسلمؑ انھوں کو دیکھتے تھے
و مردود واں تھے انکے ہاتھ سے دور
کھڑا کہتا تھا کر گھوڑے کو تحریک
کہ اس سختی سے مت ناحق مرو تم
کہ نابینائے باطن تم ہو سارے
روا ہے تم کہو اے اہل شرکت
پیمبر کو کہا ہے خاص سبحان
کیا پھر حق نے ان کی آل شامل
یزیدی سے کہاں بیعت روا ہے
عقیدہ تمند ہر ایک خوک و خر ہو
چلایا ناکچہ ان پر وہ بدگون
کٹا نیزہ سو پھینکے اس پہ للکار
وہ کھینچے تیغ کو با اضطرابی
تمامی تن تھا زخمی چور سینہ
سپر اس نے کیا تھا منہ کے آڑے
گیا یوں موئے (بال) صابن سے گذر کر
جہنم میں گیا ہو چاک تا ناف
رکھیں ہیں مار کر ضرب پتھر سے
اتر گھوڑے کو چھوڑے ہیں جہاندار
گرجنے کو لگے جوں شیر صفدر

۱ قوت نپٹ یعنی بہت ۱۲
۲ تحریک یعنی دل کے ابھارے ۱۲
۳ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے ۱۲
۴ اشارہ ہے آیۂ کریمہ تطہیر کی طرف جو اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی
۵ گمراہ ۱۲
۶ سور ۱۲
۷ بیقراری ۱۲
۸ نیزہ ۱۲
۹ ڈھال ۱۲



بھی سب مل کر بہت پتھر جو مارے
سو تب مسلمؓ بطرف کعبہ رُو کر
تو واقف ہے کہ میں بے جرم مسکیں
مدینے کی طرف بھی رو پکارے
بھی کہتے تھے حسینؓ ابن علیؓ تم
یہاں کے لوگ ہیں سب فتنہ انگیز
وہ اوّل شربت شیریں پلا کر
ہوئے تھے چور اور کشتہ جگر تھا
کہے مسلم نے تب ساروں کو یوں کر
وہ لائق ہی کوئی جملہ رو زرد
شجاعت دیکھ کر ان کی سعدآر
مگر ایک پیر زن تھی مسلمہ نیک
سو مسلم ہاتھ میں لے جام پر آب
طرف سیدھے جو دیکھے تو شہنشاہ
منور آیت رحمت پیمبرؐ
بھرا کاسہ شراب ارغوانی
شہادت کا لبالب جام کوثر
کھڑے کہتے تھے اے فرزند ریاب
بھی استقبال کو آئے ہیں یاراں
نہ وہ پانی پیو مکر وہ زنہار
سو دیں مسلم نے دیکھ انکو خوشی ہو
وہیں ہونٹوں تلک پہنچا نہ ساغر
سو پیچھے سے کنا نہ ابن عروہ

کئے زخمی بدن کو ان کے سارے
کہے رو رو کے اے اللہ اکبر
سو جاتا ہوں تیری رہ پہ غمگیں
مجھے ناحق یہ مردودوں نے مارے
ادھر آنا نہ شاہ افضلی تم
کئے ہیں مجھ کو اب زخموں سے خونریز
دیویں پھر زہر حلوے میں ملا کر
ہر اک رگ رگ میں پیکاں نشتر تھا
خدا خاطر دے کوئی پانی کا ساغر
نہ پانی لا سکا کوئی بھی یک مرد
نہ آتا کوئی یک نزدیک بدکار
کہ لا اس نے دیا بھر کر قدح ایک
لگے پینے کو وہ ماہ جہانتاب
کھڑے محبوب حق ہیں نور اللہ
محمد مصطفیٰؐ نبیوں کے افسر
بہشتی شربت عذب البیانی
ابا بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدر
مصفّا جام شیریں شربت ناب
محمد مصطفیٰؐ کے دوستداراں
طہورا اور بھی کوثر ہے تیار
لگے پینے کو پانی ہاتھ تھا سو
سو اس میں گر پڑے دندان یکسر
چلا یا پشت [illegible]

لہ منہ ۱۲ سہ فتنہ
سہ بے گناہ ۱۲ سہ معشوق
اٹھانے والے ۱۲
سہ زہر آلود ۱۲ سہ بیہوش
سہ پیالہ ۱۲ سہ تھیلا
کوئی ۱۲ سہ بڑھی عورت
سہ لب
۹
باقی
سہ مسلمان ۱۲ سہ پیالہ ۱۲ سہ پانی کا
بھرا ہوا ۱۲ سہ بیان والا ۱۲
سہ خالص ۱۲ سہ شراباً طہورا ۱۲
سہ سرخ ۱۲

بدن زخمی تھا جوں گل پکھڑی پکھڑی
جو مسلم کرکے سجدہ ذوالمنن کو
گئی قالب سے ان کی روح کامل
پیے وہ ساغر مقبول درگاہ
پیے جام زلال راحت اندوز
اٹھا اکبارگی ارکان سے آواز
ہوا طوفان زمین سے آسمان تک
چمن چلنے لگی ماتم سے برہم
صبا افسردہ چلتی تھی خزاں ہو
گلاں چاک گریباں ہوکے غلطاں
ہوئی ہیں بلبلاں غم نے سیہ پوش
زمیں ہو تختۂ غم سرخ تحریر
بدن مسلم کا جبتک خونچکاں تھا
بھی کعبہ ہوکے اس غم سے سیہ پوش
لگی ہے غم سے تلملنے کو ماہی
یہاں تک تا زمین پر بحر عماں
فلک کی حوت بھی اس طرح روئی
بماتم نخل برگ و گل بہ گلشن
چمن بھی سر پٹکتی تھی زمیں پر
بگولا حلقۂ غم ہوکے یکدم
فلک ہو جامۂ ماتم سے ہمدم
دم ماتم سے سرخی بے جبیں پر
ہوا کر دو بتیاں پر سخت ماتم

وہ برچھی پار ہو سینہ سے گذری
گئے پرواز کر ملک عدن کو
محمدؐ مصطفیٰ سے ہوکے واصل
مفرح شربت شیریں شہنشاہ
منزہ از غبار زندگی سوز
ہوا شہدائے اول شاہ ممتاز
بلک غوغا ہوا کون و مکاں تک
ہوا طوفاں کا سب شور یکدم
لگی ہے سانس چلنے کو غمیں ہو
زمیں پر گر پڑے ہو چاک داماں
لگا غم ہجر ساں کرنے کے تیں جوش
گئی تحت الثریٰ تک خوں کی تقریر
فلک ابر غم کا سائباں تھا
کئے ہیں کوئلوں نے زہر غم نوش
کیا ہے گاؤ نے ماتم کما ہی
ہوا تھا اشک سے ہر جا پہ جریاں
زمیں کو نوح سا پھر کر ڈبوئی
ہوا فصل بہار ال سخت گلخن
تڑق سینے ہوئے دل چاک پتھر
لگا کھانے کو چکر بھر ماتم
ہوا ہے نیلگوں وہ پشت کر خم
دکھاوے ہے شہادت سب کو تکبیر
لگا رونے کے تیں دنیا کا عالم

اللہ تعالیٰ سے ۱۲
خوش کرنے والا
قبض کرنے والا
صفا پانی ۱۲ صفا پاک
کملائی ہوئی ۱۲
گل کی پتی پھٹنے
پھول ۱۲ لوٹنے
ہوئے ۱۲ خون ٹپکاں
ہوا ۱۲ چھپ ۱۲
مچھلی مراد اس
مچھلی سے جس کی



پیٹھ پر گاؤ ہے ۱۲
پیٹھ پر گاؤ ہے
مراد اس گاؤ سے
جس کی پشت پر زمین
ہے ۱۲ زرد سیاہ
بھی ۱۲ جاری ۱۲ بھیلی
جابجا بیچ پھول
غنچہ ہیں ۱۲ لگے
نیلا ہوا ۱۲ گلہ
خون ۱۲ پتانی
قریب فرشتے
متقرب
جبھی ۱۲

لگا ہے بحرِ قلزم جوش کھانے
دوگونہ رنگ اس کا ہو گیا ہے
ہوئی قوسِ قزح شکلِ قضا سے
کہ یعنی پیش مسلم شاہ شبّر
پئے راہ خدا پر زہر خاموش
دگر یاقوت گونہ کہکشاں ہے
سو مسلم نے وہ تیغ کہکشاں سے
وہ مردودوں نے کر لاش مسلم
سو عبداللہ زیادی دیکھ کر لاش
جدا ان کا کرو سر اور دھڑ کو
بھی سر مسلم کا نامہ با ہراسم
لکھا اس میں کہ اے شاہ زمانہ
وہ سارا کار برہم ہو گیا تھا
یہاں آتے کیا میں فتنہ محکم
پھر انکو میں نے شدت سے کھپایا
کہ تا عبرت ہو نبیرے جملگاں کو
وہ نامہ اور سر مقبول درگاہ
یزیدی دیکھ نامہ خوش ہوا ہے
ہزاراں آفریں تجھ پر زیادی
مبارکباد و رحمت صد ہزاراں
بڑا تو کام کوفے میں کیا ہے
جو کچھ چاہے سو کر بر ابن مولا
اگر انکار بیعت کا کریں او

پھرایا رنگ تیغ کہکشاں نے
کہ جب سے قتل مسلم کا ہوا ہے
زمرد کو ہے یاقوت قضا سے
حسن شاہ معظم نیک محضر
جگر اور دل کے دریا کو دیا جوش
حسین ابن علی کا نوجواں ہے
گئے مقتول ہو آخر خدا سے
پھر اسے کو بکھ پر خون سالم
کہا اس وقت سب محفل کے تئیں لاش
لیجا کر ٹانگنا کوفے کے در کو
لکھا احوال اس مخبر نے سالم
کیا جب مجھ کو اس جانب روانہ
سبھی عالم یہ مسلم سے ملا تھا
کیا اشخاص تئے کے قتل پیہم
یہ سر مسلم کا بھیجا اور سنایا
یہ سب لشکر کے سردار جہاں کو
جو بھیجا شام میں مرد و دگمراہ
وہ سر کو ٹانگ در سے اور لکھا ہے
تو کر سب سمت ذلت کی منادی
کہ ہیں کوفے کے جتنے اہل کاراں
تجھے مختار ہیں نے کر دیا ہے
ادھر آویں تو کر بیعت کا سودا
تو بس تحقیق کرنا قتل ان کو

دریا کا نام ہے ۱۲
صبح کے وقت جو سپیدی کی نکیر ظاہر ہوتی ہے
یعنی سی آسمان ۱۲
کہکشاں میں جو ستارے ہیں ۱۲
یعنی اچھی خصلت والا ۱۲
دریا ہے ۱۲
ایک قسم کی زہر ۱۲

باقی

شہید ۱۲
اللہ کا حکم ۱۲
تنگی و درنگی ۱۲
مقبول ۱۲
پیچ و درپیچ ۱۲
افسردہ کیا ۱۲
یعنی امام حسین علیہ السلام ۱۲

تجھے ہر طرح سے ہے سرفرازی　　یہ داور السلطنت کا تو ہے غازی
یہ جب نامہ خر مردک[1] کو پہنچا　　خوشی سے اپنی قسمت کو کھرونچا
کیا تب حرف بدبختی کا اقرار　　کیا آل عبا پر کینہ جوں مار[3]
لگا کرنے کو حیلہ دشمن[2] دین　　فسادی نامرادی ملاعین[4]
مفصل ذکر ہوگا پیشتر[5] وہ　　رہا تھا بھول عبداللہ خر وہ
رہا باقی یہاں سے قیل اور قال　　کہوں مسلم کے فرزندوں کا احوال

شہادت فرزندان مسلم رضی اللہ عنہما

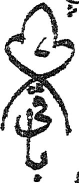
قلم سوفار[6] ناوک تیر پر تیز　　کرے ہے صفحۂ کاغذ پہ خونریز
بنا دفتر کے تیں لالہ کا تختہ　　نمایاں[7] داغ کر دل پر شگفتہ[8]
سراپا سبز چہرہ سرخ مرجان　　ہر اک قطرہ لہو جوں لعل رمان[9]
یہ سرمست شراب ارغوانی　　شہادت سے کئے ہیں خو نفشانی
وہ فرزندان مسلم سبط مولا　　رکھے تھے حضرت مسلم نے یک جا
بدولت خانۂ حضرت شریعت　　وہ تھے کوفے کے قاضی نیک نیت
بہت تعظیم سے ماہ[12] شریعت　　رکھے تھے ان کو جوں خورشید عظمت
خبر دار دل نے عبداللہ سے جا کر　　خبر بولی ہے اس مفسد سے یوں کر
کہ مسلم کے پسر دو خورد سالا　　مہ و خورشید سے وہ سرو بالا
چھپائے ہیں انھیں کوفہ میں مسلم　　تفحص[13] ان کی ہے تیرے پہ لازم
یہ سنتے ہی زیادی نامرادی　　کیا سب شہر کوفہ میں منادی
کہ جو مسلم کے فرزندوں کو یک دم　　چھپا دے اپنے گھر میں اسکے تیں ہم
تہ و تاراج گھر اس کا کریں گے　　اسے سولی کے اوپر لا دھرینگے
منادی جب سنے قاضی عادل　　کئے وسواس اپنے دل میں کامل
کہ یہ بدذات ہے مردود خناس[14]　　جہاں میں سخت ہے یہ بدترین[15] ناس

[1] یعنی گدھا نالائق
[2] یعنی ابن زیاد علیہ اللعنۃ
[3] سانپ ۱۲
[4] ملعون کی جمع ۱۲
[5] یعنی آگے ۱۲
[6] تیر ۱۲
[7] ظاہر ۱۲
[8] کھلا ہوا ۱۲
[9] لال انار ۱۲
[10] لال
[11] رنگ ۱۲
[12] شریعت کا چاند ۱۲
[13] جستجو
[14] شیطان ۱۲
[15] سب سے خراب آدمی ۱۲

تھے دانشمند قاضی وقت کو دیکھ
کہے کس طرح ان دونوں کو درحال
سنے اسدن خبر ایک قافلہ خوب
سو شب ہوتے وہ قاضی نیک اعمال
کہا تو ان کو لے جا شہر باہر
سو تو اس قافلے میں ان کو لے کر
حوالے اس کے ان دونوں کو کرنا
کہ تا شہر مدینہ میں بجا کر
چلا یا ساتھ خرچ راہ بھی دے
نکل کر گھر سے باہر ہر سہ ہمدم
فلک پر عقرب و مریخ و انکیس
فلک ظالم ہو تیغ کہکشاں لے
لگا پیچھے قضا کا پیک خونخوار
وہ دونوں کم بسن سابع و تاسع
اشد فرزند قاضی حاکم دیں
نکل کوفے کے باہر تینوں یکدم
دکھاتے تھے سبھی اسپان و اشتر
کہا دونوں کے تیں تب ابن قاضی
تو یہاں سے دوڑ کر تم جلد جانا
چلے جانا بہم ہو قافلے میں
بلک سردار سے تم ملکے سالم
وہ تم کو دیکھ خوش ہووے مقرر
سو وہ دونوں دعا کر کر چلے ہیں

اور اپنے زیر بار بخت کو دیکھ
مدینہ سمت بھجوانا فرحت بال
مدینہ سمت جاتا ہے بجز غوب
بلا فرزند اسد تھا اپنا درحال
وہاں ایک کاروان اترا ہے نادر
جو ہو سردار ان میں نیک محضر
بہت تاکید سے کانوں کو بھرنا
کلاویں ان کے لوگوں سے مقرر
چلے تینوں وہ راہ قدسیہ لے
قضا چلتی تھی آگے ہوکے باہم
نحوست کو کئے بر قتل تلبیس
سنان و تیر و گرز و خونچکاں لے
شہادت کا کیا اسباب تیار
علو منزلت باشان رافع
چلے تینوں نکل کر نیک آئیں
اٹھا تھا قافلہ وہاں سے اسیدم
محامل اور غبار و گرد فا نظر
اگر جانے کو تم ہو دل سے راضی
چلا ہے کاروان اس کو ملانا
نہ رہنا ان سے ہرگز فاصلے میں
یہ کہنا ہم ہیں فرزندان مسلم
تمھارے گھر کو پہنچا دے سراسر
چلے سو کاروان سے نیں ملے ہیں

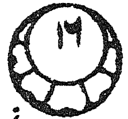
لہ قافلہ ۱۲ سہ رحیمی
کہ قافلہ ۱۲ سہ
فضلت والا ۱۲ سہ
مصففت فاور سپید
سہ ایک ستارہ
سہ جلاد فلک ۱۲ سہ
خون ٹپکانے والا ۱۲



لہ قاصد ۱۲ شہ یعنی
عمر سات اور نو
برس ۱۲ شہ قاضی
شریح کے لڑکے کا
نام ۱۲ سہ یہیں دیکھا ۱۲
سلہ قافلہ ۱۲

قضا کے دست نے جب وقت پایا
دو انگشتوں کو دو آنکھوں میں دیکر
تمامی شب چلے دوڑے نہایت
سحر دیکھے تو ہیں کوفے کے در پر
تمامی شب چلے ہم دور بشیار
ابھی ہیں کوفے کے در پر ہم یہ ہنوز
سو کے اشخاص کوفے کے تبہ کار
وہ دیکھے دونوں کو جیسے تھر تاباں
پکڑے کر چلے مفسد کے نزدیک
زیادی دیکھ دونوں مہر اور ماہ
کیا زنداں کے داروغے کو حاضر
زیادی نے کہا اس کو خبردار
یہ دو طفلوں کا سب احوال نادر
جو اس کا امر ہوگا سو کروں گا
کہا مشکور نے بہتر زیادی
مسلماں شخص تھا مشکور مسعود
لیجا زنداں میں کر کر فرش اعلیٰ
بہت الوان نعمت پیش لایا
پلایا آب سرد اور خوش کیا ہے
بہت مہر و تواضع لحظہ لحظہ
بسا آداب اور قانون غم سے
عزیزاں جو ہیں مقبول خداوند
جفاکاروں نے ان پہ جبر کر کر

دونوں طفلوں پہ وہاں پہنچ چلایا
چھپایا قافلے کی راہ ان پر
دے آئے نہ اس غفلت کو غایت
کہے دونوں نے تب اللہ اکبر
نہ دیکھا کارواں کا گرد آثار
عجب گردش کے سب ہیں صعب تر روز
سپہ پیشہ وہ مردودان مردار
مبارک چہرہ دونوں درخشاں
زیادی زشت تر فاسد کے نزدیک
منور طلعت و مقبول درگاہ
کہ اس کا نام تھا مشکور شاکر
میں لکھتا ہوں یزیدی کو یہ طومار
لکھوں تا حکم جو ہو مجھ پہ صادر
میں تیرے پاس سے دونوں کو لوں گا
خدا دکھلاوے تجھ کو نامرادی
کیا اسوقت اس نے فعل محمود
بٹھایا ان کو جوں خورشید بالا
بہت اشفاق سے انکو کھلایا
اور انپر صدقہ دفع قربان ہوا ہے
کرے ان کا خوشی سے دل خلاصہ
دیکھے ان پر بحسرت چشم نم سے
ہے ہر جا ان کی عزت چند در چند
پکڑ لائے زیادی پاس سب خر



۱۶

حواشی: شہادت، جمع، طفل کی یعنی بچے، تمام رات، یعنی انتہا، صبح، دروازہ، بہت سے، نزدیک، محبت، آفتاب، روشن، قیدخانہ، دفتر، مصنف نے خط کے معنی میں لکھا ہے، اچھا کام، اونچا فرش، بہت رنگ کی نعمتیں، شفقت، روتے ہوئے، گھر سے، ظالم

انھیں زنداں میں بھیجا زیادی ——— حقارت کر انھوں پر او فنا دی
وہاں زنداں گلستاں ہوگیا ہے ——— گویا ملک سلیماں ہوگیا ہے
خدا لوگوں کا مقدم جس جگہ ہو ——— برکت دو جہاں کی اس جگہ ہو
بہت خوش تھے شہ کنعاں سے دونوں ——— فلک پر مہر د مہ تاباں سے دونوں
کہ سجن المومنین دنیا مقرر ——— جنان الکافرین ہے قول سرور
خدا کے نیک لوگوں پر الم ہے ——— خورش ان کی ہمیشہ درد و غم ہے
گلستان ان کو زنداں ہوگیا تھا ——— عجب وہ مرد مومن دل صفا تھا
تمامی روز ان کو رکھ کے خرم ——— گویا خورشید تارے نکلے جیدم
سو او مشکور کر شکر خداوند ——— چلاکر دونوں کو وہاں سے خورسند
خدا سے خوف رکھ نکلا وہ شجا نیاز ——— چلا دونوں کے تیں لے کر سرافراز
زیادی کی کیا دہشت کو برباد ——— قیامت کے کیا وہ خوف کو یاد
گیا لے اپنے گھر کو نیک بنیاد ——— کیا ہے ان کے غم پر آہ و فریاد
لجا کر گھر کو پھر کھانا کھلایا ——— دونوں کو شہر باہر لے کے آیا
جو سیدھی راہ تھی ان کو بتا کر ——— انگوٹھی بھی دیا ان کو مقرر
کہ تم یہاں سے چلے سیدھے کو جانا ——— یہاں سے پاس بھائی کا ہے تھانا
بھی رہ پر اس کا گھر ہے گا مقرر ——— انگوٹھی تم میری اس کو دکھا کر
کہو بھائی نے بولا ہے شتابی ——— روانہ تم کر دیا اضطرابی
مدینے کی طرف ہم کو نکالو ——— بہت نادان ہیں ہم کو سنبھالو
دونوں شہزادے تب ان کو دعا کر ——— انگوٹھی لے چلے اس راہ اوپر
چلے جاتے تھے باہم دیدہ گریاں ——— بیاباں میں بہت افتاں و خیزاں
چلے جاتے تھے باصد دیدہ غمناک ——— گریباں تا بداماں چاک در چاک
چلے جاتے تھے اشک آلودہ غمگین ——— ہراساں و حزیں نا دل کو تسکین
چلے جاتے تھے آنسو سلک گوہر ——— ٹپکتے سوز سے مانند اخگر

لہ قیدخانہ ۱۲ | ۲ہ آنا ۱۲ | ۳ہ یعنی یوسف سے | ۴ہ یعنی یوسف کے مانند قیدخانہ میں دونوں خوش تھے ۱۲ | ۶ہ یعنی دنیا مومنوں کا قیدخانہ ہے | ۵ہ جنت کافروں کی

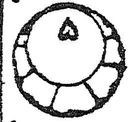


باقی

۸ہ رنج ۱۲ | ۹ہ خوش | ۱۰ہ جان فدا کرنے والا | ۱۱ہ رستہ ۱۲ | ۱۲ہ جلدی ۱۲ | ۱۳ہ بیقراری | ۱۴ہ گرتے پڑتے | ۱۵ہ آنسو بھرے ہوئے | ۱۶ہ ڈرتے ہوئے | ۱۷ہ غمگین ۱۲

چلے جاتے تھے روتے ہو کے پرغم — گل رخسار تر از اشک شبنم
ہوئے خون شہید اس سے نمودار — شفق سرخی جبیں[1] پر ولبیں سوفار
فجر دیکھے تو ہیں برباب[2] کوفہ — کرے ہے قتل کا اسباب کو نہ
دونوں طفلاں تحیر[3] میں پڑے ہیں — بہت وسواس کر دلیں ڈرے ہیں
کہے کچھ پیشتر شاید خطر ہے — فَاِنْ جَاءَ الْقَضَا[4] اَعْمَی الْبَصَر ہے
ہراساں[5] ہو چھپے دہشت سے دونوں — ڈرے ہیں جان کی دہشت سے[6] دونوں
بڑا ایک جھاڑ کا تھا پیڑ خالی — تھا اس کے زیر چشمہ بے مثالی
سو دونوں نخل[6] میں جوں زکریا ہو — چھپے جا کر وہ قوم بد سے خوش رو
دونوں جوں مہر تاباں ماہ انور — وہ بیٹھے ایک ہو کر تنگ در پر
انھوں کا عکس زیر چشمۂ آب[7] — گراتا تھا جو نکہ آئینے میں سیماب[8]
مسلماں اک کنیزک[10] آئی تنہا — نظر کر آب میں تب اس نے دیکھا
وہ پیکر[9] طلعت نور علیٰ نور — مہ و خورشید تھے ان پر بلا دور
مسلسل صفحہ رخسار و نپہ ان کے — چلے تھے سلک کوکب سوز غم سے
شرارے آہ کے اٹھتے تھے دل سے — وہ روتے تھے گلے ایک اک کے ملکے
کنیزک ہو کے حیراں فکر کر کر — نظر کر نخل میں دیکھی دو گوہر[11]
انھوں کی نرگس شہلا سے ڈھل ڈھل — چلے تھے سلک گوہر ہو مسلسل[12]
کنیزک مومنہ نزدیک جا کر — کہی تم کون ہو اے لعل و گوہر
کہے دونوں بہ گریہ ہم مسافر — غریب و بیکس و بے یار ناصر
ہیں بچھڑے خاناں سے راہ بھولے — بتا رستہ ہمیں اور اجر تو لے
کنیزک سن کے روتی تھی بصد آہ — کریں ہیں بیکسوں پر ظلم گمراہ
کہی رو رو کے تم مسلمؑ کے فرزند — نظر آتے ہو مجھ کو نیک پیوند
کہے دونوں نے تب اس جاریہ[13] کو — محب[14] خاندان یا تم عدو ہو
کہی اس نے کہ میں جاں سے فدا ہوں — کنیز خاندان بو العلا ہوں

۱ پیشانی ۱۲ ۲ کوفہ کے دروازہ پر ۱۲ ۳ حیرت ۱۲ ۴ ہیں اگر اجل آتی تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہے ۵ ڈرکر ۱۲ ۶ جھاڑ ۷



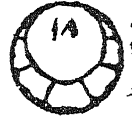
پانی کا چشمہ ۸ پارہ ۹ شکل ۱۰ دو لونڈی ۱۱ گوہر مراد فرزندان مسلم ۱۲ ۱۲ تار بندہ ۱۲ ۱۳ لونڈی ۱۲ ۱۴ دوست ۱۲

کہے ہیں پھر دونوں شہزاد غمگیں
کنیز پُر وفا نے لے کے ہمراہ
تھی اس کے گھر میں اک بی بی جمیلہ
کہی جا کر اسے لونڈی نے یونکر
زن کامل مسلماں تھی سو جا کر
لے فرق و پا تلک ان کی بلایاں
لگا سینے سے اپنے مثل مادر
لجا کر خانۂ خلوت سرا میں
بہت ناز و تنعم خورد و آشام
کر قبل از غروب پھر کھانا کھلائی
ہوئی جب رات سو خاوند زن کا
وہ آیا گھر میں سو عورت ڈری ہے
وہ آتے ہی منگا کھانیکو مردود
لگا کھانیکو کھانا سخت جوں بھوت
بہت گھبرایا پر تشویش و محزون
مشوش (پریشان) دیکھ کر اس کو زن نیک
کہی اس کو گیا تھا کس طرف تو
پسر مسلمؓ کے کم سن تھے بزنداں
سو عبداللہ زیادی کر منادی
کہا ہے جو کوئی لادیوے گا ان کو
بہت خلعت بھی کر کر سرفرازی
سو میں اس خلعت فاخر کے باعث
موا گھوڑا دہ گردش میں مقرر

چھپا ہم کو کرتا دل پاوے تسکین
نہانی راہ سے آہ بے ناگاہ
تھی احسن وجہ اور نیکو قبیلہ
پسر مسلمؓ کے میں لائی ہوں باہر
بہت روئی گلے اپنے لگا کر
رکھی آنکھوں پہ لے کر ان کے پاؤں
بدل قرباں ہوئی جاتی تھی اوپر
رکھی زربفت و ابریشم قبا میں
رکھی تھی عید ساں دونکو تا شام
قضا کے گھر میں لے جا کر سلائی
وہ حارث نام کر کے گشت رن کا
الٰہی خیر کرنا بول اٹھی ہے
وہ کھانا لا رکھی مستور مسعود
دوانے کی طرح کھانیکو کر قوت
سگ مالیخولیا کی طرح بدگوں
بہت نیکو خصایل معدن نیک
کہا تب زن کے تیں وہ زشت بدخو
دروغے نے انھیں چھوڑا ہے ناداں
فسادی نامرادی بد نہادی
بہت پاویگا مجھ سے سیم و دھن کو
اسے بخشیگا منصب کی درازی
پھروں ہوں ڈھونڈتا در دشت حارث
ہوا حیراں بہ جنگل گشت کر کر

۱ لونڈی ۱۲ ۲ پوشیدہ رستہ ۱۲ ۳ عورت ۱۲ ۴ سر سے پاؤں تک ۱۲ ۵ کھانا پینا ۱۲ ۶ ماں ۱۲ ۷ منتشر ۱۲
باقی
۸ نیک عورت ۱۲ ۹ غمگین ۱۲ ۱۰ بری خصلت ۱۲ ۱۱ ندا کرنا ۱۲ ۱۲ چاندی ۱۲ ۱۳ جنگل ۱۲ ۱۴ مرتبہ

سنی عورت سو ہو کر سخت غمگین | لگی کرنے کے تیں بدگوں کو نفریں(1)
کہ اے کمبخت تجھ کو کیا ہوا ہے | تیرا گھوڑا موا تو کیوں جیا ہے
تجھے مسلم کے فرزندوں سے کیا کام | ہیں وہ صاحب شرف با عزّ(2) و اکرام
نہ ایسے صاحبوں کے پیش آنا | نہ مظلوموں کے تیں ہرگز ستانا
وہ ہیں آل عبا کے نونہالاں | وہ صحرائے ولایت کے غزالاں(3)
جو کوئی ان پہ بد آنکھوں سے دیکھے | پڑے گی خاک نت آنکھوں میں اس کے
یہ سن کر بول اٹھا کمبخت ناپاک | کہ میرا نام ہے حارث جفاناک(4)
میں ان کو کر کے پیدا ہر طرح سے | غنیمت لے رہوں عیش و فرح سے
تجھے اس بات سے کیا ہے نکل جا | وہ عورت ڈر گئی دل غم سے دھڑکا
سو ہو خاموش جا کر سو رہی ہے | الٰہی خیر کر رو کر کہی ہے!
وہ دو طفلاں درون(5) سوتے تھے غمگیں | وہ حارث بہار سویا رہزن دین
تھکا تھا سو وہاں سویا تھا بدمست | سیہ رو کور(6) باطن بدترین دست
نمط خنزیر(7) کے سوتا تھا بدحال | خبیث و بے حیا منحوس و دجّال
پڑا گھرتا تھا خرس و خر(8) کے مانند | وہاں جوں بوم رو خچر کے مانند
جب آئی رات آدھی وقت مقبول | اجابت کے لئے کیا وقت معقول
ضیا(9)، وقت نیکاں و شہیداں | ہوئے بیدار یکدم دونوں طفلاں
لگے کہنے کو یک دیگر سے باہم | عجب کچھ خواب دیکھا میں نے اس دم
محمد مصطفیٰ با جملہ یاور | ابا بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
حسنؑ شہزادہ اور بابا سبھی مل | بھی خاتونؓ والدہ سب ہو کے یکدل
جو ہم دونوں کو دیکھے سو پکارے | ادھر آنا اے فرزنداں ہمارے
جو تم ہم مل کے جا نزد(10) پیمبر | قدمبوسی سے پاویں فیض اکبر
رسول اللہ نے دیکھے سو یکبار | یہ فرمائے ہیں کر دونوں کے تیں پیار
کہ بیٹو نور عیناں جفا یاب | پلائے ہیں نبی نے صبر کا آب



(1) ملامت ۱۲
(2) صاحب بزرگی کے
(3) جمع غزال کی یعنی ہرن ۱۲
(4) ظالم
(5) اندر ۱۲
(6) دل کا اندھا ۱۲
(7) سور کی طرح ۱۲
(8) پیچھے وہ عمر ساٹھ سے قریب
روشنی ۱۲
(9) رو
(10) نزدیک ۱۲

بہت خوش ہو ہمیں کہتے تھے پیکر — کہ اے بحرِ شہادت کے دو گوہر

فجر ہم ساتھ تم آکر ملو گے! — کھوڑا اور کوثر کو پیو گے!

سو بابا اپنے ہم دونوں کو لے کر — دکھائے جنتِ العدنؑ سراسر

دیئے بوسہ جبینؑ و فرق سر پہ — عجب کچھ خواب ہے اللہ اکبر

دگر بھائی نے سن کر رو دیا ہے — وہ الا اللہ کہہ کر بول اٹھا ہے

اسی موجب سے میں بھی خواب اکرم — اے بھائی جان دیکھا ہوں معظم

وہ دونوں خواب کہہ با ایک دیگر — لگے رونے گلے لگ ساتھ مل کر

اٹھا اس طرح سے گریہ کا آواز — کرے سن ہوش عالم حس سے پرواز

لگے ہیں غم سے بے وسواس رونے — حزیںؑ آواز سے بایاس رونے

فلک بھی رونے سنتے چرخ کھایا — قضا کو بھیج حارث کو جگایا

قضا را بھیج کر صوتِ یتیماں — لجایا کان میں مرتد کے فی الآنؑ

ہوا ہشیار وہ بدگوں سیہ دل — تھا اس کا سینہ جوں فولاد کی سل

سنا آواز درد آلود طفلاں — بہت شدت سے روتے تھے غریباں

یہ سنتے ہی وہ گھبرا کر شتابی — اٹھا بستر سے با صد اضطرابیؑ

چراغ اسوقت تھا حاضر سو لے کر — گیا فی الحال اس مخزن کے اندر

وہاں دیکھا تو بدرؑ و شمس مل کر — بزلف و خدؑ سحر با امس مل کر

بہت شدت سے روتے تھے دونوں مل — کئے تھے اشک سے مخزن میں سب گل

دونوں پیکر مبارک طلعت نور — فلک ہوتا تھا ان پر سے بلا دور

نظر جاتے ہی وہ بدبخت و بدخو! — دونوں طفلوں کو دیکھا خوب و خوشرو

لگا ہے پوچھنے اس طرح شداد — کہو کیا تم پہ ہے یہ داد بیداد

کہو تم کون ہو آئے کدھر سے — دونوں روتے ہوئے کس خوف و ڈر سے

وہ سمجھے دوست ہے سو بول اٹھے ہیں — یتیماں ہم دو مسلمؑ کے پسر ہیں

وہ فاجر سن کے خوش ہو بول اٹھا ہے — عجائب بات ہے یہ کیا ہوا ہے

ل دریا ۱۲ ل موتی ۱۲
ل پیشانی ۱۲ ل سے
ل آواز ۱۲
ل غمگین ۱۲
ل اسی وقت ۱۲

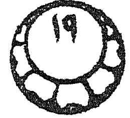


ل بے قراری ۱۲
ل یعنی حضرت مسلمؑ کے دونوں فرزند ۱۲
ل رخسارہ ۱۲

میرے گھر میں ہو تم عیش و طرب سے
میں سارا گشت کر کر اور تھکا ہوں
کہ تم گھر میں میرے بیٹھے ہو خوشنود
یہ کہہ کر ہاتھ دونوں پر چلایا
پکڑ دونوں کے بازو باندھ محکم
پھر آباہر کو لیٹا وہ جفاکار
گری نزدیک جا اس کے قدم پر
یہ دونوں خوردسالہ ناتواں ہیں
نہ ان پر جبر کر زنہار زنہار
خدا اس فعل سے راضی نہ ہوگا
یہ سن سن کر کہا بدذات پھر کر
زیادی نے کیا ہے حکم یوں کر
تو منصب (عہدیدار) دار ہم اس کو کریں گے
سو اس باعث میں ہر سو گشت کر کر
موا گھوڑا ہوئی خانہ خرابی
مجھے حق نے دیا مجھ گھر میں لاکر
میں چاہتا ہوں کہ فرداً قتل کر کر
زیادی پاس لیجا کر رکھوں گا!
یہ سنتے ہوش اس زن کا گیا ہے
یہ ہیں آل رسول اللہ کے پیارے
وہ دنیا سے رہے پُریاس ہو کر
نہ دنیا میں اُسے ہووے ٹھکانہ
یہ سن کر حارث بدگوں ستمگار
زیادہ بول مت ورنہ اسی دم

موا جاتا ہوں میں رنج و تعب سے
موا گھوڑا ابھی میں پھر پھر موا ہوں
ہوئی ہے زندگانی مجھ پہ مسدود
عذار (رخسار) نازنیں ان کے دکھایا
مقفل کر کے دروازہ اسی دم
تب اس کی زن اٹھی ہے نیک کردار
کہی اس کو یتیموں پر رحم کر
ولی اللہ کے روح رواں ہیں
بہت غمگیں ہوں تجھ سے شاہ مختار
تیرا تخم عمل دوزخ میں ہوگا
تجھے معلوم نے اے نیک محضر
جو ان طفلوں کو لاوے گا پکڑ کر
گھر اس کا سیم و زر دے کر بھرینگے
تمامی کوہ اور صحرا میں پھر کر
ہے میرے گھر میں نعمت کی رکابی
میں کیوں چھوڑوں گا ان کو اے ستمگر
سراں ان کے بعزت خوان میں دھر
سرافرازی کا خلعت اس سے لونگا
بہت منت سے رو رو کہہ دیا ہے
تظلم سے جو کوئی ان کو مارے
وہ دوزخ میں جلے خناس ہو کر
کہ ہوگا ہادیہ میں اس کا ٹھانہ
غضب سے بول اٹھا زن کو خبردار
ذبح کرتا ہوں مثلِ مرغ بے غم

۱ تکلیف ۱۲ ۲ بلا ۱۲ ۳ قفل لگا کر ۴ عورت ۱۲ ۵ ہم عمر ۱۲ ۶ ظلم ۱۲



۷ طرف ۱۲ ۸ جنگل ۱۲ ۹ پہاڑ ۱۲ ۱۰ عورت ۱۲ ۱۱ شیطان ۱۲ ۱۲ ناامید ۱۲

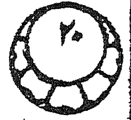
یہ سنتے ہی وہ زن مسعود و محمود
ڈرائے سے ترے ڈرنے کی میں نیں
میرا جی ان دونوں پر سے فدا ہے
بہت رورو وہ عورت ہو کے غمناک
جگر کے لخت کو آنکھوں کی رہ سے
سحر ہوتے وہ مردود جفا کار
وہ بچوں کو وہاں سے لے چلا ہے
کبھی اس کو خدا خاطر گنہ رجا
مقرر اشرف الانسان ہیں یہ
وہ عورت رو کے غم کی تب صدا کر
سو وہ ناپاک تیغ اپنی نکالے
تبھی وہ نیک زن اس کو ملا کر
سو وہ کمبخت کہتا تھا اے لول
یہی زن آرزو کرتی تھی اس کی
کنارے شط کے پہنچے جا کے سارے
سو ویں حارث نے جلدی سے بلا کر
کہا اس نے غلام اپنے کو اسدم
یہ دو طفلوں کے سر کو کاٹ لا تو
یہ طفلاں بیگنہ کو کیونکہ ماروں
نہیں ماروں نہ تو بھی مار ان کو
تو ان کو دیکے حاصل مال کر لے
کہا حارث کہ رہ میں چھین لیوے
مجھے انعام بدلے ہووے دشنام

اسے بولی کہ اے مقہور مردود
نہ کرنے قتل دونگی میں ترے تئیں
جو کچھ ہونا سو ہووے کل خدا ہے
کئے اپنے گریباں چاک در چاک
بہائی جوش دل تب ان کی چھپہ سے
مسلح ہو چڑھایا تن پہ ہتھیار
خدا کا عرش اسدم کھلبلا ہے
نہ کر آزردہ دل تو انبیا کا
محمد مصطفیٰ کی جان ہیں یہ
ملاوے اس کے تئیں نزدیک جا کر
ڈٹاوے اس کو گویا مار ڈالے
کبھی اس کو حذر بہر خدا کر
تجھے بھی موت نے گھیرا ہے جیوں تیوں
اسی مانند جا دجلہ پہ پہونچی
غلام اس کا وہاں آیا تھا بارے
دیا تلوار تب اپنی اٹھا کر
یہ لے تلوار تو عریان دے غم
غلام اس کو کہا اے زشت بدخو
میرا روح روان ان سے پیارے
زیادی پاس جیتے ہی لیجا تو
نہ ان کو مارنے تو اپنا تن دے
زیادی کیا مجھے پھر خاک دیوے
تمہاری عقل سے بگڑے گا وہ کام

لہ نیک بخت ۱۲
ع محبت ۱۲
ع ظالم ۱۲
۳
یا علی
عہ خوف ۱۲
ے ندی ۱۲ ے ننگی ۱۲
ے کالی ۱۲

یہ کہہ کر تیغ لے پھر چل دیا ہے　　وہ قصد قتل دونوں کا کیا ہے
بہت غصّے میں حارث ہو کے کمبخت　　چلا ہے تیغ لے طفلوں اوپر سخت
غلام اس کے نے تب اس کو کہا یوں　　سبب کرتا ہے قتل اطفال کو کیوں
میں ہرگز تجھکو ان طفلوں کا یکبال　　قتل کرنے نہ دوں گا سن مراقال
سو حارث سُن غلام اپنے کی یہ بات　　غضب میں ہو گیا اس کے اُپر ہات
پکڑ گردن دبایا اس کو حارث　　غلام اوپر ہوا ہے جب یہ حارث
سو ویں وہ بھی لپٹ داڑھی پکڑ کر　　دیا جھٹکا وہ حارث کو سراسر
سو حارث چرخ کھا کر گر پڑا ہے　　بسان تختہ اوندھا ہو گیا ہے
غلام اسوقت مارا لات سر پہ　　ہوا فرش زمیں بدبخت بدتر
وہیں چھپتا تھا کھینچے تیغ بُرّاں　　قضا نے کر دیا نت دست گرداں
لگا ہے ڈھونڈنے تلوار کا بند　　سو حارث پاکے فرصت سخت الوند
جلد اُٹھتے ہی تیغہ کھینچ مارا　　غلام اس وار سے ہو کر اوارا
شہادت پا ہوا جنت میں داخل　　ہوا فرزند حارث آکے حایل
کہا حارث کو اے شدّاد فرعون　　نہایت سخت تر بد فعل و بدگوں
نہ ہرگز ان یتیموں کو قتل کر　　نہ اپنے دین و ملّت میں خلل کر
وہیں حارث نے بھی بیٹے سے چل کر　　لگایا وار اس پر جلد چل کر
لگا وہ وار اس بیٹے پہ کاری　　لیا جنّت میں جاتے ہی قراری
وہ تیغہ لے چلا طفلوں پہ جد دم　　وہ عورت آ ہوئی حایل مکرم
اسے بھی وار مارا سخت فاجر　　سو زخمی ہو گری زن نیک نادر
سو ویں شمشیر لے طفلاں پہ جاکر　　شہید ان کو کیا بدبخت فاجر
جدا سر کر کے طفلوں کو شتابی　　عذار و زلف چہرہ آفتابی
دونوں تن ان کے دریا میں ڈبایا　　نین سے خون دجلہ نے بہایا
دونوں سر لے چلا رومال میں بند　　زیادی سے ملا وہ ہو کے خورسند

لٹکانا ۱۲ ؎ چار ۳ کاٹنے والی تلوار ۱۲



بیچارہ ۱۲ ؎ پریشان ۱۲ بدبخت ۱۲ ؎ بد

لیجا نزدیک سر دونوں رکھا ہے
زیادی دیکھ کر سرہائے پرنور
کہا کس کے سراں اب بول حارث
یہ فرزندان مسلمؑ ہیں مقرر
یہ سنتے ہی زیادی بدنہادی
تجھے کس نے کہا تھا سخت مردار
تجھے لالچ اگر زر کی تھی ناپاک
بغیر از حکم کرنا قتل کیونکر
رکھا ہوں قید مسلمؑ کے لڑکے
تو کیا کرنا تجھے اسوقت کمبخت
بہت دشنام دے گھبرا کے یکدم
زیادی دیکھ سب مجلس کو چو پھیر
اسے دیکھا کہ ہے گا وہ مسلماں
کہا اسکو زیادی نے بلا کر
تو مقتلؑ دیکھ ان طفلوںؑ کا اس جا
سو وہیں خوش ہو مقاتل لیچلا تھا
مقاتل بھی وہیں دکھلا کے دو سر
یتیموں کا یہ قاتل ہے ستمگار
کئے ہیں سنگساری اس پہ سارے
کسی نے لیکے سرگینؑ مار منہ پر
کوئی تو سر پہ جا جوتی لگا دے
کئے سب ملکے اس کے منہ کو کالا
کئے ہیں اہل بازاروں نے یوں مار

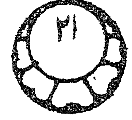
کہا ہیں مال خاطر یہ کیا ہے
گل رخسارؑ جوں خورشید منظور
سو حارث نے کہا مسلم کے وارث
ابھی لایا ہوں ان کے کر جدا سر
غضب ہو کر کہا اے نامرادی
جو ان طفلوں کے تئیں تو تیغ سے مار
تو لاتا دونوں جیتے ہی اے بیباک
یزیدی کو لکھا ہوں میں نے اکثر
لکھے مجھ کو ادھر تو بھیج کر دے
جدے کر تا زے اب لخت در لخت
ملا سب دیکھنے کو نے کا عالم
مقاتل وہاں نظر آیا ہے جوں شیر
رفیق خاندان و کامل ایماں
تو حارث کو اسی جاگہ لیجا کر
جہنم بیچ اس بدگوں کو پہونچا
سو سب بازار کا عالم ملا تھا
کہا لوگوں کو یہ قاتل ہے فاجر
سو وہیں بازار کے لوگوں نے یکبار
بہت سی ڈھول اس کے سر پہ مارے
کوئی تو لات مارے کوئی چھکڑ
کوئی لے ڈھول میں منہ کو بھڑاٹے
کسی نے لا کے کچرا منہ پہ ڈالا
لگا رونے کو ہانکاں مار مُردار



مقاتل کو کہا حارث نے یوں کر
میرا ہے مال و مبلغ اس کو لینا
یہ سن کر بول اٹھا اس کو مقاتل
دونوں عالم کا مجھ کو مال و زر دے
برائے احمد مختار و اصحاب
نہ چھوڑوں گا اے بدبخت زمانہ
وہاں سے کر چلا جلدی مقاتل
مقاتل سر تب ان طفلوں کو لے کر
بہت رو کر وہ دجلے میں بہایا
وہ دھڑ طفلوں کے ڈوبے سو نکلکر
بسان ہر دو مہ پانی میں یک دم
ہوا ماتم کا غوغا آسمان میں
زمیں پر سر پٹکتی تھی وہ دجلہ
پون چلنے لگی تب تند اور تیز
مخالف ہو گیا رنگ ہوا تب !
فلک پر ابر غم اس طرح چھایا
پڑی سب گلشنوں میں دھوم غم کی
چمن میں عندلیباں ہو سیہ پوش
گلے میں پہن قمری طوق ماتم !
فلک سے تا ثریٰ تک سخت غم تھا
مقاتل دیکھ یہ فضل و کرامت
تمامی عضو عضو اس کے جدا کر
سو دجلہ اس تن ناپاک کو باز

مجھے وارث نہیں ہے کوئی دیگر
مجھے بندہ سمجھ کر چھوڑ دینا
کہا کیا بولتا ہے مجھ کو جاہل !
بھی تو اپنے عوض میں بحر و بر دے
برائے حیدر کرار و احباب
جہنم میں رہے گا جاودانہ (ہمیشہ)
پڑی تھی جس جگہ مستورہ[1] گھایل (زخمی)
کنارے بحر کے پہنچا مقرر
یکایک بحر غم کو جوش آیا
ملے سر اور گلے یک یک کے ملکر
ہوئے غرقاب جوں لعل معظم
پڑی آہ و فغان گرد بیاں میں
تڑق پتھر ہوئی تھی فصلہ فصلہ (جد)
ہوا اتھا ورد سے بہرام[2] خونریز[3] !
بڑا ایک زلزلہ پیدا ہوا تب
سرشک چشم سے دریا بہایا
جھڑی جاری ہوئی تھی چشم نم کی
ہوئیں سب کویلاں رو رو کے بیہوش
پکاری آہ فرزندان مسلم (رض)
گل نرگس تلک ہر چشم نم تھا
بہت شدت سے کر حارث پہ زحمت
روانہ کر دیا دجلہ میں یکسر
پٹکتی تھی کنارے کر کے آواز

[1] حارث کی عورت ۱۲
[2] جلاد فلک ۱۲
[3] غوطہ خون گر اسے



دار الا ۱۲
[2] تحت الثریٰ تک
[3] سامنے ۱۲

بھی چندیں بار پھر پھر کر ڈبایا
پٹک موجوں نے پھر باہر کو لایا

اسی موجب کیا ہے ہفت کرت
ولے جو نہیں قبولی اس نے زحمت

گڑھا کھودا زمیں میں اس کو گاڑا
رکھا پتھر بہت اس پر دوبارا

اسی ساعت زمین آواز سے میں
سو چھانڈی لاش اسکی ولولے میں

ہوا بد ہاضمہ اس کو سو چھانڈی
کہ جیسے جوش سے ابلے ہے ہانڈی

جو اس مردار تن کو یوں نکالی
کئے ناپاک تن سے لحد خالی

سو غمگیں ہو مقاتل ہیمہ لا کر
کیا ہے راکھ فاجر کو جلا کر

اڑایا اس کی خاکستر ہوا پر
جہنم میں وہ پہونچی جا کے یکسر

کہ اول حق کیا رسوا خلق میں
وہ داخل ہو گیا کنج قلق میں

مقاتل ہو کے غمگیں جب پھرا ہے
تجسس کر کے وارد وہاں ہوا ہے

غلام حارث کا اور فرزند یک جا
شہادت سے وہ پائے جائے اعلیٰ

بھی زخمی ہو کے تلملتی پڑی تھی
زمیں پر خون شہدا کی تری تھی

تب ان دونو شہیدوں کو دفن کر
ہو نالاں ان کو تجہیز و کفن کر

زن زخمی کو پہونچا اس کے گھر میں
پلا کر خون اپنی چشم تر میں

پھرا ہے وہاں سے ہو غمگیں مقاتل
تمامی عمر اس کا جل گیا دل

وہ باقی عمر اس ماتم میں کھویا
بسان ابر باراں غم سے رویا

وہ زن بھی تین دن جیتی تھی اسپر
نہ آب و دانہ کھائی مو برابر

یتیماں ہی یتیماں رے پکاری
ہر اک لحظہ وہ نعرے غم کے ماری

سو بعد از تین دن طفلوں کے غم میں
موئی روتے ہی روتے اس الم میں

عزیزاں دیکھئے کیسا تھا عالم
کہی ہے کس طرح طفلوں کا ماتم

کیا عالم کو غمگیں ان کے غم نے
سبھوں کو مار ڈالا اس الم نے

خوشا آں مومن کہ اندر غم نشیند
ز کشت زار ماتم خوشہ چیند

کہاں مسلمؑ عقیلؑ نامور وہ!
وہ مقتل اور کہاں طفلوں کے سر وہ

کہاں دجلہ کہاں طفلان مقتول
اڑاتی ہے پَوَن اس درد سے پھول

اُولوا الابصار تم اس پر نہ جانا
کہ کیوں اس طرح نیکوں کا کھپانا

عزیزاں روز نیکوں پر بلا ہے
رواں خاصانِ حق پر نت جفا ہے

ہزاروں انبیا کھا دشنہ گذرے
شہادت پا گرسنہ تشنہ گذرے

نبیؐ جتنے ہیں خاصے کبریا کے
سبھی مرسل ہیں بھائی مصطفٰےؐ کے

کہ ان کو کافروں نے جبر کر کر
چلائے ہیں ہزاروں تیر و خنجر

کبھو شمشیر سے ٹکڑے کئے ہیں
کبھی تیروں سے زخمی کر دیے ہیں

کبھو خنجر سے کاٹا حلق ان کا
بھگائے خوں میں تاج و دلق ان کا

کبھو کاٹے ہیں ان کے بند در بند
کئے ہیں قتل ان کو چند در چند!

کبھو گرز گراں سے کر کے مسمار
کئے ہیں پرزے پرزے ذرہ مقدار

ولے وہ قادر قدرت قوی حق
کہ جس کا لفظ کن ہے حکم مطلق

بہر دم ان کو جیتا کر دکھایا!
شہادت کا مراتب سب نے پایا

کیا ہر حال میں زندہ خداوند!
کہ ہے وہ وحدہٗ نہیں اسکو ہو ند

دیا آخر شہادت کا نتیجہ
ہوا مفتوح وصلت کا دریچہ

خدا کے برگزیدوں پر جفا ہے
سلام حق اسے جو باوفا ہے

خدا ان پہ یہاں سختی دکھا کر
حقیقت کا دیا ہے تخت و افسر

بلا کو بھیج بہر امتحاں یہاں
دیا ہے خلد میں اعلیٰ مکاں وہاں

شہادت کا ہے رتبہ سب سے بہتر
چچا حضرتؐ کے حمزہؓ نیک محضر

شہادت پا ہوئے جب حق سے واصل
ہوئے جب جنت العدنٰی میں داخل

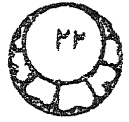
ہوا آواز تب حق المبین کا
وہ مالک ملک رب العالمیں کا

کہ اے حمزہؓ کہو مطلوب کیا ہے
کہ حمزہؓ نے اسی دم یوں کہا ہے

کرم تیرا ہے اے خلاق اکبر
یہ میں چہتا ہوں مجھ کو بار دیگر

جہاں میں بھیج دے پھر زندہ کر کر
جہاد فی سبیل اللہ اوپر

لہ صاحب بینائی والے ۲ کھا کر چھری ۳ پیارے ۴ بھوکے پیاسے ۵ گوڈری

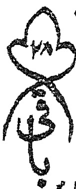


۶ متصوبوں والے ۷ اچھی خصلت والے ۸ گوڈری ۹ تاج

لڑوں ماروں مروں ہر دو رصد بار
کہ جیسا اس شہادت میں مزا ہے
کہا اللہ اکبر نے کہ حمزہؓ
جو کچھ حاصل ہوا اتنا ہی بس ہے
تک یک سختی یہاں ان کو دکھایا
فقیہ آل عبا کا غم بڑا ہے
قیامت تک اگر کہتا رہے گا
بھی آگے ذکر ہے سلطان دین کا
تو کرا تمامؑ سابع بزم غمگیں
محمد مصطفےٰ کا آسرا ہے
شہیدوں کا جو ہووے اسمیں مذکور
اگر کچھ سوز دل سے درد نکلے
پڑھو یارو درود اں مصطفےٰ پر

قیامت تک مجھے یہ بخشش جبار
نہ ایسا ہوئے گا اور نہیں ہوا ہے
شہادت میں بڑا ہے لطف و غمزہ
رضامندی سوا باقی ہوس ہے
وہاں کی ناز و نعمت میں بٹھایا
نہیں اس ماجرے کو انتہا ہے
کہاں طاقت حقیقت سب کہے گا
شہ عالم امیر المومنین کا
درودا ں با دو برطہ و یسین
اجازت سے انھوں کی نظم کہہ دے
نہ کچھ بے شرح ہو الفاظ منظور
تو استغفار سے وہ گرد نکلے
اور ان کی آل و اصحابؓ صفا پر

ساتویں مجلس ... مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ...



لشکر مقہور سے اور اس کا اور اس کے لڑکے اور بھائی اور غلام کا شہادت پانا ۱۲

اشارہ طرف حدیث شریف

مجلس ہشتم

در بیان ہابیلؑ و قابیل و غراب است و جنگ کردن حمزہؓ

لشکر مقہور و شہادت یافتن حمزہؓ و پسر و برادر و غلام او

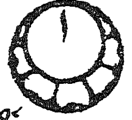
اجازت رحمت عالم سے لیکر
قلم جف القلم سے پا کے ارشاد
قلم ہو سر بریدہ چاک سینہ
قلم شمشیر سا ہو تیز جو لال
قلم ہو رمح و پیکان قضا کار

فقیہ اب مجلس ہشتم بیان کر
رسول اللہ سے پایا فضل و امداد
ادا با اشک خونی کر شبینہ
چلا ہے سردہ جوں سرہائے غلطاں
ہوا ہے صفحۂ کاغذ پہ خونبار

قلم سہم القضا قوس قزح سے
قلم شق اللساںؔ با دو زبانی !
قلم تیغ قضا مُبرم دہاں چاک
قلم دو نوک نشتر ہو کے پوست
قلم ہو خنجر بُرّاں جفا ناک
قلم پیک قضا ہو دِشنہؔ تمثال
قلم ہو گرز کے مانند گردال
قلم شکل تبرؔ ہو کینہ اندوز
قلم جریان تفنگ ظلم پیشہ
قلم سنگ فلاخنؔ ساں ہو ظاہر
قلم غماز خصم کینہ اندیش
چلا ہے اشتیںؔ محفل میں بیراس
ہو اغماز پیشہ فتنہ دوراں
عجب نیں جو کہ غمازی کرے گا
فلک کجرو نے اپنی کجرَوِی پر
خدنگِ حادثاتِ دہر دوں سے
چلانے کو لگا ہے بر زمانہ
جفاکاروں سے مل کر خود جفاکار
قضا یوں تیر گردوں سے چلائی
ہمیشہ کا ستمگر سفلہؔ پرور
عزیزاں ابتدا سے یہ چلا ہے
پڑا اتجویز میں کیا اس کو کرنا
ہوا اتنے میں دہاں ایک زاغؔ پیدا

چلا ہر تیغ ساں خونی طرح سے
کرے ہے خون کی دجلہ روانی
لگا چلنے کے تیئں سر کھو کے بیباک
لگا چلنے کے تیں رگ رگ میں سرگشت
ہوا پیاسو نکے جب حلقو نپہ چالاک
لگا کرنے بیاں با صد زباں لال
کرے ہے رنگ خون سے سرخ میداں
لگا کرنے وہ گستاخوں کو فیروز
کرے ہے پھر جگر کو ریشہ ریشہ
کیا ہے خون سے رنگیں دفاتر
دغا کے لکھ کے نامے کو کیا پیش
ہوا بے جرم یکدم قاتل الناسؔ
کیا شاہوں کے ان نے خانہ ویراں
سبھوں کی خانہ اندازی کریگا
کماں کہکشاں میں تیر دھر کر
ہمیشہ کی طرح طور زبوںؔ سے
کیا شاہوں کے لشکر کو نشانہ
کیا ہے قتل گہہ کا گرم بازار
بدوں سے مل کے نیکوں کو کھپائی
شہادت کا لکھا خنجر پہ محضر
ذبح قابل نے ہابل کو کیا ہے
کہاں دھرنا کدھر جا کر گذرنا
پکڑ دا انتوں میں کشتہ زاغ دوسرا

۱ پھٹی ہوئی زبان
۲ مندی ۳ خنجر
۴ کلہاڑی ۵ گوپھن
۶ ... ۷ ... لوگوں کا



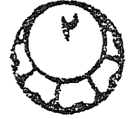
۱ قتل کرنے والا ۲ کمینہ
۳ خراب ۴ ... پالنے والا
۵ کوا

گڑھا کر کر وہ پاؤں سے بہ سختی ... اسے گاڑا زمین میں با درستی
اشارا مثلہٗ ہذا الغشر ابا ... فَتَدفنہٗ بالترابا بالترابا
گیا قابیل ہو آخر کو مردود ... جو نکلا اس کے سر سے آتشیں دود
حقیقت میں یہ منزل اور کچھ ہے ... خدا لوگوں کی محفل اور کچھ ہے
نہاں کچھ ہے عیاں کچھ ہے بیاں کچھ ... وہاں کچھ تھا یہاں کچھ ہے وہاں کچھ
یہ ظاہر قصۂ تمہید اقوال ... پسر کا اور تفسیروں کا احوال
اسی موجب کہیں کچھ بیش یا کم ... کہا ہوں گا تو پھر واللہ اعلم
مگر از راویاں بیش بنیاد ... جو نظم و نثر ہے وہ نیک ایجاد
پڑھا ہوں اور سنا ہوں اور لکھا ہوں ... اور اکثر مومنوں کو یہ کہا ہوں
سو ان کو اپنی ناقص نظم میں کر ... سنایا ہوں سبھوں کو بزم میں پھر
قضیہ بس کر یہ تیری لن ترانی ... کہاں کی ہے لگا کہنے کہانی
کہاں رمز حسینا شاہ بینا! ... حسینا بالیقیں رمز فدیٰ ثنا
روایت یوں ہے مسلم لیکے بیعت ... حسینا کو سے لکھے دفتر بفرحت
کہ تم جلدی ادھر آنا حسینا ... سبھی کوفی ہیں راضی یا حسینا
وہ نامہ حضرت مسلم نے لکھ کر ... روانہ کردیئے اس بعد ان پر
قضا نے حادثہ لاکر ملائی! ... بمعہ طفلاں لہو ان کا بہائی
ادھر تینوں کی گردن کو کٹائی ... یہاں شبیرؑ کن نامہ لے آئی
قضا کا خط پڑھے سلطان اکرم ... لکھے تھے اس میں سب راضی ہے عالم
قضا پیوستہ ہو دل میں شتابی ... کئے چلنے کے حق میں اضطرابی
پڑھے نامہ حسینؑ ابن علیؑ جب ... کئے ہیں قصد وہاں چلنے کے تیں تب
کئی لوگوں نے مانع ہوکے بولے ... خلاف کوفیوں کا رمز کھولے
وے حضرت نے فرمائے کہ بہتر ... ادھر جانا مقرر بالمقرر
کئے سامان اشترؑ بارتیار ... بھی اہل بیت تھے ہمراہ بسیار

سبھی احباب اور اشخاص تیار
بہت لشکر بھی تھا اشراف مردم
بھی اسپان و جمل نامی ستوراں
جوانان سعادت مند فرجام
نوادر خیمہائے صوفیانہ!
نشان احمدی برپا چو خورشید
برادر سب تھے حضرت پاس حاضر
بطرف قطعہ بغداد کس جا
بھتیجے بھانجے بیٹے قرابات
بھی مستورات و طفلاں شیرخواراں
محمد مصطفےٰ کی آل و اطفال
خدا کے خاص تھے منظور بالکل
رسالت کے نگر کے گلستاں تھے
کہ وہ تھی ہاشمی افضل تریں قوم
سیادت کے فلک کے چاند سارے
رسول اللہ کے نور العین مقبول
مکلف بارگاہ کبریائی!
تمامی مملکت اسباب ہمراہ
بہت معقول اشراف واکابر
تمامی خیل اسپان زین زرین
مرصع چارہ جامے باجلاجل
شعاع نعل مثل برق گردوں
ہر اک توسن پری ساں جلد و ممتاز

بھی یثرب اور بطحیٰ کے سلحدار
سواراں کارزاری رشک رستم
سمنداں تیز پیکر تند جولاں
یلاں کارپردازان صمصام
سبھی اشراف عالم خوش فسانہ
ہے جس کے سایہ سے بخشش کی امید
مگر شاہ حنیفہ سے تھے مہاجر
گئے تھے اٹھ کے وہ از حکم مولا
کئی اصحاب اور احباب لے ساتھ
وہ اہل البیت تطہیرا کے لوگاں
علیؑ کے خانداں باعز و اجلال!
ریاض و گلشن تقدیس کے گل
گل وحدت کے سارے بلبلاں تھے
اڑائے جن کے جد نے کفر کا نوم!
چلے سب دوستاں ہو کر ستارے
چلے ہونے خدا کی رہ پہ مقبول
مقرب ذات منظور الٰہی
زرہ پوشاں سبز و سرخ خرگاہ
قوی فولاد ساں جن عساکر
جبیں پر مہر ہاجوں عقد پروین
بھی غلتاں طلا ہوں مہر افضل
سبک پا کھر رواں فولاد گلگوں
کریں وہم و ہوا پر ہی تنگ وتاز

[1] ہتھیار رکھنے والے [2] گھوڑے ۱۲ [3] اونٹ ۱۲ [4] نامور [5] چوپائے ۱۲ [6] جلدی پھینکنے والے ۱۲ [7] بہادر تلوار کے کام چلانے والے ۱۲



[8] عورتیں ۱۲ [9] دودھ پیتے بچے ۱۲ [10] سرداری [11] نزدیک کئے گئے ۱۲ [12] قوی فولاد سے [13] لشکر ۱۲ [14] مانند اچھے گھوڑوں کا گروہ ۱۲

رسالت کے صحن کے شہ سواراں ولایت کے چمن کے گلعذاراں
ہوئے ہمراہ سب جانیکو تیار کہ ہو کر متفق اصغار[1] و اکبار
حسینؑ ابن علیؑ اس رات اٹھ کر گئے ہیں نیم شب کعبے کے اندر
طواف کعبہ سے ہو بہرہ اندوز بھی کھینچے دل سے رو کر آہ پرسوز
کہے رو کر حسینؑا یا الٰہی ہے آگہ حق و باطل سے کماہی
مقام قبلۂ جاوید کو چھوڑ چلا ہوں یہاں سے ہولا چار دل توڑ
جدا ہوتا ہوں میں خانہ خدا سے مزار پاک احمدؐ مصطفےٰ سے
میرے نانا تو مکے میں ہوئے تھے وہ کفاروں کے باعث اٹھ گئے تھے
کہ میں بھی اس طرح از قوم گمراہ یہاں سے اٹھ کے جاتا ہوں بصد آہ
الٰہی خیر کرنا یا الٰہی یہی کہتے تھے اس جا نیند آئی
ہوئے جب نرگس شہلا کے در باز جو دیکھے خواب میں وہ شاہ شہباز
محمدؐ مصطفےٰ نبیوں کے سلطاں قوی شان وقوی برہانِ[2] ایقاں
زمین کے تخت پر بیٹھے ہیں غمگیں بھی سب پیغمبراں باحسنِ[3] آئیں
ہو گرد[4] اگرد بیٹھے ہیں الم میں گویا تھے غرق سب گرداب غم میں
بھی ہے اک لاش پر خون درمیانہ فغاں میں سب کے ماتم کا ترانہ
ہوئے تھے سارے ماتم سے سیہ پوش اٹھا تھا بحر غم میں جوش در جوش
یہی آواز اٹھتی تھی ہزاراں چلا تھا اشک مثل ابر باراں
حسینا ہے حسینا ہے حسینا ادا کرنے چلا سِرِّ فدینا
مبارک ہے شہادت کی خلافت مبارک دونوں عالم کی امامت
مبارک تخت و تاج کبریائی مبارک دو جہاں کی بادشاہی
مبارک فی سبیل اللہ قرباں مبارک بخشش محشر کا ساماں
مبارک حشمت و فرماں روائی مبارک عفو امت خوں بہائی
مجھے دیکھے سو حضرت نے بلائے شہادت کا پیالہ بھر پلائے

[1] چھوٹے ۱۲ و بڑے
[2] قوی دلیل اہل یقین والے ۱۲
۲۲ باقی
[3] یعنی پاکیزہ طریقے سے ۱۲
[4] آس پاس ۱۲

منور جام تھا یاقوت احمر
بھرا تھا اس میں شیریں آب کوثر

پیالہ پی کے میں نے سر نمایا
رسول اللہ نے پھر مجھ کو سنایا

حسینؑ ذوالکرم سلطان معصوم
کیا ہے حق نے یہ قرآں میں مرقوم

کہا ہے وَاصْبِرْ وَاصْبِرًا جَمِیْلاً
اَلْاٰیَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَتِیْلاً

مبارک یہ شہادت کی سفر ہے
مگر اس بات کا حاصل صبر ہے

کرو ایوب ساں تم صبر دایم
رہو تم جبر پر با صبر قایم!

تو بس منزل تمہاری انتہا ہے
شہادت میں شفاعت کا مزا ہے

سو دیں جبریل تب گردوں سے آئے
کہ تخت و تاج جامہ سرخ لائے

کمر بند مرصع ساز و ساماں
تمامی حلہ یاقوت و مرجاں

رکھے آگے محمد مصطفیٰ کے
بھی گرد اگرد سارے انبیا تھے

مکرم برزخ کبرا کے مقصد
مُزَمِّل حامد احمد محمد

وہ خلعت کھول کر شاہ مکرم
مقدس ذات عالی فخر عالم

پہنائے ہیں حسینؑ ذوالکرم کو
شہ سلطان دیں نیکو شیم کو

قبا دربر مکمل تاج بر سر
کمر بند مرصع بھی کمر پر

بھی یک تخت مکلف سرخ یاقوت
لہو کا آب اور لخت جگر قوت

بٹھائے تخت پر سلطان عالم
بھی سارے انبیا تب ہو کے باہم

شہادت کے مبارک کو سنائے
لہو آنکھوں سے ساروں نے بہائے

کہے سب نے مبارک یاحسینا
یہی ہے منزلت خوش یاحسینا

حسینا بھی سلامت سب کو کہہ کر
وہیں رونے گرے جلدی قدم پر

کہے نانا چلا ہوں میں سفر کو
خدا کی راہ پر دیتا ہوں سر کو

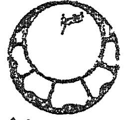
پھر اتنے میں حسینا کی کھلی آنکھ
وہیں پر خون ہو بہتی چلی آنکھ

ہوئے روتے ہی روتے شاہ ہشیار
شہادت کا کئے تب دلمیں اقرار

ہوا معلوم جب اس سال سرور
شہادت کا پیویں گے آب کوثر

وہاں

۱؎ سرخ ۱۲ ۲؎ ادا
صبر کرو اچھا صبر کرنا
۳؎ پیغمبر داہر ہوا اسے
اللہ کے راستے میں



۴؎ ... آسمان
۵؎ اچھی عادت والے
۶؎ پیرہن ۷؎ جواہرات
سے سجایا ہوا ۱۲

وہیں روتے ہی روتے طوف کر کر
گئے ہیں وہاں سے تب دولتسرا میں
ہوئی اس وقت اک گردوں سے آواز
سحر نے تب گریباں اپنا پھاڑا
ہوا میں غرق ہو خورشید خاور
بھی سر میں خاک اپنے ڈالتا تھا
اڑاتی تھی پون بھی گرد ماتم
اٹھایا جب علم (نشان) خورشید غم کا
ادھر گردوں نے لے خورشید رایت
بوقت نیک و رعین سعادت
بروز نیک مریخ مقابل
ذنب سید ہے عقب میں اس پیکر
ستارے نیک تھے سب اختفا میں
یمین نیک در وقت ہمایوں
بھی سب یاراں ہواداراں و خویشاں
بھی فرزنداں برادرزادگاں ہم
بھی چندیں خیل و اسپان و شتر بار
بھی مستوراں و طفلاں چارپایاں
بھی اہل البیت جملہ خانداں نیز
اٹھا آواز نقاروں سے دوں دوں
توکل کر نکل باہر حسینا!
پڑھے نصر من اللہ بہ شہادت
قضا بھی پیک لشکر ہو شتابی

دعا پڑھتے ہوئے کعبے سے باہر
سحر تک روتے بیٹھے تھے دعا میں
شہادت سے کرے حق تم کو ممتاز
کیا خورشید کا تکمہ (بند) ادا را
نکل باہر پڑا ابتغہ پکڑ کر
بہ غم حسرت سے گویا وارتا تھا
فلک سے بھی گرے تھے اشک شبنم
ہوا تھا گل زمیں پر چشم نم کا
لگا اٹھنے کو در مریخ ساعت
چلے لینے کے تیں تخت شہادت
پکڑ کر دشنہ خونریز قاتل
تھا بائیں سمت زحل نحس اکبر
بھی تھا خورشید خاور استوا میں
بہ تیغ کہکشاں خونریز گردوں
رفیقان و شفیقان ہم قریناں
بھی خواہرزادگاں ہمراہ پیہم
سلحداران و مقبولان و ہشیار
دگر اسباب و نقد و آشنایاں
بھی پیران و جوان و پہلواں نیز
کہ یعنی حق پہ سر دوں حق پہ سر دوں
چلے پڑھتے ہوئے انا فتحنا!
اٹھائے ایک دم نصرت کی رایت
چلی ہے پشت پر بااضطرابی

۱؎ سورج ۲؎ علم ۳؎ سرنیزہ ۴؎ آسمان ۵؎ جھنڈا ۶؎ اجالا ۷؎ ستارہ ۸؎ نقیب ۹؎ ... ۱۰؎ ذنب اور راس

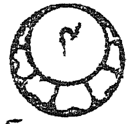


۱۱؎ دو ستارے ہیں مراد ۱۲؎ ایک ستارہ ہے منجمین اس کو نحس اکبر کہتے ہیں مالک فلک ہفتم ۱۲

چلے راہ سبیل اللہ پہ شبیرؑ
چلائی لشکر سلطانِ دین پر
چلائی حادثہ کا تیر پر زور
چلے سب بولتے اللہ اکبر
کہ ارباب بشارت یوں سناویں
سو حضرت بولتے تھے جلد چلنا
قضا ترغیب کرتی تھی کہ چلنا
ہوئے اسوار جب سلطان دارین
عمامہ رکھ رسول اللہ کا سر پر
حمایل ذوالفقار لا فتے تھا
سپر تھی پشت پر جوں ماہ تاباں
شہیداں فی سبیل اللہ کے شہدا
بھی بسم اللہ مجریہا کو کہہ کر
ہوا آواز یوں ارکاں سے اسدم
ہوئے نکلے کے باہر رے کے لشکر
سو دیکھے بوم مل کر ایک باری
لئے ہیں گھیر اس کو درمیانے
یزیدی اس طرح سے گھیر مجھ کو
اچک چشموں سے مرد اریدروے
چلے ہیں وہاں سے آگے کوچ کرکر
کہ مسلمؑ بن عقیل محترم کو
وہ دونوں نونہالوں کو جو مارے
گئے ہیں قتل مسلم کو جفاکار

قضا قوس قزح میں کھینچ کر تیر
حسینؑ ابن امیرؑ المومنین پر
ہوئی غفلت سے چشم گمرہاں کور
قضا پئے میں چلی لے تیغ و خنجر
وغا ہے کوفیوں کا شہ نہ جاویں
یہاں سے تا وہاں مسلمؓ سے ملنا
یہ کار خیر ہے نیں اس سے ٹلنا
محمد مصطفےٰ کے نور عینین
عجائب بادپا تھا بادپیکر
بھی نیزہ ہاتھ میں جوں اژدہا تھا
مبارک چہرہ خورشید لمعاں
زہے افضل ترین قوم عمدا
قدم باہر رکھے جب لخت حیدرؑ
شہیدی فی سبیل اللہ اکرم
جو یزیدی طرف دیکھے شاہ صفدر
کئے شہباز کی بسیار خواری
حسیناؑ نے جو دیکھے سو پہچانے
کریں گے مار کر سب ڈھیر مجھ کو
سمجھ کر اپنے دل میں کچھ نہ بولے
خبر پہنچی سوم منزل میں یکسر
کھپائے ہیں امیر محتشم کو
وفائی کے سبھی دفتر کو پھاڑے
تمھیں بھی دیویں گے وہ سخت آزار

لہ ایک شکل ہے مانند کمان کے جو بارش کے دنوں میں رنگ برنگ کی ظاہر ہوتی ہے ۱۲ سے یعنی پیچھے کا گھوڑا ۱۲



سے صفت اس گھوڑے کی یعنی ہوا کے مانند دوڑنے والا ۱۲ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار ۱۲ سے آنسو ۱۲ موتی ۱۲

نہ جانا اس طرف اے شاہ والا
پھر اے شاہ دیں مکّے سدھارو
یہ سنتے ہی حسینؑ ذوالکرم تے
گئے تب آہ ایک سوزِ جگر سے
لگے دُر نرگسِ شہلا سے گرنے
غبار سینۂ پُر سوز نکلا!
لگے آنکھوں سے یوں آنسو بہانے
بہت افسوس اور ماتم کئے ہیں
الا یا مرحبا شہباز مسلمؑ
گئے ملک شہادت کے چمن کو
گئے ہو دیکھنے ملک شہادت
بہت بہتر وہاں تیار رہنا
الا یا جان مسلمؑ ہو ہرا اول
سبھی ملک بقا کو دیکھ آراست
اُدھر بھی ہے ہمارا عزم اس دم
کہ مسلم سب سے اوّل پا شہادت
کہ اسدن اے حسینا بوجہ تحقیق
الا یا معشر الاحباب واصحاب
مجھے بھی اب اسی منزل میں جانا
جو کوئی جاوے سو جاوے اب رضا ہے
خوشی سے اپنی ہو رہوے سو بہتر
کہے رو رو کے سو سو بار حضرتؑ
اولوالالباب تم دیکھو کہ عالم
وفائی کو سبھی کو قبول سے ٹالا
وہ مردودوں پہ تم پاپوش مارو
رسول اللہ کے پیارے محترم نے
جو گردوں جل گیا جس کے شرر سے
پروئے موتیاں مژگان تر نے
جگر میں تیر ہو دلدوز نکلا!
دکھایا نوحؑ کا طوفاں قضا نے
زباں اپنی سے یوں ظاہر کئے ہیں
الا یا مرحبا جانباز مسلمؑ
بلا کر ہم غریباں بے وطن کو
گئے کرنے شہادت کی وکالت
ہمارا بھی ادھر ہوتا ہے چلنا
گئے جنّت میں ہم ساروں سے اوّل
ہماری بھی کرو تم حق سے درخواست
خبر مجھ کو کہے ہیں فخرِ عالم
خدا سے پاوے گا مقصد عنایت
شہادت ہے تری نزدیک تصدیق
ہوئے مسلم شہادت سے فتحیاب
بہا میں اس کے اپنا خوں بہانا
ہماری پُشت پر یک قضا ہے
جو جاوے تو نہ میں آزردہ اسپر
رہے تو خوب اور جاوے تو رخصت
خبر سنتے ہی مسلمؑ ہو کے برہم

¹ یعنی جوتیاں ۲ شعلہ ۳ مراد حضرت امام حسینؑ ۴ ارادہ ۵ تا مدد ۶ ناراض

بھی حضرت کو ضروراً تھا یہ کہنا
یہ سنتے ہی شتاباں ہو زرہ پوش
بہانہ ڈھونڈھتے تھے سو نکل کر
تہور ٹل گئی ہو سر سے باہر
جو انمردی ہوئی یک پل میں برباد
سپہ گیری کئے ملک عدم میں
شہامت[1] اٹھگئی چہرے سے ان کے
کئے جب چھوڑ شاہِ محترم کو!
چلے ہیں بہر دنیا چھوڑ دیں کو
چلے ہیں چھوڑ سلطانِ بقا کو
چلے سبطِ پیمبرؐ سے دغا کر
قریشی جس طرح حضرت کو چھوڑے
فراری[2] ہو گئے سارے زنانے
فراری اور قراری کا تفاوت
کہاں اس راہ میں نامرد آویں
یہ اہل درد کو ہے دولت دیں
خدا کی رہ پہ خون اپنا بہانا
وہ جانبازاں جو اناں اور کچھ ہیں
خسیس القلب دنیا کے طلب گار
وہ نانی[3] یار تھے سو گھر گئے ہیں
یہ ابیات فرس ضرب المثل ہے
[4]یاراں اندریں دنیای فانی
[5]بنانی نان بدہ اندر بدر کن

جو جاوے جو خوشی ہووے سو رہنا
لگے جوں بھاگنے صحرا میں خرگوش
گئے اطراف و جانب میں پھیل کر
گئے اپنے گھروں کو ہو مسافر
وہ گھر جاتی رہی مردی کی بنیاد
چھپائے منہ کے تئیں کنج ندم میں
ہوئے تابع سبھی دہشت کی دھن کے
نبی کی جان حسینؑ ذوالکرم کو!
پڑے ذلت میں اور چھوڑے یقیں کو
چلے ہیں چھوڑ کر بلغ العلےٰ کو
چلے ایمان کو طوفاں میں ڈبا کر
وہیں ساروں نے شہ کو دلسے توڑے
وہ دین کے چور دنیا کے سیانے
ہے یک نقطہ جسے حق دیوے ہمت
یہ دولت انکو ہے جو درد پا دیں!
کہ سر دینا نہیں ہجڑوں کا آئیں
زنانوں کا نہیں اس جا ٹھکانا
یہ دنیا کے سگاں[6] بے طور کچھ ہیں
حسینا کو گئے سب چھوڑ یک بار
وے یارانِ جانی جاں دیئے ہیں
بہت سے یاروں کا اس پر عمل ہے
زبانی اندو نانی اندو جانی!
تواضع کن بیاران زبانی

[1] یعنی ندامت اور پشیمانی کے گوشہ میں [2] بھاگ گئے ۱۲ [3] روٹی کے دوست ۱۲ [4] یعنی اس دنیائے فانی میں تین قسم کے دوست ہیں ایک قسم زبانی یعنی زبانی جمع خرچ کرنے والے تو شادی اور دوست نانی روٹی



کے کھانے والے اور ایک دوست جانی جو وقت پڑے میں جان تک کی پرواہ نہیں کرتے ۱۲ [5] دوست نانی کو روٹی دیکر در در سے باہر کر اور دوست زبانی سے زبانی تواضع کر ۱۲ [6] دنیا کے کتے ۱۲

وئے یاران جانی را نگہدار
کیا وقفہ وہاں حضرتؑ نے یکروز
بجالائے ہیں رسم تعزیت وہاں
پکائے ہیں طعام و شربت خوب
عرب حفّاظ سب شہ نے بلائے
کھلائے سب مساکینوں کو کھانا
کئے خوبوں نے حلقہ گرد سرور
لگے کرنے کو سب وہ سوز ماتم
غم مسلم میں اتنا شاہ روئے
بہائے خوں جگر چشموں سے یوں کر
ہر اک آنسو ہوا تھا لعل و مرجاں
حسیناؑ کے الم کرنے سے یاراں
ہر اک پتھر زمیں کا چاک دل تھا
ہر اک غنچہ بہ غم خونی وہاں تھا
ہر اک شخص گلستاں غم سے جریاں
ہوا ہے نیلگوں ماتم سے گردوں
ہوا لالہ کے دل پر داغ کالا
تمامی شب باشک زار شبنم
سرو اس غم سے عریاں ہو کھڑی تھی
بحسرت تج رہی ہے غم سے نرگس
ہے زردی غم کی خورشید فلک پر
یہ کھایا بدرؔ نے بھی داغ دل پر
فلک پر قدسیوں میں بھی الم تھا

بجانی جان بدہ گرمی توانی
لگا تھا تیر غم مسلم کا دلدوز!
کئے ہیں فاتحہ باتربیت وہاں
بھی کئی اقسام کے کھانے وہ مرغوب
بہت سے ختم قرآں کو پڑھائے
رہے ہیں غم میں سلطان زمانا
محبان اور برادر یار و یاور
کئے ہیں شاہ سارا روز ماتم
سرشک غم سے دنیا کو ڈبوئے
ہوئے تھے رنگ مرجاں سنگ گوہر
ہوئی وہاں کی زمیں کان بدخشاں
لہو برسا رہا تھا ابر باراں
لہو کا ہر طرف عالم میں گِل تھا
گریباں چاک اور گل خونچکاں تھا
ہوا تھا سر سے پا تک نخل مرجاں
شفق سے اپنے منہ کو کرکے پرخوں
بھرا ہے اشک سے گردوں کا چھالا
کرے ہے صفحۂ دنیا کے تیں نم
بھی خورشید فلک پر تھرتھری تھی
سراپا درد ہو بادیدہ یابس
نہایت غم ہوا جن و ملک پر!
ہلال آسا ہوا اس غم سے لاغر
ثریٰ سے عرش اعلیٰ تک یہ غم تھا

۱؎ دیکھیں یا جانی
۲؎ کوشہ نگاہ رکھا اور دوست رکھے اگر
کا بھی کو جان دے اگر
دے سکتا ہے ۲
۳؎ حافظ کی جمع



۳؎ مراد آنسو ۱۲
۴؎ سوکھی ہوئی ۱۲
۵؎ چھوٹی دھوپ رات کا چاند ۱۲
۶؎ پہلی رات کا چاند ۱۲

تھا جنت میں سبھی حوروں پہ ماتم
سبھی کہتے تھے الہیہات غم غم
سب اہل البیت اور اولاد و اطفال
بھی مسلم کا پسر تو نوجواں لال
عمامہ اپنا دے مارا زمیں پر
اٹھایا داغ والد کا جبیںؔ پر
مثال بلبل نالاں ہو رویا!
گل رخسار انجواں سے بھگویا
گلے میں مثل قمری طوق الفت
پہن کر رو اٹھا رو کر بحسرت!
جہاں بابا میرا مارے ہیں ظالم
مروں گا میں بھی واں ہو کر مزاحم
ایا میں خوں یہاں بابا کا لوں گا
کہ یا میں اپنا سر بھی ان کو دوں گا
کہ یا میں خوں بہاؤں گا انھوں کا
روا ہے قتل جن پر کم سنوں کا
میرے دو بھائی جوں خورشید اور ماہ
کئے ہیں قتل ان کو قوم گمراہ
عوض میں باپ اور بھایوں کے واللہ
کروں گا قتل ان کو جو ہیں گمراہ
کہ یا میں اپنا سر قرباں کروں گا
چچا پر سے تصدق ہو مروں گا
تھی اہل البیت میں مسلم کی بیوہ
کہی افسوس لے ماتم کا شیوہ
گریباں تا بداماں چاک در چاک
لگائی اپنے منہ پر ماتمی خاک
سب اہل البیت انکو دیکھ غمگیں
لگے رونے کے تیں سب اہل تمکیں
دو دختر مسلم کامل کے کم سن
بہت روئے ان کے غم میں نسدن
لگے کرنے کو واویلاہ سارے
سبھوں نے آہ عالم سوز مارے
ہوا غوغا تمامی خاندان میں
پڑا غوغائے غم کرو بیاں میں
بھی مسلم کے سبھی یار و ہوادار
لگے رونے کو سب حسرت سے یکبار
کہے ہیہات ہے ہیہات مسلمؑ
عجب مقبول حق تھی ذات مسلمؑ
کہ سب کے پیش ہو آل عبا سے
شہادت پا ہوئے واصل خدا سے
ولیٔ اللہ کے نور العین مسلمؑ
صفی اللہ کے جان و حق پہ قائم
شہادت کا نتیجہ پیش لے کر
شہادت کا رکھے ہیں سر پہ افسر
حسینؑ ابن علی اٹھ کر فغاں سے
تھے ژالہ بار چشم خوں فشاں سے

پیشانی ۱۲ — طریقہ افسوس

وہ عبد اللہ بن مسلمؑ کو لے کر
نہایت ان کی غم خواری سے کئے ہیں
کہے رو رو کے مت بابا کو رونا
تمھارا باپ میں ہوں جان مسلمؑ
جہاں تک دم میں دم ہے خون لوں گا
جو کوئی ناحق انھیں ماریں گے ظالم
سبھی دنیا میں آئے سو مریں گے
بھی گھر میں جا شہ عالی گہر نے
وہ دونوں دختراں مسلم کے محزوں[۲]
سو حضرت نے گلے اپنے لگا کر
دلاسا دے بہت روئے ہیں سرور
بھی ان کی اہلیہ کو بھی بلا کر
یہ سب اطفال ہیں بچے تمھارے
دلاسا دے بہت ان کو شہ دیں
گئے ہیں بیٹھ لڑکوں کی طرف موں
کہے اے دوستاں و اہل ایقاں
قضا لائی ہے مکے سے اٹھا کر
قضا ہر چیز میں اب کارگر ہے
گلے میں باندھ کر رسّن قضا کا ر
سنے حضار مجلس شہ سے یہ بات
مگر بعضے ہوا دار و قرابات
مکرم بھانجے کامل بھتیجے
وہی حاضر رہے باقی گئے سب

گلے اپنے لگائے ابن حیدرؑ
بحسرت آہ اور زاری کئے ہیں
چچا پر بھی تمھارے یوں ہے ہونا
کرے گا حق وہ گمراہوں کو ملزم
تمامی خانماں پر خوں کر دوں گا
سزا دیوے گا حق خود ہو کے حاکم
یہاں کا مال سب اس جا دھریں گے
رسول اللہ کے نور البصر[۱] نے
بہت تھے حضرت مسلمؑ کے مقتول[شہدا]
رکھے تعویذ کر دونوں کو سرور
رواں چشموں سے کر کر اشک احمر[۳]
کہے ان کو تمھارا ہے سبھی گھر
اخی مسلم تو دنیا سے سدھارے
چلے ہیں بھار ہو کر سخت غمگیں
رواں رخسار پر تھا اشک گلگوں
قضا ہے نت ہمارے پیچھے[۴] میں جولاں
ہر اول ہے قضا ہے پیش لشکر
اِذَا جَاءَ الْقَضٰی اَعْمَی الْبَصَر[۵] ہے
چلا ہے لے کے بہر قتل خونخوار
چلے لے اٹھ کے عالم چھوڑ کر ساتھ
بھی خویشاں اور بھایاں نیک[اوقات]
کھلے تھے جن پہ جنت کے دریچے
بھی چندیں یار اور خویشاں ہے جب

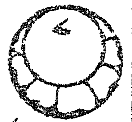
[۱] آنکھوں سے نور ۱۲
[۲] غمگین ۱۲
[۳] سرخ آنسو ۱۲
[۴] پیش ۱۲
[۵] جب وقت قضا آتی ہے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں یعنی حکم الٰہی کے دفع کرنے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی ۱۲



کہے تب شاہ عالم نے کہ یاراں
علیؑ مرتضیٰ کے یار و یاور
بھی اہل البیتؑ کے مقبول و منظور
میرے خویشوں کی ہے خوشی کا لاچار
ضرورت میں ہے تم تکلیف[1] پانا
یہ سنتے بول اٹھے یار و ہوادار
کہے ساروں نے اے سلطان دارین
تمہیں چھوڑیں تو پھر ہم کس طرف جائیں
جسے کعبہ ہمیشہ قبلہ گہ ہو
بھی ہم سارے شہادت کو ہیں حاضر
رسولؐ اللہ کے فرزندوں پہ قرباں
ہمارے دھڑ پہ جبتک سر ہے قایم
ضیائے[2] نور ایماں سے گذر کر
جو کوئی آل نبیؐ سے منہ پھراوے
سبب[3] دنیا کے کیوں ہم سب کو کھوکر
یہ سنتے ہو گئے خاموش شبیر
جزاک اللہ خیراً[4] کہہ کے سلطاں
لگے کہنے ہواداروں نے پھر کر
سو حضرت نے جواب انکو دیئے ہیں
کہے ہیں یوں حسینؑ ابن علیؑ نے
مبارک حضرت یحییٰؑ کا سر پاک
وہ دختر زانیہ کا واسطہ تھا
شہادت کے محل پر ذکر ہوگا

محمد مصطفیٰؐ کے دوستداراں
حسنؑ کے پہلواناں فتح آور
ہے تم کو احسن اوقات مشہور
مگر تم دوستداراں اور ہوادار
ابھی تک راہ ہے جاتے سو جانا
ہمیں ہینگے مسلمانی پہ بلہار
ہمارے قتل سے ہو نانہ بے چین
خدا کے پاس پھر ایمان کیوں پائیں
تو کیوں کر دیریں اس کی جگہ ہو
اسی باعث ہوئے ہیں ہم مہاجر
ہمارے باپ ماں اطفال و رجال
ہو ویں گے دشمن دیں کے مزاحم
کدھر جاویں سیہ رو اپنا ئے کر
وہ ایماں گم کرے دوزخ میں جاوے
عبث[3] جینا ہے ایماں کو ڈبو کر
کئے انجواں سے رخساروں پہ تحریر
کئے ہیں کوچ ہے اسباب و ساماں
ضرور آگیا ادھر جانا مقرر
کہ روضات[5] البشیر میں یوں لکھے ہیں
وہ سلطانؑ والہدیٰ کنز الیقیں نے
جدا ان سے کئے وہ قوم سفاک ظالم
بڑا اس دن زمیں پر واقعہ تھا
وہ جب منزل میں پہنچ فکر ہوگا

[1] تکلیف دینے والے
[2] ایمان کے نور کی روشنی [3] بیفائدہ



[4] اللہ تم کو نیک بدلہ دیوے ۱۲ [5] ایک کتاب کا نام ہے ۱۲

کبھی میرا سر وہ دشت پر جفا میں
کہے ہیں اس طرح سلطانِ اکرم
سو میں اس واسطے جاتا ہوں یاراں
ہوئے طوعاً و کرہاً سارے راہی
طبل کو ٹھوک کر جوں رعد گردوں
نشان احمدی کر پیش لشکر
صداؔ نعرہ زناں اللہ اکبر
صدا ائے قدسیاں اِنَّا فَتَحۡنَا
زرہ پوشاں جواناں پہلواناں
چلے سب کوچ کر فولاد پوشاں
پرے سب باندھ کر آراست پیراست
بنا کر حلقہ مثل حصنؔ محکم
قضا ہو پیک لشکر سب کے ہمراہ
دکھایا دور سے لشکر عدوؔ کا
ہوا جب شاہ کو لشکر نمودار
شہنشاہ خود بخود ہو کر ہراول
پوچھائے کون ہے لشکر کا سردار
کہے حضرت نے کیا نام و نشاں ہے
میرا ہے نام حُرؓ عاجز کمیں ہوں
کہے حضرت نے کیوں آنا ہوا ہے
زیادی پُر غسادی نامرادی
کہا ہے مجھ کو کوفے سے نکل تو
ملیں گے راہ میں بافوج و لشکر

جدا ہووے گا صحرائے بلا میں
محمد مصطفےٰ سلطان عالم
سو ہو لاچار سارے دوستداراں
توکل کر چلے حق پر کما ہی
لگا اٹھنے کے تیں آوازِ دوں ں
فرارہ اژدہا پیکر مظفر
چڑھا خورشید جوں رخش فلک پر
بھی نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ترانا
سپہ گیری کے فن میں سب توانا
بسانِ رعد گردوں ہو خروشاں
پس و پیش و دگر بعضے چپ و راست
چلے تھے لے کے آگے لوگ باہم
جب آیا استوا میں مہرؔ خرگاہ
سو پہنچا ہے مقرر روبرو آ
کئے ہیں اپنے سب لوگوں کو ہشیار
مقابل جائے اس لشکر کے اوّل
ہوا حاضر وہاں سردار یکبار
کہا اس نے غلام خانداں ہے
تمھارا ہیں غلام کمترین ہوں
سو کر آداب حُرؓ نے بول اٹھا ہے
وہ بدگوں بدنہادی بدنژادی
حسینؑ ابن علی آتے ہیں چل تو
انھیں کوفے میں لانا کشمکش کر

له ابھی کی شکل والا
عه اللہ اکبر کا نعرہ
مارتے ہوئے ۱۲ منه



مضبوط قلعہ ۱۲ منه
ه دشمن ۱۲ منه سامنے ۱۲
عه جنگل عه آفتاب

نہ آویں گے تو ان کو گھیر لانا — نہ کچھ اس باب میں تم دیر لانا
نہ ہیں لڑنے کو آیا ہو کے طالب — لیجانا حکم ہے کوفے کی جانب
حسینؑ ذوالکرم نامہ نکالے — کئے یکبارگی حر کے حوالے
سو دیں حر نے وہ نامے کو پڑھا ہے — پھرا منہ اپنے لشکر کو کہا ہے
ارے آیا کوفیاں پر مکر و عیار — لکھے ہیں تم نے کیوں حضرت کو طومار[1]
بلائے ہو بصد[2] ہو شاہ دیں کو — وہ خورشید فلک ماہ مبیں کو
یہ سب اپنے قبائل[3] لے کے آئے — پھرے تم اُنپہ اور سب کو پھرائے
یہ سن کر لشکر مقہور و مردود ! — اڑائے بات سے یوں آتش دود[4]
کہے ہم جانتے نیں کوئی خط کو — سمجھتے نیں ہیں سب طور غلط کو
ہمیں اس بات سے حاشا خبر نیں — ہمارے دلمیں کس کا شور و شر نیں
جو پوچھیں لکھنے ہاروں کو مقرر — قسم کھائے ہیں بس اللہ اکبر
یہ سنتے تب ہئے خاموش لب ہو — فلک کجرو کی گردش پر غضب ہو
کہے دل میں قضا کا سب اثر ہے — وہی فتنہ فساد و شور و شر ہے
ہوئے مل کر سبھی کوفے کے لوگاں — دغابازی پہ قایم جملہ خوکاں[5]
خطوں کے لکھنے ہارے انہیں اکثر — بہت تھے پر قبولے نیں وہ یکسر
نماز ظہر کا تب وقت پہونچا — وہیں سلطان دیں بولے اسی جا
کہے حُرؓ کو تو ساری فوج لے کر — جماعت سے نماز اپنی ادا کر
سو پھر حر نے کہا اے شاہ والا — سپہر دین کا بہتر اجالا
کہ تم سبط[6] رسول اللہ تحقیق — کہ تم ہو قبلۂ دارین تصدیق
خلافت اور امانت کے ہو سردار — ہو محراب امامت میں سزاوار
امامت کے فلک کے مہتاباں ! — محمد مصطفیٰ کی راحت جاں
خلافت کے نگر کے شاہ افضل — دونوں لشکر کوئے کر ساتھ اوّل
امامت کر کے بخشو سرفرازی — غلاموں کی کرو بندہ نوازی

[1] لمبا چوڑا خط ۱۲
[2] یعنی صد سے ۱۲
[3] جمع ہے قبیلہ کی ۱۲
[4] دھواں
[5] خوک کی جمع
[6] یعنی نواسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

سو حضرت نے لے سب لشکر کو یکدم
پڑھے ہیں فاتحہ اور کر مصافحہ
کہا تب حُر نے حضرت سے بخلوت
حرم کا واسطہ تم کر کے ظاہر
سو حضرت نے دعا کر حر کو پھر کر
سو حر نے اپنا لشکر لے چلا ہے
ہوئی جب شام تب دونوں عشا کر
حسین ذوالکرم بہر حرم کے
سبب ان کے جدے اترے شہنشاہ
حسین ذوالکرم لے اپنا لشکر
قضا اس وقت کر ہنگامہ برپا
فلک پر عقرب و مریخ یک مل
گیا تھا ڈلو میں ماہ مکرم
اندھارا اس طرح تھا شبہت میں
نہ تھا ظلمات میں ایسا اندھارا
نہ اس میں برق کی سوزش خبر ہو
اجالا سب جہاں کا منعدم تھا
اندھارا اظاہری یوں تھا کہ ظلمات
بھی اس پر دیدۂ بینا کے آگے
نہ سوجھے آسمان اور نیں ستارے
سکندر عقل تھا ظلمات میں گم
خضر الیاس عقل و ہوش پرواز
فلک سے تا ثری ہے صورت یاس

نماز باجماعت پڑھ کے باہم
ملے سب لوگ حضرت سے خلاصہ
جدے ہم سے اترنا دور حضرت
نکل جانا جدھر ہو میل خاطر
گئے ہیں کوچ لے کر اپنا لشکر
نمیں لرزی بھی صحرا کھلبلا ہے
اتر ایک جا پہ ہو آسودہ خاطر
سو اہل البیت سب اہل کرم کے
ہوئی جو وقت آدھی رات ناگاہ
گئے ہیں کوچ اہل البیت لے کر
اٹھایا ظلمت و سردی کا غوغا
زحل کو ذنب تھا بار اس شمال
چہ کنعان میں جوں یوسف بصد غم
نہ سوجھے آنکھ ہرگز منزلت میں
شب دیجور کا معدن تھا سارا
نظر آوے نہ گر قرص قمر ہو
قضا کا پیک جاری دمبدم تھا
شب دیجور تھی پر ظلم و آفات
قضا نے پردۂ غفلت کو باندھے
تمامی شب بہت کچھ گشت مارے
فلاطوں کا گرا گرداب میں خم
نہ سوجھے تھے جہاں جز شکل آواز
نہیں ابلیس کو سوجھے تھا خناس

۱ جنگل ۱۲ ۲ یکبارگی ۱۲ ۳ جمع عسکری یعنی لشکر ۴ بارہ برجوں میں سے ایک برج ہے بچھو کی شکل ۱۲ ۵ ستارہ ہے جلاد فلک ۱۲ ۶ نام ہے ایک ستارے کا ۱۲ ۷ ایک ستارہ ہے



دمدار ستارہ دُول میں ۸ نام ہے ایک برج کا جو ڈول کی شکل ہے ۹ ظلمات اس مقام کا نام ہے جہاں آب حیات ہے ۱۲ ۱۰ اندھیری رات ۱۲ ۱۱ کنواں ۱۲

پھرا تھا جملہ عالم پر سیہ تاب
فلک تکبیر گویاں نزد بے جال
چلے گردش میں ساری رات سب مل
سحر ہوتے ہی سلطان زمانہ
سوویں وہ بادپا یک دشت میں آ
ستوں[1] آسا زمیں پر ہو کے محکم
عجب کچھ دشت[2] دیکھے شاہ ممتاز
حزیں صحرائے لق و دق و ویراں
عجب وحشت کا میداں تھا وہ خونخوار
وہاں نیں نخل[3] میں کچھ آسرا تھا
ایا تھا شیر کا منہ جوں درندہ!
درندہ کی طرح شکل وہاں[4] تھا
صحن یک لخت پر ہول و غضبناک
قضا کا پیک تھا حاکم وہاں کا
ستوراں[5] سب لگے دھنے زمیں میں
بدل رنگ جواناں پہلواں سب!
ہوا رنگ و نمک پیر و جواں کا
کھلا سب کے دلوں پر جوش خونریز
دلاور اور بہادر پہلواناں
تہور کا ہوا سب جوش اس دم
لگے للکارنے شیران حیدر
لگے اٹھنے جوانمردی کے نعرے
لگے اٹھنے دلوں کے پیک پرجوش

قضا کی تیغ و خنجر مثل قصاب
صدا اللہ اکبر دشت پیچاں!
سو خنجر لے کے آئی صبح قاتل
کئے تیغی سے تازی کو نشانہ
زمیں میں گڑ گیا جوں میخ اس جا
لگا ہے دھونے لشکر کا عالم
بھرا سب قتل کا اٹھتا تھا آواز
بساں نیزہ تھے خار مغیلاں
صدا اٹھتی تھی ہر سو مار اور مار
وہ صحرا اک وہاں اژدہا تھا
مرے اڑتا وہاں جا کر پرندہ
ہر اک خار مغیلاں خونچکاں تھا
وہاں کی خاک گویا دوزخی خاک
لیا تھا ہاتھ میں خنجر فغاں کا!
پڑے تھے جزو کل ورد و غمیں میں
نظر آنے لگے خونیں وہاں سب
نظر آیا چھلاوا خونفشاں کا
قضا نے کر رکھے دنداں[6] خود تیز
کہے اللہ اکبر سب جواناں
گیا سب ہوش ہو خاموش اس دم
کہ القہار یا اللہ اکبر!
شجاعت کے بھڑکتے تھے شرارے
اٹھائے گرز جن کی دوش بردوش

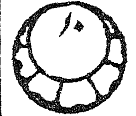
[1] چابک ۱۲ [2] غم ۱۲ [3] جنگل ۱۲ کا درخت ۱۲ درخت کی نخل
[4] ہیں ۱۲ [5] جنگل ۱۲ مست ۱۲ چارپائے ۱۲ [6] دانت ۱۲

۹

یلانِ کارزار و زور آور — صف جنگی کے شیران دلاور
جوانمرداں چابک کارپرداز — وہ شیران عربؑ شاہین و شہباز
جوانانِ ہاشمی جوں شعلۂ نور — کہ ہووے ہیں جن پہ حوران نت بلا دور
گل خورشید ساں رخسار گلزار — کہ گویا مطلع الانوار دیدار
مکمّلؑ برزخ لایبغیانی — تجلّیٔ لمعۂ راز نہانی
مکرّم برزخ کبریٰ کی شاخاں — ہر اک کا چہرہ وہ شمس الضحیٰ ساں
وہ گلزار رسولؐ اللہ کے گل — گل توحید کے گلشن کے بلبل
سپہر احمدی کے مہر تاباں — رسولؐ اللہ کے گھر کے شہ جواناں
خدا کے برگزیدے حق رسیدے — کہ دے سر اور شہادت کو خریدے
سو حضرتؑ دیکھ کر صحرا کا احوال — ہوئے قید زمیں زنجیر خلخال
نہ اٹھتا تھا قدم کس جانور کا — نہ پروا تھا کسی کو شور و شر کا
جہاں سب گرد ساں آئی نظر میں — نہ ٹھہری غیر وحشت واں نظر میں
حسینؑ ابن علیؑ ناقہ پون سا — یک پک چلنے میں وہ نادر ہرن سا
چلائے بیٹھ اس پر تازیانہ — تو وہ بھی ہو گیا نقش نشانہ
زمیں پر گر گیا وہ باد رفتار — ہوا قائم بساں سخت اشجار
چلائے قمچیاں پیہم شہنشاہ — کہا اسوقت پر ناقے نے ناگاہ
بغیر از حکم چلنا نیں ہے امکاں — مہار آکر قضا پکڑی ہے سلطان
سنے سو شاہ نے دلمیں کہے ہیں — رسولؐ اللہ خبر مجھ کو دیئے ہیں
بیاباں سخت وحشتناک پُر خوں — نظر آوے گا بالکل دشت ہامول
بھی اسکا نام پوچھے ہیں شہنشاہ — نہ تھا اس سے کوئی اسوقت آگاہ
مگر یک پیر تھا شخص جہاں گرد — دلاور اور بہادر پہلوان مرد
کہا تب اس نے شاہ بو العلا کو — کہ دشت کربلا کہتے ہیں اس کو
یہ سنتے ہی حسینؑ ابن پیمبر — بحیرت بول اٹھے اللہ اکبر

یہ وشت کربلا قطعۂ بلا ہے　مرا خون جگر سن پھٹ گیا ہے
نہ حضرت کا چلا واں ناقہ یک تل　اٹک کر یوں رہا جوں میخ در گل
نہ یک تن قافلہ کا چل سکا تھا　ستوروں کا نہ پاؤں آگے چلا تھا
سو حضرت شاہ دیں سبط پیمبرؐ　زمیں پر آئے ناقہ سے اتر کر
زمیں پر جب لگا ہے مقدم شاہ　شفق آسا ہوا وہ قطعہ جانکاہ
قدم حضرت حسینا کے برابر　ہوا قطعہ زمیں مرجان احمر
حسینؑ ذو الکرم نے دیکھ اس دم　سرشک خوں سے پیراہن کئے نم
کہے رو رو کے اے خویشاں عزیزاں　بھی بھایاں اور فرزنداں یتیماں
بھی اہل البیت جملہ خانداناں　محباں دوستداراں شہ جوانان
میری جائے شہادت کربلا ہے　محمدؐ مصطفےؐ نے کہہ دیا ہے
یہاں بکھرے گا میرا خون ناحق　کرے گا مجھ پہ گردوں ظلم مطلق
سبھی تشنہ گرسنہ تین دن تک　چبا وے گی قضا نشتر سے رگ رگ
بہے گا خون یہاں آل نبیؐ کا　کٹے گا سر یہاں ابن علیؑ کا
میرے خویشاں برادر یار و یاور　پڑیں گے اس زمیں میں ہو جدے سر
کہے اہل حرم کو شاہ گیانی　رہے گی حشر تک میری نشانی
ہو تم آل عبا عصمت کے معدن　بہار صبر کے ہو تازہ گلشن
سرشک چشم کے انجواں سے دے آب　پھرانا گوہر دل پر صبر کا تاب
شرافت کے فلک کے مہر لمعاں　رسالت کے چمن کے تازہ ریحاں
بھی عصمت اور عفت کے معدن　کہ کرنا غم کو اپنے دل میں مسکن
نہ پیٹو سر کو مت چھاتی کو پھوڑو　نہ موئے سر کو ہو بیتاب توڑو
خدا کے حکم پر ثابت ہو رہنا　بلا پر صبر کرنا تا کہ مرنا
نہ ہرگز شیوہ بے شرع کر کر　گرفتاروں میں آنا روز محشر
نہ اپنا راز اور افغاں سنانا　سبھوں کو آخرش دنیا سے جانا

له سواری کے جانور　سه اونٹنی ۱۲　سه مونگا　عه پانی ۱۲　ھه پھلنے پھوٹے　سورج ۱۲



عه سنج ۱۲　عه آسمان ۱۲　ے پاکدامن　ص پارسائی ۱۲

اگرؔ صد سال مانی ور یکے روز — بباید رفتؔ زیں کاخ دل افروز
یہاں سے سلطنت عقبیٰ کی ہے کر — ابد تک عیش کرنا نزد داورؔ
سب اہل البیت سنکر آہ مارے — لگے اٹھنے کو آہوں کے شرارے
تمامی خانداں مل رو اٹھے ہیں — یہی سلطان عالم کو کہے ہیں
کہ اے سبط پیمبرؐ جان حیدرؑ ر — بھی خاتونؑ کے جگر بازوئے شبرؑ
تمھارے بعد والی خانداں کا — ہووے گا کون مشفق بکسیاں کا
ابھی یہاں سے نکل چلنا کدھر بھی — ستورتوںؔ کا نہ رکھنا کچھ خطر بھی
پیادے بھی چلے جاویں گے جیوں تیوں ل — بچاویں گے یہ اطفالونکو ہم یوں!
کہے ہیں شہر بانو نے شہنشاہ — چلے جاویں جدھر ہووے گی خوش راہ
کہے حضرت نے کس کو کچھ خطر نیں — ہمارے بعد ازاں پھر شور و شر نیں
ہمارے پر قضا کا کلکؔ یوں کر — چلا ہے ابتدا سے بالمقرر
نہیں کلک قضا سے کس کو چارا — نبی عاجز ہیں وہاں ہیں کیا بچارا
سنا قصہ احد کے جنگ رن کا — شہیداں بے کفن اور بے دفن کا
محمدؐ مصطفیٰ سلطان عالم — غزا سے آئے تھے لشکر لے باہم
بہت لشکر ظفر پیکر تھا ہمراہ — جوانان کارزاری صاحب جاہ
جواں مرداں گُرداں سخت پیکار — بہادرؔ شہسواراں نیک اطوار
بہت اقسام کا عالم تھا خونریز! — سپاہان دلاور تیز اور تیز
یلانؔ احمدی شہ زور ممتاز! — سبھی شمشیر زنؔ اور تیرؔ انداز
مبارزؔ ہائے چندیں گرز بردار — ہر اک تن کوہ پیکر ساں گرانبار
کئی اقسام حرب بہ پہلوانی — کریں میداں میں غازی خونفشانی
کر آئے تھے کہاں سے فتح کر کر — تہوّر سے ہوا تھا دل دلاور
صحابہ گرد لے بیٹھے تھے سرور — غزا کی بات نکلی تھی سراسر
رسول اللہ نے فرمائے کہ یاراں — رفیقاں جاں نثار ان شہسواراں

ؔ اگر سو برس رہے
ؔ تو دنیا میں یا ایک دن
ؔ لیکن ضرور گزرنا
ؔ جانا ہے اس دنیا سے
ؔ اللہ کے نزدیک



ؔ قضا کا قلم ۱۲
ؔ بہادر ؔ تلوار مارنے والے ۱۲
ؔ تیر پھینکنے والے ۱۲
ؔ لڑنے والے ۱۲
ؔ جانور ۱۲

میرا دل کچھ نہ دیتا ہے گواہی
کہ کرنا احد کی جا کر لڑائی!

مجھے معلوم یوں ہوتا ہے اکثر
لڑائی سے ہووے نقصان مقرر

صحابوں نے کئے تقریریوں کر
کہ اپنے ساتھ ہے منہ توڑ لشکر

سلحداران جو انمردانِ کاری
کریں لاکھوں کو تیروں سے فراری

سنے حضرت سو ویں آسودہ ہو کر
گئے ہیں اٹھ کے اپنے گھر کے اندر

سلح پہنے مبارک تن میں گیانی
کمر باندھے ہیں تب صاحبقرانی

جھلم اور خود بکتر اور مغفر
چڑھائے اپنے تن پر جب پیمبرؐ

ہوئے تیار جب دم باہر آئے
ہلاکی کی خبر یک دم سنائے

سو اتنے میں صحابہ بہار مل کر
لگے یک مشورت کرنے یہ دیگر

کہے ساروں نے نیں تب ہم رضامند
بسجد ہونا لڑائی پر بہر چند

رسول اللہ کی باتاں جو نہ مانے
سو وہ حسرت سے آخر خاک چھانے

بجز ان کی خوشی اپنی خوشی کیا
خدا لوگوں سے اتنی سرکشی کیا

سبھوں نے متفق ٹھہرائے یوں کر
لڑائی پر نہ جانا اے پیمبرؐ

وہیں اتنے میں حضرت بہار نکلے
مسلح ہو کے خود تیار نکلے

صحابوں نے جو دیکھے سو کہے ہیں
غزا ان کے تئیں جانا روا نیں

تمھارے منہ سے نکلا یا محمدؐ
لڑائی میں پڑے گی محنت و کد

خرابا ہووے گا لشکر کا تحقیق
کئے موقوف ہم نے بوجھ تصدیق

رسول اللہ نے سن کر بول اٹھے ہیں
جو ہم نے پیشتر تم کو کہے ہیں

کہ اب کے نیں غزا کرنا مقرر
سو پھر تم نے سنائے مجھ کو لشکر

بضد ہو کر کہے چلنا مقرر
سو میں پہنا زرہ اور تن پہ بکتر

ابھی موقوف ہونا نیں یہ جانا
یہ ہے پیغمبروں کا خاص بانا

زرہ جبتک نہ پہنے مصلحت ہے
اتارے پھر تو قطع منزلت ہے

کہ پیغمبر کمر اپنی جو باندھے
نہ چھوڑے فتح ہو یا اپنا سر دے

(حاشیہ: یہ لڑائی کی پئی ۱۲ سے — ۱۱ — لڑائی ۱۲ سلہ ہجری کی)

ابھی ہرگز زرہ اترے نہ تن سے
قضائے حق پہ راضی ہو کے چلنا
یہ سنتے سب صحابی ہو کے لاچار
کئے ہیں کوچ نَصْرُاللہ پڑھ کر
نکل باہر جو فوج دین آئی
خبر جاسوس نے بولا ہے بارے
بھی ان کا عزم کامل ہے مقرر
بھی عوراتوں کو اپنے ساتھ لیکر
کہ سب عورات مل اس ٹھار اوپر
وہ اس باعث سبھی اولاد و اطفال
سو حضرت احمد مختار سالار
کہ تم اس راہ سے لشکر لیجانا
کہ اس لشکر کے تیں اپنی خبر سب
یہ سنتے جملہ جاسوسان جانباز
کسی کافر کی تھی رہ پر زراعت
سو سب کفار دہقاں مل کے باہم
اسی موجب شگون بدتر ہوئے تھے
سو میں یک خواب دیکھا ہوں پریشاں
چچا حمزہؓ کی اب کے خیر ہووے
سو خواہی یا نخواہی چل دیئے تھے
قریب احد جب پہنچا ہے لشکر
لئے دس شخص نامی چنکے جرار
ورا ایک کوہ کا تھا راہ محکم
زرہ انیں کھولنا اس کو بدن سے
رہے سر یا کٹے ہرگز نہ ٹلنا
چلے طُوعًا وَکَرْہًا باندھ ہتھیار
چلے کہتے ہوئے اللہ اکبر
خبر سب کافروں کی وہاں منگائی
وہ کوہ احد پر آئے ہیں سارے
کہ کرنا فتح یا مرنا سراسر
مسلح ہو چڑھے ہیں قسم کھا کر
تہور دیویں مردوں کو مقرر
لے آئے تھے وہاں اشخاص رحال
کئے لشکر کے جاسوسوں کو اظہار
جو خفیہ راہ ہووے وہ دکھانا
نہ جاوے یک ذرہ بھر صوت اشہب
لگے کرنے کو تا لشکر تگ و تاز
چلا اس پر سے لشکر کر کے غارت
دیئے دشنام سب لشکر کو پیہم
رسول اللہ نے ایک دن کہے تھے
کہ مل کر باز کو مارے ہیں زاغاں
شہادت کا وہ شاید تخم بووے
شکست اپنے سے خود آگے گئے تھے
محمد مصطفیٰ شاہ مظفر
کئے تاکید ان کو آپ بسیار
کمیں گاہِ شب خون تھا مسلم

۱ خوشی ناخوشی ۱۲
۲ ہتھیار بند ۱۲
۳ گھوڑے کی آواز ۱۲
۴ کھیتی ۵ چھوڑ دی ۱۲
والے ۱۲

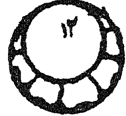


۶ کوے ۱۲ ۷ بہادر
۸ بہت ۱۲ ۹ پہاڑ
۱۰ گھات کی جگہ ۱۲
۱۱ ارادہ ۱۲
۱۲ دوڑ دھوپ ۱۲

وہ غار در پہ دس شخصوں کو سر در
کہ تم یہاں سے نہ ہلنا یک ذرہ بھر
مجھے جبرئیلؑ نے بولے ہیں یوں کر
یہ کہہ کر ان کو کر تاکید بسیار
صفاں آراستہ کر چپ و راست
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؑ
سبھی تھے پیش لشکر جوں دلاور
عجیل اک نام از قوم منافق!
سراپا غرق فولاد و قوی تن!!
گراں مرکب سمندؔ چست و چالاک
کھڑا میداں میں وہ شداد بدکار
لگا میدان میں گھوڑا پھرانے
کہاؔ یا ایھا الاسلام فرجام
جو تم کہتے ہو مومن کافروں سے
مسلماں گر مرے ہو اس کو جنت
اگر چہتا ہے کوئی جنت میں جانے
بہت دشنامؔ دے مومن کو ملعوں
یہ سنتے شاہ مرداں شیر یزداں
لگا ورؔ اپنے دلدل کا دکھائے
سو دلدل مثل ہُد ہُد ہو کے پرواز
لگا ور اس طرح دلدل کا بھڑکا
کئے آواز مولا اس پہ یوں کر
اسے جاتے ہی اک تیغہ لگائے

بٹھائے اور کئے تاکید اکثر
خطر ہے تم کو اس رہ کا مقرر
خطر ہے تم کو غار در کے اوپر
لڑائی کو دونوں لشکر ہو تیار
عَلم بھی ہو کھڑے آراست پیراست
ابودجانہؓ حمزہؓ سعدین دلاور
ہوا ہنگامہ گرم از جنگ لشکر!
بڑا تھا زور آور مرد فاسق
زرہ بکتر جھلم مغفر تھا ہم تن
بھی یک گرز گراں لے کر کے بیباک
لگا ور دیکھے تازیؔ کو خبردار
کہا ھَلْ مِنْ مُبَارِزْ کے ترانے
اَلَا یَا مُؤْمِنَانِ خیر انجام
لڑیں ماریں مریں باہر فنوں سے
مرے کافر تو ہو دوزخ میں شدت
وہ آدے مردمی اپنی دکھانے
لگا بکنے کو وہ مردار بدگول!
علیؑ مرتضیٰ سلطان دوراں
اُسے ٹک ایڑ مولا نے لگائے
مقابل ہو گیا شاہیں کے شہباز
ثریٰؔ میں بھی جگر ماہیؔ کا دھڑکا
کہ اے ملعوں تو ہے دوزخ کا اخگر
اسی ضربے سے دو زخمیں چلائے

ۓ گھوڑا ۱۲
ۓ گھوڑا ۓ اسے
اسلام والو ۱۲ ۓ فخر دار
ہو اسے منہ بکر



انجام والو ۱۲
ۓ گالی ۱۲ ۓ
دوڑ ۱۲ ۓ تحت الثریٰ
ۓ مچھلی ۱۲

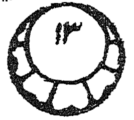
ہوا ہنگامہ گرم اس دن وِغا کا
سرک تیغے کو مردان دلاور
لگی چلنے کو شمشیر جہاں سوز
کوئی نیزہ کوئی تیر کماں لے
چبھونے کو لگا یک یک کے تن میں
لگے ہیں مارنے گرز گراں او
ادھر سے ہاشمی شیران صفدر
لگا دیں وار جس کو فرق سر پر
لگا دیں تیر جس کو کر کے برہان
لگا دیں جس کو نیزہ اس کو یکدم
کسی کو جنبیہ اور کس کو خنجر
جہنم میں کریں اس کو روانہ
لگا دیں کافراں بھی وار پر زور
مقابل ہو لڑیں سینہ بہ سینہ
کہ جیسا پہلوان یک در قریشی
بہت شہ زور تھا مرد دلاور
سو ہو اسوار وہ گھر سے چلا تھا
کہا حضرت سے اس نے بے ادب ہو
کہ یہ گھوڑا نیا میں نے لیا ہوں
کہے حضرت نے اے ملعون خبردار
ہیں اپنے ہاتھ سے اس اسپ اوپر
سو وہ مردود اس گھوڑے پہ چڑھ کر
وہ چہتا تھا کہ تیغ حضرت کو مارے

لگا چلنے کو وہاں تیغہ قضا کا
ہوئے آمیختہ با تیغ و خنجر
دھلاڑے ہیں چھپا مہر دل افروز
بہم سوفار دیکاں خونچکاں لے
چپے جوں خار گل کو ہر چمن میں
ٹپکنے کو لگے تھے پہلوان سو
لگے ہیں مارنے تیغہ دو استر
بمعہ گھوڑا ہو ٹکڑے جاوے کٹ کر
رہے تصویر ساں تا حشر حیران
پرو دیں سیخ میں جوں مرغ پہیم
کسے برچھی کسے بھالا پرو کر
کریں تیروں سے دشمن کو نشانہ
مسلمانوں میں تھا تکبیر کا شور
نکالیں دل سے وہ دیرینہ کینہ
وہ رکھتا تھا ابوجہل اس سے خوشی
نیا گھوڑا خریدا تھا مقرر
محمد مصطفٰے سے کین ملا تھا!
خدا کا اس کے اوپر نت غضب ہو
تمہارے قتل پر نیت کیا ہوں
بحکم حضرت ستار و غفار
تجھے ماروں گا اے مشرک مقرر
ملا حضرت کے تیں در جنگ لشکر
پڑی تھی ایک تیغ کیں کنارے

ع۱ لڑائی ع۲ کانٹے ع۳ ہتھیار ع۴ ایک قسم کا ہتھیار
ع۱ برابر ع۲ گھوڑا ع۳ چابک ع۴ نشانہ

۱۶ باقی

وہ سب غار مغیلاں سے بھری تھی
پکارا ہائے دوڑو مجھ کو مارا!
کہا تھا میں نے اس گھوڑے پہ چڑھ کر
انھوں بولے تھے میں اس اسپ اوپر
یہ کہہ کر پڑا مردود پُر دود!
تمامی ہاشمی تب زور کر کر
زبان اشعار مردانہ پکاریں
ہوئی تب فتح کی صورت نمودار
سو دس شخصاں کمیں گہ میں کھڑے تھے
کہ تم اس جا کے تیں ہرگز نہ چھوڑو
انھوں بیٹھے وہاں مضبوط ہو کر
نظر آئی فتحمندی کی صورت
علم کافر کا دیکھے خاک اوپر
سو خالد بن ولید وہ دس جواں لے
کمیں گاہ کو سو خالی دیکھ کافر
نشان اپنے کو دیکھے سب نے برپا
لگے بیٹھنے پھرا کر جھل جھلانے
کمیں گہ کو جو خالی سب نے پائے
چلانے کو لگے ہیں گرز و شمشیر
… چلنے سنان و تیر و ناوک
… بی بھی لگے گرنے کو یکبار
… شی سخت ہو پلٹے جو پھر کر
… ر حمزہؓ چلے تھے قتل کرنے
… بو سفیان کی مادر نام ہندہ
… ر حمزہ نے اس کے تیں فرزند



لہ جلدی ۱۲ … سہ گھات کی جگہ ۱۲

اسے حضرت نے لے ملعون کو ماری
محمدؐ نے کیا مجھکو اوارا
رسول اللہ کو ماروں گا مقرر
تجھے ماروں گا سو مارا مقرر
جہنم میں گیا ہو سوختہ زود!
نظر آئے مسلمانان مظفر
قریشی ان کے باعث تیغ ماریں
قضا نے کر دیا برہم سبھی کار
بہت تاکید حضرت نے کئے تھے
بھی میری بات سے تم منہ موڑو
ملے جب دو صفاں مخلوط ہو کر
سو وہ دس شخص تب بہر غنیمت
پکارے نعرۂ اللہ اکبر
نشان کافروں کے تیں اٹھا کے
سبھی یکبارگی پہنچے ہیں ظاہر
چلے یکبارگی وہ کر کے غوغا
کمیں گہ سے لگے مردود آنے
پھرے تھے سو قریشی دھسکے آئے
لگے گرنے صحابی ڈھیر پر ڈھیر
لگے ہونے کے تیں آوازِ چک چک
سعیدؓ و طلحہؓ سعدؓ نیک کردار
ہوا جنگ گراں خونریز لشکر
صفاں ان کی کو تیغے سے کترتے
تھی اسدم کافرہ وہ سرفگندہ
بھی دو بھائی گئے تھے قتل الوند

کہی اس نے وہاں ایسے پکارے
تو کر آزاد اس کو تسپہ زر دے
سو یک وحشی غلام اس کا تھا پر زور
وہ پیچھے حضرت حمزہ کے چھپ کر
بغل خالی تھا سو اس وقت وحشی
چلایا تیر کو مردار ناپاک
زمیں پر گر پڑے حمزہ مکرم
کئی اذنیں کان و بینی ناک کو بریدہ
شکم کو چیر اور کر جگر چاک
دہن پر کر کے چابی زور کر کر
ہووے ناپاک میں کیوں پاک اخل
یزیدی کی بھی ماں تھی اس کے ثانی
سو اس کے پیٹ میں ہو سخت بدکار
انھوں سے ابتدا یوں ہی چلا ہے
ادھر حضرت محمدؐ پر کسی نے
بھی بعضے سنگ پتھر کہتے ہیں کہ راوی
رسول اللہ پہ پھینکا استخواں اد
لگا حضرت کے منہ پر ناگہانی
شہادت پا کے دنداں مبارک
رسول اللہ عبا کو منہ پہ لے کر
سبب یہ تھا زمیں نہیں تاب لاوے
صحابہ سب تھے زخمی کئی موئے تھے
ابابکر و عمر عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم

غلام ہو کر جو کوئی حمزہ کو مارے
کر اور قیہ بیت بدرے باد قرضے
فن قزاق میں تھا سخت پرشور
اٹھائے تھے کسی پر ہاتھ یکسر
کمیں سے دیکھ صورت پاک انکی
لگا وہ تیر کاری ہو بغل چاک
سو ہندہ آ کے نزد لاش اسدم
وہ ہندہ سر فگندہ شوخ دیدہ
لگی کھانے کے تیں وہ سخت بیباک
نگلنے کو وہ چہتی تھی سراسر
ہوا تھے سے جدا ہو حق و باطل
نواسی تھی وہ ہندہ کی نشانی
دیوے وہ آل پیغمبرؐ کو آزار
قضیہ اب احد کا قصہ رہا ہے
بھی پھینکا استخواں اک مدعی نے
پھر اس وقت پر دور سماوی
اسے فولاد کا دستہ تھا نیکو
دہن سے ہو چلی خون کی روانی!
لگا ہے درد کرنے مغز نازک
نہیں گرنے دیئے ہیں خون زمیں پر
عذاب سخت سب عالم پہ آوے
شہادت پا کے دنیا سے گئے تھے
بھی سعد و طلحہ عوف نیک محضر

لہ یعنی بیت اوقیہ کے
وزن کے برابر سونا اس
غلام کو آزاد کر کے
دوں گی ۱۲ عہ بیچارگیا
عہ کھینچ ۱۲



استخواں یعنی ہڈی ۱۲
ھہ یعنی دشمن ۱۲
لہ دانت مبارک رسول
اکرم ۱۲
عہ بے ترقی ۱۲

سبھی زخمی کوئی سالم نہ تھا وہاں ‌ ‌ تھا اس میدان میں ہر جا خون افشاں
محمد مصطفےٰ مردوں میں مل کر ‌ ‌ پڑے لیتے تھے اس ساعت مقرر
وہاں تھا سعد بن وقاص لڑتا ‌ ‌ چلا آتا تھا اعدا کو کترتا
اسے بوبکر مردوں میں سے سو کر ‌ ‌ پکارے سعد کو کان ہیں پیمبر
کہیں بھی ہو دیں تو یک دم بتانا ‌ ‌ کہ اس دیدار اشرف کو دکھانا
کتا ایک بار ان کو دیکھ آخر ‌ ‌ ہو ویں گے جا خدا کے پاس حاضر
سو اتنے میں محمد مصطفےٰ نے ‌ ‌ وہ سارے انبیا کے پیشوا نے
کہے اٹھ کر میں حاضر ہوں مو انیں ‌ ‌ بھی غیر از حکم حق چون و چرا نیں
بھی حضرت شاہ مرداں بھی کھڑے ہو ‌ ‌ اٹھے فاروق و عثمانؓ ایک دو
بھی حضرت جبرئیل اتنے میں آئے ‌ ‌ لے آیات امن تشریف لائے
لے آئے ثُمَّ اَنْزَلَ کی بشارت ‌ ‌ عَلَیْکُمْ بھی ہے بعد از غم کے راحت
کہے جبریل نے اسے ختم مرسل ‌ ‌ سلام حق نے کہا ہے تم کو افضل
تحیات اور تحفہ حبذا بھی ‌ ‌ کہ پہنچی اس طرح حق کی ندا بھی
کہ تم کو دین ہے اے دین کے سردار ‌ ‌ ہوا اب کافروں کا سرد بازار
کہ اس اسرار کی کس کو خبر نیں ‌ ‌ بجز میرے کسے فتح و ظفر نیں
نہ کچھ اس بات میں تم کو ضرر ہے ‌ ‌ گمر داریں میں ان کو خطر ہے
شکستی بعد اب امن و اماں ہے ‌ ‌ شکستی میں قرار جاوداں ہے
کہ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ہے ‌ ‌ ہمیشہ پاس میں فتح و ظفر ہے
یہ آیت سن کے باقی یار و یاور ‌ ‌ جو مردوں میں گرے تھے زخم کھا کر
نہ یک تن تھا محمد مصطفےٰ تک ‌ ‌ صحابوں میں سبھی تھا مرتضےٰ تک
شہادت پائے تھے اکثر مسلماں ‌ ‌ جو باقی تھے سو زخمی تھے جواناں
شکست سخت تھی بر اہل اسلام ‌ ‌ کھڑے تھے سب صحابی مل کے اتمام
کہ بوسفیان نے جب دیکھا عمر کو ‌ ‌ ذرا بھر وہاں سے ٹک نزدیک آ تو

لہ سلامت ۔ اشارہ طرف آیت کریمہ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَۃً ۔ عہ آرام

۱۴

کہے حضرت رسول اللہ بخطاب — تو جلدی جا کے ان کا بھید دریاب

گئے حضرت عمرؓ نزدیک اس کے — قدم اپنے کے تئیں تحریک کر کے

سو بوسفیاں نے بولا ہیچ کہو تم — محمد مصطفےٰ جیتے ہیں یا گم

کہے حضرت عمرؓ اے کور باطن — رسول اللہ بامنیت ہیں ساکن

تیرا آواز بھی سنتے ہیں مختار — تمہیں از حکم حق دیکھیں دگربار

بھی کہہ کر عمرؓ خطاب وہاں سے — پھرے ہیں اور چلے امن وامان سے

رسول اللہ کے نزدیک آئے — قریشی بھی ادھر سے ہڑبڑائے

کہا اے احمد المختار بایار — سو دیکھے کافروں نے انکو یکبار

سبھی یاراں وہاں وحشت سے آئے — جو طبل بازگشتی کا بجائے

ہوا اس وقت آ کر ابر حایل — ہوئے سب باب امنیت میں داخل

ادھر سب کافروں کے دلمیں آیا — ستوروں پر وہ بار اپنا اٹھایا

چلے جسوقت وہ سارے نکلکر — رسول اللہ نے فرمائے بحیدر

کہ تم جا کر کرو تحقیق ان کو — کدھر جاتے ہیں لشکر بیکے بدخو

مدینے کی طرف گر رخ ہو ان کا — یہاں سے پہنچنا یثرب کے تیں جا

مقابل ہو کے طفلوں کو بچا دیں — شہادت پاویں یا پھر فتح پاویں

اگر مکے طرف ہو کوچ ان کا — تو اپنا خیر ہے اور کار بالا

سو حضرت شاہ مرداں نور تاباں — چلے ہیں دیکھنے لشکر کا ساماں

نہاں اک جا پہ ہو شیر الٰہی — لگے ہیں دیکھنے ان کو کماہی

جو دیکھے سو وہ لشکر سمت کعبہ — چلے سارے قریشی بے محابا

سو حضرت شاہ مرداں شیر یزداں — کہے جا کر رسول اللہ کو باشاں

سو سب کفار مکے کو سدھارے — صحابوں نے وہیں تکبیر مارے

محمدؐ مصطفےٰ یاروں کو لے کر — لگے ہیں ڈھونڈنے لاشوں کو اکثر

سو سب لاشوں کو کرتا کید لائے — چچا حمزہؓ کے ٹکڑوں کو منگائے

دیکھے ستر دو ٹکڑے ان کے تن کے
منگائے سب وہ حضرت نے بہ یکبار
امیر حمزہؓ کی ہمشیرہؔ نے آکر
کہ میں یک بار بھائی کو مقرر
کہے حضرتؐ نے مت دیکھو انھوں کو
بھی ان کا حال بدکاروں نے ملکر
کہلائے پھر انھوں نے مہر دیں کو
کہ ہیں حق کے کئے پر ہوں رضا مند
خدا کی رہ پر کیسا حال ہووے
سعادت ہے ہماری اس کی رہ پر
ہیں راضی امر حق پر یا محمدؐ
سو حضرت نے دیئے ان کو اجازت
بھی آنسو در کفن ان کو پہنا کر
دہاں پھر تین شہدا کو منگائے
وہ تینوں نوشہانی پہن پوشاک
کہ دو یک دن ہوئے تھے کتخدا وہ
وہیں اسوار ہو آئے شتابی
شہادت شادی خون بدن شد
انھوں کو بھی کئے مدفون سالار
بھی دیگر سب کو دو دو ساتھ کر کر
نماز با جماعت سے ادا کر
ہوئے داخل وہ سب یثرب میں مختار
دیکھے میں اپنے خاوندوں کو بسمل

گئے تھے پرزے پرزے گلبدن کے
کئے سارے شہیدوں کو بھی یکٹھار
کئے ہیں عرض یوں نزد پیمبرؐ
دیکھوں گی لاش کو ان کی سراسر
روا نہیں دیکھنا کشتہ تنوں کو!
کئے ہیں بد طرح سے دشمنی کر
محمدؐ مصطفٰی بحر الیقیں کو
خدا کے کام پر ہوں دل سے خورسندؔ
خراب ہووے کہ یا پامال ہووے
میرے خاوند فرزند و برادر
رَضِینا بر رضا اللہ ہے مقصد
انھوں دیکھے ہیں آکر لاش حرمت
کئے مدفون حمزہؓ کو مقرر
رفیقوں نے شتابی جا کے لائے
برن دو لیکا سارا ساز و چالاک
سنے آواز جس دم الغزاوہ
شہادت قتل ہو پائے شتابی
ازاںؔ خونبار رنگیں پیرہن شد
محمدؐ مصطفٰی عالم کے سردار
کئے مدفوں سب کو خود پیمبرؐ
چلے دہاں سے مدینے کوچ کر کر
سبھی عورات اور طفلاں نکل بہار
نہ پائے کوئی سلامت غیر بسمل

لہ بہن ۱۲ سہ خوش
سہ ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں ۱۲ سہ شہادت بدن کے خون کی شادی ہوئی
سہ اس سبب خون سے ان کا پیراہن رنگین ہوا ۱۲ عہ لڑائی ۱۲

۱۵

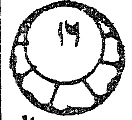
مدینے میں ہوا غوغائے ماتم ۔۔۔ غرض اس روز تھا محشر کا عالم
حسینؑ ابن علی یہاں تک جو آئے ۔۔۔ شہیدوں پر سرشک خون بہائے
کہے سب گھر کے لوگوں کو شہنشاہ ۔۔۔ میرا بھی قتل یہاں ہووے گا بیگاہ
رسول اللہ کا دندان مکرم ۔۔۔ میں ان کے جسم سے ہو کر مجسم
شہادت پاکے وہ دندان انور ۔۔۔ اشارہ کر دیا مجھ سر کے اوپر
سوا اس سر کے عوض میں اے عزیزاں ۔۔۔ میں ہوتا ہوں معؑ اطفال قرباں
انھوں فرمائے سب عالم کے سرور ۔۔۔ محمدؐ مصطفےٰ دو جگ کے رہبر
کہ غیر از صبر یہاں چون وچرا نیں ۔۔۔ بھی اس کے پیشتر کچھ ماجرا نیں
یہ بوسفیان کا پوتا ہو جفا کار ۔۔۔ دیئے ہندہ نے جو حمزہ کو آزار
اسی اولاد سے ہے یہ یزیدی ۔۔۔ نہ پیدا ہو جہاں میں ایسا گیدی
بسان احد کے یہ کربلا ہے ۔۔۔ جفا انگیز جوں دار البلاؑ ہے
مرے بعد از ستاویں گے جفا کار ۔۔۔ دیویں آل عبا کو سخت آزار
سوا اس پر صبر کر خاموش رہنا ۔۔۔ بلا نیکوں کو واجب ہے کہ سہنا
یہ قصہ شاہ نے سب کو سنا کر ۔۔۔ وصیت بھی کئے ہیں صبر اوپر
کنارے شطؑ کے ڈیرہ کرکے سرور ۔۔۔ رہے غمگین ہو کر اس جگہ پر
ہوئے آسودہ اس جا اہلؑ اطفال ۔۔۔ قضا نے لے کر آیا ساتھ جنجال
قضا ہو یک لشکر فتنہ انگیز ۔۔۔ لگی ہے دوڑنے کو تیز در تیز
رہے حضرت شہنشہ کربلا میں ۔۔۔ وہ دشت پُر بلا دار البلا میں
فجر آتے ہی حرؓ دیکھا کہ شہ نیں ۔۔۔ لگا ہے ڈھونڈھنے دکھلاکے ہر کیں
گھڑی دو یک جو ڈھونڈھے پہنچا یا ۔۔۔ وہاں سے کوچ کر کوفے میں آیا
خبر جا کر زیادی کو دیئے ہیں ۔۔۔ ملے تھے پر بشب جاتے رہے ہیں
یہ سنتے ہی زیادی بد نہادی ۔۔۔ وہ جاسوسوں کے تیں بھیجا شتابی
قضا جاسوس ہو کر دوڑ آئی ۔۔۔ خبر جا کر زیادی کو سنائی!

باقی ۱۳

شط دریا کا کنارہ ۱۲ قاصد ۱۲

حسینؑ ابن علیؑ لے چند لشکر — فرات اوپر کیے ڈیرے مقرر
ہیں ان کے ساتھ جزیاراں ہوادار — قبائل جملہ اہل البیت اطہار
زمین کربلا دشت بلا میں — وہ خود بیٹھے ہیں جا گنج قضا میں
یہ سنتے ہی وہ فاجر سٹ پٹایا — یزیدی کو بھی نامہ لکھ چلایا
لکھا اسمیں کہ اے مردود گمراہ — حسینؑ ابن علیؑ باحشمت وجاہ
بدشت کربلا اترے ہیں جا کر — بھی ہے گا مختصران ساتھ لشکر
بھی اہل البیت ہیں ہمراہ سارے — عیال اطفال ہیں گردوں کے تارے
مجھے جلدی سے تو لشکر مدد کر — کہ میں بھی بھیجتا ہوں یہانسے لشکر
سو وہیں لشکر کے تیں جلدی بلایا — ہراک کو دیکھنے کو آپ آیا
نظر کر کر جو دیکھا جملہ لشکر — بھی سرداران سلحداران یاور
عمر بن سعد کو دیکھا جو طامع — کرے نت مرتدوں کا قول سامع
اسے ایک باغ اور گھوڑا امکل — رو پہری سازسے باہم جلاجل
کیا وعدہ مہم کو فتح کر کر — یزیدی سے دلاؤں شہر و لشکر
اسے سردار کل لشکر کا کر کر — کیا تاکید یوں اس کو سراسر
حسینؑ ابن علیؑ سے کچھ نہ مل تو — ملامت ان کے دل سے اپنا دل تو
نہ ان کی میٹھی باتوں پر تو جانا — کر لڑنا ان سے اور سر کاٹ لانا
نہ سننا ان کی کچھ گفتار زنہار — تو کرجاتے ہی ان پر آب دشوار
چھوڑالے آب کا ان سے کنارا — اٹھانا وہاں سے ان کا ڈیرا سارا
تمامی آب ان کا بند کر کر — اگر بیعت کریں تو سب سے بہتر
وگرنہ بوند پانی کی نہ دینا — بغیر از آب فنا ان سر کاٹ لینا
اگر پانی انھوں کا چھین لے گا — پھر ان پر جو سکے گا سو کرے گا
سوا پانی علاج ان کا دگر نیں — تجھے تاکید کرتا ہوں یہی میں

۱ تمام گروہ اہلبیت اطہار کی ۱۲ ۲ بال بچے ۱۲ ۳ ہتھیار رکھنے والے



۴ لالچی ۱۲ ۵ سننے ۶ بات ہرگز ۱۲ والا ۱۲ ۷ پانی ۱۲ ۸ پانی اور روٹی ۱۲

بھروسا

بھروسا دے بہت دولت کا ناپاک
عمر وہاں سے چلا ہے کوچ کر کر
جو تھے انجان ان کو ساتھ لے کر
بھی اس کیساتھ نکلے چند اسوار
کنانہ بن سنانہ ابن عردان!
کہ بھی ہشام شامی زید کوفی
سہل بن مدرک و قطحان و افغاں
تمیما محضری اور شمر جوشن
سبھی فولاد پوشان و سلحدار
جنھوں آل عبا کو نہیں پچھانے
چلا جرار لشکر کوچ کر کر!
چلا منزل بمنزل کوچ کر کر
جدھر ڈیرے دیئے تھے شاہ گیانی
ادھر سے وہ جو آئی فوج شامی
اترنے کو لگے بر آب سردار
بہت تنگی سے ڈیرے آکے اترے
کہ تھا یک خشک صحرا سخت محزون
اٹھا کر وہاں کئے ہیں اپنا تھانہ
سبب اہل حرم حرمت نشاں کے
کہ ہفتم روز عاشورے کے یاراں
روایت معتبر راوی سے ہے ایک
سحر ہفتم کو یک آواز از غیب
حسینا اپنی تم خلعت جو چاہو

وہ ڈالا رتبۂ ایمان میں خاک
گئے کر ساتھ اپنے سخت لشکر
چلا مفسد سپہ سالار ہو کر
ہے ان کے نام کی فہرست طومار
یہ سرداران شامی زشت خرماں
بھی عتبہ اور ازرق قطع یونی
یزید ابطحی و خوئے شیطاں
جری یلدوز اشعب سے تہمتن
بھی شامی اور رومی فوج و سردار
پچھانے تھے ہوئے ہیں وہاں انجانے
بہاروں پر خزاں کی باد صرصر
عمر بن سعد ہو سالار لشکر
حسینؑ ذو الکرم صاحبقرانی
مقابل لا کئے ڈیرے تمامی
لئے ہیں گھیر کر تب شہ کو لاچار
سو حضرت نے اٹھائے وہاں سے ڈیرے
فراغت کا مکان اسنت و میموں
اٹھائے سارے خیمے با نشانہ
کئے ہیں چھوڑ پانی خیمہ آگے
چھوڑا یا حق نے شہ سے آب دوراں
مثال اسکا سو کہتا ہوں بیان نیک
حسینا کو ہوا باللہ لا ریب
شہادت کی خلافت مجھ سے پاؤ

لے روشن ۱۲ سے تیز ہوا
سے سردار پانی ۱۲
سے سوکھا جنگل ۱۲
سے بے فکر ۱۲
سے پیچھا اور رسا اسب ۱۲

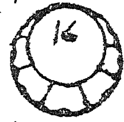


شہ محرم کی ساتویں تاریخ ۱۲
شہ دنیا کا پانی ۱۲
لہ اللہ کی طرف ۱۲
کے بلا شبہ ۱۲

تو بہتر تین دن روزہ رکھو تم
سو وہ روزہ تمھارا حق دلاوے
بھی دیگر ہے روایت اس سے نادر
مزاج آپ کو اس دم بدل کر
سبھی دجلے[1] کے پانی میں ہو تھا
سو اس باعث مسلمانوں کو مولا
نہ پہنچایا وہ ظاہر آب خوں ناب
عزیزاں اس طرح یہ ماجرا ہے
عمر بن سعد ہے تب اس کو ناگاہ
بھی لشکر ساتھ ہے کر کیوں پڑے ہو
سو میں حضرت حسینؑ ذو الکرم نے
کہے آنا میرا اس واسطے تھا
کہ تم آنا ادھر با اضطرابی[6]
سبھی بیعت تمھاری سے کریں گے
لکھے تھے میرے تیں طومار بسیار
نہایت آرزو کر کر بلائے
سو میں اپنا پسر عم جان مسلمؑ
کئے سب کوفیوں نے ان سے بیعت
مجھے خط بھیج کر اس کو کھپائے
مجھے خط پہنچتے میں بھی نکل کر
سو وہ بھی رہ میں پہنچی مجھ کو اخبار
یہ سنتے میں ہوا غمگیں نہایت
چلا جاتا ہوں تم پر ملک کو چھوڑ

صبح ہو ہم ستی آکر ملو تم
طہورا اور کوثر بھی پلاوے
حسینا کے الم سے آپ قادر
کیا تھا جوش خون سہ روز اول کر
دکھادے آب پر خون ہو بہو تھا
لہو ہرگز پلانے کو نہ چاہا
دروں[2] خوں تھا بروں[3] پانی تھا در آب
نہ یہاں دم مارنے چون و چرا ہے
کہلایا کیوں یہاں لائے ہو بنگاہ[4]
علم با تیغ و نیزہ کیوں کھڑے ہو
کہ وہ خُلقِ عظیمِ محترم[5] نے
مجھے کوفے کے لوگوں نے کہا تھا
شتابی پر شتابی پر شتابی
جو منکر دیں سے ہو اس سے لڑینگے
یہی خط اور مہر[10] ان ہیں تیار
پھر اک شخص دانا چل کے آئے
روانہ کر دیا اس آن مسلمؑ
انھوں مجھکو لکھے تھے خط بفرحت[9]
بھی فرزوں کا ان کے خوں بہائے
چلا آتا تھا اس خط کے محل پر
کہ مسلمؑ کو کھپائے سب جفاکار
اٹھایا میں یہاں سے اپنی رایت
رہوں ملک عجم میں جاکے دل جوڑ

[1] دجلہ یعنی ندی ۱۲ [2] اندر ۱۲ [3] باہر ۱۲ [4] تشریف ۱۲ [5] عزت دار [6] بیقراری کیا تھا ۱۲



[7] اس کے ساتھ ۱۲ [8] جا سکا لٹ کا ۱۲ [9] خوشی سے ۱۲ [10] ان کا مہر ۱۲

ہیں اہل البیتؑ کو ہمراہ لے کر   رہوں گا یہاں سے در اقلیم دیگر
عمر بن سعد سن کر خوش ہوا ہے   کہ پھر جانا حسینا کا سنا ہے
کہا دل میں کہ ہوئے صلح انجام   لڑائی کا نہ اپنے کو پڑے کام
زیادی کو وہیں نامہ لکھا ہے   حسینا کا نہ لڑنے مدعا ہے
وہ چاہتے ہیں عرب کو چھوڑ یکدم   عجم میں جا رہیں سلطان عالم
وہ جلدی لکھ کے یہ طومار مردار   روانہ کر دیا کوفے کو بدکار
زیادی دیکھ کر خط ہڑبڑا ایا   جواب اس کا وہیں لکھ کر چلایا
کہ اے سردار لشکر تو عمر ہے   لڑائی میں نہایت بے خبر ہے
تجھے بولا ہوں میں زنہار زنہار   حسینا سے نہ کر تکرار درکار
کشاکش کر کے بیعت ان سے لے تو   وگرنہ جنگ سے کر قتل سب کو
یزیدی کا بھی خط آیا بتاکید   بغیر از جنگ مت کر گوش تمہید
اگر تجھ کو ہے عذر جنگ در پیش   مگر ہوتا ہے تو لڑنے کو درپیش
نہ تجھ کو جنگ سے بہرہ ہے زنہار   نہیں یوں جنگ کا بوجھے ہے کردار
ایا جلدی بھی کر تو جنگ یک دم   وگرنہ اٹھ کے آ مجھ پاس یکدم
مہم کر شمر ذی الجوشن پہ تفویض   وگرنہ بوجھ تو یہ کام تفریض
جب یہ نامہ عمر کے پاس پہنچا   گویا مفسد جفا کو دل میں سوچا
فجر ہوتے حسینا کو کہلایا!   ابھی یک خط مجھے کوفے سے آیا
حسینا سے تو لے بیعت شتابی!   وگرنہ ہووے گی تیری خرابی
سو میں چہتا ہوں یا بیعت کرو تم   وگرنہ بھوکے پیاسے کٹ مرو تم
ہمیں تو حکم ہے جنگ و جدل کا   غبار اٹھنے لگا ہے اب خلل کا
حسینؑ ابن علی یہ بات سن کر   ہوئے گھوڑے پہ چڑھ لشکر سے باہر
بھی عباسؑ علی کو بھیج یک دم   عمر بن سعد کو بلوائے اُس دم
کہلائے اس کو یکدم مجھ سے مل تو   ابھی کچھ بولنے چہتا ہوں تجھ کو

۱ گھر کے لوگوں سمیت ۲ امام ... حضرت حسین ... لڑائی

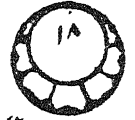


۸ حصہ ۱۲ ۹ کام ۱۰ کام ۱۲ ۱۱ سپرد کرنا ۱۲ ۹ فرض بجا لانا ۱۲ ۱۳ لڑائی ۱۲

سو وہ لشکر سے اپنے ہو کے باہر
حسینا نے عمر کو یوں کہا ہے
مرے سے کچھ بھی ایسا کام باطل[1]
تجھے مجھ سے عداوت کیا سبب ہے
عمر بن سعد نے بولا کہ شبیرؑ
کہ نوکر ہیں یزیدی کے تمامی
ہمیں دو حکم ہیں اے شاہ مقبول
حسینا نے کہے تم کو غرض کیا
تو اپنا دین اور ایمان کھو کر
عمر بولا کہ اے سلطان عالم
میرا ایک تازہ[5] منظر باغ و بستاں
تمہارے سے اگر بندہ ملے گا
کہے حضرت حسینؑ ذو الکرم نے
تجھے یک باغ دوں یثرب میں فاخر
تو میرے ساتھ چل دیتا ہوں تجھ کو
یہ سنتے ہی عمر کے دل میں آیا
عمر بولا کہ اے سلطان اکرم
تمہارے ساتھ ہو کر کیا کرینگے
میں نوکر ہوں مجھے کس سے غرض نیں
تمہارے ساتھ ہو دنیا کا کھونا
یہ کہکر اٹھ چلا مردود خناس[8]!
وہ جاتے ہی طبل جنگ کا بجایا
سنے آواز طبل جنگ سرور
تو جا اس قوم کو کہنا کہ بدکار[11]

ملا شاہ حسینا کو مقرر
مجھے تو سب سے بہتر جانتا ہے
ہوا نیں جو خلل[1] ہووے مقابل
تجھے کیوں مجھ سے لڑنے کی طلب ہے
ہماری تو نہیں کچھ اس میں تقصیر
بھی کے سرخیل[2] سردار ان نامی
کہ بیعت تم سے لینا یا کہ مقتول
میرے سے تیرے تیں رنج و مرض کیا
دکھاوے ہے تو کیوں سبط پیمبر
حسینؑ ذو الکرم مولائے اکرم
ہے کوفے میں بہت جوں تازہ ریحاں
تو باغ زندگی میرا جلے گا
رسول اللہ کے سبط محترم نے
مدینے میں نہ ویسا باغ نادر
مگر اتنا کہ تو یاری دے مجھ کو
قضا نے ماجرا سارا پھرایا
ہوا ہے سب تمہارا کار[7] برہم
کہ اتنی خلق سے کب تک لڑینگے
ہمیں تو حکم بر طول و عرض نیں!
بھی اپنا خانماں سارا ڈبونا
پھرے ہیں وہاں سے حضرت افضل الناس[9]
وہ اپنی فوج لے بیوقت آیا
کہے اکبر کے تیں اسدم بلا کر!
نہ ہم بے وقت آنا اہل اشرار[12]

۱ نقصان ۱۲
۲ سرگروہ ۱۲ ۳
نبی کا نواسا ۱۲ ۴
خوشنما ۱۲ ۵ عزت
دار لوگ ۱۲ ۶



۷ کام ۱۲ ۸
شیطان ۱۲ ۹
افضل ۱۲
لوگوں سے ۱۲
۱۱ برے کام والے
۱۲ فتنہ اٹھانیوالے

نہ میرا وقت لڑنے کا ہوا ہے
دہم شب بھی ہے اب موقوف کرنا
علیؑ اکبر نے سنتے باہر آ کر
کہے پیغام شاہ ذو الکرم کا
سنے ہیں جب یہ پیغام گرامی
یہ سنتے ہی اسی دم سب پھرے ہیں
کئے ہیں شاہ پر چوکی مقرر
بہت کچھ چوکیاں پانی پہ رکھ کر
شہنشہ نے بھی وہاں خندق کھدائے
اجالا کر کے بیٹھے شاہ انجم
کئے ڈیرے کے آگے شہ بچھانا
تھی اہل البیتؑ اندر مرد باہر
چلے بانو وہیں روتے ہی آئے
بہت تھے پیاس سے نالاں طفلاں
حسینؑ ذو الکرم نے پا بشارت
وہاں جنت کی دو تھی نہر جاری
سو پانی پی لئے ساروں نے اس دم
ہوا آواز حق کا اے حسینا
کرامت مت دکھانا در جہاں تم
حسینا نے نہ کچھ چون و چرا کر
جو کوئی پانی کی لے فریاد آئیں
ہوئی جب رات آدھی شاہ سوئے
کہ دیکھے خواب میں یک مجلس غم

شہادت میں پچھ اک باقی رہا ہے
صبح ہوتے ہی کل ہے ہم کو مرنا
مقابل ان کے جا گھوڑا اکد اکر
وہ سلطان بقا نیکو شیمؑ کا
وہ مردودان کو عنی نحس شامی
مقابل شاہ کے ڈیرے دیئے ہیں
گرا اٹھا شہ کے گرد اگرد لشکر
بٹھائے ہیں نگہبانوں کو یکسر
بھی ہیزم بہت سے اس میں جلائے
کہ تا شبخون نہ مارے نحس کژدم
کہ بیٹھے در کے اوپر شاہ دانا
تھے طفلاں پیاس سے حیران و مضطر
حقیقت سارے طفلوں کی سنائے
صدائے العطش (پیاس) اٹھتی تھی جو شال
مصلےٰ کو اٹھائے با کرامت
بہ اَنَّ تَحتَہَا الاَنہَارُ تَجرِی
ہوا غائب وہ چشمہ چشم پر نم
نہ بھولو دل سے تم امر قدر بنا
یہ مقہوروں سے اب رکھنا نہاں تم
رہے خاموش ہو بر حکم داور
تو اس کو آیہ واصبر سناویں
کر تخم نیند کو آنکھوں میں بوئے
نظر آئے سیہ پوشان ماتم

لہ وسیب رات ۱۲
ٹہ اچھی خصلت ۱۲
ٹہ لکڑی
ٹہ تمام ۱۲ ٹہ حملہ کرنا
ٹہ رات ۱۲ ... ۱۲
ٹہ بچھونا

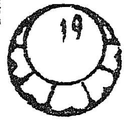
۱۰ باقی

ٹہ گھوڑے دوڑ ۱۲
ٹہ بچے ۱۲ ٹہ خوش
نہر کی ۱۲ ٹہ پیاس
کے نہر جاری ہوا ۱۲
ٹہ پوشیدہ ۱۲

محمد مصطفےٰ تھے سب کے درمیاں
بھی گرداگرد سارے انبیاء مل
حسینؑ ذو الکرم کو دیکھ مختار
بلا نزدیک سینے سے لگائے
کہ فردا روز تو روز وصال است
قضا جام شہادت را رساند!
حسینا کو کہے اے سبط مقبول
ترا لشکر بلا مجھ پاس یک دم!
حسینا نے سبھی لشکر لجائے!
رسول اللہ نے یک یک کو بلا کر
پلا جام شہادت بھی کہے ہیں
صبا ہووے گی دنیا تم پہ محشر
سو اس کو پی کے اپنے سر کو دینا
یہ دو ساعت کے غم پر صبر کرنا
الا یا مرحبا دیں کے سواراں
ہزاراں مرحبا اے اہل ایماں
ہزاراں مرحبا میرے عزیزاں
الا یا مرحبا حیدر کے احباب
الا یا مرحبا شبیر کے یار
ہوئے ہیں خواب سے بیدار اس وقت
کھلا دل پہ وہیں باب سعادت
وہ شاہ بوالعلا سلطان اکرم
رسول اللہ کی اہل البیت کے دل

جو تھا صحرا کف دست ایک میداں
سبھی غمگین تھے آزردہ بیدل
محمد مصطفےٰ پاکیزہ کردار
یہی مضمون رو رو کر سنائے
بر اولاد علی جنگ و قتال است
کہ بر تخت شہادت برنشاند!
صبا ہوگا تو اس جنگل میں مقتول
کہ ہیں جو تشنہ لب یاران ہمدم
محمد مصطفےٰ کو لا دکھائے
پلائے اپنے ہاتھوں جام کوثر
نصیحت تم کو اتنی ہم کہے ہیں
جو یک ساعت پڑے گا ظلم تم پر
خدا کے پاس سے اجر اس کا لینا
ہمیشہ نزد او عیش کرنا
الا یا خاندان کے دوستداراں
ابا بکر و عمر عثمان کے یاراں
رہو گے تا ابد جوں مہر رخشاں
الا یا مرحبا شبر کے اصحاب
الا یا مرحبا جنت کے گلزار
ہوا رنگ دگر گوں لخت در لخت
کئے معلوم فردا ہے شہادت
حسینؑ ذو الکرم مہر معظم
محمد مصطفےٰ کے شمع محفل

۱؎ جنگل ۱۲ ۲؎ کل کا دن تھا روز وصال کا دن ہے ۱۲ ۳؎ حضرت علی کی اولاد پر لڑائی اور قتال ہے ۴؎ قضا شہادت کا جام پلا دے گی ۱۲ ۵؎ شہادت کے تخت پر بٹھا دے گی ۱۲ ۶؎ پیاسے ۱۲ ۷؎



مخفف صباح یعنی کل صبح کو ۱۲ ۸؎ اللہ کے نزدیک ۱۲ ۹؎ آفتاب کے مانند ۱۲ چمکتے ہوئے ۱۲ الف ۱؎ دوستوں ۱۲ ۱۲؎ دوستوں ۱۲ ۱۳؎ دوسری طرح کا ۱۲ ۱۴؎ نیک بختی کا دروازہ کھل ۱۲

محمدؐ مصطفیٰ کا نور دیدہ!
عجب ہے رمز جو سبطِ پیمبرؐ
خدا کا برگزیدہ سر بریدہ
شغالوں اور سگوں میں شیرِ صفدر
یوں غفلت کا ایسا کچھ چلا تھا
جو کوئی پہچانتے تھے سبھی لاچار!
وہی پہچانتا تھا ہو کے منکر!
علیؑ کے لختِ جان نور البصر وہ
انھیں پانی بنا دنیا میں سارے
انھیں تشنہ گرسنہ کرکے لاچار
جگر بند علی خاتونؑ کے فرزند
انھیں تشنہ گرسنہ کرکے حیران
نہ ان کو تین دن پانی دیئے ہیں
نہ ویسا ظلم کہیں روئے زمیں پر
پہ لاکھوں مرحبا آلِ عبا پر
بجز صبر و شکیبائی نہ ہرگز
سحر ہوتے ہوا آواز گردوں
ہوا آوازِ کوس جنگ دوں دوں
قضا کا پیک آیا وقت پاکر
نہایت کرکے اک ہنگامہ برپا
سنے آوازِ طبل جنگ حضرت
ہوا اداران خلوت کوس سنکر
اٹھے ہیں ایک نعرے پہ نعرے

چلا ہونے بہ خنجر سر بریدہ
ہوئے تشنہ گئے خنجر سے لب تر
نہ آب و نان چشیدہ خون طپیدہ
کہ تشنہ اور گرسنہ کھو گئے سر
نہ ان شاہوں کو کوئی پہچانتا تھا
عمر بن سعد نا سردار و مردار!
ہوا تھا کور باطن اور ظاہر
یقیں ساقیٔ کوثر کے جگر وہ
جو پانی بند کر مردود مارے
پلائے آب خنجر ان کو بدکار
کہ وہ خیر النساؓ کے پاک پیوند
کئے یکبیک کے تئیں لوہو میں غلطاں
وہ جتنا ظلم چاہے کر لئے ہیں
ہوا نہیں اور نہ ہوگا تا بہ محشر
حسینؑ ابن علیؑ بو العلا پر
نہ کچھ فرمائے دیگر کان معجز
ہوا رنگ زمانہ تب دگرگوں
کرلے تخت شہادت اور سردوں
سبھی اعدا کے لشکر کو اٹھا کر
اٹھا لایا تھا جوں محشر کا غوغا
کہے یاراں کو آیا وقت رحلت
پکارے ایک دم اللہ اکبر
لگے اڑنے نشانوں کے پھراوے

پیاسے ۱۲
بھوکے پیاسے ۱۲
یعنی بھوکے پیاسے ۱۲
شہید ہوئے ۱۲
سر کٹے شہید ۱۲
آنکھوں ۱۲ اندھا
باطن اور ظاہر ۱۲
آنکھ کے نور ۱۲

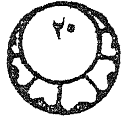


باقی

۸ بھوکا پیاسا ۱۲
۹ تلوار کا پانی ۱۲
۱۰ نور کے غذا والے ۱۲
۱۱ تغیر ۱۲
۱۲ نقارہ لڑائی کا
۱۳ قاصد ۱۲
۱۴ عدو کی یعنی دشمن ۱۲

لگے سب ہاشمی شیراں اچھلنے! — لگا آنکھوں سے جوش خوں ابلنے
پلنگوں کی طرح سے گڑگڑاتے — اٹھے لے تیغ نیزے کھڑکھڑاتے
لپک چیتے کے ساں ہر دم زغن کر — لگے تازی پھرانے رن کے اوپر
بھی اس پیچھے ولی اللہ کے خاصے — بھتیجے بھانجے بیٹے نواسے
علم تھا اژدہا پیکر درخشاں — درفش کا دیہ تھا جس کا جزداں
ہو عباس علے گھوڑے پہ اسوار — وہ جوں خورشید خاور در شب تار
کھڑے ہو کر رہے حضرت کے سرپر — جوان ہاشمی سب یار دیاور!!
لگے دل دھڑدھڑانے یا تہور — دلیروں کا ہوا تھا رنگ احمر
ہوا ہر دل میں جوش قتل در قتل — اٹھادیں منکروں کا نسل در نسل
شجاعت پھر گئی آنکھوں میں یکدم — نظر آتا تھا جوں مچھر سالم عالم
شجاعت ہوئے سب شیر خونریز — اٹھائے ایکدم گلگون و شبدیز
شجاعت کی چڑھی یکدم خماری — ہوئے خونریز سب مرداں کاری
یلاں روئیں تناں بکفتر جھلم پوش — شجاعت کا اٹھا دریا کے تیں جوش
تبر زن رزمگاہ کارزاری — کہے یاروں نے شہ کو ایکباری
اے سلطان کرم حضرت حسینا — اسی ساعت میں لینا ان سے کینا
بہم ہو کر سبھی یک لخت خونخوار — کریں اس قوم پر چل مار او رمار
نظر آتے ہیں سب مردود و مجہول — اڑادیں ان کے سر سے ایکدم دھول
چلو یا شاہ دیں جلدی کرو تم — اٹھا گھوڑا اقدم آگے دھرو تم
تو پھر انشاء اللہ یک دم میں دیکھو — نہ رہنے پاوے یک دنیا میں بدخو
حسین ابن علے سن کر کہے ہیں — ابھی کوئی چار ساعت رہ گئے ہیں
صبر کرنا میرے یار ان جانی — ابھی ہووے گی سب کی خونفشانی
میں یکدم آخریں ان پاس جاکر — کروں میں اپنا حجت ان پہ آخر
سوویں گھوڑا اٹھا کر شاہ عالم — مقابل جا کہے اس صف کے اکرم

۱؎ چیتا ۱۲
۲؎ نشان اژدہا کی شکل والا ۱۲
۳؎ جیسا کہ مشرق کا آفتاب اندھیری رات میں ۱۲
۴؎ سرخ ۱۲
۵؎ پہاڑی



۶؎ خون گرانے والے
۷؎ لڑائی والے مرد
۸؎ پہلوان پیل کی جمع
۹؎ یعنی پہلوان ان کا ہے کے مانند سخت بدن والے
۱۰؎ دشمن ۱۲

کہے ان کو کہ اے قوم جفا کار
علیؑ مرتضیٰ کا ہوں پسر میں!
کہ میں کچھ تم سے یہاں لڑنے نہ آیا
خطاں لکھ لکھ کے قسماں بھیج مردم
تمھیں میرے سے لڑنا کیا سبب ہے
تو بہتر ہے کہ تم ہم مل کے یکدم
یزیدی سے ملیں گے ہو مقابل
وگرنہ تو عداوت وہ کرے گا
کہے ساروں نے ہرگز یہ نہ ہووے
وہاں تم کو لجانا حکم نیں ہے
فصاحت کو تمھارے کوئی نپاوے
تمھیں ہرگز یہاں سے ہم نہ چھوڑیں!
حسینؑ ابن علیؑ پھر یوں کہے ہیں
لڑائی کا نہ یہ دستور ہے گا
کسی کا آب ودانہ کوئی باندھے
کسی بھی قوم میں یہ نیں ہوا ہے
کہے ساروں نے ملکر تم کو زنہار
جہاں کے آب پر ہو دیں مسلم
اب ہم سے کچھ زیادہ کم نہ بولو!
حسینؑ ذوالکرم نے شکر کر کر
کہے پھر شاہ نے اے اہل شامی
جو ہے جنگ جدل کا ایسا دستور
کہ یک کے ساتھ یک لڑ کر مرے گا

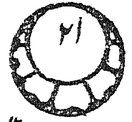
میں فرزند رسول اللہ مختار
حسنؑ کا بھائی خاتونؑ کا جگر میں
مجھے سب کوفیوں نے یہاں بلایا
بلا کر اور وفائی کو کئے گم
اگر کچھ مجھ ستی تم کو طلب ہے
چلیں اب شام میں با چند مردم
کریں گے اس کے تیں ہم خفیہ قابل
مقابل ہو کے میرے سے لڑے گا
کہ اپنی راہ میں کانٹے نہ بووے
خلل ہو گا مقرر سب کے تیں ہے
یزیدی کیا تمھارے پیش جاوے
لڑیں ماریں مریں پر سر کو لیویں
یہ پانی بند کس باعث کئے ہیں
نہ دنیا میں کہیں مذکور ہے گا
ہو تم فرعون یا مردود راندے
کوئی جز آب ودانہ نیں موا ہے
نہ دیویں آب پر گر ہو دیں مختار
نہ دیویں آب یک قطرہ تمھیں ہم
اسی دم جنگ کے دفتر کو کھولو
کہے کیا قوم ہے اللہ اکبر
کہ اے سردار کوفی نا تمامی
بزرگوں سے چلا آیا ہے مذکور
تو دیگر آ کے ضرب اس پر کریگا

لہ پوشیدہ ۱۲ لہ نقصان ۱۲ لہ پانی ۱۲
۸ باقی
لہ ہرگز ۱۲ لہ منار ۱۲ لہ لڑائی ۱۲ لہ حملہ ۱۲

یہ سنتے ہی قبوے مرتدوں نے
سوویں حضرت حسینؑ ذوالکرم نے
زگا ڈر دیکے گھوڑے کو پھرے ہیں
وہ سارے مستعد بر جنگ ہو کر
حسینؑ ابن علیؑ لاچار ہو جب
علم عباسؑ علیؑ کو دے کے سلطاں
علیؑ اکبر کو آگے کر کے سرور
پس و پیش دگر ہم راست اور چپ
علم کر کر نشان احمدی کو
بہادر پہلوانان اہل اسلام!
کھڑے صف کھینچکر مردان کاری
صف شہدائے دین احمدی پر
ہر اک مہر وجوان سرو قد تھا
بھی آگے صف کے حوراں کے طبق بھر
صف جنگی ہوئی آراست و پیراست
مخالف فوج سے حسرد لاور
کیا تھا قول شاہ محتشم سے
نہ ہرگز میں تمھارے سے پھرونگا
سو حر نے یاد کر وہ قول اسوقت
پلا پانی کیا تازی کو تیار
کودا گھوڑیکو آیا شاہ دیں پاس
تمھارے سے کوئی منکر رہے گا
کہ یا ابن رسول اللہ مقبول

وہ اہل شامیاں اور کوفیوں نے
وہ سلطان عرب جہر عجم نے
جو حجت تھا تمام ان پر کئے ہیں
ہوئے تیار ہو اسوار رن پر
مقابل آئے پانی بند تھا سب
کھڑا سر پر کئے وہ فخر دوراں
بھی سیدھی طرف قاسم شہ کو رکھ کر
رکھے تھے شہسواراں لیکے خوش ڈب
چلے لینے وہ تخت سرمدی کو
شہادت سے ہوئے تھے سرخ اندام
چڑھی تھی سب کو وصلت کی خماری
وہ شہبازان ملک سرمدی پر
نوادر حسن میں خورشید خد تھا
کریں ایثار ہر دم لعل و گوہر
مبارز کی لگی ہونے کو درخواست
ملا تھا شہ کو جو سردار رہ پر
حسینؑ ابن علیؑ ذوالکرم سے
نثار اوّل کروں شہ پر سے ہونگا
چلا گھوڑے کو لے دجلہ پہ خوش وقت
چلا میدان میں جوں شیر للکار!
قدم پر گر کہا یا افضل الناس
یقیں گرداب ذلت میں پڑے گا
تمھارے پیش ہم ہو ویں گے مقتول

له گھوڑا اور دڑانا ۱۲ ؎ آمادہ ۱۲ ؎ آگے اور پیچھے ۱۲ ؎ بیٹے اور بائیں ۱۲ ؎ آفتاب کے رخسار والا ۱۲



؎ لڑنے والے کی ۱۲ ؎ عزت دار ۱۲ ؎ عزت والے بہترین ۱۲ ؎ سب آدمیوں سے ۱۲ ؎ بھنور ۱۲ ؎ آگے ۱۲

تمھارے امتی ہو کر جفا کار
یہ دیکھو اے شہنشاہ زمانہ
سو شہ نے حر کے تیں آگے بلائے
کہے اس کو جزاک اللہ خیرا
چلا یا جنت الماویٰ میں تازی
میرا بھائی ہے اے یار مکرم
کہا حر نے کہ اے شاہ غضنفر
یہاں بھی سب سے اول ہو کے قرباں
کہے حضرت نے اے حر دلاور
تو مہمان مکرم ہے ہمارا
ابھی کوئی اور رجاوے گا میداں
کھٹکتا ہے میرے دل میں وہی غم
سو اس باعث یہاں میں سب سے اول
کہے حضرت نے جا سونپا خدا پر
سو حر نے جلد ہو شہ کا قدمبوس
سمند بادپا کو تیز کر کر !!
پری سان بادپا جوں رخش رستم
حمایل کہکشاں سا بر میں نادر
لگا گھوڑے کو میدان پر پھرانے
کہا یا ایہا الناس لار شکر
عمر بن سعد نا سردار مردار !
یہ دنیا دیکھ عقبیٰ کو ڈبویا
وہ مردود زمانہ سخت بدکار

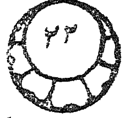
تمھیں چھیتے ہیں پہنچانے کو آزار
ہو وہیں گے سہم ذلت کے نشانہ
وہ گھوڑے پر سے چھاتی کو لگائے
کہ اے دنیا نہ شد کادس کے را
ہزاراں مرحبا اے حر غازی
فدا ہوتے ہیں یکجا مل کے باہم
ہیں اول سب سے چل آیا تھا تم پر
کراؤں سب کے تئیں دوزخ میں بریاں
صف جنگ کے بہادر زور آور
تو مخلص اور ہمدم ہے ہمارا
کہا حر نے کہ اے سلطان دوراں
چلا تھا موذیوں میں مقدم
تصدق ہو مروں اے شاہ افضل
مدد تجھ کو مدد اللہ اکبر
لیا خوش وقت ہو کر راہ فردوس
چڑھا اللہ اکبر کہہ کے رن پر
کہ جس کی قوش سان تھی آہنی سم
پکڑ نیزہ کہا ہل من مبارز
لگا گھرکا کے یوں سب کو سنانے
اے بدکاران دین مردار لشکر
کہ ہے وہ حارص گنج و طمع کار
کہ خرمہرے کے باعث لعل کھویا
ڈبوے ہے آل پیغمبر کو آزار

قریب صبح کے جو سفیدی آسمان پر ظاہر ہوتی ہے ۱۲
والا ۱۲ کوئی لڑنے
اے لشکر مردار سلا خزانہ کا حریص کرنیوالا ۱۲
کوڑی ۱۲

سو میں چہتا ہوں وہ آوے مقابل
وہی آوے اسی دم رزم گہ میں
عمر سن کے لرزہ کھا رہا ہے
ڈرا ہے شیر کی صولت سے مردود
کہا نعمان مقاتل کو بلا کر
نصیحت کرکے حر کو پھیر لا تو
سو نعمان مقاتل پہلوان تھا
مبارز سخت تھا با کارزاری
سو گھوڑا پھینک کر میداں میں آیا
ہمارے سے تو کس باعث پھرا ہے
ہمارا سخت لشکر ہے قوی دل
یزیدی پاس ہے گنج و خزانہ
یہاں سے فتح کر کر جب پھرینگے
کہا حر نے کہ اے مردود گمراہ
یہ دنیا پنج روزہ پر تو مت پھول
کہا نعمان نے حر کو آ میرے سات
رو پہری ساز سے کر کر مکلل
حکومت بھی تجھے صد ان کی دیگر
کہا حر نے کہ اے مردود باطن
جو ہوتے دیدۂ باطن کشادہ
اگر دیکھے حکومت تو وہاں کی
اگر دیکھے وہاں کے اسپ تازی
اگر شہر شہادت کی حکومت!

یہ ہے آل رسول اللہ کا قاتل
بہم ہو جاوے ہم سے حرب گہ میں
نہ کچھ اس کے مقابل ہو سکا ہے
ہوا ہے سامنے سے ہٹکے مسدود
کہ تو ہر طرح سے میداں میں جا کر
نہ آوے گا تو کر اس کو فنا تو
نہایت زور آور نوجواں تھا
لگے ہر معرکے میں وار کاری
زباں اپنی سے یوں حر کو سنایا
پُر افلاسوں سے کس باعث ملا ہے
کریں ہم ایک ایک کو دم میں بسمل
اُدھر ہے فقر و فاقے کا نشانہ
تو دولت ملک پا کر خوش رہیں گے
یہ دنیا کی کہاں تک دولت وجاہ
ملاتا ہے تو کیوں ایماں میں دھول
دلاتا ہوں تجھے ایک اسپ خوش ذات
عمر بن سعد سے لے اس گھڑی چل
تو دولت سے رہے گا فخر و فر پر!
تیری آنکھوں میں ہے گا حرص ساکن
نظر آتا تجھے حق کا ارادہ
کہ فردوس معلےٰ اس جہاں کی
غلط تجھ کو دکھاوے یہاں کی بازی
جو دیکھے گا تو کھاوے سخت حیرت

۱ لڑائی کی جگہ ۱۲ ۲ دبدبہ اور حملہ ۱۲ ۳ لڑنے والا ۱۲ ۴ لڑائی ۵ فقیروں سے ۱۲



۶ گھوڑے کا سامان ۷ سجا ہوا ۱۲ ۸ بادشاہی ۱۲ ۹ عربی گھوڑے ۱۲

وہاں کے بادپا طاؤس پیکر
وہاں کا عیش و فرح جاوداں ہے
سگ دنیا یہ تو یا ہو تم جفا کار
جو ہو شیطاں سو کیا وہ رہ جانے
یہ دنیا کی طلب ہے تجھ کو رہبر
یہ سنتے ہی وہ نعماں ہو غضب میں
اٹھا گرز گراں تب حر پہ جھاڑا
اٹھا جب گرز آیا فرق سر پر
وہ آواز عظیم الشان و پر شور
ہوا اس خوف سے نعمان حیران
حواس اس کے ہوئے گم تھرتھرا کر
بلب قالب سے چاہا جان نکلے
تلک حر نے جلد تیغہ چلایا
بسان موئے سا بن سے گذر کر
جو آدھا دھڑ تھا گھوڑے پر سو حر نے
پرو نیزے میں اور اوپر اٹھایا
کیا فی النار اس کو حر غازی
کہا حر نے کہ اے سلطان اکرم
کہے حضرت نے میں راضی ہوا ہوں
حسینؑ حر کو سینے سے لگا کر
جزائے خیر دے تجھ کو خداوند
ہزاراں مرحبا ہوتے تھے حر پر
سو اتنے میں برادر حر کا مصعب

اڑیں شاہین ساں سطح علا پر
یہاں کا جشن و عشرت ایک آن ہے
بگرد جیفۂ مردار اور نار
تجھے خالق قہر اپنے سے رانے
جلاوے دوزخوں میں مثل اخگر
ہوا جوش جنوں سے تاب و تب میں
شتابی حر نے نعرہ اس پہ مارا
پکارا حر نے تب اللہ اکبر
ہوئے تھے گوش کر اور چشم بد کور
گرا ہے خاک پر جوں گوئے چوگاں
وہ سر تا پا ہوا تصویر پیکر
چو مرغ خانۂ ویران نکلے
محرف وار تارک پر لگایا
چمک پہلو سے نکلی تیغ باہر
شجاعت کے صدف کے تازہ در نے
پھر اگھوڑا وہ سارو نکو دکھایا
حسینا پاس لایا اس کا تازی
شہنشاہ مجھ سے اب راضی ہوئے تم
میں تجھ کو اپنا مخلص جانتا ہوں
دعا کر کر کے شیر دلاور
بدل راضی ہوں تجھ سے اور خورسند
نہ دیکھا کسی نے ایسا زور آور
وہ اپنے بادپا کو تیز کر تب

گھوڑے ۱۲
مور کی شکل والے
چھت کی بلندی ۱۲
مردار ۱۲
بھاری گرز ۱۲
بہرا ۱۲ اندھی ۱۲



شکل ۱۲
دشمن
کے مانند ۱۲
تارک یعنی سر ۱۲
گھوڑا ۱۲
خوش
گھوڑا ۱۲

غلام حر تھا جس کا نام غرہ
کرامت دیکھ شاہ محتشم کی
مخالف کی طرف کے لوگ آکر
غرض حاضر ہوئے شہ پاس دونوں
وہیں حر نے وہ دونوں کو لے آیا
کیا حضرت سے ان کا عرض احوال
کھڑے دونوں کو کر سیدھی طرف شاہ
چھلنگاں در چھلنگاں چھال در چھال
لگا در در تگاور جب جولان
دو طرفہ دو پرے سارے ہزاراں
لگایا حر نے جب بازی پہ تازی
صحن میں اس طرح گھوڑا پھرایا
عجب گلگوں تھا وہ شبدیز پیکر
اگرچہ رخش رستم تھا جو قایل
پچھڑ گئے جب لگا میداں میں اشہب
پکارا حر نے مجھ لوں پہ رخ کر
برادر تین تھے نعمان کے پُر زور
لڑائی کے تھے فن میں چست و چالاک
سو حر ان سے زیادہ گرم ہو کر
اٹھا کر ہاتھ رمح برق کردار
لگا سینے میں اس بدبخت کے تب
سو دو گز پشت کے باہر ہو نکلا
دگر پہلو سے نکلا اژدہا دار

سو وہ بھی چھوڑ آیا ان کا پڑہ
حسین ابن علی محترم کی
لگے لڑنے کے تیں خونریز ہو کر
جہاں میں بہتریں تھے ناس دونوں
قدم حضرت کے دونوں کو پڑایا
کہے حضرت نے دونوں کو ہو خوشحال
سو وہیں للکار حر جوں شیر ناگاہ
اڑایا بادپا کو برق مثال
پری سا صحن میداں میں خراماں
تماشے دیکھتے تھے ہو خوشحال
لگا کہنے فلک کا شیر غازی
ملایک سے صدا احسنت آیا
اٹھا تھا نقش سم سب کا ہوا پر
نظر آوے وہ جیسا نقش باطل
لگے ہٹنے کو مردود ون کے مرکب
اللایا منکران ہل من مبارز
شجاعت کا تھا ان کی شام میں شور
سرکتیغوں کو آئے حر پہ بیباک
لگایا بادپا کو تیز ٹھوکر
چلایا اولیں مردود پر وار
زمیں پر گر پڑا وہ چھوڑ مرکب
وہ دیگر کے دیا پہلو میں بھالا
اٹھا گھوڑے سے مارا اسکو یکبار

لہ آدمی ۱۲ لہ بجلی کے مانند ۱۲ سہ پہلی بار میں [illegible] کود تے ہوئے گھوڑا ۱۲ عہ شاباش بہت خوب شہ کالا گھوڑا ۱۲

۲۷

لہ گھوڑا ۱۲ [illegible] منکر [illegible] ہو جاؤ [illegible] لڑنے والا [illegible] گھوڑا ۱۲ [illegible] نیزہ ۱۲

وہ سیوم نے جو دیکھا حرب کاری
لپک حر برق ساں بے ہیچ پرشور
پرو دیا سیخ میں جوں مرغ مردم
پھرا چکر دے مانند بگولا
وہ آیا اس کے لشکر پر شتابی
بہت دہشت سے لرزا لشکر شوم
سپاہی تھے سو سارے سٹپٹا رے
بھی سرداراں لگے ہیں گڑ بڑانے
عمر بن سعد نے دیکھا کہ لشکر
سو وہیں موذی نے یک دم ہانک مارا
سہیلی ابن شامی کو بلا کر!
کہا اس کو کہ تو حر پر چلا جا
سہیلی پہلواں تھا سنگدل سخت
کدا گھوڑا وہ آیا دے نگاوڑ
تو دانا شخص ہو کر کیوں پھرا ہے
یزیدی پاس ہے گی حشمت و جاہ
سنا حر نے سو بولا اے جفا کار
یہ دنیا کب تلک اور تو کہاں تک
کمر میں حر کی ہاتھ اپنا بھرا کر
عمر بن سعد کے نزدیک لے جا
سو حر نے کر تبسم اس پہ للکار
بحکم حق تجھے اس جا پہ اس دم
سو پھر دونوں لگے ہیں زور کرنے
لگا ہونے کو وحشت سے فراری
چھپا یا اس کی گردن میں وہ شہزور
کھلی دہشت سے اس کے اسپ کی سم
گیا سب تن بدن سے اسکو گلا
پڑی جا اس کے لوگوں میں خرابی
پڑی ہر جا پہ خوف و بیم کی دھوم
قشوں کے معرکے سے منہ پھرائے
لگے دہشت سے سب گردن ہلانے
گرا گر داب میں وحشت کے یکسر
پھرا دل سارے عالم کا پکارا
شجاعت میں اسے بیحد سرا کر
تھکا ہے اس کا اب سر کاٹ کر لا
رکھا تھا گرز پنجہ من کا بدبخت
کہا حر کو کہ اے شیر دلاور
سبب کیا تو حسینا سے ملا ہے
تو کیوں کھوتا ہے اپنی عمر ناگاہ
کر کتے ہو وہیں دنیا کے طلبگار
سہیلی یک بیک پہنچا ہے لگ بھگ
کہا حر کو لے جاتا ہوں اٹھا کر
کروں گا قتل تجھ کو دیکھ اس جا
کہا کہتا ہے کیا اے نحس مردار
دکھاؤں میں تجھے نار جہنم
جہاں نہیں صور کا سا شور کرنے

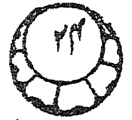


پچکا رس من ۱۲
پیکر دیکر ۱۲
مکر اکر ۱۲
جہنم کی آگ ۱۲

سہیلی نے کیا ایک زور اول
یہاں تک سب بدن کے مو بمو سے
اسی دم حر نے نعرہ کرکے للکار
ہوا آوازہ اس طرح رن پر
سہیلی کا گیا سب ہوش اڑ کر
ذرا ایک زور کرنے میں اٹھایا
تصدق سر پہ کر کر ہفت کرت
ہوا تھا سن کے نعرہ نیم مردہ
ہے اس کا گرز گھوڑے سے اُسی دم
بھی خوردہ ہو گیا سب ریزہ ریزہ
وہ نیزہ برق نادم ہو دو حجب سے
پرو دیا سیخ میں گھوڑے کو غازی
اٹھا ایک ہاتھ میں نیزہ پہ گھوڑا
لگا میدان پہ جولانی دکھانے
یہ دونوں دل کھڑے ہو دیکھ یہ حال
حسینا مرحبا کہتے تھے ہر دم
پکارے مومناں اللہ اکبر
بہت حر نے مبارز کو بلایا
پرو نیزے میں گھوڑے کو پھرایا
بمع گھوڑا وہ نیزے کو پھرا کر
گرا جب سیخ ساں نیزے سے گھوڑا
وہیں چکر دے اور گھوڑا پھرا کر
عمر پر جا گرا ہے حر غازی

بھی دویم اور سیوم بار اول
گریباں تر تھا عینی کے لہو سے
کہ یا قہار یا جبار داور!
جو دہشت سے گئے سب ہوش کھو کر
ہوا حیرت سے نقش بام و منظر
بسان گوئے گل سر پر پھرایا
پھرا مارا اسے حر نے بشدت
شکستے ہو گیا سب تن کا خوردہ
چلایا کوہ ساں جوں ضرب بہم
بھی گھوڑے کے چلایا سر میں نیزہ
گیا دمچی سے یک گز پار اس کے
گیا میداں میں تب جولان تازی
بھی دیگر ہاتھ میں لے گرز اس کا
مبارز کو لگا ہر دم بلانے
یزیدی غم میں اور مسلم ہو خوشحال
سبھی لشکر لگا ہونے کو برہم
یزیدی ڈالتے تھے خاک سر پر
پہ کوئی اس کے مقابل پھر نہ آیا
برابر غارتی لشکر پہ آیا
اٹھا مارا ہے اس لشکر کے اوپر
کہ پیش ایک شخص کی گردن کو توڑا
گرا جا سعد کے لشکر کے اوپر
سواروں نے بھی آتے راہ باندھی

۱ انصاف کرنیوالا
۲ محل ۳ پھول
کا گیند ۴ ۵ سات
مرتبہ ۶ ادھ موا



۷ ریزہ ریزہ
۸ شرمندہ ۹
لڑنے والا ۱۰
صف ۱۱ سے تاکس ۱۲

کیا گرز گراں کی مار حرؑ نے　　کیا اس فوج کو سب پار حرؑ نے

عمر بن سعد تک پہنچا جواں مرد　　فراری ہو گئے اسوار ہر فرد

علم تک پہنچ حر للکار جوں شیر　　گرایا موذیوں کے ڈھیر پر ڈھیر

عمر بھاگا علم لے کر شتابی　　سواروں کو بلایا اضطرابی

مہابل اور مقاتل دونوں سردار　　بہم تھے دو ہزار اسوار تیار

انھیں بھیجا کہ تم حرؑ کو ملانا　　ہو سارے متفق لڑ کر کھپانا

یہ کہتا تھا بھی اتنے میں قضا را　　وہاں بھی حر نے جا کے گرز مارا

مقاتل تو ہوا دوزخ میں داخل　　عمر بھاگا اتر گھوڑے سے جاہل

علم وہاں سے بھگائے خوف کھا کر　　گرے وہ دو ہزار اسوار حرؑ پر

سو حرؑ ان سب سے با گرز گرانبار　　لگا ہے بیدھڑک کرنے تیں وار

دھما دھم گرز یوں گرتا تھا ان پر　　جسے لگتا تھا ہوتا تھا برابر

جسے لگتا تھا گرز کوہ الوند　　وہ جل جاتا تھا جوں آتش پہ اسپند

لگے جوں گرز ڈھالوں کے گلوں پر　　چمک اٹھتے تھے جوں بجلی سے انگر

بھڑک اٹھتی تھی آتش گرز سے یوں　　ہوئے دوزخ میں نار موصدہ جوں

گرے جوں برق ساں وہ گرز جسپر　　زغال آسا ہووے تن اسکا جلکر

گرے جوں کوہ اسواروں کے اوپر　　زمیں پر خاک ساں ہوویں برابر

اٹھا کر جلد تر حر اپنا تازی　　چلا شط کے کنارے پر وہ غازی

شلنگاں در شلنگاں جہال در جہال　　چلایا اسپ کو دجلہ میں درحال

اٹھا پانی کے تیں پینے کو چاہا　　جو شہ کی تشنگی کا یاد آیا

کیا پانی کو پانی میں روانہ　　پھرا تازی کو مارا تازیانہ

ہوا دجلہ سے باہر شیر غراں　　بہادر پہلواں با جنب جولاں

پھرا کر گرز مارا فاجروں پر　　گرا جا کر وہ مردودوں کے بھیتر

ہو کے اسوار اس سے پشت در خاک　　اٹھا حر نے لیا تازی کو بیباک

لے بھاگا ۔ گئے ۔ اتفاقاً ۔ ۔۔۔ ۔ آگ شعلہ مارنے والی ۔ ندی ۔ گھوڑا ۔ تازیانہ یعنی کوڑا

باقی

چلا للکار کر جس وقت غازی — کرے تازی پون کے ساتھ بازی

وہاں فوج مخالف سے نکلکر — علی بن حر چلا آیا بدل کر

کہ حُر کو بھی کہا اے الد مکرم — چھڑا دیے تم نے میرے سے جہنم

ہزاراں آفریں بر عقل و دانش — جناب شہ میں کر میری گزارش

طلب گار شفاعت ہو کے آیا — خدا نے جنت العدن میں لایا

جہنم سے نکالا تم نے بابا — حسینا سے کرو اب عرض میرا

کہ میں بھی متفق ہو کر تیرے ساتھ — گرا دیں دشت میں لوہو کا برسات

کیا حر نے وہاں سے شہ طرف موں — جبیں اپنے کے تیں کر خون سے گلگوں

کہ یا ابن رسول اللہ مختار — ہوا یہ بندہ زادہ ان سے بیزار

تمہارے پر فدا ہونے کو آیا — حلال ان نے کیا جو میرا کھایا

اسے بھی اب رضا ہو تو لڑے گا — وہ میرے ساتھ ہو قربان مریگا

میرا اب خانماں تم پر فدا ہے — حسینا بول اٹھے حق کی رضا ہے

حسین ذو الکرم خوش ہو کے! پھر — دعائے خیر کر کر نزد داور

کہے تم کو خدا حافظ ہے یاراں — ہو جنت میں نبی کے دوستداراں

سنا حر نے جو خوش ہوے نہایت — کہا بیٹے کے تیں اب ہو سعادت

تو میرے پیش ہو قربان اوّل — کرتا راضی رہیں وہ شاہ افضل

وہ دونوں باپ بیٹے جب سلے ہیں — سبھی دروازے جنت کے کھلے ہیں

ہوے غلمان و حوراں سب نمودار — قصور جنت الفردوس تیار

بھی مصعب بھائی حر کا بھی رضا ہے — غلام اس کا چلا نیزہ اٹھائے

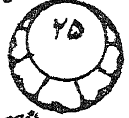
وہ چاروں جب ملے اک جا پہ گیانی — چلے کرنے عدو کی دھول دھانی

عمر دیکھا سو لرزہ کھا اسی دم — بلایا چار ہزار اسوار پیہم!

کہا چاروں کے تیں گھبرو شتابی — کرو ان کی فرنگوں سے خرابی

عزیزاں دیکھئے کاں چار اسوار — عدو کے چار ہزار اسوار جرار

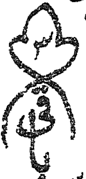
۱۔ کھیل ۱۲ ۲۔ دشمن کی فوج ۳۔ جنگل ۴۔ پیشانی ۱۲ ۵۔ خاندان



۶۔ نزدیک ۷۔ جمیع ۸۔ محل ۹۔ یعنی دشمن ۱۲ ۱۰۔ بہادر ۱۲ ع

ورے حرؑ نے کیا کوشش زیادہ
سوئے بھائی پسر بندے کو ہمراہ
وہ چاروں چوطرف جوں برق گردوں
ادھر حرؑ گرز مارے گڑگڑا کر
ادھر مصعب پکڑ تیغہ ہو خونریز
وہ چاروں چار ہزار اسوار گرتے
بہم آمیختہ ہو سارا لشکر
لگا حرؑ مارنے گرز گراں سے
علےؑ بن حُرؑ ادھر تیزی سے غازی
ہزارا سوار کا سردار تھا جو
چلایا اس پہ نیزہ اژدہا دار
اٹھا نیزے پہ اور پھینکا جو انمرد
ڈٹا گھوڑے کو وہ شبیر دلاور
پھرا چوطرف نیزہ پہ سے مارا
ہٹایا مار کر اسوار سارے
ادھر مصعب برادر حر کا غل کر
کیا یکبارگی ان سب کو پامال
ادھر یہ مارتا تھا بیدھڑک ہو
پیادہ ہو کے حرؑ نے تیغ کھینچا
کیا اس طرح سے وہ تیغ بازی
محمدؑ بن انس کے ہاتھ دیگر
سو حرؑ نے کر کے تسلیمات شہ کو
علی بن حُرؑ کو دے کر حرؑ نے دھرا

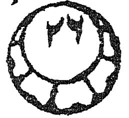
گرا تھا گرز لوہو میں فتادہ
گرے جا کر وہ اسواروں پہ ناگاہ
کریں ہر ہر زمیں کا لخت پر خوں
علیؑ بن حرؑ چلا تب اسپ اٹھا کر
غلام ہو یکطرف کو صف میں آمیز
شپاشپ مارتے لشکر میں پہنچے
کئے ہیں سب طرف سے مار سب پر
نکالا مغز سب کے استخواں سے
گرے تھا موذیوں سے تیغ بازی
علیؑ بن حرؑ نے اس کے روبرو ہو
ہوا بے پشت سے جوں پار سوفار
ہزار اسوار کی ایک دم اٹھی گرد
لگا زیر و زبر کرنے کو دل پر
جو سارے دشمنوں کا مغز جھاڑا
اٹھے تھے تیغ آتش کے شرارے
گرایا ایک ہزار اسوار رن پر
ملا جا حر سے زخمی ہو کے در حال
سوا تنے میں وہیں گھوڑا گرا سوا
پکڑ وو زخ طرف موذیوں کو بھیجا
حسینؑ نے اسی دم جلد تازی
بھیجا دے شاہ نے حرؑ پاس اطہرؑ
چڑھا پھر تازہ دم گھوڑے پہ خوش ہو
گرا موذی پہ جا کر تند گھوڑا



اژدہا ... مانند ... گھوڑا ... نیزہ
ہیبت پاک ... نیزہ

غلامِ حر کا ادھر سے معرکے میں | چلا تیر و کمان کے جھلّے میں
کہ پنجاہ تیر ترکش میں تھے کاری | کمان کو کھینچ کر پرزور غازی
چلایا یوں دمادم ناکسوں پر | قوی فولاد پوشوں کے تنوں پر
کبوتر سا اڑایا پہلو اناں | ملایا خاک ذلت میں جو اناں
ہوئے ترکش سے جس دم تیر آخر | اسی دم آ ہوا حر پاس حاضر
سو حر نے اپنا نیزہ اس کو دیکر | رکھا مہرے پہ اس کو حر بہادر
برادر اور بیٹے دونوں مل کر | دیئے ہیں بیچ کر دونوں کو چکر
برادر اور بیٹے کو بھی لے سات | گرایا پھر وہاں لوہو کا برسات
گرا جا قلبِ لشکر پر بہادر | کیا وہیں زیر و بالا سارا لشکر
جھنا جھن وار تیغوں کے لگائے | اور ان کے وار بھی بد بد کے کھائے
سو اتنے میں مبارز ایک شامی | کہ جو تھا شام کے لشکر میں نامی
غلامِ حر کے بازو پر ہو فاجر | چلایا پہلو میں جب اس کے خنجر
وہ آگے سے بھی تھا زخموں میں رنجور | بدن کا مو بمو تیروں سے تھا چور
وہ کھا خنجر کو دست اپنا چلایا | وہ شامی کا گلا قبضے میں آیا
پکڑ ایسا مروڑا اس کو غرّہ ! | کیا سب استخواں کا ذرّہ ذرّہ
تھا اس کا ہاتھ پہلو میں برابر | مروڑا اس کی گردن کو دلاور
رگاں اور گوشت باہم استخواں مل | ہوئے محلول مثل نرم تر گل
ادھر غرّہ کا وہ روحِ مکرّم | رکھا فردوسِ اعلیٰ بیچ مقدم
ادھر شامی کا روحِ شوم جوں بوم | گیا دوزخ میں پینے شیر زقوم
گرا گھوڑے سے غرّہ ہو کے فانی | کیا جنت میں عیش جاودانی
گرا گھوڑے سے شامی نحس مردار | کیا مالک نے اس کو داخل النّار
وہیں حر نے اٹھا غرّہ کو لاکر | رکھا ہے لاش کو شہ کے قدم پر
علی بن حر کہا پھاندہ میں آیا | اسے تیروں کی نوکوں سے کھپایا

۱؎ لڑائی کی جگہ ۱۲
۲؎ پچاس ۱۲ ۳؎ تیر دان ۱۲ ۴؎ لشکر



۵؎ درمیان ۱۲
۶؎ لڑنے والا ۱۲
۷؎ حر کے غلام کا نام ہے

اسے مصعب نے لایا ہے اٹھا کر
کہا حر نے کہ اے شاہ زمانہ
میرا فرزند اور بندہ بھی دیگر
میرے سے تم ہوئے یا شہ رضامند
حسینؑ نے کہے راضی ہوں تجھ سے
محمد مصطفیٰ سب جانتے ہیں
کہا حر نے کہ اے سلطان اکرم
کہے شہ نے خدا حافظ تمہارا
سو حر اور بھائی نے ہو کر قدم بوس
سو حر سیدھی طرف بر قلب لشکر
دیئے گھوڑے کو کاوے دونوں شہزور
دونوں نیزے لے یکدم ملگئے ہیں
سبھی لشکر کے دو ٹکڑے کئے پھر
ادھر مصعب نے لے نیزہ چلایا ہے
ادھر حر نے رکھا بازی پہ تازی
جو ہو سردار رجا اس کو ملاوے
اسی نیزے پہ پھر اس کو اٹھا کر
ہو ثابت دونوں لڑتے تھے جوانمرد
قریب آیا تھا لشکر ہو ہراساں
لگا مرنے کو عالم ہر جگہ پر
سو حر نے پھر کے نیزہ کو دیا ڈال
غضب میں ہو کے کر تازی سواری
جبے وہ وار مارے فرق سر پر

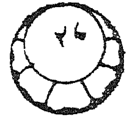
رکھا لا شاہ کے قدموں کے اوپر
ہوئے دونوں شہادت کا نشانہ
کہا قربان شہ پر ہے مقرر
رسول اللہ کے ہو تم جگر بند
نہایت کی وفائی تو نے مجھ سے
تیری چالاکیاں پہچانتے ہیں
فدا ہوتے ہیں دونوں بھائی باہم
قضا کے پیش نہیں ہے کسکو چارا
بجا یاد اقتلوا کا ہر طرف کوس
طرف بائیں کے وہ مصعب دلاور
گرے لشکر پہ سو یکدم اٹھا شور
زمیں پر خون کا کہگل کئے ہیں
ادھر حر کو ادھر مصعب کے تیں پھر
سبھی گرداب لشکر کھلبلا ہے
لگا کرنے پھر سو نیزہ بازی
بسان اژدہا نیزہ لگاوے
پھر امارے وہ مرد دوں کے اوپر
زمیں سے تا فلک اڑتی تھی سب گرد
پھرے اس معرکے سے ہوشیاں
چلا حر مارتا جوں باد صرصر
کمر سے کھینچ تیغ برق تمثال
لگا کرنے کے تیں جب وار کاری
زمیں تک پہنچا زیں سے گذر کر

؎ آگے ۱۲ ؎ قتل کرو ۱۲ ؎ اور ... چھوڑا ؎ نقارہ ۱۲



؎ خون کرتے ہوئے ؎ بجلی کے مانند ۱۲

اسی موجب ادھر مصعبؓ لڑا ہے　　نہایت ہو کے زخمی گر پڑا ہے
پہ جب تک دم تھا اس میں مارتا تھا　　گرا تھا پن وہ تیغہ جھاڑتا تھا
سو حر نے دیکھ کر وہاں قتل کرتا　　چلا شمشیر سے صف کو کترتا
سو رہ میں آ پیادے تیر انداز　　گرا لوہو میں جا کر جوں کہ شہباز
چلے یکبار سو سو تیر حر پر　　بھی حر تھا بانک کے فن میں بہادر
میاں کر تیغ خنجر نکالا　　لگا تب کاٹنے تیروں کا جالا
ہزاروں تیر کاٹے جب قلم سال　　نہ دامن کو لگا ناوک کا پیکاں!
ہو تیر انداز سب لاچار بدکار　　عمر بن سعد نے تب بھیج اسوار
لیا جب گھیر حر کو نجس و ناپاک　　پڑی ان کی مسلمانی میں سب خاک
چلانے کو لگے بھالوں کی نوکاں　　لگا حر کھیلنے کو جنگ چوگان
پھر اگھوڑے کے تیں جس کو ملا دے　　لگا کر تیغ دوزخ میں چلا دے
تہ و بالا کیا سب صحن و میداں　　تھے اس کے تن پہ یکسو بیس زخماں
مبارزؓ ایک آنا تھا مقابل　　ہوا تھا حر سے آ کر سخت ہایل
بھی حر تشنہؓ تھا دام زخم میں چور　　کھڑا تھا استقامتؓ سے وہ رنجور
کمان کہکشاں سے سہم بیباک　　چلایا ہے قضا نے ہو کے چالاک
جبیں پر آ لگا وہ تیر کاری　　قضا فصاد نے کر خون جاری
وہ پیکاں پشت سر سے پار نکلا　　زمیں کا بھی جگر حسرت سے بگلا
سو حُر نے زیں گرا ہے کھا کے چکر　　کہا اَشْہَدُ یَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ
ادھر مصعبؓ کو یک نیزہ لگا تھا　　سو وہ بے ہوش ہو کر گر گیا تھا
وہ ایسے مومنوں کو کر اوارا　　وہ مردودوں نے یوں سختی سے مارا
حسینؑ ابن علیؑ نے دیکھ یہ حال　　کدا گھوڑے کو پہنچے زمیں فی الحال
اٹھا کر حر کو لائے شاہ والا　　سو گرد اگرد کر یاروں نے ہالاؓ
حسین ابن علیؑ غمگین ہو یک دم　　لگے رونے کو اہل البیت باہم



لئے زانو پہ سر کے سر کو شبیرؑ
گئے آنسو سے رخساروں پہ تحریر

جو حر کے سر میں زخم تیر کاری
لہو تھا اس سے جوش خون جاری

حسینا نے کئے ہیں صاف ہر چند
بھی باندھے اسکو کپڑے چند در چند

و لے ہرگز ہوا نیں بند وہ خوں!
لگا چلنے زمیں پر مثل جیحوں

سو حضرت فاطمہ زہراؑ نے یک روز
کئے تھے کانت کر رومال فیروز

سو وہ رومال تھا شبیر کے پاس
سو باندھے زخم اس سے افضل الناس

اسی دم جوش خوں خاموش ہو کر
ہوا موقوف اس لاشے کا رن پر

کیا اس وقت حر نے چشم کو باز
کہا حضرت حسینا کو وہ شہباز

ہوئے راضی میرے سے یا حسینا
عہ رواں اپنا کیا تم پر فدینا!

وہ اس حالت میں تب کر زور شہزور
پھرا ہے اپنے مارے زخم کو توڑ

قدم پر شاہ کے سر رکھ کے رویا
قدم کو خون اپنے سے بھگویا

کہا حر نے کہ اے سلطان اکرم
نظر آتے ہیں مجھکو فخر عالم

فرشتہ جام کوثر لے کھڑا ہے
مجھے کہتا ہے تجھ باعث بھرا ہے

سو میں چہتا ہوں اے شاہ مکرم
کروں میں نوش وہ جام معظم

حسیناؑ نے کہے اے یار میرے
نہایت مہرباں غم خوار میرے

تو پی اس جام کو صد جام دیگر
خدا تجھ کو کرے گا واں میسر

سو حرؑ نے لب ہلا کر جام کر نوش
رہا واصل بحق تب ہو کے خاموش

ہوا حق پاس وہ شہباز حاضر
شہنشاہ بس ہوئے غمگین خاطر

وفائی اس کی کر کر یاد روئے
قطرہ میں اشک کے مرجاں پروئے

ہوا غوغائے ماتم دوستاں میں
گیا عاشق جناں کے بوستاں میں

کدھر تھا اور کہاں سے ہو کے آیا
دیکھو کیا رتبۂ اعلیٰ کو پایا

حسینا پر کیا اپنے کو قربان
کیا ہے حر نے اپنے سر کو چوگان

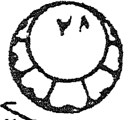
خدا کو خوش کیا اور مصطفےٰ کو
وہ پایا رتبۂ بلغ العلیٰ کو

عہ جان ۱۲

دیکھو کیسا نصیبا اس کا عاق
سعادت کیا ہے اس نیکو شیم کی
حسینا اور سب یار و برادر
سبھی روئے ہیں حر کی لاش لیکر
ہوا ماتم سبھی آل عبا میں
عجائب بخت حر کے با برادر
غلام اس کا بھی غزہ نیک بنیاد
منافق قوم استادہ کھڑی تھی
عزیزاں ایک حر نے کیا کیا تھا
لڑے ہیں اس طرح کرکر کے یاراں
کہ جن کے خیل سے رستم بھی بھاگے
جفا کاروں سے مل شاہوں کو مارا
وگرنہ کیا وہ مردودوں کا مقدور
قضا مریخ سال ہوکرکے جنجال!
دیا شاہوں کے تیں گنج شہادت
وہ سب آگے کے تیں مذکور ہوگا
ہوا حر اور بیٹا بھائی مقتول
ہمیشہ رحمۃ اللہ تا بہ محشر
اور وہ مروانِ باطل محض مردار
قضیہ اب ختم کر تو بزم ماتم
الٰہی ان شہیدوں کے سبب سے
میرا ہے خُرد سالہ سرو بالا
اسے گنج یقین سے کر تو انگر

کیا محشر کے غم کی پائمالی
جماعت اس پہ سب روئی حرم کی
بھتیجے بھانجے سارے سراسر
نماز با جماعت اس پہ پڑھ کر
ہوا غوغائے غم ارض و سما میں
پسر بھی نوجوان شیر بہادر
گیا قربان ہو بر آل امجاد
لڑائی دیکھ کر حر کی ڈری تھی
عدو کو سخت دہشت میں رکھا تھا
رسول اللہ کے سب دوستداراں
قضا نے ان پہ کرکر سخت ٹھاگے
قضا کرتی ہے یوں دائم پکارا
غلاموں کا کریں یک موئے رنجور
زمین کربلا کو خوں سے کر لال
دکھایا مفسدوں کو رنج و ذلت
نہم محفل سے منے مسطور ہوگا!
غلام نیک باطن خوب و معقول
بر آں حر بہادر نیک محضر
سدا فی النار بادا اہل ادبار
کرنا تصدیع نہ پاویں اہل عالم
بچانا مجھ کو ہر رنج و تعب سے
دکھا دے اسکو دو جگ کا اجالا
تو اپنے علم کا رکھ سر پہ افسر

لہ زمین آسمان ۱۲
ظالموں سے ۱۲
ہمیشہ ۱۲ ۔ دوزخ ۱۲
ایک ستارہ ہے مریخ رنگ اسکو جلاد فلک



کہتے ہیں لکھا جاوے
گا یعنی وہ
بدبخت ہمیشہ دوزخ
میں رہے ۱۲
چھوٹا بچہ ۱۲

طفیل اہل بیت طاہرین کے — اسے دونوں جہاں میں گنج دیں دے
کرم سے میری حاجت سب روا کر — یہ روضات البکا کو پر بنا کر
طفیل مصحفؑ تنزیل افضل — کہ فرقان معظم رمز اول
بر احمد مجتبیٰ سلطان ابرار — درود اں تا قیامت باد بسیار
(صلی اللہ علیہ وسلم)
کیا یہاں محفل ہشتم کو اتمام — محمدؐ پر پڑھو صلواتؑ مادام

مجلس نہم

دربیان شہادت یافتن یاران و دوستداران حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم

رسول اللہ پہ قرباں کروں دل وجاں — نہم مجلس کروں ارقام یاراں
قلم ہو نشتر فصاد خونبار — چبھونے کو لگا زخموں میں سوفارؑ
قلم ہو خنجر بُرّاں ستمگرؑ — چبھونے کو لگا رگ رگ میں نشتر
قلم ہو تیغ جوہر دار خونخوار — چبھونے کو لگا مومو میں صدخارؑ
قلم ہو چاک سینہ کینہ اندیش — چبھونے کو لگا ہے نیشؑ درنیش
قلم خنجر گذار ظلم انداز — لگا کرنے کے تیں فتنے کا درباز
قلم ہو داغ دار سوز ماتم — سیاہی سے کیا دفتر کو پر غم
قلم ہو سوختہؑ از سوز جگر چاک — کیا پر داغ لالہ تختۂ خاک
قلم نوک سنانؑ ہو برق کردار — چبھونے کو لگا خار دل افگار
قلم سہمؑ القضا سے ہو درآمیز — ہوا پھر ام ساں لے تیغ خونریز
قلم ہو نیش عقربؑ دار طرار — روانہ کر دیا شاہو نپہ یلغار
قلم کر اژدہا ساں کینہ مفتوح — کیا شاہوں کے تیں مجروح مذبوح
قلم پیکؑ قضا سے لے کے تعلیم — کیا اول وہ اپنے سر کو تسلیم
قلم نے حادثات چرخ کج رو — لگا کرنے کو قاتل کی دُ دادو

لہ تیر ۱۲ عہ ظالم ۱۲ عہ سوکھا ۱۲ عہ ڈنک ۱۲ عہ جگر ۱۲ عہ بچھارے کاٹنے سے ۱۲
باقی ۵۷
عہ قضا کا تیر ۱۲ عہ بچھو کا ڈنک ۱۲ عہ قضا کا قاصد ۱۲ عہ قرآن مجید ۱۲

قلم ہو کہکشاں اور حادثہ تیر ۔ چلایا خون کے انجوان پلک چیر

قلم ہو گر زنیاں سر بریدہ ۔ لب خنجر ستی در خوں طپیدہ

قضانے کرعدو کا حصن[1] قایم ۔ کھڑا ہے قتل گہ میں جنگ عازم[2]

قضانے لے کے فوج فتنہ انگیز ۔ لگی ہونے کو ساداتوں پہ خونریز

قضانے لے کے یلغار یزیداں ۔ شریر ان خانہ بر باداں پلیداں

قضانے لے کے لشکر سخت پر زور ۔ اٹھایا خانداں میں حشر کا شور

قضانے حُر کو پہنچایا عدم میں ۔ بھی بھائی اور پسر دار النعم میں

وہ چاروں بندگی سے فیض پا کر ۔ گئے جنت میں ہو کر صاحب افسر

فلک نے ان کے مرنے پر نہ بس کر ۔ چلا شاہوں پہ لے کر تیغ و خنجر

فلک خود نیلگوں[3] ہو کر زرہ پوش ۔ دیا ہے خون کے دریا کے تیں جوش

فلک کجرو نے اپنی کجروی کر ۔ چلایا حلق پر پیاسوں کے خنجر

فلک جنگ حوادث پر ہوا سوار ۔ کیا تیر و تبر سوفار کی مار

فلک پر کینہ و دیرینہ بنیاد ۔ کرے ہر فرد کی بنیاد برباد

فلک خود گوئے[4] ساں گرداں و چوگاں ۔ شبانہ روز خود پھرتا ہے حیراں

سو اس گرداں میں سب کو کر کے یکجاں ۔ کرے ہے روز و شب ہر خانہ ویراں

اسے یکبار خود ہی کھا کے جاوے ۔ کہ جس پر مہرباں ہو کر بڑھاوے

بقول خوش ولی فیاض شاعر ۔ مثال اس باب میں بولا ہے نادر

نہیں اس کینہ ور میں کچھ وفائی ۔ رکھے نیں کس سے رنگ آشنائی

سحر[5] سے شام تک یہ چرخ[6] اخضر ۔ بھرے ہے نیلگوں گردوں کا چنبر[7]

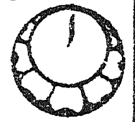
زمیں تک آسماں ہے صورت غم ۔ فلک نیلی پہ ہو اسوار یک دم

حسینؑ ابن علیؑ غمناک و محزوں ۔ جو لے بیٹھے تھے حر کی لاش پر خوں

فلک فوج مخالف کو لے آیا ۔ صدا اہل[8] من مبارز کا سنایا

ادھر دیکھو تو ٹل کر خاندان کل ۔ اٹھائے تشنگی کا شور اور غل

۱؎ قلعہ ۱۲ ۲؎ لڑائی کا ارادہ کرنے والا ۱۲ ۳؎ نیلے رنگ والا ۱۲ ۴؎



۵؎ سینہ ۱۲ ۶؎ آسمان ۱۲ ۷؎ صبح ۱۲ ۸؎ آیا ہے کوئی اٹھنے والا ۱۲ ۹؎ حلقہ ۱۲

فلک

فلک جلاد کو کہتے تھے سب مل
فلک نے کھینچ تیغ کہکشاں کو
نہ میرے پاس ہے جز آب خنجر
یہ غوغا سن حسینؑ ذو الکرم نے
علیؑ اکبر کے تیں جلدی پکارے
کہو جا کر فرات بے خبر کو
تو اپنا آب دشمن کو پلاوے
رسول اللہ کی خاطر بہر طفلاں
یہ سنتے ہی علے اکبر شتابی
لگا ور دے پری پیکر چلائے
کئے دس بیس نیزے کے کراہات
علیؑ اکبر نے خالی دیکھ میداں
یہ سن دجلہ نے یکدم تھرتھرائی
کہی اکبر کے تیں اے جان شبیرؑ
پھرا ہے تین دن احوال میرا
حسینؑ ابن علی ہوتے ہیں مقتول
ندا یہ سن تمامی جز و تا کل!
ہوا ہے رنگ سن سب کا دگرگوں
یقیں سمجھو نہیں یہ بات مغلوط (غلط)
وگرنہ اس سے کیا بہتر ہے شہباز
انھیں کے درد و غم سے آب خوں ہے
کہو میری طرف سے بندگی صاف
پھرا ہے خون ہر آب رواں میں

پلا تک آب بھر کر ہم کو بسمل
لگا کہنے کے تیں لب تشنگاں کو
تمھارا خون پلاؤں تم کو بھر کر!
رسول اللہ کے سبط محترم نے
کہے ان کو کہ تم جا شط کنارے
میرے طفلاں سبھی تشنہ جگر کو
نبیؐ کے خانداں کو یوں سناوے
ذرا بھر آب دے اے دجلہ جریاں
چلائے اسپ کو با اضطرابی
فرات اوپر کی سب چوکی ہٹائے
ہٹی پیچھے کو ساری قوم بدذات
کہے دجلہ کو تب پیغام شہ جاں
بدل کر رنگ پانی خوں بہائی
چبو مت اس دل مجروح میں تیر
ہے پانی خون سے مالا مال میرا
شہادت ان کی ہے مجھ پاس مقبول
بھی لے کر خار سے صحرا میں تا گل
نظر آتا ہے پانی اندروں خوں
ہے سب اجزا میں بالکل خون مخلوط
جو پیویں آب میرا شاہ ممتاز
کہ احوال ہر اک شے سرخ گوں ہے
زمیں سے آسماں تک قاف تا قاف
لہو کا جوش ہے چشم جہاں میں

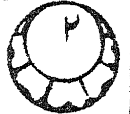
۱ دریا کے کنارے
۲ پیتی "
۳ جاری سرت "
۴ جھپٹے "
۵ ندی "

۲۵ باقی

۶ زخمی ۱۲ ۷ شہید
۸ کانٹا ۹ گل
پھول ۱۰ ملا ہوا ۱۲
۱۱ رنگ ۱۲

تمھارے واسطے کوثر کھلا ہے — تمھارے غم سے خوں سب میں بھرا ہے
کہو یا سبط پیغمبر کے فرزند — نہ مجھ میں آب ہے جز خون کے بوند
صبا محشر ہیں اے سلطان اکرم — شہیدوں کو اٹھو گے لے کے باہم
وہاں مجھ کو شہیدوں میں اٹھانا — میرے خون جگر کا غم مٹانا
تمھارے غم سے میرا آب[1] ہے خوں — پہ بیٹھے ہیں منافق اور ملعون
مسلمانوں کے تیں ہرگز روا نہیں — کسی نے اب تلک لوہو پیا نہیں
میری تسلیم کہنا جان اکبر — نہ یہاں پانی ملے جز آب خنجر
علیؑ اکبر نے سنتے گھر کو آئے — بلند آواز سے سب کو سنائے
حسینا چشم پر[2] نم ہو کے بولے — زباں سے غم کی مصری لٹکے گھولے
کہے یاروں کو ایک دن شاہ مختار — محمّد مصطفےٰ سلطان ابرار
گئے تھے کہیں غزا[3] کو لے کے لشکر — محمّد مصطفےٰ نبیوں کے افسر[4]
ہوا تھا جنگ کا جب گرم بازار — بنا تھا حرب گہہ لوہو سے گلنار
بہم آمیختہ تھے پہلوانان — چلاتے تھے خدنگاں[5] شہ جوانان
کھڑے تھے مومناں لڑنیکو باہم — بہ تیغ و تیر و نیزہ با دنگ و علم
شپاشپ کافروں کو مارتے تھے — ہزیمت کھا کے کافر بھاگتے تھے
عقیلؑ ابن ابی طالبؑ ہو تشنہ — رسول اللہ کے پاس آئے گرسنہ
دیا تھے ابن مسعود مکرّم — یہ دو میں ایک تھے واللہ اعلم
کہ ہے گا اختلاف قول علمار — مگر تحقیق ہے یہ بات عمدا
رسول اللہ سے ہو کر استغاثہ[6] — وہ چاہے پیاس کی اپنے خلاصی
کہے حضرت کے تیں پیاسا ہوں بیحد — محمّدؐ مصطفےٰ نے بول اُٹھے تد
رسول اللہ نے فرمائے اسی دم — عقیلؑ محترم کو فخر عالم
کہ تم اس کوہ کے نزدیک جا کر — سلام اول میرا اس کو سنا کر
کہو اس کو کہ سلطان رسالت! — مجھے تجھ پاس بھیجے ہیں بعزت

[1] پانی ۱۲ [2] آنکھوں میں آنسو بھر کر ۱۲ [3] لڑائی ۱۲



[4] تاج ۱۲ [5] خدنگ کی جمع یعنی تیر ۱۲ [6] یعنی فریادی ۱۲

کہے ہیں تشنگی سے میں ہوں بیتاب
مجھے دینا جو ہو تجھ پاس کچھ آب

عقیل ابن ابی طالبؑ نے جاکر
کہے پیغام اس کوہ کو مقرر

یہ سنتے کوہ نے کر آہ بولا
وہ اپنے دل کا سارا راز کھولا

قسم اللہ اکبر کی مقرر
یہ آیت آئی جس دن سے نبیؐ پر

کہا جب وَقُوْدُهَا النَّاسُ الْحِجَارَة
ہے اس دن سے جگر دل پارہ پارہ

کہ اس دن سے ہیں زاری او رو کر
جو بیٹھا اپنا سارا آب کھو کر

نہ اُس دن سے رہا ہے مجھ میں پانی
کروں ہوں اس الم سے خونفشانی

رسولؐ اللہ کو میری بندگی کہہ
نہ بلکہ بندگی لکھ چندگی کہہ

یہی کہنا کہ اے سلطان عالم
کہ تم ہو بہترین نسل آدم

تمھاری اب نظر مجھ پر پڑی ہے
تمھاری شان قدرت میں بڑی ہے

قیامت میں دعا کرئے داد گر سے
نہ سلگے آگ مجھ لخت جگر سے

تمھارے پرتوِ عالی کے باعث
نہ مجھ پر کچھ بلا وہاں ہووے حادث

میرے سنگوں سے سلگاویں نہ دوزخ
الا یا مومناں آہ وہ آوخ

پہاڑ اس خوف سے اس طرح رووے ہیں
کہ اپنا آپ سب رو رو کے کھووے ہیں

جو ہم غافل ہوں انساں ہوش کھوکر
رہے ہیں روز و شب غفلت سے سوکر

کہے حضرت حسینؑ ذو الکرم نے
وہ سلطان معظمؑ محتشمؑ نے

کہ یہ دجلہ بھی میرے غم سے یاراں
محمدؐ مصطفیٰؐ کے شہ سواراں

لہو کے جوش میں معمور ہو کر
رہی ہے درد و غم میں چور ہو کر

نہ اس میں آب ہے جز خون ماتم
کہے ہے سب جہاں ہیہات غم غم

میرے یاراں محبّاں غمگساراں
محمدؐ مصطفیٰؐ کے دوستداراں

حرام اب خون کا پینا ہے غم میں
ابھی کوثر کو پیویں گے عدم میں

یہ سن کر سب رفیقاں اور ہواداراں
بھی طفلاں شہ جواناں نیک کرداراں

رہے ہیں صبر سے لاچار ہو کر
کھڑے لڑنے کے تیں تیار ہو کر

(حاشیہ)
له پیاس ۱۲
عه اشارہ طرف
آیۂ کریمہ کے
یا ایھا الذین
آمنوا قوا انفسکم
واھلیکم نارا
وقودھا الناس
والحجارۃ یعنی
اے ایمان والو بچاؤ

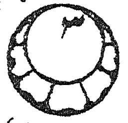
۵۴

باقی
اپنی جانوں کو اور
اپنے بال بچوں کو
آگ سے کہ ایندھن
اس کا آدمی اور
پتھر ہوں گے ۱۲
عه انصاف کرنے
والا ۱۲ عه بزرگی
دیئے گئے ۱۲ عه
حشمت دیئے گئے ۱۲

مخالفؔ کی طرف سے ایک نامرد
لگا دینے کے تیں گھوڑے کو کاوے
حسینؑ ذوالکرم کی صف سے اسدم
مبارز تھا رسول اللہ کے تھوڑ
یَلِ پرزور و یکتائے جہاں مرد
علیؑ کا دوست مردِ باتہوّر
نہایت پہلوان تھا اس عصرؔ میں
کھڑا تھا شہ کے آگے مثل بہرام
بھی نیزہ اژدہا پیکر سا خونخوار
حمایل برق شاںؔ تیغ یمانی
کماں جوں برق گردوں کہکشاںؔ ار
سپر پشت منوّر پر قمر سا ل
کمر میں خنجر خونریز مرّیخ
زرہ بکتر بھلم مغفرؔ بہ فولاد
تبر ناوک خدنگاں سخت پیکاںؔ
دو دستانے دونوں ہاتھوں میں ایسے
بھی پاکھر توسن باد صبا پر
وہ گلگوں رکاب رخش شبدیز
بسان چرخ ابلق رنگ گلزار
کھڑا تھا اس قرینے سے وہ غازی
سراپا غرق در فولاد و شہباز
سنا جب اس نے آواز مبارز
اتر گھوڑے سے قدموں پر گرا ہے

پھرا میداں پہ گھوڑے کی اٹھا گرد
ندا ہَل مِن مُبارز کا سنا دے
ظہیری پہلواں تھا نام دنہم
نکلجاوے بدم رستم کی صف تو نہ
اڑا دے رستموں کے فوج کی گرد
صف جنگ دلاور کا بہادر
یقیں دیسا نہ تھا کہیں بحر و بر میں
کمر سے باندھ کر جوں برق صمصام
قوی گرد و جواں مرد و گرانبار
کرے رستم کے صف کے خونفشانی
بھرا ترکش تھا با خونریز مکّار
جو چمکیں برق کے مانند پھولاں
چلانے دشمنوں کے حلق میں پیخ
سمند برق رو جوں پیکر باد
پہ دیلم سہم گردوں کا ہوا مکاں
جو چمکیں برق آسا نار جیسے
لگے جس طرح سے عفریت ہوا پر
صف جنگ کو کرے ٹاپوں سے خونریز
کہ جس کے نعلبند تھے برق کردار
بہ زریں زین اور گردوں سا تازی
فلک کرتا تھا احسنؔ سے سرافراز
حسینؑ کے ہوا نزدیک حاضر
طلب حضرت سے جب رخصت کیا ہے

ہ دشمن ۱۲ ۔ کوئی لڑنے والا ۱۲ ۔ بہادر ۱۲ ۔ زمانہ ۱۲ ۔ بجلی کے مانند ۱۲ ۔ لوہے



ٹوپی جو لڑائی میں پہنتے ہیں ۱۲ ۔ تیر ۔ پیکاں ۱۲ ۔ شاباش ۱۲

گلے اپنے لگا کر اس کو سلطان
کہے تم کر مبارک جنگ و چوگان

چلے جاتے ہو بر ملک شہادت
کرو گے عیش جنت تا قیامت

ہزار افسوس تم جاتے ہو یاراں
محمدؐ مصطفٰےؐ کے شہ سواراں

مجھے اس پچھلے میں رکھ کے باقی
کہ تم ہوتے ہو حضرت سے ملاقی

میری تسلیم کہنا اے برادر
کہ ہیں فرضِ شہادت کو ادا کر

سر اپنا راہِ مولا کر کے قربان
ابھی ہوتا ہوں حاضر شاہ دوراں

کہے سونپا خدا پر اے جوانمرد
اڑاؤ موذیوں کے مغز کی گرد

یہ سنتے ہی ظہیرؓ ہو قدمبوس
بجایا تیغ سے تب فتح کا کوس

چلا میداں میں جوں بجلی کا معدن
چلا جوں شعلہ آہن پوش سن سن

تگاور سن مخالف کا مبارز
ہوا ایک بار عقل و ہوش آخر

ہوا دہشت سے زہرہ آب اس کا
ہوانی النار زرد و تاب اس کا

ہوا حیرت سے نقش صحن میداں
ہوا تصویر کے مانند حیراں!

پھر اس پر وہ ظہیر داستاں نے
حسینؑ ابن علیؑ کے پہلواں نے

بہ ہیبت بول اٹھا اللہ اکبر
ہوا بے ہوش وہ آواز سن کر

پس از حیرت بہ چندیں وقت بدذات
کیا یہ بات اپنے دل میں اثبات

کروں اس سے تو یک چھکڑ میں سارے
کچھ یک کرنا نصیحت اس کو بارے

نصیحت کر پھرانا شاہ دیں سے
حسینؑ ابن امیر المومنیں سے

کہا اس نے ظہیر شہ جواں کو!
وہ ثابت دیں کے محکم پہلواں کو

تو ایسا پہلوان نامی گرامی!
تو کیوں کھوتا ہے اپنی نیکنامی

عمر بن سعد سے تجھ کو ملا کر!
حکومت کا رکھاؤں سر پہ افسر

بھی چندیں دولت و املاک بسیار
کئی فیل و سمند باد رفتار

کرے گا عیش و عشرت اور حکومت
تو اپنی یہ جوانی آج کھومت

سنا جب یہ ظہیر مرد دانا!
کہا اس کو ہوا ہے تو دِوانا

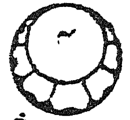
۱ ملنے والے ۱۲ ۲ ۔۔۔ ۱۲ ۳ نقارہ ۱۲ ۴ ہتھیار
کمان ۱۲ ۵ چھپ دینا ۱۲ بند ۱۲ ۶ طاقت ۱۲ ۷ پیر

۸ ملکیت ۱۲ ۹ ہاتھی ۱۲ ۱۰ گھوڑا ۱۲ ہوا کی طرح چلنے والا ۱۲ ۱۱ ثابت ۱۲ ۱۲ تاج ۱۲

ہیں سے دنیا کی ذلت کیا کروں گا
تو شیطاں وعظ تو تیرا روا نہیں
نہ لڑنے میں نصیحت کی غرض ہے
سنا اس نے تو ہیں لاچار ہو کر
ہراساں ہو کے جیوں تیوں وار مارا
جب آیا گرز سر پر شہ جواں کے
لیا ہاتھوں پہ غازی وار یکدم
چھنا کر ہاتھ سے اور دور پھینکا
ہوئی خرگوش ساں روح اس کی پرواز
پکڑ گھوڑے کے تیں یک وار مارا
کیا ہے چار ٹکڑے اس کے غازی
پھر لشکر پہ چاروں سمت مارا
گرا تھا وہ مبارز پشت ہو کر
پھر اس کے تن پہ گھوڑے کو چلایا
کیا فی النار اس کو شیر نر نے
جدھر گھوڑے کا ٹکڑا جا گرا تھا
شجاعت دیکھ اس کی دونوں لشکر
مخالف بولتے تھے الحذر ہے
ظہیر با شجاعت صحن رن پر
پھراوے اپنا گھوڑا بے تگاں پر
کرے رفتار ہو میداں پہ پرزور
اڑے سیمرغ ساں صحن ہوا پر
خراماں دیکھ کر اس کو صحن میں

یہی بس ہے شہادت پہ مروں گا
چلا کیا ضرب رکھتا ہے میرے تیں
تجھیں تو سخت ذلت کا مرض ہے
لگا لڑنے کے تیں تیار ہو کر
اٹھایا گرز آتش کا شرارا
ظہیر پہلوان جانفشاں کے
جو کھینچا زور سے وہ شیر محکم
غضب سے ایک طمانچہ منہ پہ کھینچا
ہوا اس پر وہیں دوزخ کا در باز
دو ٹکڑے کر کے پھر اک تیغ جھاڑا
اٹھا ہاتھوں سے یکدم لخت تازی
یزیدوں کے اٹھا دل میں پکارا
الگ اپنی سپر پر کھا کے چکر
سراپا سُم کی آتش میں جلایا
شجاعت سے ظہیر نامور نے
غرض اس جا پہ کی عالم ہوا تھا
کہ اللہ اکبر یا رد یا در
یہ روز قتل یا دور قمر ہے
پھرے جو چرخ گردوں چرخ کھا کر
ملک کہتے تھے احسن آسماں پر
اٹھا ہے پائے سُم سے حشر کا شور
چلے وہ باد پا جوں باد صرصر
ہرن کی چوکڑی گم تھی ختن میں

سلہ خوفناک ۱۲ سے آگ کا شعلہ ۱۲ سے مضبوط ۱۲ سے ایک صحرائی جانور ہے نہایت بزدل اور خوفناک ۱۲ سے طرف ۱۲ سے لڑنے



دوزخ کا ۱۲ سے دروازہ ۱۲ سے خوف میں جیسا ۱۲ سے اچھا سپاہی ۱۲ سے بہت اچھا ۱۲ سے گھوڑا ۱۲ سے تیز ہوا ۱۲ سے مانند سے چلنے والا ۱۲

ظہیر پہلواں نیزہ چلایا
جدھر جاتا تھا وہ نیزہ اٹھا کر
ادھر گھوڑوں نے کئی ٹاپوں سے مارے
کیا لشکر کو سارے زیر و بالا
مثال باد صرصر تیغ برّاں
چلا یوں مارتا شور و فغاں سے
ہوا سب دَل میں ایسا شور و غوغا
پلٹ شمشیر سے یوں وار مارا
تہ و بالا کیا ایک لخت لشکر
پیادوں پر گرا ہے جا کے شہ زور
وہاں میداں کیا ہے صاف غازی
گرا جا قلب لشکر پر جواں مرد
علم دیکھا عمر کے سر پہ اُڑتا
وہ اک ضربت میں دو دو سر اتارے
گرانے کو لگا سر مثل چوگاں
خزاں جس طرح سے پہنچے چمن میں
اڑا وے اس طرح تازی صحن پر
لگا وے ایسے غازی وار کاری
لگے ہیں بھاگنے اسوار رن چھوڑ
علم تک جا کے پہنچا شیر صفدر
عمر بن سعد نے دیکھا سو ٹل کر
ظہیر داستاں نے تیغ لے کر
لگایا وار کاری جب علم پر

سبھی لشکر کو یک دم کھلبلایا
یزیدی کانپتے تھے تھر تھرا کر
ادھر غازی نے لے تیروں سے مارے
ظہیر داستاں نے چھوڑ بھالا
لپکتا مارتا جوں شیر غرّاں
جھڑیں سر برگ ساں باد خزاں سے
گویا تھا ہر طرف کو حشر برپا
وہ سب رُوئیں تنوں کا مغز جھاڑا
گرے اسوار مرداں اسپ و خنجر
لگے ہیں بھاگنے نامرد رن چھوڑ
چلایا وہاں سے اسواروں پہ تازی
اڑایا ان کے سر سے کبر کی گرد
ادھر لڑتا چلا صف کو کترتا
بہت گھوڑے وہ ٹاپوں سے اُڑائے
دھڑاں جو مجمر دوزخ تھے غلطاں
پڑا غلغاں سب زاغ و زغن میں
ہوا میں ہوش کھوتے تھے جناور
کیا سب موذیوں کے دل کی خواری
لڑائی سے پھرے یکبار دل توڑ
ظہیر پہلوان جوں باد صرصر
سواروں میں چھپا ہے وہاں سے چلکر
علم اوپر چلا جوں برق پیکر
علم دار منافق کو قلم کر!

۱؎ یعنی ... ۱۲ ۲؎ یعنی جس طرح موسم خزاں میں درخت سے پتے جھڑتے ہیں اسی طرح غازی کے مارنے سے دشمنوں کے سر جھڑتے تھے ۱۲ ۳؎ قائم ۴؎ رؤیں تن یعنی ہم پہلوان ۱۲ ۵؎ یعنی گھوڑا ۱۲ ۶؎ یعنی لشکر کے بیچ کو قلب لشکر کہتے ہیں ۱۲ ۷؎ یعنی ...

۵

۸؎ یعنی جھنڈا ۱۲ ۹؎ یعنی ... جس میں عود و لوبان سلگاتے ہیں یعنی جس طرح مجمر میں لوبان سلگاتے ہیں اسی طرح وہ دشمنوں کے سر تازی کے ... جنبش سے ... تھا ۱۲ ... صف پھاڑنے والا ... یعنی شیر ... کے مانند ۱۲

گرا ہے سرنگوں ہو کر علم وہاں
کہا ہشام شامی کو شتاب
وہ موذی پانچ ہزار اسوار لے کر
لگے ہر سمت سے نیزے چلانے
کہ یہ بھی ہو کے سب سے گرم چالاک
جدہر گرز گراں لے کر پلٹتا
جھنا جھن کھن کھناتا گرز مارے
لگا اس طرح سے گھمسان کرنے
وہ ایسے گرز کے گرد پھرایا
سو وہ ہشام شامی دور ہٹ کر
جو دیکھا کیں سواراں ضرب کھا کر
جو باقی تھے وہ پیچھے تھے کو بھاگیں
پکارا تب کہ گھیرو اس کو یک دم
لپک کر گرز مارا اس کے سر پر
جو تھا گرز گراں اس پاس حاضر
ظہیر پہلواں کا گرز آ کر
ہوا آواز جوں رعد گراں کا
چلا یک شعلۂ آتش ہوا پر
سو اس نے بھی لگایا گرز اس پر
لیا ہے گرز پر گرز گراں کو
بھی چمکی اس سے آتش اس طرح کی
حسینؑ ابن علی نے دیکھ یہ حال
کہے اے حق تعالیٰ تو کرم کر

بہت بھاگا عمر بھی ہو کے حیراں
کیا یک شخص نے سب کی خرابی
ظہیر داستاں کو گھیر رن پر
ظہیر داستاں کو لے لڑانے
لگا ہے مارنے جوں شیر بیباک
اگرچہ کوہ بھی ہوتا تو کٹتا
کہ دس اور بیس اسواراں لتھاڑے
سحر کو دشمنوں پر شام کرنے
بہت کچھ پہلواناں کو لڑایا
تماشا دیکھتا تھا اس کا رن پر
پڑے ہیں خاک میں ذلت کی لڑ کر
نکل ہشام نے اس وقت آگیں
یہ سنتے ہی ظہیر پہلواں دم
سو اس نے بھی لیا اس کو سنبھل کر
لیا آگے کو ہشام مبارز
لگا ہشام کے گرز گراں پر
وہ دو گرزوں سے ایسا شعلہ چمکا
اڑے ہیں گنبد گردوں پہ اخگر
ظہیر داستان ہو جلد مضطر
صدا پہنچی ہے اس کی قدسیاں کو
سیاہی جل گئی قوس قزح کی
دعا کو ہاتھ اٹھائے اپنے فی الحال
جواں میرا تھکا ہے بالمقرر

۵۱ باقی

گرسنہ تشنہ میدان میں لڑا ہے
الٰہی اس کو تیرا آسرا ہے

بہم پیوستہ ہو دونوں پھرے ہیں
کہ خاروں خار گرزوں کے جھڑے ہیں

اٹھی گرزوں سے جھناتوں کی آواز
ہوا تھا قدسیوں کا ہوش پرواز

چلے ہیں اس طرح گرزاں گھناگھن
گویا تھا کرۂ آتش کا معدن

اڑے اس طرح سے پرکالۂ آگ
ہوا گرمی سے گردوں پر گئی بھاگ

یہاں تک گرز دونوں ہوکے ٹکڑے
ہوئے جو سرمے کے پتھروں پہ بکھرے

لپک کر تب ظہیر پہلوان نے
سرک شمشیر مارا نوجوان نے

چلایا اور جب ہشام للکار
کیا تب اس نے آگے اپنے تلوار

اُنے بھی تیغ مارا تیغ اوپر
لگی چلنے کو شمشیر ان دو ہنر

لگی آواز اٹھنے کو چھنا چاخ
تڑپنے کو لگی بجلی کا طتاخ

لگی چلنے کو شمشیروں کی چخ چخ
گئی آواز فرسخ تا بہ فرسخ

شپاشپ یوں لگے چلنے کو بھڑے
ہوئے شمشیر دونوں مثل آرے

لگادار اک ظہیر بے بدل کا
گویا بجلی پہ جا خورشید جھلکا

دونوں تیغے ہوئے جب ریزے ریزے
زمیں پر ریگ ساں یک لخت بکھرے

سو دیں خنجر پہ آئی بات آخر
بہت ہشام تھا پرزور فاجر

لیا خنجر کے تئیں جب ہاتھ مردود
اٹھا دونوں دلوں سے بے طرح دود

ظہیر داستاں خنجر نکالا
کرے اب خیر اللہ تعالےٰ

لگے خنجر گذاری میں دونوں ھ
ہوئی تھی بند تب گردونکی ہلچل

لگے شپ شاپ اور چخ چاخ چلنے
بسان ابر طوفاں کے گرجنے

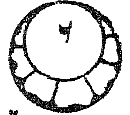
لگے کرنے کے تیں خنجر گذاری
کریں یک دوسرے پر وار کاری

کبھی تو بانک کی اوجھڑ لگادیں
کبھی بلم کے پنچے کو چلادیں

لگے ہیں زیر و بالا کھڑکھڑانے
دونوں شالم تھے وہ فرد یگانے

لگے خنجر سے یوں خنجر بلگنے
بھی دستانے لگے ہیں پیش کرنے

۱؎ یعنی گولا ۱۲
۲؎ یعنی کھان
۳؎ یعنی سرمہ پیس کر پتھر پر پھینکتے تھے گویا آگ کی کان تھا
سے نکلی کان تھی



آتش کے گولے اڑتے
تھے ۱۲
۳؎ یعنی جھگڑا
۴؎ یعنی بہت ۱۲
۵؎ یعنی دھواں ۱۲
۶؎ یعنی تلوار بازی
۷؎ یعنی سلامت ۱۲

لگے ہیں مارنے یوں کینہ رکھ کر
لگا لگ یوں ہوئی ہے مار خنجر

کیا بدھ بدھ کے اس پر وار ایسے
وے دونوں کے تن سالم تھے پاؤں

ہوئے آرے خط خنجر سو چھوڑے
دونوں لشکر دو طرف دیکھتے تھے

پیادے ہو گئے ہیں مار کرنے
سو آ ہشام شامی نے شتابی

لگا یا مست یک تار کٹ میں چلکر
کمر بند مخالف کو پکڑ کر

زغن کر پھر کے گھوڑے پر چڑھا بٹ
پکڑ ہشام کا کر گرز شہ زور

جسے اسوار کو مارے پھرا کر
پھرا کر مارتا تھا وہ جوانمرد

دھا دھم اس قدر مارے عدو پر
سو وہ مردار تن پھینکا پھرا کر

عمر بن سعد کے لشکر پہ جا زود
کیا وہاں کے سواراں زیر و بالا

عمر نے جلد تر پیادے بلائے
ظہیر داستاں ہو غرق خونریز

لگا ہے کاٹنے تیروں کو یکسر
سو جا بیٹھا پیادوں بیچ وہ غازی

کترنے کو لگا صف ہائے باطل
ہر اک خنجر چلاتا تھا جگر پر

ظہیر داستاں خونریز ہو کر
ہوئی نوکاں جگر کے پار جیسے

ہوئے تھے خنجروں کے بند دبا زل
پیادے ہو گئے تب رکھ کے گھوڑے

وہ دونوں مار کر کے تھک رہے تھے
کہ یکی دھوں اور جھپکڑتے لڑنے

ظہیر اوپر کیا با اضطرابی
ظہیر داستاں نے اس پہ بل کر

پھرایا ہفت کرت سر کے اوپر
وہ اسواروں پہ یکدم چل دیا ہے

لگا ہے مارنے سب دل پہ کر شور
کئی اسوار ہوتے تھے برابر

اڑایا مفسدوں کے دل کی سب گرد
ہوا ہشام کا تن مثل پنجر

اٹھایا ہے زمیں سے گرز پھر کر
کیا وہاں کیں سگوں کو مار نابود

بہت سے مفسداں دوزخ میں ڈالا
وہ حلقہ کر کے تیروں کو چلائے

کمر سے کھینچ کر تیغہ دگر تیز
ہزاروں تیر یک دم میں قلم کر

پھرانے کو لگا چکر سے تازی
سواراں آ ہوئے اتنے میں حائل

۱ یعنی آرے سے ۱۲ ۲ یعنی کس طرف ۱۲ ۳ یعنی سات سرا ۱۲ ۴ دشمن ۱۲ ۵ یعنی جلدی ۱۲ ۶ یعنی درہم برہم ۱۲

باقی ۵۰

۷ یعنی خون میں تربتر ہو گیا ۱۲ ۸ یعنی طور ۱۲ ۹ یعنی پیادے کے درمیان آ نے ڈالا یعنی سوار دو نے چو طرف سے گھیر لیا

زیادہ گرم ہو کر وہ دلاورؔ
جو بیٹھا دل میں کرنا تیغ بازی
سواروں نے جو پھر گھیرا ہے اس کو
ظہیرؔ داستاں کو تشنگیؔ نے
ستم پیٹھا شیر ہو اس دل میں یکدم
تھے ستر زخم تن پر مثل گلنار
سو اس حالت سے ساروں کو ہٹا کر
وہاں چوکی کی کر کر دہول دہانی
بہت تشنہؔ تھا سو پانی کو چاہا
کہا دل میں کہ صد افسوس افسوس
جو ہیں آل رسول اللہ کے پیاسے
ہمیں جائز کہاں پانی کو پینا
وہ غیرت کھا کے پانی سے گذر کر
نظر آیا وہاں کوثر کا چشمہ!
صحابہ چار یاروں سمت ہو کر
ظہیرِ داستاں کو بولتے تھے
ادہر آ اے جوان نیکؔ آئیں
ابابکرؓ و عمرؓ عثمانؓ ہو تیار
بھی سیدھی سمت دیکھا وہ جوانمرد
سمنداں برق پیکر با پرؔ و بال
سراپا غرق در فولاد جوشن
نشان احمدی بالائے گردوں
عجب انبوہ لشکر سرخ پوشاں

چلانے کو لگا شمشیر یکسر
پیادے ہوگئے وہاں سے فراریؔ
لگے ہیں مارنے ہر شے سے بدخو
بہت زخمی کیا دل خستگیؔ نے
کیا سب زیر و بالا وہاں کا عالم
بھرے تھے تیغ زخموں میں شوؔ نار
چلا دجلہ طرف گھوڑا ڈٹا کر!
لیا دجلہ ست جا ہاتھوں میں پانی
تب اہل البیت کا وہاں یاد آیا
وفائی کا نہیں یہ ننگ و ناموس
نبی کے جان و دل اللہ کے خاصے
کہ ہیں اس دھوپ میں تشنہ حسینا
نگہ کر کر جو دیکھا تب ہوا پر
قصور و جنت و حوراں کا نغمہؔ
دونوں ہاتھوں میں سب کے جام کوثر
زباں شیریں سے شکر گھولتے تھے
رسول اللہ تجھے کرتے ہیں تحسینؔ
تجھے ہونے کو استقبال تیار
کھڑے ہیں سب شہیداں جہاں گرد
بہشتیؔ ساز سے فرخندہ خلخالؔ
یلان و کارپردازانِ خوش تن
لوائ الحمد کا دیباچہ موزوں
بھی چندیں سبز پوشاں زہر نوشاں

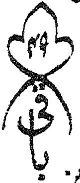
۱؎ یعنی بہادر ۱۲ ۲؎ یعنی بھاگ گئے ۱۲ ۳؎ پیاس ۱۲ ۴؎ یعنی دلگیری یعنی پیاس نے دل کو بہت زخمی کر ڈالا ۱۲ ۵؎ یعنی تیر ۱۲ ۶؎ پیاسا



۷؎ یعنی خوش آواز ۸؎ نیک بخت ۱۲ ۹؎ یعنی آفریں شاباش ۱۰؎ یعنی گھوڑے ۱۱؎ یعنی کے مانند ۱۲ ۱۲؎ یعنی زیور بازو ۱۲ ۱۳؎ یعنی پازیب ۱۲

کبھی نورانی تمامی شہ سواران
وہ استقبال کو آتے تھے چلکر
گرا جا قلب لشکر میں جو افرد
لگا بازی پہ تازی کو وہ غازی
لگا بے مار کرنے بے تحاشا
یکایک جا گرا لشکر کے درمیاں
لگا لگ بید صرک کر کے صفاں چیر
گھڑی میں مار کر سب کو ہٹاوے
بدن زخموں سے تھا پنجرے کے مانند
اٹھایا شور مردودوں کے غل میں
وہ سب میدان میں لاشاں منکرونکے
سو فاجر تین آ پیچھے سے اس کے
سو اس نے بھی پلٹ گھایل پنے میں
طمانچہ یک کو دے دیگر کو خنجر
سوغش کھا کر وہ غازی غل میں یکدم
حسین ابن علی دیکھے سو جا کر
بہت روئے رفیق جانفشاں پر
ظہیر جاں نثار نیک اطوار
جواں مردی نہایت کر دکھایا
وے پیک قضا ہرگز ہٹا نیں
گیا جنت میں غازی نام کر کر
ہمیشہ ہو غریق رحمت اللہ
گیا اس طرح کا وہ شیر گھنشام

ہزاراں برق پویاں باد پایاں
ظہیر داستان نے تب اچھل کر
اڑایا ناکسوں کے مغز کی گرد
کیا شیر فلک کے ساتھ بازی
نہ آیا کوئی مقابل اس کے حاشا
لگا ہے کھیلنے ضربت کا چوگاں
ہوا تھا دلیں وہ پیوستہ جوں تیر
کبھی ہو غرق خون میں بہار آئے
پلٹتا تھا وہ نت صفدر کے مانند
بہا لوہو زمیں سے ہفت پل میں
وہ گمراہاں ستمگر فاجروں کی
دو تہتر مارے ہیں تیغوں کے پھر کے
وہ زخموں سے بدن کے کانپنے میں
سیوم بھاگا ہے فاجر خوف کھا کر
گرا گھوڑے سے جوں خورشید عالم
اٹھا لائے ہیں تب آنسو بہا کر
ظہیر داستان شاہ جواں پر
سپہ جرار روبیں تن خبردار
وہ سب فوج مخالف کو ہٹایا
مقابل فتح کو آنے دیا نیں
گیا دنیا سے بزرگ کام کر کر
جہنم میں جلیں مردود و بدخواہ
جو جلاد فلک ساں برق صمصام



قضا نے دیکھ اس کی ضرب شمشیر
ولے اس کو بھی پہنچے تے اٹھا کر
و گرنہ یک جوان ہاشمی بس
دلے روز ازل سے یوں لکھا تھا
مخالف سے اٹھا آوانہ پھر کر
بریدہ ایک جواں تھا شاہ کا یار
حسینؑ ابن علیؑ کا دوست جانی!
حسینؑ و نیک آئین اہل تمکیں
سراپا غرق در فولاد فیروز
اجازت شاہ سے لڑنے کو مانگا
گلے اس کو لگا حضرت نے رو کر
کہے اس کو خدا حافظ ہے تیرا
چلا باد صبا سا تند رفتار
بگولے ساں اڑائی گرد ان پر
گراں ایک گرز لے کر وہ قوی تن
عمر بن سعد دیکھا اس کو رن پر
قوی تن بکر شامی کو بلایا!
کہا اس کو کہ جا تو پہلواں پر
سو وہ شامی اجل کا ہو گرفتار
سوار اپنے ہو گھوڑے پر سنبھلکر
کمر بند اس کا پکڑا ہے جو انمرد
تصدق کر کے اپنے سر پہ شہزور
مخالف کے گرا لشکر میں مردود

بہت محظوظ ہو کر ہو گئی سیر
دگر کے واسطے بھیجا مبارز
کرے سب ناکسوں کو پل میں ناکس
سو اس فرمان پر پیک قضا تھا
کہ دیگر نوجواں کوئی آوے رن پر
بہادر پہلواں قتال و خونخوار
بہت پر زور تھا صاحب قرانی
گراں مرکب تہمتن کوہ سنگیں
قدم کو چوم کر حضرت کے دلسوز
قوی تن نیک ظن تھا دوست جانکا
سرشک چشم میں غرقاب ہو کر
سو اس نے اپنا گھوڑا رن پہ چھوڑا
تگاور سے اڑایا گرد کہسار
لگا پھرنے کے تیں مثل غضنفر
لگا کرنے عدو کے دل میں روزن
پڑا تشویش میں وہ ابلہ خر
بہت اس کو خوشامد سے سراپا
حسینؑ ابن علیؑ کے نوجواں پر
چلا ہونے کے تیں دوزخ کا انگار
برابر اس کے جا گھوڑے سے مل کر
دیا ہے سر کے اوپر چرخ بے حد
پھرا مارا سو لشکر میں اٹھا شور
اٹھا ان موذیوں کی فوج میں دود

۱ قتل کرنے والا ۱۲
۲ عجب صورت ۱۲
۳ یعنی صاحب دبدبہ
۴ یعنی بڑا دلاور پہلوان ۱۲
۵ سر سے پاؤں تک ۱۲
۶ یعنی فتح مند ۱۲
۷ یعنی
۸
یعنی بیابان تیز رو ۱۲
۹ یعنی تیز چلنے والا
۱۰ یعنی دوڑنے سے
۱۱ یعنی شیر کے مانند
۱۲ یعنی سوراخ ۱۲
۱۳ یعنی پریشانی ۱۲
۱۴ یعنی احمق گدھا ۱۲

ہوا فی النار وہ مردود جس دم
پھرا گھوڑے کے تیں رن میں ڈھکیلا
لگا چاروں طرف پھر مار کرنے
دھسا بدھ بدھ کے کرتا گرز کے وار
پکارے زور سے اللہ اکبر
بڑا جنگ و جدل اس دل میں ڈالا
وہاں میداں کیا خالی وہ غازی
الٹ کر وہاں سے پھر میداں پہ آیا
مبارز ایک کوئی نامور تھا
تھا سلمیٰ نام اس کا سخت مردود
وہ آتے ہی لگا کہنے کو بد قال
پھر اک گرز مارا اس لعین پر
ہر اک پارہ اٹھا لشکر میں بھڑکائے
وہ سب ٹکڑے اٹھا لشکر پہ مارا
علم کو دیکھ دوڑا گرز لے کر
لگا گرز گراں کے ہاتھ کرنے
لگے جھڑنے کے تیں گرز گراں یوں
لگا جو پھیر کرنے گرز بازی
علم کے پہونچ کر لگ بھگ شتابی
پھرا کر گرز مارے جیپہ شہ زور
لگے موذیوں کے سر اس طرح گرنے
قریب قلب لشکر تک وہ غازی
کہ مریخ فلک نے دیکھ اس دم

لرزنے کو لگا لشکر کا عالم
وہ گمراہوں کے تیں ٹھوکر سے جھیلا
صحن کر خون سے گلنار کرنے
کیا کے پہلوانان نامدار
ملک کہتے تھے اسن آسماں پر
کیا لشکر کے تیں سب زیر و بالا
گرایا کیں زمیں پر سخت بازی
مبارز کی صدا سب کو سنایا
لڑائی کے جو انمردوں میں خر تھا
بھرا تھا اس کے سر میں کبر کا دود
بریر اس پہ ہوا جوں برق تمثال
گرا سر مثل نمط فرش زمیں پر
لگے جا جس کو وہ دوزخ منے جائے
کیا ان سب کے تیں یکدم اوارا
گرا جا قلب لشکر پر بہادر
وہ سارے موذیوں کے ساتھ لڑنے
گرا تھا کوہ آکر سر اوپر جوں
پھرے تھا چرخ کے مانند تازی
کیا وہاں کے سواروں کی خرابی
کرے دو دو سوار اس ضرب میں جوں
خزاں سے جوں لگے ہیں برگ جھڑنے
کیا اس طرح یک دم گرز بازی
ہوا برج حمل میں جا کے وہ ہم

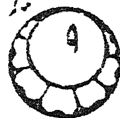
سلہ یعنی خنجر و برسیہ ۱۲
سلہ یعنی شتابی ۱۲
سلہ لڑنے والا ۱۲
سلہ گرجا
آواز ۱۲
سلہ دھواں ۱۲

بڑی گفتگو ۱۲ سلہ شرمیدہ
کے مانند ۱۲ سلہ نشانہ
کے درمیان ۱۲ سلہ
بھاری گرز ۱۲ سلہ
پیادہ ۱۲ سلہ حملہ ۱۲

ملایک بولتے تھے آفریں ہے
خسیسؔ ابن کلب آگے کھڑا تھا
بریرا سوقت پہنچا مار کرتا!
ہوا اس کے مقابل حیدری دل
عمر بن سعد دیکھا ہڑبڑا کر
تو کیا دیکھے ہے تیرا باپ آ کر
تگاوڑ دے مقابل ہو گیا ہے
بھی اپنا گرز دیگر ہاتھ میں لے
خسیس ابن کلب کے سر میں مارا
کیا نابود اس موذی کو غازی
سواروں کی پڑی ہے لات اس پر
بریر باشجاعت گرز لے کر
اڑایا فاجروں کے دل پہ یک دم
تھڑکنے کو لگے جو شیر غرّاں
لگا کرنے کے تیں شمشیر ہر سو
لگا بجلی نمط تیغہ چلانے
عمر اس وقت اسواروں کو لا کر
کھڑا ہو گھیر کر اس پہلواں کو
تہمتن گرد رویئن جواں مرد!
کئی نیزے قلم کر کر اڑایا
کیا مسمار کئی کئی مفسدوں کو
یہاں تک موذیوں کے تیں کھپایا
وے وہ مفسداں سب ایک ہو کر

پلٹ پڑ دوڑ یہ شہد لٹے دیتا ہے
بڑا اک گرز کاندھے پر دھرا تھا
جفا کاروں کے تیں مسمار کرتا
ہوئی موذیوں کے اوپر سخت مشکل
خسیس الکلب کو بولا بلا کر
یہ سنتے ہی وہ فاجر ہڑبڑایا
چھپا کر گرز حملہ سے لیا ہے
وہ دونوں کو پھرا کر گرز جھاڑے
کیا جوں شیشہ اس کو پارا پارا
علم کے سمت دوڑایا ہے تازی
چلانے کو لگا پیکان و خنجر!
وہ دونوں کو پھرایا دے کے چکر
بھی کھینچا تیغ اپنی مثل ضیغم
بھی کھینچا تیغ اپنی زہر ہر اُل
کٹے جاتے تھے کئی مردود بد خو!
لہو مانند دریا کے بہانے
بھی نیزے باز ساروں کو بلا کر
بریر شہ جوان خونچکاں کو!
اڑایا موذیوں کی تیغ سے گرد
یک یک ضربت میں دو دو کو گرایا
ملایا خاک ذلت میں سبھوں کو
لہو کے سخت پرنالے بہایا
چلانے کو لگے شمشیر و خنجر

لہ بہادر ۱۲ ـ لہ کینہ ـ لہ بزنخ ۱۲ ـ لہ کینہ ـ کتا ۱۲ ـ لہ بدکار ـ لہ گھوڑے کو پچھاڑ دیا ۱۲



لہ طرف ۱۲ ـ لہ شیر ـ پچھاڑنے والا ۱۲ ـ لہ کاٹنے والی ۱۲ ـ لہ حملہ ۱۲

لڑے کوئی کہاں تک سب جہاں سے
سبھی اطراف سے کر مار اس پر
سو کوئی کمبخت آ پیچھے سے ناگاہ
ہوا سینے سے یکدم پار یک بار
پھر اگھوڑا بھی اس پر وار مارا
بریر خونفشاں کو دیکھ شبیرؑ
بریر پہلواں کو لے کے آئے
سو وہ بھی اپنی انکھیاں کھول یکدم
مجھے ساقی کوثر چار یاراں
دونوں ہاتھوں میں بھر کر جام کوثر
حسینا نے کہے بہتر ہے جانا
بریر پہلواں پھر کر شتابی
ہلا دونوں لباں کوثر پیا ہے
گیا جنت ہیں شہداے مکرم
رہے فردوس میں وہ صاحب جاہ
کھویاراں جواناں نیک کردار
نبی کے کر کے نور العین کو شاد
بہت افسوس ہے آل عبا پر
نہ قطرہ آب کا ملتا تھا کس کو
وہ مردوداں تھے سب آسودہ خاطر
وہ مردوداں نے ایسا وقت پایا
حسین ابن علی در دشت غربت
مخالف کی طرف سے کوئی مبارز

ہزاروں سے مبارز پہلواں سے
بدن زخمی کیا اس کا سراسر
چلایا پشت پر یک نیزہ جا نگاہ
کلیجہ چیر نکلا پھاڑ سوفار
گرا آپین پن اس کو بھی اتارا
چلے ہیں رن کے اوپر سب صفاں چیر
بشارت اس کو جنت کی سنائے
حسینا کو کہا اے شاہ عالم
صحابان گرامی شہ سواراں
وہ پینے کو بلاتے ہیں مقرر
تم اپنے مرتبے عالی کو پانا
قدم پر رکھ کے سر با اضطرابی
قدم پر شہ کے جی قرباں کیا ہے
ہوا جا کر رسول اللہ سے ہمدم
جہنم میں پڑے دشمن کا بنگاہ
حسینا پر ہوئے باصدق بلہار
کئے جنت میں اپنا خانہ آباد
گیا تھا شور و غم عرش علیٰ پر
نہ لقمہ نان کا پاتا تھا کس کو
بھی آب و ناں تھے ان پاس حاضر
کنارہ شط کا ان کے ہاتھ آیا
اٹھائے تھے تنہا سر پہ شدت
ہوا میداں میں جوں خرگوش حاضر

۱؎ یعنی بیچ بیچ ۱۲
۲؎ جان سکٹھا جوا ۱۲
۳؎ خوش خبری ۱۲
۴؎ بزرگ ۱۲ ۵؎ یعنی

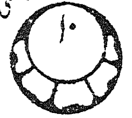


خاندان ۱۲ ۶؎ جنگ
دریا ۱۲ ۷؎ یعنی
سازی کی ... ۱۲
۸؎ سختی ۹؎ دشمن

لگا میدان پر تازی پھرانے
مبارز کو طلب کرتا تھا مردود
حسینؑ پاس یک دم گرد ممتاز
وہ ہاشم[۱] ابن عتبہ مثل بہرام
فلک[۲] سا بادپا جوں برق[۳] کردار
سمند[۴] تیز جوں شبدیز سرزور
وہ خنگ[۵] تیز در گلگونہ رہوار
نہایت خال اور خلخال رنگین
سراپا غرق در فولاد جرار
نہایت تند اور چالاک سرزور
نظر کے پیشتر چلتا تھا تازی
ہوا ٹھوکر سے لٹ پٹتی تھی اس کے
خراماں دیکھ کر اس کو صحن میں
کروں اس کی اگر جلدی کی انشا
کہ ویسا بادپا دیکھا نہیں کیں
بلندی میں بھی بالا سب سے اعلیٰ
تھا پہنا[۶] پشت و نادر صاف شفاف
گراں لعل و گراں مرکب گراں گرد
حمایل کہکشاں قوس[۷] قزح وار
تھا تیغہ اس میں جوں بہرام گردوں
ہر اک گرز گراں ہرنے پہ جوں کوہ
دگر بازو پہ اشقر اور تبر پر
کمر میں خنجر مریخ[۸] پیکر!

لگا بھالوں کی ہولوں کو چلانے
خدا اس کو کرے وہ حال نابود
کھڑا تھا بادپا[۹] سر سبز شہباز
پکڑ کر ہاتھ میں شمشیر صمصام
صبا کے فرش پر کرتا تھا رفتار
نکلجاوے بدم سطح[۱۰] زمیں پھوڑ
کرے یک جست میں جوشش جہت[۱۱] پار
بھی پا کھر تسمہ آہن پارہ سنگیں
پری سا بادپا جوں شیر اسوار
نکل جاوے بسان برق پل توڑ
کرے خنگ فلک کے ساتھ بازی
نگاور ساتھ سے بیٹی تھی اس کے
ہرن کی چوکڑی گم تھی ختن میں
اڑے افلاک پر طوطا قلم کا
نظر آوے کہیں کیں اور کہیں کیں
لگاوے چرخ کے سینے میں بھالا
بسان آبگینہ مخملی بات
نکالے مفسدوں کے مغز سے گرد
اٹھے ہر سُم[۱۲] سے شعلہ برق کردار
کرے سب دامن[۱۳] ہاموں کو پُرخون
گراوے ضرب میں موذیوں کے انبوہ
بھی برچھی ہاتھ میں جوں مار خونریز
بسان نیش عقرب[۱۴] نیش اژدر

[illegible] ۱۔ گھوڑا ۲۔ آسمان کا ۳۔ بجلی سے ۴۔ گھوڑا ۵۔ زمین کی چھت [illegible] ۶۔ چوڑی پیٹھ والا ۷۔ بارش کے دنوں میں جو رنگین کمان آسمان پر ظاہر ہوتی



[illegible] ۸۔ مریخ جنگ و جدال اور مریخ کی شکل والا [illegible] ۹۔ جلادوں کو ایک ستارہ ہے [illegible] ۱۰۔ [illegible] ۱۱۔ ایک برج ہے جو بچھو کی شکل کا ہے

دونوں ہاتھوں میں دستانے درخشاں
سپر پشت منور پر جو خورشید
سوار اس پر جوان زور ہاشم
دیکھا میدان میں خالی سو لپک کر
دونوں آنکھوں کو پاؤں پر ملا ہے
سو حضرت نے خدا کے کر حوالے
نگادر دے کے اپنے باد پا کو
چلا میدان میں پھرتا جوانمرد
لگایا اس طرح ٹھوکر صحن پر
پھرا چو گرد تازی کر کے بازی
کمر کا وے دبے جاتا تھا شہ زور
زغن اندر زغن اور جنب جولاں
زمیں بھی دھوجتی تھی ضرب سُم سے
کہا للکار کر آواز شہ باز
عمر بن سعد وہ سردار مجہول
پچھرا بھائی ہے میرا وہ بدذات
یہ سرداری لیا دنیا کی ناپاک
یہ دنیا کا ہے خر دجال مردار
کرتا اپنا نتیجہ دیکھ پاوے
دہاں معلوم ہوگا یہاں کا احوال
جوانمردی کی ہو جس میں نشانی
یہ سنتے ہی عمر بن سعد لرزا
نہ مجھے جانے کا نیں کچھ خوف لیکن

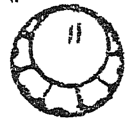
بسان برق لمعان شعلہ خیزاں
کواکب وار گل تھے مثل ناہید
ستون آسا کھڑا تھا ہو کے قائم
حسینا کے گر اقدموں کے اوپر
بہت رو رو اجازت منگ لیا ہے
چلا ہاشم خدا کا آسرا لے
وہ کہسایہ سمند تیز پا کو
اڑایا گردش دوّار کی گرد
اڑی خاک زمیں گردوں کے اوپر
نہ بس ہوتی تھی میداں کی درازی
اٹھا گاد زمیں تک زلزلہ شور
گرجنے کو لگا گردون گرداں
ٹپکتا خون تھا گردوں کے زخم سے
کہا اے منکران دیں دغاباز
سبب دنیا کے عقبیٰ کو گیا بھول
میرے سے وہ کرے میداں نہیں ہات
اڑایا گوہر ایمان پر خاک
مقابل آوے میرے کھینچ تلوار
وہ مردودی کے لائق زجر پاوے
بہت دہاں ہاتھ آوے گا زوال
کرے میداں میں آکر جانفشانی
کہا شرمندہ ہو لوگوں کو ایسا
مگر اس جا سے نیں ہلنا ہے ممکن



وگر کچھ بھی حیا دے تو بہتر
کھڑا تھا سامنے مردود بے زور
مبارز نامور تھا گرز بردار
بڑا ایک گرز مثل کوہ الوند
بڑا شامی مبارز سخت بدبخت
عمر کو دیکھ گھبرایا چلا وہ
جو میں آیا مقابل پہلواں کے
وہ آتے ہی کہا ہاشمؓ کو یوں کر
ہے عتبہ ابن وقاص جو اخرد
تجھے اس معرکے سے کیا غرض ہے
حسینؑ ابن علیؑ سے مل کے باہم
ترا بھائی ہوا سردار لشکر!
یزیدی سے ملا کر تجھ کو ہمدم
یہ تم ہم مل کے شاہوں کو کھپادیں
کہا ہاشمؓ نے یوں اس کو پھر اکر
تجھے بھی غفلت دنیا نے گھیرا
تو ہے موذی رسول اللہ کا دشمن
عجب بدبخت ہو تم لوگ گمراہ
پسر ساقی کوثر کا پیاسا
بھی تم گمراہ بدکاران خونخوار
قیامت کے جو میدان میں مقرر
قیامت کی طپش میں قوم گمراہ
عذاب سخت میں ہو کر گرفتار

کہا یوں دیکھ اپنے پہلواں پر
وہ سمعان مقاتل گرد پُر شور
وہ ناسردار بس مردار بدکار
سمند دور کا بہ فیل پیوند
کہ تھا عوج عُنق کے جسم کا لخت
تگاور دے کے گھوڑے کو ملا وہ
وہ ہاشمؓ ابن عتبہ شہ جواں کے
اسے ہاشم ابن عتبہ نام آور
کرے یک پل سب لشکر کمیں گرد
یہ سودا سربسر تجھ کو مرض ہے
تو کیوں کھوتا ہے اپنا جان یکدم
کہ تو بھی ہو حکومت پر مقرر
دلا دیتا ہوں سرداری مقدم
حکومت مال اور املاک لادیں
تو ہے گمراہ اے مردود بے پر
کیا شیطاں نے تیرے دل میں پیدا
تو پہنے گا وہاں دوزخ کا جوشن
کھپاتے ہو رسول اللہ کا بنگاہ
کھڑا ہے دھوپ میں ہو پیاسا
کرو دجلہ کے پانی کو زہر مار
پلادیں آب کے بدلے میں اخگر
پیوگے شیرۂ زقوم بدخواہ
ہو دیں گے تا ابد سب داخل النار

۱؎ گرز اٹھانے والا ۲؎ الوند پہاڑ کی طرح ۱۲ ۳؎ گھوڑا دوڑ رکاب والا ۱۲



۴؎ درازی ۱۲ ۵؎ خاندان ملکیت ۱۲ ۶؎ ... ۷؎ پانی ۱۲ ۸؎ شیرہ ۱۲

یہاں شاہوں پہ سختی دو گھڑی ہے — وہاں ملک جناں کی بہتری ہے
یہ سن سمعاں مقاتل جل گیا تب — ڈٹا یا معرکے میں اپنا مرکب
بہت پر زور تھا سمعان پرکین — اٹھایا سر کے اوپر گرز سنگیں
پھر اگرز گراں ہاشم پہ مارا — کیا ہاشم نے آگے گرز مارا
پناہ اللہ اکبر سے طلب کر — عمود اس کے چلایا گرز اوپر
ہوا آواز جوں صور سرافیل — کیا پشت زمیں کے استخواں ڈھیل
لگا گرز گراں گرز گراں پر — جھڑے گرزوں کے خاراں مثل اخگر
ہوئے محل نط دو گرز صیقل — چمکنے کو لگے مثل سجنجل
وہ سن آواز لرزا خلق یک بار — ہوا سقف زمیں ماہی کے تیں بہار
وہ جوں کوہ گراں تڑکا یکایک — گویا قطع زمیں ٹوٹا یکایک
کہ یا بجلی گری یک دم کڑک کر — کہ یا پھٹ کر گرا بادل گرج کر
جو دشت کربلا دھوجا ہے تھرتھر — سو ہاشم شیر غراں سا لپک کر
پھر اگرز سر پر مثل چوگاں — چلایا بر سر سمعاں شہ جاں
عمود آگے کیا اپنا مقابل — لگا جب گرز وہ آکر مقابل
عمود اس کے اڑے پرزے فلک تک — صدائے گرز جا پہنچی ملک تک
گرا سمعاں کے سر پر مثل کہسار — بمع گھوڑا ہوا وہ شخص مسمار
سبھی آلات جنگی خود و بکھتر — جھلم پاکھر بھی اور فولاد و مغفر
ہوئے خشخاش کے مانند پرزے — کلیجے خوف سے ساروں کے لرزے
ہوا مسمار وہ بدکار مردار — وہ سمعاں مقاتل خوار و فجار
دگر دو بھائی تھے سمعاں کے نعمان — بھی یک شیطان کا تھا نام ہامان
وہ دونوں خر تھے سنگیں پہلوان زور — دونوں تیغے لئے پہنچے جو فی الفور
دو طرفہ آگے ہاشم کے دونوں تن — لگے نیزوں ستی کرنے کو روزن
پھڑک ہاشم علی نے کر شتابی — کیا حملے میں دونوں کی خرابی

ا لڑائی کی جگہ ۱۲ — ۲ گھوڑا ۱۲ — ۳ ہڈی ۱۲ — ۴ زمین — ۵ آئینہ ۱۲ — ۶ بھاری — ۷ چھت ۱۲ — ۸ زمین کا — ۹ پہاڑ ۱۲ — ۱۰ شیر — ۱۱ ٹکڑا ۱۲

۴۵ باقی

۱۲ گرز ۱۲ — ۱۳ فرشتہ — ۱۴ سمع ۱۲ — لڑائی کے ہتھیار — ۱۵ لوہے کی ٹوپی — ۱۶ لڑائی میں پہننے کا — ۱۷ بیل ۱۲ — ۱۸ ذلیل و بدبخت ۱۲

پکڑ ایک کا کمر بند وہ دلاور
وہ دونوں ایک کو ایک لگ کر گرفتار
کبھی دو گھوڑوں کو جا کر گرز مارے
اٹھا ٹکڑا پھر اشکر پہ مارا
اٹھا وہ گرز سمعاں کا لیا ہے
کبھی دیگر ہاتھ میں گرز گرانبار[1]
پھر ان دونوں کو مارے گر گرا کر
وہ ہنر جبکہ مارے گرز کو زود[2]
ہزاروں جی لڑا دے جوں کبوتر
کیا ہر طرف ایسے گرز کی مار
لگا ہر طرف گھوڑے کو چلانے
چلانے کو لگا ہے گرز کو زود[3]
عمر بن سعد کو دیکھا سو ہاشم
چلایا گرز کو جا کر علم پر
عمر ٹل کر گیا وہاں سے شتابی
پیاپے گرز مارے گڑ گڑا کر
عمر جاتے ہابل کو بلا کر!
کئے ہاشم کے اوپر حملہ یکبار
کبھی ہاشم گرم ہو ان پر پلا ہے
دھپا دھپ گرز اور اسوار مارے
لگا ہے مارنے اور مار کھانے
ہو چاروں سمت[9] مارے گرز کو زود
خرابا کر دیا لشکر کا یک بار

پھر امارا ہے دیں دیگر کے سر پر
ہوئے یکبارگی تب داخل النّار
کئے گھوڑوں کے تن کے پارے پارے
کیا سب دل کو یک پل میں اُوارا
سبھی لشکر کے اوپر چل دیا ہے
پھر اتنا ہے چلا مردوں کے تیں کار
سو ان کیں پڑیں دہشت سے دھڑ دھڑ
ہوئے کیں پہلوانان نیست و نابود
یزیدی کانپتے تھے رن یہ تھر تھر
ہزاروں ہو گئے تب داخل[4] النّار
لگا ہے نابکاروں کو کھپانے
نکالا مفسدوں کے مغز سے دود[5]
پہنچ کر جلد تر مانند ضیغم[6]
علم وہاں سے نکالا زادہ[7] خر
کیا ہاشم نے اس دل کی خرابی
گرائے کے سواروں کو دھڑا دھڑ
چلایا دو ہزار اسوار دیگر
چلانے کو لگے ہیں گرز و تلوار
غضنفر[8] گو سفنداں پر چلا ہے
سو ان سے کے ہزاروں کو لتھاڑے
زمیں پر خوں بہایا پہلواں نے
کیا بازی جفاکاروں کی مسدود[10]
کیا ہے گرز عمودوں کی عجب مار

[1] بھاری ۱۲ [2] جلدی [3] جلدی [4] جہنم رسید ۱۲ [5] دھواں ۱۲ [6] شیر [7] درندہ ۱۲ [8] شیر [9] طرف [10] بند

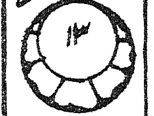
مقابل دیکھ کر ہٹنا کھڑا تھا
کہ ہاشم پہ بھی زخماں تھے زیادہ
مقابل دیکھتا تھا اس کی سرعت
ہوا جب سست ہاشم تشنگی سے
حسینا دیکھ اس پر سخت یلغار
یقیں فضل علیؑ تھے ابن حیدرؑ
بھی ان کے ساتھ نو اسوار دیگر
کہے ان کو کہ تم جلدی سدھارو
کہ ہے ہاشم پہ نازک وقت اس دم
سو ہو فضل علیؑ شہ کا قدمبوس
وہ نوؔ اسوار ہو تیار جرّار
چلی جب دس کی ٹکڑی فوج کے بہار
سواراں چار ہزار اسوار للکار
دگر سردار کوفی کو بلایا!
یہ سارے دس ہزار اسوار مل کر
عمر بولا کہ سب کو گھیر لینا!
سو مل کر دس ہزار اسوار یکبار
دیکھے فضل علی ابن علی نے
شجاعت سے ہوئے جوں شیر غرّاں
ز خوف ہیبت این شیر پیکار
دھسے وہ دس سواراں کوہ پیکر
جدھر بیٹھیں ادھر دیہ ان کر کر
لگی سب دل میں گویا دس طرف آگ

مقابل ہونے ہاشم سے ڈر اٹھا
شہادت کا چڑھا تھا سر میں بادہ
دکھاتا تھا جو اسوار و کوفلت
بھی ماندہ ہو گیا سرگشتگی سے
بلا فضل علیؑ کو شاہ مختار
شجاعت میں تھے وہ ساروں سے بہتر
دیئے ان کو حسینا نے مقرر
مخالف کے سواروں کو لتھاڑو
مدد کرنا لوازم ہے مقدم
بچانے کو چلا ہے فتح کا کوش
چلا مریخ لے کر تیغ یکبار
عمر بن سعد نے دیکھا سو للکار
چلایا دس تنوں پر سخت یلغار
وہ لے کر چھ ہزار اسوار آیا
گرے ان دس تنوں پر شور کر کر
جو ہاشم تک کسے جانے نہ دینا
گرے ان دس تنوں پر کر کے یلغار
کہ اس شیر خدا کے جھبلی نے
گرے جا ان سواروں پر ہو برّاں
کہ گشتہ ہر مبارز نقش دیوار
چلانے کو لگے نیزے سراسر
لتھاڑیں سب کے تیں حیران کر کر
پڑی تھی ہر طرف غل بھاگ او بھاگ

جلدی ۱۲
سخت حملہ
پیاس ۱۲
بہادری ۱۲
جلاد
نقارہ ۱۲
ایک تارہ
جنگ کے روز
باقی
عالی مرتبہ رنگ ۱۲
کاٹے ہوئے ۱۲
اس شیر لڑائی والے کی ہیبت کے خوف سے ۱۲
یعنی لا فقش دیوار

لگے ہیں کاٹنے شمشیر سے یوں — جھڑیں باد صبا سے برگ گل جوں
لگے منہ توڑنے سب سوذیوں کے — کئی مفسد گرے اور اسپ بھڑکے
لگے چلنے کو تیغہ برق کردار — ہزاروں سے گرے مردار بدکار
ہوئی ہے مار ایسی چوطرف سے — کہ پُرزے ہو اڑی شمشیر کف سے
ہر اک جانب حسینؑ کے سواراں — کریں مریخ ساں لشکر پہ باراں
کسے تیغہ کسے نیزہ لگا دیں — کئی ٹکڑے کریں لشکر پہ ماریں
ہوئی اس دَل میں مارا مار ایسی — گرے ہر ہر طرف کو برق جیسی
کسے گرز گراں[1] ماریں پھرا کر — تبر[2] کس کو کسے خنجر لگا کر
کسے ناوک[3] کسے ماریں کٹاری — وہ ساری فوج کو دس نے لتاڑی
ہو بارہ باٹ بھاگے سب منافق — ہوئے مردانگی سے ناموافق
گرے جوں گوسفنداں[4] نابکاراں — رچے تھے کے ڈگاروں پر ڈگاراں
نہ وہ مردار تن تھے گوسفنداں — مگر کتے تھے سارے نحس شیطاں
پھرا منہ بھاگتے تھے چھوڑ میداں — کیا فضل علیؑ نے سخت چوگاں
نہ وہ چوگاں سمجھ جوں گوئے[6] بازی — یہاں گرز گراں جڑتے تھے غازی
عمر دیکھا سواراں سخت پیدل — ٹلے ہیں معرکے سے دیکھ مشکل
بلا کر دو ہزار اسوار دیگر — دسوں مردوں پہ بھیجا مفسد[7] خر
وہ دوڑے دو ہزار اسوار یکبار — پڑے ان دس جواں مردوں پہ للکار
بھی باقی وہ جو بھاگے تھے سو پھر کر — ملے ان دو ہزاروں میں مقرر
اکٹھے دس تنوں پر مل کے باہم — لئے ہیں گھیر ان کو سب نے یکدم
لگے ہیں مارنے مرد و بدکار — سناں[8] و تیغ و خنجر تیر و پیکار
بہت لڑ لڑ گئے مرداں کارزاری[9] — کئے سارے جفاکاروں کی خواری
کہاں وہ دس ہزار اسوار یکبار — کہاں یہ دس جواناں تشنہ لاچار
بہت لشکر کو کر کر زیر و بالا — پہ آخر لاقضا نے دام ڈالا

۱ بھاری گرز ۱۲ ۲ کلہاڑی ۱۲ ۳ تیر ۱۲ ۴ بکریوں کی طرح ۵ پھیلنا



۶ گیند ۷ چوگان اٹھانے والا گرھا ۸ بھالا ۱۲ ۹ لڑنے والے ۱۲

سو یک یک ان سے گرنے کو لگے ہیں
وہ آخر نوجواں لڑ لڑ کے یکدم
غریق رحمت حق ہو کے مارے
گئے پینے کے تیں کوثر کا پانی
قبول بارگاہ کبریا وہ
بہ محشر رحمۃ اللہ ہووے ان پر
اور ان کے قاتلاں گمراہ بدکار
مگر فضل علی شہ زور صفدر
پکڑ نیزہ چلاتا تھا سبھوں پر
دیکھا فضلؑ علے یاران جانی
پیاپے ہاتھ نیزے کے چلایا
وہاں فوج ہبابل کو جو ہاشم
ہبابل کو ملا ہاشمؓ لپک کر
کیا مردود کو نابود مارا
دو ہتر گرز سے شہ زور پیہم
ہبابل ہو گیا جب داخل النّار
کیا ہاشمؓ نے شب کی دھول دھانی
پھرا وہاں سے بہ مردی شیر صفدر
پلٹ کر وہاں سے گھوڑے کو دبایا
گیا فضل علے کے پاس غازی
وہاں جا چند اسواروں کو یکدم
وہ دونوں ایک ہو سب کو ہٹا کر
عمر بن سعد کے لشکر پہ دونوں

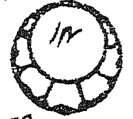
طرف عقبےٰ کے رحلت کر چلے ہیں
گئے سر جناں یاران ہمدم
حسینؑ پر تصدّق ہو سدا رہے
رہے جنت میں جا کر جاودانی
گئے دنیا سے عاشق بے ریا وہ
ہوئے جنت میں سارے صاحب افسر
رہیں گے تا ابد سب داخل النّار
حسینؑ کا برادر ابن حیدرؑ
وہ بدکاران سارے مفسدوں کو
گذر جاتے رہے از دار فانی
وہ سب لشکر کو یکدم کھلبلایا
کیا ہے مار کر گرزوں سے نادم
لگایا گرز کا یک وار اس پر
لتھاڑا چار ہزار اسوار یکبار
لگا کر موذیوں پر بس دھادھم
بھی لشکر تھا سو بھاگا وہاں سے یکبار
کیا سارے سیہ کاروں کو فانی
دیکھا یلغار ہے فضلؓ علے پر
وہ فوج سخت پر للکار آیا
چلایا کوہ ساں میداں پہ تازی
گرایا گرز کی ضرب سے ضیغم
لجا پہنچائے پھر لشکر کے اندر
چلے یک ہو علم اژدر پہ دونوں

قربان … ہمیشہ … دشمنوں کا دور
باقی
(عیاش) …

سواروں کو لگے دونوں گرانے
جو چکر دے کے گھوڑے کو پھراتے
خزاں کے برگ ساں جھڑتے تھے رجال
گرجنے کو لگے دونوں بہادر
گرانے کو لگے ایسے سواراں
کئے اس طرح دونوں جانفشانی!
عمر بن سعد تک پہنچے دونوں شیر
ادھر ہاشم چلاوے گرز کو زود (جلدی)
علم بردار تک ہاشم نے جا کر
وہ لگتے ہی ہوا ہے واصل النار
عمر بھاگا پیادہ چھوڑ گھوڑا
وہاں گھوڑا منگا اس پہ چڑھا ہے
علم دیگر کھڑا کر جفا کار!
پیادے دو ہزاراں تیر انداز
سو ترکش کھینچ کر فوج مخالف
وہیں فضل علی سیدھی طرف ہو
دبا گھوڑوں کو پیادوں پر جو اکثر
وہ سب کے تیر کھا گھوڑے ڈٹائے
کئے اس طرح سے گھمسان دونوں
کئے سب دل کو برہم دو جواناں
قریباً تھا کہ بھاگے فوج یکدم
مخالف دس ہزار اسوار دے کر
وہ آتے ہی گرے یکبار یلکار

لگے نیزے نہایت کیں چلانے
سواروں پہ چلا نیزے گرا دیں
ہوا تھا صحن میدان لخت مرجاں
بہم فضل علی ہاشم غضنفر
گرے جس طرح سے قطرات باراں
لگے لشکر کی سارے دھول دھانی
لگے ہیں مار کر سب کو وہاں زیر
ادھر فضل علی کرتے تھے نابود
لگایا گرز اس مفسد کے سر پر
گرا نیچے علم ہو کر نگونسار
پڑے لشکر طرف گھبرا کے دوڑا
وہ اپنے دل میں یکدم تھرتھرا ہے
چلایا تیر اندازوں کو یکبار!
دیا ہے کھینچ بر شیران جاں باز
لگے ہیں مارنے ہو دل میں خائف
بھی ہاشم سمت بائیں گرز لے وہ
اڑائی سب کی اک پھپکار سے گرد
دھڑا دھڑ گرز نیزوں سے گرائے
گئے موذیوں کے اوپر شام دونوں
حسین ذو الکرم کے پہلواناں!
علم آیا نظر اتنے میں ہمدم
وہ فوج شام پہنچا ہے مقرر
گئے دونوں جواناں پر بہت مار

لہ مرنے لگے بہادر ۱۲
ته بشیر درندہ ۱۲
ته برسات کے قطرے



ته اونڈھا ۱۲
ته دشمن ۱۲
ظالم لڑنے
ته خون کرنے والے

اودھر فضل علےؑ بے مارتا تھا
جو وہ دونوں بہادر دو طرف ہو
گئے سب دل کو یکدم زیر و بالا
بجواں مردی نہایت کر تھکے وہ
لڑیں آخر جواناں وہ کہاں تک
کئے یلغار سب دونوں پہ یکبار
چہارم وقت دونوں ولیں بیٹھے
سو سارے موذیاں ملکر جفاکار
وہیں زخموں سے ہو کر سخت لاچار
سنے حضرت حسینؑ نے سو اس دم
بسان بادپا جب پہنچے شبیرؑ
دو مجروحوں کے تب نزدیک جاکر
دو جانب ہاتھ پھیلائے حسینؑ
سو وہیں فضل علےؑ ہاشم لپک کر
کئے دونوں پہ بیعت آخریں سے
یوں ہی محشر میں اے شاہ امامت
سو وہیں حضرت حسین ذو الکرم نے
دونوں کو زور کر جلدی اٹھائے
سمند بادپا کو تیز کر کر
دونوں صف دیکھتے تھے شہ جو جولاں
حسینؑ نے لئے دونوں کو ایسا
لیجا لشکر میں گھوڑے سے اتارے
شہنشہ ایک زانو پہ ہو غمگیں

اُدھر ہاشم جدا للکارتا تھا
لہو سے اپنے دونوں ہاتھ دھو دھو
گئے وہ اپنی عقبیٰ کا اجالا
ہزاروں سے گرا رن میں رکھے وہ
ملے سب موذیاں تھے سو جہاں تک
ہوئے دونوں بہادر فوج سے پار
تھکے لڑ لڑ کے پھر آخر کو بیٹھے
گئے نیزوں کی نوکوں کی بہت مار
کہے اللہ اکبر دونوں یکبار
تگاور دے گئے سم سے زمیں خم
اٹھا لانے کی کر دونوں کی تدبیر
کھڑا اتنا نہی کئے درمیان آکر
وہیں خم ہو کے لپٹائے حسینؑ
پکڑ کر پنجۂ سبط پیمبرؐ
تو تحت رحمت للعالمین ہے
کرو تم دستگیری باکرامت
رسول اللہ کے سبط محترم نے
دونوں زانوں پہ دونوں کو بٹھائے
تگاور دے چلے ڈیرے کو سرور
تھا جست و خیز ان کا برق لمعاں
لہو سے بچوں کو اپنے باپ جیسا
لگے اٹھنے کے تئیں ماتم کے نعرے
لئے فضل علے کا سر بہ تمکیں

۱ موذی کی جمع ۲ پے در پے وار ۳ امداد ۴ زخمی ۱۲ ۵ گھوڑا ۶ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

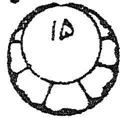
باقی ۴۲

۷ نواسے کا پنجہ ۱۲ ۸ کھڑا ۱۲ ۹ [illegible] دار ۱۲ ۱۰ گھوڑا ۱۱ چکر دے کر ۱۲ ۱۲ چمکنے والی بجلی ۱۲

دگر زانو پہ لے ہاشم کو سرور
لگے سب یار زار و زار رونے
ہوا یکبارگی ماتم کا غوغا
حسین ابن علی پر یار دو نوں
سو ویں فضل علی نے رو کے بولا
کہا یا شاہِ دیں سلطان کونین!
مجھے لے چار یاراں آب کوثر
سو میں پیتا ہوں پینے اس کو یکدم
ادھر ہاشم قدم پر گر کے رویا
کہا اے شاہ والا سبط مختار
مجھے حضرت پیمبر اور صحابہ
خوشی ہو کر پلاتے ہیں دمادم
جزاک اللہ مبارک ہے کرو نوش
کرو جا عیش عقبیٰ میں ہمیشہ
رہو تم جنت العدنٰ میں دایم
نہ وہاں کچھ چیز کا تم کو خطر ہے
وہاں حوراں و غلمان محل پر نور
وہاں قصر بہشت و بارگہ خوب
وہاں کے فرش سب رنگین برنگیں
وہاں باد معطر فرح آمیز
وہاں ہووں گے کے اطباق ایثار
وہاں باد صبا فرش زمیں ہے
زمرد اور نیلم بلکہ یاقوت

لگے رونے کے تیں افسوس کھا کر
لگے بھائی برادر یار رونے
سو ویں دو نوں نے کھولے چشم اسجا
لگے رونے کے تیں بیار دو نوں
زبان سے قند مصری غم کی گھولا
محمد مصطفیٰ کے نور عینین
بلاتے ہیں سبھی پینے کو یکسر
کھڑے ہیں سب صحابہ ملکے باہم
سرشک خون سے منہ اپنا دھویا
حسین ذوالکرم سلطان ابرار
لے کوثر کا پیالہ بے محابا!
کہے حضرت نے تب دو نونکو ہمدم
کرو ظاہر کی سختی کو فراموش
خدا لوگوں کا ہے ایسا ہی پیشہ
ابد تک عیش و عشرت رہوے قایم
وہاں عیش و طرب شام و سحر ہے
کریں گے لعل اور گوہر بلا در
وہاں سب دل کے بر آدیں گے مطلوب
وہاں آداب اور قانون تمکین
ہے رحمت کا وہاں دریا گہر ریز
وہاں ہیں لعل و مرجان دُرِ شہوار
جہاں کا مہر اور مہ خوشہ چیں ہے
کریں دنیا میں جن کی یاد کا قوت

۱ پرانا ۱۲ ۲ دونوں آنکھوں کے نور ۱۲ ۳ بیگوں کے بادشاہ ۴ کام ۱۲ ۵ ہمیشہ ۶ خوشی ۱۲ ۷ صبح



۸ محل ۱۲ ۹ عزت ۱۰ طبق کے ساتھ ۱۲ طبق کی جمع یعنے تھالے ۱۲ ۱۱ سورج ۱۲ ۱۲ چاند ۱۲

وہاں کی خاک ہے الماس سودہ
پڑیں ہیں گوہران تودہ بہ تودہ

وہاں ہیں مہر ماہوں کے چراغاں
وہاں دائم ہے نور اللہ لمعاں

وہاں ہیں تحتہا الانہار تجری
غلامان ہیں وہاں کے شمس و قمری

وہاں کا باغ ایسا ہے منور
بھی وہاں کے گل کا بلبل مہر خاور

وہاں کی شمع کی پروانہ ہے ماہ
ہے جس کا عقد پرویں خوشہ کاہ

وہاں ہیں تختۂ لالہ ہزارا
ہے نافرمان پر فرمان سارا

رگ گل مخمل بہ فرش مخملی ہے
دوائے سر ہوائے صندلی ہے

ہے سوسن سو زباں سے خیر جویاں
صدا سبوح یا قدوس گویاں

وہاں کی قمریاں ہیں قدسیاں خاص
جو پہنے ہیں گلے میں طوق اخلاص

وہاں کی کوئلاں حوران خوش گو
وہاں کافور و مشکیں عنبریں بو

وہاں ہر جنس میں باطور دیگر
ہے ہر ایک بہتریں بہتر مقرر

وہاں تالاب و ندیاں حوض پرنور
وہاں ہے لذت دیدار معمور

وہاں ہر قسم رنگیں خوب و مرغوب
وہاں بر آویں گے ہر دل کے مطلوب

وہاں ہے ذوق دائم با کرامت
وہاں ہر آن ہے باران رحمت

وہاں ہے گنج بخشش فیض دائم
ابد تک حق رکھے گا سب کو قائم

وہاں ہے زندگی جاوید یاران
محمد مصطفیٰ کے دوستداران

یہاں لحظے کی سختی سے گزر کر
ابد تک عیش کرنا اے برادر

یہ سن فضل علی ہاشمؑ نے یکدم
زمیں کو اشک کے خوں سے کئے نم

قدم پر شہ کے سر رکھ دونوں مقبول
گئے عقبیٰ طرف دنیا کے تیں بھول

رہے جنت میں دونوں یار جانی
چھڑائی ہے قضا نے دار فانی

غریق رحمت حق دونوں ہو کر !
گئے پینے کو شیریں آب کوثر

اور ان کے قاتلاں گمراہ بدکار
کئے ہیں مالک دوزخ نے فی النار

پھر اس بعد از بھی مردودان خونریز
کئے فتنے کی شمشیروں کے تیں تیز

لہ یعنی بہشت ۱۲ منہ
لہ اللہ کا نور چمکتا ہوا
لہ مشرق کا سورج
لہ زمرد سبزی ۱۲ منہ
لہ ڈھونڈھنے والا
لہ سبوح اور قدوس کہنے والا ۱۲
سے آراستہ



لہ محبت ۱۲ منہ
لہ بھری ہوئی ۱۲ منہ
لہ ہمیشہ کی مزہ و بزرگی کے ساتھ ۱۲ منہ
لہ دار فانی یعنی دنیا ۱۲
لہ اللہ کی رحمت میں ڈوبے ہوئے ۱۲

مبارز کو لگے مفسد بلانے
وہبؓ تھا نام اس کا باقبال[1]
سو ماں نے دیکھتے میدان خالی
کہی اس کو کہ اے فرزند دلبند
جگر پیوند میرا لخت جاں تو
مرا روح رواں تو نور جاں ہے
تو میرے دل کے مخزن کا ہے مشعل
ترا یہ سرو قد جوں نخل امید
تو ایسا وقت کاں پھر ہاتھ آوے
حسینؑ ابن علی دو جگ کے والی
وہ اس دشت بلا میں آپڑے ہیں
کئے ہیں دین کو پامال بدکار!
تو ان کمبخت لوگوں پر غضب کر
وہ مردودوں کے تیں فی النار کر کر
تو میرا دودھ ہووے تجھ کو تحلیل
فدا ہووے گا جب شاہ زماں پر
دگر نہ کچھ خلاف اس میں سے ہووے
تو اپنے تن کے لخت و لخت کٹوا
تو کر اپنے رواں[7] کو شہ پہ قرباں
صبا محشر میں سلطانی کرے گا
خدا خوشنود ہو حضرت بھی راضی
حسینؑ ابن علی ہوویں رضامند
یہ سن فرزند سب ماں سے حقیقت

سو اتنے میں حسینؑ کے جواں نے
تھی اس کی نیک زن اور ہاں تھی کامل[2]
دہیں بیٹے کو جلدی سے بلا لی
ہے تیرے دیکھنے سے جی فرحمند (خوشحال)
مجھے دارین میں امن و اماں تو
مرے گلزار دل کا باغباں ہے
کہ ہے پرنور تجھ سے دل کا جنگل
جو تو چاہے رہے عشرت میں جاوید[3]
جو پھر اس رتبۂ عالی کو پاوے
فدا ہے جن پہ ہر دم عرش عالی
مسلمان ان سے منکر ہو پھرے ہیں
خبردار اے پسر زنہار[4] زنہار
چلا ان موذیوں پر تیغ و خنجر!
شہادت پاکے جا اے میرے دلبر
نہیں پھر اس کے آگے ذکر و تفصیل
تو تو فرزند میرا میں ہوں مادر[5]
تو میرا دل نہ راضی ہو کے رووے
کہ کر میرے لئے جنت کا در وا[6]
لئے جا ساتھ اپنے نقد ایماں
نبیؐ سے سرخرو ہو کر ملے گا
کرے گا دفتر عصیاں[8] کو ماحی
تو خوش ہوویں محمدؐ اور خداوند
بہت دل سوز اور نادر نصیحت

۱؎ ذی نور الاقبال ۲؎ مالی
۳؎ ہمیشہ ۴؎ ہرگز
۵؎ ماں

۱۶

۶؎ دروازہ کھول
۷؎ جان ۸؎ گناہ
۹؎ گزرا ہوا

عقیدہ صاف ماں کا دیکھ فرزند
نوا نوشہ تھا بارہ دن کا گیانی
جوانی کے تھے دن راتاں طرب کی
مرادوں کی تھیں راتاں عیش کے دن
سہانا رنگ تھا شادی کا تازہ
حنا سے دست دپا رنگیں تھے اور تر
تھا جامہ رنگ پہنا اس کے تن پر
وہبؓ نے بولی اٹھا مادر کو اسدم
مجھے جنت کی رہ تم نے دکھائی
مجھے جنت کی کر کر رہنمائی
مرے جی میں یہی تھک نیک مادر
میں حاضر ہوں فدا ہونے کو واللہ
ٹک ایک عورت سے میں رخصت کو لیکر
میں اب دلہن سے رخصت ہو کے آؤں
ذرا دلہن کو راضی کر چلوں گا
دلاسا دے اسے سونپوں خدا پر
حسینؑ ابن علیؑ کے کر حوالے
یہ سن مادر نے بولی نور دیدہ
بہت بہتر ہے دلہن پاس جانا
ولے ہے عقل ناقص عورتوں کی
طرف دنیا کے ہے نت ان کو رغبت
وہ سب دنیا کو جنت بوجھتے ہیں
مبادا وہ تجھے افسوں سنا کر

بہت دل میں ہوا شادی سے خورسند[1]
بہت پُر بار تھا نخل جوانی
جو ہر ہر آن تھی لہو و لعب[2] کی
کریں حسرت جوان پہ انس او رجن
نہ دلہن کے چڑہا تھا منہ پہ غازہ
چپلا لوہو سے تر کرنے صحن پر
نہ میلا بھی ہوا تھا موٗ[3] برابر
ہزاراں آفریں بس نیک ہو تم
شب[4] دیجور میں جو مہر[5] لائی
یہ راہ راست اب تم نے بتائی
مگر موقوف ہوں تیری رضا پر
یہ اتنی عرض ہے خدمت میں دلخواہ
کروں قربان جاں بر آل حیدرؑ
لڑوں موذیوں سے سر اپنا کٹاؤں
شہیدوں سے ابھی جا کر ملوں گا
بھی جملہ اہل بیتؑ مصطفےٰ پر
ابھی جاتا ہوں میداں پر رضائے
سرو[6] شمشاد ساں قامت کشیدہ
خوشی کے ساتھ اس سے ملکے آنا
کہ الٹی بات ہے ان ناکسوں کی
نہیں وہ بوجھتے اسرار جنت
انھیں ہر کام علت سو بوجھتے ہیں
پھرا دے دل ترا دار البلا[7] پہ

[1] خوش ۱۲ م
[2] کھیل کود ۱۲ م
[3] بال
[4] اندھیری رات
[5] سورج ۱۲ م
[6] یعنی تیرا قد مانند سرو اور شمشاد کے تھا
[7] یعنی دنیا ۱۲



تو اس ناقص کی باتوں پر ہو مغرور
جو فرزند نبیؐ کو چھوڑ جاوے
پڑے گا دین سے ہو دور مردود
حسینؑ ابن علی سے جو بغی[۱] ہو
خبردار اے پسر شایستہ کردار
یہ سُن بولا وہب اے اُمّ اکرم
حسین ذوالکرم کا خاکِ پا ہوں
نہ یہ دل کس پھرائے سے پھرا[۲] ہے
اگر دنیا مجھے سب لا کے دیویں
مجھے گرچہ کریں دنیا پہ مختار
مجھے غیر از حسینا کوئی نہ والی
مرا روح و رواں حضرتِ حسینا
یہ سن کر ماں نے بیٹے کا مقولہ[۳]
کہے فرزند کو جا امتحاں کر
وہب تسلیم کر ماں کو چلا ہے
کہا دلہن کو سن اے یار جانی
ہماری عمر کا بستاں[۴] فنا ہے
محمدؐ مصطفےٰ کا نور دیدہ !
جگر خیر النسا کا شاہِ مقبول
کہ وہ دونوں جہاں کا بادشاہ ہے
اگر کوئی ان سے یاری کر مرے گا
سو میں چہتا ہوں اے محبوبِ دلخواہ
اگر تم صبر پر راضی رہو گی

پڑے دریائے رحمت سے بہت دور
مقرر ہے جہنم تجھ کو کھاوے
ہووے دونوں جہاں میں نیست نابود
جہنم میں وہ آخر منتہی ہو
نہ ایسا وقت ہاتھ آوے دگربار
تیرا فرزند ہوں جوں سدّ[۵] محکم
دل و جاں سے میں نت ان پر فدا ہوں
ازل سے حق نے مجھے قرباں کیا ہے
تو میرے پاؤں کا ناخن نہ لیویں
کروں سب کو حسینا پہ سے بلہار
مرے سر پر بس ان کا سایہ عالی
شہادت کا شہ عزت حسینا
کہی دل میں قوی ہے میرا دولہ
فدا سبط رسول اللہ پہ جاں کر
وہیں جا اپنی دلہن سے ملا ہے
خزاں ہے اب بہار زندگانی
پہ عمر جاوداں ملک بقا ہے
علیؑ کا جان حق کا برگزیدہ
ہوا ہے تشنہ لب مظلوم و مقتول[۶]
وگرنہ یہ جہاں آخر فنا ہے
وہ اوّل پاؤں جنت میں دھریگا
کروں یہ سر فدا بہ نام اللہ
تو پھر جنت میں راحت سے طوگی

[۱] بات ۱۲
[۲] پھرا ہوا ۱۲
[۳] بات ۱۲
[۴] باغ ۱۲
[۵] مضبوط دیوار ۱۲
[۶] شہید ۱۲

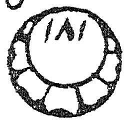
پئیں گے حوض کوثر سے دونوں — جناں میں خوش پھریں گے ملکے دونوں
بہارستان جنت کیا کھلا ہے — عجائب روضۂ بلغ العلےٰ ہے
کہ جس کے ایک گل کی بو سے ہمدم — ہوئے جوں مشک تبت مغز عالم
کہ جس کے ایک نظارے سے سمن پر — رہے غرقاب عشرت تا بہ محشر
یہ جس کا ایک تو ہم سب جہاں ہے — تو اس کے اصل کا پھر کیا بیاں ہے
ہوا ہے جس کی یوں خوشبو سے معمور — گویا موسیٰؑ چلے ہیں جانب طور
ہے تجری تحتہا الانہار مادام — وہاں یکساں دمے ہے صبح اور شام
وہاں حوروں کے ہیں سب نغمہ پرواز — بھی شیریں لحن خوش آیندہ آواز
وہاں کے طرفہ حوراں گلعذاراں — بھی غلماں کے ہزاراں تاجداراں
پلاویں گے شراب ارغوانی — کہ جس میں ہو طہورا کی نشانی
سنیں گے نغمہ بے ساز و مطرب — کہ ہو شہدا کے باعث حق مخاطب
الا یا فی سبیل اللہ قرباں! — تمھارا مال ہے جنت کا ساماں
بھی نت دیدار کا جلوہ ہے تیار — تمھارا باغ ہے جنت کا گلزار
اور اپنی عورتوں سے مل کے ہمدم — کرے جو عیش ہو دن رات بے غم
رکھے گا اس کو دوزخ میں ہمیشہ — عذابوں کا رہے گا ان کا پیشہ
اسے دوزخ میں لے جا کر سلاویں — زن و فرزند کیا ان کو کھلادیں
بھی ان کی عورتوں کو کر کے ٹکڑے — کھلاویں ان کو ان کے کاٹ لڑکے
یہ سنتے ہی وہ عورت بول اٹھی ہے — قدم پر اس کے اپنا سر رکھی ہے
کہی اس کو کہ میرے یار جانی! — مکن تقصیر از صاحب قرآنی
حسینؑ ذو الکرم پر سر فدا کر — تو میں سمجھوں گی ہے مردانہ شوہر
قیامت کے عقوبت سے حذر کر — نہ کر تقصیر از آل پیمبر!
وہاں کا باغ جنت تا ابد ہے — یہاں کی دولت دنیا بھی رد ہے
تصدق ہے حسینا پر مری جاں — وہ ہے دونوں جہاں کا خاص سلطاں

۳۹ باقی

[illegible marginal glosses]

رسول اللہ کا نور العین منظور　　علیؑ کا لخت جاں نور علی نور
ہے جن کے جد سے روز حشر امید　　شفاعت سے ملا دیں عیش جاوید
سو وہ سبط رسول اللہ ناگاہ　　پہ گھیرے ہیں مکاں سخت گمراہ
میرا آرام جان و دل سو تو ہے　　شہادت پا کے جانا آبرو ہے
اگر یہ حکم ہوتا عورتوں پر !　　تو کرتی میں فدا حضرت پہ اب سر
دے جائز نہیں عورت کے تیں جنگ　　کہ ہوں اس بات سے میں سخت دلتنگ
تجھے میرے دل و جاں کی قسم ہے　　تجھے اظہار و پنہاں کی قسم ہے
تجھے میرے جگر کی سخت سوگند　　مرے دیتے ہیں لخت و لخت سوگند
تو ہو پروانہ شمع کبریا کا　　حسینؑ ابن علیؑ نور الہدیٰ کا
میرے دل میں یہ ہے امید محکم　　جو جنت میں رہیں با عیش ہمدم
تو جا سبط نبیؐ پر جاں فدا کر　　خدا کے پاس حاصل مدعا کر
پہ میں ہوں دشت وحشت میں گرفتار　　میرا یہاں تجھ سوا نہیں کوئی غمخوار
مجھے تو کر شہ دیں کے حوالے　　کہ تا دارین میں مجھ کو سنبھالے
حسینا مجھ کو سونپیں خانداں پر　　جو اس عفت پنہ عصمت نشاں پر
میں خدمت سے تمامی خانداں کے　　محمد مصطفیٰ کے حرز جاں کے
ہو راضی ان کے باعث سے خداوند　　رکھے دونوں جہاں میں مجھ کو خورسند
وہبؓ سنتے ہی عورت کا پکڑ ہاتھ　　کیا حضرت حسینا سے ملاقات
وہ دونوں شوہر و زن اور مادر　　حسینا سے ملے تینوں برابر
گرے قدموں پہ تینوں سر آزاد　　کہے رو رو کے اے سلطان امجاد
وہ عورت بول اٹھی اے شاہ شبیر　　شہادت کی کیا شوہر نے تدبیر
جمالِ شمع کا پروانہ ہو کر　　فدا ہوتا ہے شہ کی خاک پا پر
مرا شوہر تو کیا پر باپ اور ماں　　تمھارے نقش پا پر ہو دیں قربان
ہمارا دین و ایمان جان تم ہو　　سحاب طارم احسان تم ہو

حاشیہ:
۱ؔ آنکھ کا نور ۱۲
۲ؔ ہمیشہ کا عیش ۱۲
۳ؔ ظاہر اور پوشیدہ
۴ؔ ٹکڑے سے ٹکڑے ۱۲
۵ؔ قسم ۱۲ ۶ؔ ہدایت
کا نور ۱۲ ۷ؔ مضبوط
۸ؔ وحشت کا جنگل



۹ؔ پاکدامنی کے پناہ
دینے والے ۱۲ ۱۰ؔ
خورسند یعنی خوش ۱۲
۱۱ؔ مرد و عورت ۱۲
۱۲ؔ ماں ۱۲ ۱۳ؔ بزرگیوں
کے بادشاہ ۱۲
۱۴ؔ بالاخانہ ۱۲

سو ہیں پہنچی ہوں اے سلطان دین
مجھے رکھنا ہے اہل البیت کیساتھ
حرم کی میں پرستاری کروں گی
تمامی عمر خدمت سب کی کر کر
بھی محشر میں یہ شوہر ہو کے غمخوار
اگر دونوں مجھ سے یہ کرے تو
تو لے مجھ سے جازت رن پہ جاوے
یہ سنتے بول اٹھا وہ نیک افعال
کیا عورت حوالے شاہ دیں کے
کہی تب اس کے ماں نے اے شہنشاہ
مرا سب خانماں تم پر تصدق
کہ یہ بیٹا مرا شادی بھرا ہے
بہو کو دی حرم کی کر کنیزک
ضعیفہ ایک میں ہوں سو مقرر
نے حضرت حسینؑ ذوالکرم نے
جوان مردی پر ان کی آفریں کر
عقیدہ اور یقیں کو دیکھ ان کے
دعائے خیر کا شہ اس پہ دم کر
وہب تھا نوجواں شہ زور ممتاز
پری سا بادپا رنگین جوان خوب
بہت شائستہ سنجیدہ مرقع
جلاجل اور خلخال طلائی
عقاب آسا اڑے صحن ہوا پر

محمّد مصطفٰے کے نور عینین
دے زینب کے اسی دم ہاتھ میں ہاتھ
میں ان کی کفش برداری کروں گی
ملوں خاوند سے در روز محشر
نہ جو دوں پر فدا ہووے یہ زنہار
بھی اس وعدے پہ ثابت ہووے تو
وہ مردودوں کے تیں دوزخ دکھاوے
قبولا میں نے اس عورت کا سب قال
حسینؑ اس معدن علم الیقیں کے
کئی ترغیب میں بیٹے کو یہ راہ
دعا کر کر رکھو اس پر تشفق
ہیں اس کو آپ پر صدقے کیا ہے
نبیؐ کے آل کی خدمت مبارک
رہوں گی شاہ کا دامن پکڑ کر
بھی خویشاں و رفیقاں محترم نے
بھی سب یاروں نے رو کے دلحزیں کر
شہنشہ نے بھرے پیالے نین کے
رضا دے کر چلائے ہیں صحن پر
تگاوردے کلنگوں پر چلا باز
کہ دیکھے سے ہووے فرحت کا مطلوب
تھا گلگوں تند با ساز و مرصع
وہ تھا طاؤس یا طائر ہوائی
تصدّق ہو بگولہ رخت دیا پر

۱ے گھر کے لوگ عہ مہربانی
۲ے خدمت ۱۲
۳ے ... ۱۲ عہ ...

۵ے غمگین ۱۲ ۶ے جڑاؤ
۷ے سونے کی پازیب ۱۲
۸ے چیل کے مانند ۱۲
عہ مہربانی ۱۲

کہ جوں سیمرغ دم طاؤس پیکر — جہاں کے باد پایوں میں غضنفر
زغن اس کا کہوں تو ہوش جاوے — ہوا تھا وہم ٹاپوں میں گراوے
مرصع ساز سارا ہفت پیکر — ہزار اقسام کا اسباب و زیور
ملمع کار جوہر دار خوش ساز — ہزاروں طرح کا سامان ممتاز
پیشانی پر تھا نکتہ چاند جیسا — نہ دیکھا ہے کسی نے چاند ایسا
جوان پر نور اس پر مہر پیکر — سلاح سامان با شمشیر و خنجر
حسین ایسا کہ جیسا بدر سارا — ہر اک رخسار جوں زہرہ کا تارا
سراپا شکل جوں قدسی منظور — ہو حور العین بھی اس پر بلا دور
جوان مردی میں تھا ایسا دلاور — نہ تھا ویسا کہیں روئے زمیں پر
سنے رستم جو اس کا نام در خواب — تو زیر خاک اس کا زہرہ ہو آب
بھی گرداں جہاں در دور انجم — کریں سن نام اس کا ہوش کو گم
بہت چالاک تھا مرد یگانہ — سپہ گیری میں مشہور زمانہ
دونوں ہاتھوں میں پہنے داستانے — کیا آراستہ لڑنے کے بانے
چمک اس داستانے کی بتاؤں — قلم سے برق کے شعلے چلاؤں
حمایل کہکشاں میں تیغ سوزاں — بھی اس میں ٹانچر جوں برق لمعان
تھا نیزہ اژدہا پیکر جگر سوز — چبھاوے چرخ میں پیکان دلدوز
گر اس کا کوہ پر یک وار مارے — سوے تحت الثریٰ تک مغز جھاڑے
بھرا ترکش تھا سب سہم القضا سے — صحن روشن ہوا اس کی ضیا سے
کھڑا میداں میں نیزہ گاڑ شہ زور — پڑا کل لشکر مقہور میں شور
لگے سب دیکھنے حیرت سے مردود — اٹھا سینے میں خوف قتل کا دود
سراپا دیکھ کر حیراں تھے بدکار — وہب نے بول اٹھا میداں میں للکار
الا یا منکران شرع برانند — الا یا ظالمان وجہ اسود
مقابل کون آتا ہے سو آوے — مرا اک ضرب کھا دوزخ میں جاوے

یہ کہہ کر اور لگا گھوڑا پھرانے
دیا اس طرح سے گھوڑے کو کاوے
تلاوے پہ تلاوے چرخ کھا کر
کہیں جنبان کہیں جولاں کہیں چھال
بشر کی طرح میداں پر دکھا کر
لگے سب دیکھنے حیرت سے بدکار
نہ جرأت کس کو تا میدان پہ آوے
عمر بن سعد نے اس دم طلب کر
کہا اس کو تو ہے مرد دلاور
تجھے بسیار مال و زر ملے گا
کلب سنتے ہی ہو خوشوقت بدبخت
چڑھا ہتھیا اپنے تن پہ مردار
پکڑ نیزہ ستون آسا حرامی
تگاور وے کے یوں میداں میں آیا
تگاور دیکھ اس کا شیر صفدر
سمند بادپا کو یوں اڑایا!
تگاور دے لگا کر اس کو ٹھوکر
وہبؓ نے جلد نیزے کو چلایا
اٹھایا اس کے تیں نیزے پہ اسطور
چڑھا یا دار پر جیسا گنہ گار
پھرا مارا ہے بر بدکار لشکر
یہ دیکھا سو ہوئی سب خلق بیہوش
وے ابن کلب نے دیکھ وہ حال

مبارز کہہ لگا ہر دم بلانے
کہ جس پر چرخ بھی بلہار جاوے
لگا دے تھا تگاور در تگاور
کہ جوں آئینہ منقلک کی تمثال
مخالف کو کیا تصویر پیکر
زمیں پہ نقش ہو مانند دیوار
وہبؓ سے آکے نیزے کو ملاوے
بلایا نام تھا جس کا کلب کر
چلا جا اب شتابی سے وہب پر
یزیدی کا مقرب ہو رہے گا
وہ سگ سردار تھا بے تاج و بے تخت
ہوا ہے فیل سا گھوڑے پہ اسوار
بہت پرزور تھا بدکار شامی
سگ مردار نے جوں دم ہلایا
وہب شہ زور مرد با تہور
کبوتر کو پکڑنے باز آیا!
رہا تا زی کھڑا تصویر ہو کر
گلے میں خار موذی کے چبایا
گویا سولی پہ کھینچا چور فی الفور
دیا ہے چرخ اپنے سر پہ کے بار
پکارا ہے وہ ہل من مبارز
رہے جوں نقش حیرت سے خاموش
ہوا ہے سو غضب سے سخت جنجال

یعنی آسمان ۱۲ — یعنی دلاوری ۱۲ — بہادر ۱۲ — کے مانند ۱۲ — پیکر کی صف پچھاڑنے والا ۱۲ — یعنی برے ۱۲ — غضب والا جوان ۱۲

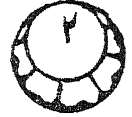


یعنی گھوڑا ہوا کے مانند دوڑنیوالا — یعنی چکر ۱۲ — یعنی کانٹا ۱۲ — یعنی سولی ۱۲ — یعنی چکر ۱۲ — یعنی ہے کوئی لڑنے والا ۱۲

پکڑ شمشیر گھوڑے کو چلایا
کہا اس کو کہ اے شہ زور کیونکر
یہ سختی اس کو نیزے پر پھرایا
ہیں وہ مرد دلاور ہوں خبردار
کروں گا تجھ پہ صحرا ئے جہاں سخت
وہبؓ سن کر کہا اے نحس ناپاک
تو اب جلدی سے ہو خدمت میں حاضر
یہ کہہ کر اور طمانچہ اس کو مارا
ہوا فی النار وہ ناپاک بدذات
وہیں پھینکا ہے دشت ہاویہ میں
سو پھر اس کا برادر سخت اور دھوت
لگا ورد ے کے گھوڑے کو شتابی
کیا خانہ خرابی اے جواں تو
وہبؓ پر سخت نیزے کو چلایا
بھڑک نیزے پہ ایسا وار مارا
محرّف وار دیگر مار سر پر
ہوئے ہیں چار ٹکڑے اسپ و اسوار
بہت شدّت سے لے سر پھرائے
جسے لگتا تھا وہ لخت غضبناک
ہزیمت کھا کے بیدینان بدذات
نہ کوئی دہشت سے منہ پر چڑھکے آوے
عمر دیکھا کھڑا ثابت ہے غازی
بلایا پہلوان ایک کارزاری

وہبؓ کے روبرو للکار آیا
تو مارا باپ میرا زور آور!
ہیں تجھ پر اس کا دعویٰ لینے آیا
ہزار اسوار کا سردار خونخوار
ترے تیغے سے کاٹوں لخت لخت
پڑے ذلت کی تیری بات پر خاک
تو ہے دوزخ کے صحرا کا مسافر
نمط خرگوش اس کا جان کاڑا
معذّب ہو موکل نے پکڑ ہات
شدائد کے گیا وہ زاویہ ہیں
خبیث آسا تھا جوں پاتال کا بھوت
وہب کو آ کہا با اضطرابی
بھلا کیسا ہے دیکھوں پہلوان تو
وہبؓ بھی کھینچ کر شمشیر آیا
ہوا نیزہ قلم یک بار سارا
کیا گھوڑے کو بھی اس کے برابر
وہبؓ نے کے ہر ٹکڑے کو ہر بار
مخالف کے سواروں کو لگا دے
وہ ہوتا تھا برابر مثل خاشاک
لڑائی سے اٹھا بیٹھے سبھی ہات
وہب للکار کر ہر دم بلادے
چلی ہے ہاتھ سے لڑنے کی بازی
وہ مثل فیل تھا سب تن ہیں بھاری

لہ میدان ۱۲ ۲ہ یعنی ٹکڑے ٹکڑے ۱۲ ۳ہ یعنی پلید ۱۲ ۴ہ یعنی خرگوش کی طرح ۱۲ ۵ہ عذاب دیا گیا ۱۲ ۶ہ یعنی جنگل ۱۲ ۷ہ ساتویں دوزخ کا نام ہے جو سب سے نیچے ہے ۱۲ ۸ہ جلد



۹ہ یعنی سخت بیدہ کی یعنی تکلیفیں ۱۲ ۱۰ہ یعنی کرشمہ سختی ۱۲ ۱۱ہ یعنی کوڑا کڑا ۱۲ ۱۲ہ یعنی ٹکڑا ۱۲ ۱۳ہ یعنی شکست کھا جانا ۱۲ ۱۴ہ یعنی مار کھانا ۱۲ ۱۵ہ لڑنے والا ۱۲ ۱۶ہ یعنی ہاتھی ۱۲ ۱۷ہ زخم کھایا ۱۲

تھا اس کا نام بد طہماس خناس[1]
چلا دوزخ کو ہو ایمان سے بے آس[2]

ہزار اسوار کا ذی ے کے جرّار[3]
چلا یک تن پہ لے کر فوج فجار

وہبؓ کے روبرو طہماس ہو کر
کیا حلقہ سواروں کو مقرر

بھی اپنے ہاتھ میں لے گرز طہماس
سواروں کو دیا نیزہ وہ خناس

کیا تاکید پھر لوگوں کو یوں کر
وہبؓ کو رمح[4] کی نوکاں پر دھر کر

کرو اس کے بدن کو مثل غربال[5]
نکالو اپنے سر سے سخت جنجال

وہبؓ کو چھن کے نیزے سے نکالو
بہت سختی سے اس کو مار ڈالو

وہبؓ سنتے ہی آواز جفا کار
کیا معلوم ہے طہماس مردار

سو یا دتاب کر لپکا وہبؓ نے
یل[6] پُر زور شہباز عرب نے

طہماس کے گھوڑے سے گھوڑا
لے اس کے گرز کو پیکاں سے جوڑا

پھر انیزہ چلایا اس پہ بہ شہ زور
جو گذرا پشت سے ساتوں تو سے پھوڑ

ہوا تھا پار نیزہ پشت میں یوں
پرویا مرغ بریاں سیخ میں جوں

اٹھا نیزے پہ اس حلقے پہ مارا
ہوا یکبارگی حلقہ اوارا[7]

لے نیزہ پھر تگاور دیکھے رن سو
چلا باہر نکل حلقے سے منظور

فرات اوپر وہیں گھوڑا چلایا
وہاں کی چوکیاں سب کھلبلایا

کیا گرزوں کی ایسی مار سب پر
گویا برسا خدا کا قہر یکسر

وہاں سے سارے چوکیدار بھاگے
وہب نے اپنا گھوڑا کر کے آگے

گیا گھوڑے کے تیں پانی پلانے
یزیدی سب لگے تھے منہ چھپانے

وہبؓ کے دل میں آیا کچھ بہو آب
سو آیا یاد شہ کا تب تب و تاب[8]

کہا گھوڑے کو پی پانی شتابی
ابھی کوئی دم میں ہوئی ہے خرابی

عزیزان تین باری اس نے بولا
ولے پانی پہ منہ گھوڑا نہ کھولا

رہیں آلِ رسول اللہ پہ تشنہ[9]
سو کیوں پانی پئیں حیوان گرسنہ[10]

دیکھو حیوان نے نیں پانی پیا ہے
رعایت آل امجد[11] کی کیا ہے

۱ه یعنی شیطان ۱۲ ۲ه یعنی نا امید ۱۲ ۳ه یعنی بہت انبوہ دار لشکر جب ہیں بہت آدمی اس لشکر فوج ہوں جرار کہتے ہیں۔
۴ه نیزہ بھالا ۱۲ ۵ه یعنی چھلنی ۱۲ ۶ه یعنی پہلوان بہت زور والا ۱۲ ۷ه پریشان ۸ه یعنی بے قراری ۹ه پیاسے ۱۲ ۱۰ه بھوکے ۱۱ه یعنی بہت بزرگ ۱۲

باقی

دیے وہ کوثر باطن سخت شداد
انھیں پانی کا قطرہ نہیں دیئے ہیں
جنہوں کے واسطے دنیا ہے پیدا
جنہوں کے باپ ہیں ساقی کوثر
جنہوں کا عہد[3] جبریلؑ امیں نے
سو ان کو قطرۂ پانی جہاں میں
انھوں کو بولنا کیا ہے سزاوار[5]
فقیہہ خاموش اس قضیہ میں مت پڑ
نہیں پانی پیا گھوڑے نے ذرہ
وہب نے دیکھ کر گھوڑے کا احوال
چلا جوں باد صرصر[8] قتل گہہ پر
سواروں کی پڑی آلات یکدم
وہب گرز گراں لے کر رہا ہے
لگایا ہاتھ یوں گرز گراں کے
لگا گرز گراں ہر سو پھرانے
زغن گھوڑا کرے جس دم ہوا پر
جد ہر مارے وہ غازی گرز سنگیں
گرے جس سمت وہ گرز گرانبار
یزیدی خوف سے کہتے تھے اللہ
نہ کس میں ہوش نیں کچھ حیثیت تھی
کھڑے تھے لعبتاں[13] شکل وحشت
وہب نے کھیلنا گرزوں سے چوگاں
عمر بن سعد کے جا کر مقابل

کئے اس طرح مظلوموں پہ بیداد[1]
غضب گویا وہ اپنے پر کئے ہیں
نہ ان کو بوند پانی یہاں ملے گا
نہ ان کو آب دنیا ہو میسر
ہلایا ہووے اس نورالیقیں نے
دیئے نیں ہیں وہ دشت[4] خونفشاں میں
کہو بہر[6] خدا اے جملہ دیندار
ہے دل کا قافلہ عزم مہم پر
اچھل پانی سے نکلا پھوڑ پردہ[7]
پکڑ باگاں اٹھا گھوڑے کو درحال
اٹھا یکبارگی لشکر کا لشکر!
ہوا اکٹھا سب لشکر کا عالم
کہ جیسا باگھ کانٹوں میں پھنسا ہے
اڑے تھے ہوش تیغ کہکشاں[10] کے
لگا چکر کے مانند چرخ کھانے
فرشتے بول اٹھے اللہ اکبر
کرے بہرام[11] گردوں اس پہ تحسیں[12]
کرے دو چار اسواروں کو مسمار
زمیں کو چھوڑ جاویں گر ملے راہ
جدھر دیکھو ادھر ذلت کی رہ تھی
سیاہی کی پھری تھی منہ پہ ذلت[14]
یکا یک جا کے پہنچا دل کے درمیاں
کہا اس کو کہ اے مجہول[15] غافل

۱ یعنی دل کے اندر سے
۲ یعنی بے الفاظ
۳ یعنی جھوٹ ۱۲
۴ یعنی جنگل خون جھاڑنے والا ۱۲
۵ یعنی لائق
۶ یعنی اللہ کے واسطے
۷ یعنی دامن یعنی پانی کا دامن پھاڑ کر باہر نکلا ۱۲
۸ یعنی تیز ہوا کی طرح
۹ قتل کی جگہ
۱۰ ایک لمبی سفیدی کا آسمان میں نمودار ہوتی ہے
۱۱ ایک ستارہ ہے جس کو مریخ کہتے ہیں
۱۲ یعنی آفرین
۱۳ یعنی کھلونے
۱۴ یعنی خرابی ۱۲
۱۵ یعنی جاہل و نادان ۱۲

سبب دنیا تو اپنے دین کو کھویا
تو اپنا نام عالم میں ڈبویا!!

یہ کہہ کر گرز سر پر پھیر یکدم
لگایا گرز جیسا کوہ الوند!

عمر کے سر پر جیسا گرز آیا
زمیں پر ہو کے چت پاٹ مردود

وہب نے گرز دیگر بر علمدار
علم ٹوٹا ہوا نابود مردود!!

دگر گھوڑے پہ چڑھ تازہ علم لے
وہب پر آگیا یلغار یک بار

ملے چاروں طرف سے سخت آکر
وہب تھا زور ور یکتائے دوراں

کڑک یکبار مثل برق چالاک
جگر سے ایسی قلقاری اٹھایا

کیا اس طرح کا نعرہ صحن پر
زمین کربلا نے ہوش کھوئی

جو اس پہلوانان گم ہوئے تھے
اٹھا گھوڑا ملایا فوج میں او

چلا توسن ہوا کے پیش در زور
ہوا بھی دیکھ کر توسن کا جولاں

بھی نیغہ کہکشان سا برق تمثال!
یوں ان سا تند وہ پھرتا تھا تازی

نمط باد خزان ہو برگ ریزاں
ہزاروں ہی گرے مردار مردے

ملا گھوڑے سے گھوڑا اس کے باہم
تھی جس کی ضرب سے ہوش و حواس بند

گرا گھبرا کہا مارا خدایا
چلا ہے بھاگ کر آہستہ ترکود

جڑا ایسا گرا جوں اس پہ کہسار
عمر بن سعد نے ڈر کر وہیں زود

بھی اپنے ساتھ آیا سب حشم لے
عمود و تیر و پیکاں گرز و تلوار

بہت بلوہ کیے یک دم وہب پر
ٹیک کر گرز کھینچا تیغ سوزاں

لگی اڑنے زمیں کے اینٹ کی خاک
جہاں کو صور محشر یاد آیا

اڑے قدسی فلک کی انجمن پر
لہو کے اشک سے حسرت میں روئی

تھے بعضے خام دل سو مر گئے تھے
چلا جوں بحر جوشاں موج پیدا

ثریا سے ثریٰ تک ہو گیا شور
ہوئی تھی وہم جنبانی میں حیراں

تھا وہ ہم آبداری ضرب قتال
لگا مریخ ساں کرنے کو بازی

جھڑیں اس طرح اس سے شور بختاں
ہزاروں سے موئے مردے نبردے

۱؎ یعنی جہان ۱۲
۲؎ یک بیک یعنی پیاپے
یعنی نشان ۱۲
یعنی سخت شور
یعنی جلد
یعنی دل
یعنی دریا
یعنی توسن
یعنی شعلہ



باہم
واقع ہیں جس کو سطح ہوئے
پر دین مجازاً افراد فرشتے ہیں
۱۰؎ یعنی آسمان سے
مجازاً یعنی خاک
یعنی زمین
سے آسمان
سے زمین تک
۱۲؎ یعنی تیز ۱۲
۱۳؎ یعنی طرح ۱۲
۱۴؎ پتے گرانیوالا ۱۲
۱۵؎ یعنی بدبختاں ۱۲
۱۶؎ نبرد کرنیوالے ۱۲

بہت سے پہلوانان گوہ تمثال
زمین کربلا مردوں کے دم سے
ہوا تھا مالک دوزخ بھی حیران
موکل سب تھکے ان کو جلاتے
یوں ساہا تھ چلتا تھا جوان کا
بدن زخموں سے تھا گلنار سارا
پہ وہ شہ زور جب تیغہ چلاوے
عمر نے سارے تیر انداز سے کر
کئے یکبار اس پر تیر باران
لگے ہیں تیر یوں گھوڑے کے تن پر
گرا گھوڑا وہب گھایل ہوا ہے
پہ وہ مرد تہمتن[۲] با تہور[۳]
لگا نا تھا ہر اک جانب کو بھڑکے
سواروں نے لئے حلقے کے اندر
لگے ہیں دور سے نیزے چبھانے
وہب کا تن ہوا پنجرے کے مانند
پہ وہ مرد بہادر تیغ لے کر
جو کوئی ہو سامنے سر کاٹنے آئے
سو یک مردود شامی سخت بدکار
پرو یا مثل گل میں خار مردار
وہب قبضے میں لا سوفار نیزہ
بھی اس کی چوب کو سینے سے باہر
بھی اس شدت میں قوت کر پھرا ہے

پڑے تھے ہو زمیں پر فرش پامال
بھری تھی سب یزیدوں کے جسم سے
ہوا تھا تنگ تر دوزخ کا میدان
وہب کو بول اٹھے ہمت خدا دے
لہو تھا تن سے جاری پہلوان کا
تھا جامہ خون سے گلزار سارا
تو کئی موذیوں کو ذلت ہیں ملاوے
وہب کے گرد حلقہ کر کے یکسر
بدن چھد کر چلیں لوہو کی دھاران
پروئے تھے گویا رگ رگ میں نشتر
قمر آسا[۱] زمین پر ڈھل پڑا ہے
کھڑا تھا غل میں تیغے کو سنبھال کر
مخالف کے اٹھے ہر دل میں دھڑکے
چلانے کو لگے سب گرز و خنجر
وہ نازک تن میں سوفاران[۴] چلانے
تھے ہر مو مو[۵] میں پیکان بند در بند
چلانا تھا وہ مقہوروں کے اوپر
اسے اک وار میں دوزخ میں پہنچائے
چلایا پیٹ میں نیزے کا سوفار
کہ سینے سے وہب کے ہو گیا پار
کیا ہے توڑ اس کو ریزہ[۶] ریزہ
نکالا کھینچ کر مرد بہادر
بمع تیغہ غضنفر[۷] سا اڑا ہے

[۱] یعنی چاند کے مانند
[۲] یعنی دلاور ۱۲
[۳] جو ان مرد ۱۲ کہ بے جگر ہے
[۴] سوفار کی یعنی تیر ۱۲

[۵] یعنی بال بال اور پور پور
یعنی بال بال تھے
[۶] جو ریزہ ریزہ ٹکڑے ٹکڑے
[۷] یعنی شیر ببر کے مانند

غضب سے ہاتھ مارا اس کے سر پر
بھی دیگر چار ہاتھاں ایسے مارا
تب آیا غش جوان کو سو گرا ہے
سو تب سب مل کے مردوداں سیہ کار
ستائے شاہ عالم کو بہ سختی
وہ شیطانوں نے سر مثل خورشید
وہ لشکر میں شہنشاہ کے اڑائے
وہب کی ماں نے دیکھی سر کو ناگاہ
وہ لے اس سر کو آنکھوں سے لگائی
ہزاراں آفریں اے جان مادر
حلال اپنا کئی میں دودھ تجھ کو
خدا راضی ہوا اور میں بھی خوشنود
جمال اس کا بھی دیکھی سو بھی جلکر
وہ پھینکی سینۂ قاتل کے اوپر
پڑی تھی چوب سو لے کر ضعیفہ
پکڑ کر پیر زن نے چوب در زور
پیاپے تین چوباں کھینچ ماری
دیکھے حضرت حسینا سو پکارے
سو دیں وہ پیر زن سرے کے آئی
قدم پر شہ کے سر رکھ اور پکاری
کہی یا شاہ دیں فرزند دلبند
ہوا جب آپ کے قدموں پہ قرباں
وہ مردوداں نے اس کے سر کو لے کر

گرا سر اس کا جا کر سو قدم پر
مخالف کے جوانوں کر لتھاڑا
سعادت سے شہادت پا گیا ہے
وہب کا سر اتارے مل جفا کار
جبیں تھی ان کی بدبختی کی تختی
کہ پایا جن نے حق سے جان جاوید
خدا کے برگزیدے کو ستائے
اٹھائی ہے جگر سے کھینچ کر آہ
قبولا حق نے یہ میری کمائی
ہوا قرباں تو آل عبا پر
کرے حق المبین مسعود تجھ کو
ہووے گی عاقبت ہم سب کی محمود
لے سر بیٹے کا اور میداں پہ چلکر
موافق الحال قاتل مثل پتھر
ادا کی دین و ایمان کا طریقہ
اٹھائی فوج میں یکبارگی شور
لگا لگ تین موذیوں کو لتھاڑی
بصد درد و فغاں سے آہ مارے
حسین ذوالکرم کے تین دکھائی
بصد درد و فغاں سے آہ ماری
وہب تھا ایک میرے دل کا پیوند
کیا میداں میں اپنے سر کا چوگاں
اڑائے شاہ کے لشکر کے اندر

لہ یعنی سختی ۱۲
۳ یعنی پیشانی ۱۲
۴ یعنی ہمیشگی ۱۲
۵ یعنی مقبول ۱۲
۶ یعنی اللہ تعالے ۱۲
۷ یعنی نیک بخت
۸ یعنی راضی ۱۲
۹ یعنی نیک ۱۲
۱۰ یعنی اسی وقت ۱۲
۱۱ یعنی پے در پے ۱۲
۱۲ یعنی لکڑی ۱۲



ستانا شہ کا میں دیکھی سو جل کر
وہ سر او پر چوب اپنے میداں میں چل کر

بغیر از حکم کے رن پر گئی ہیں
مکافات[1] اس کا ہو نہیوں کوئی دم میں

وگرنہ عورتوں کا نہیں یہ دستور
مگر بیٹے کے غم سے دل تھا رنجور[2]

سو اس غصہ میں پہنچی ہیں شہنشاہ
مجھے بخشو تم اے مقبول درگاہ

بھی مجھ بیٹے کو محشر میں کرم کر
ملانا اس سے دلہن اور مادر

وہ سر لے جا کے عورت کو دکھائی
شہادت خبر کا مژدہ[3] سنائی!

وہ عورت دیکھ جلدی شکر کر کر
دو زانو باادب ہو سر کو لے کر

لگا کر لب لو لب اک آہ ماری
عقب[4] شوہر کے جنت میں سدھاری

گئی خاوند پہ قرباں دل و جان
رہی گلدستہ سو جنت میں خنداں

جو ماں نے دیکھ یہ احوال اس دم
جو کھینچی آہ یک دم پشت کر خم

عقب میں ان کے جا مادر بھی پہنچی
زمین غم کو ناخن سے کھرونچی

ہوئے تینوں بدم جنت میں داخل
فقیہ تو دیکھ یہ احوال غافل

کہ کیسی ماں بہو بیٹا تھا یاراں
ہے نازل جن پہ نت رحمت کا باراں[5]

عقیدہ ان کا کیسا اور وفا کیا
پہ تیرے دل کو اے غافل ہوا کیا

وہ کیسے لوگ تھے مقبول درگاہ
گئے قربان جو شہ پر اپنا بنگاہ[6]

وہب اور اس کی زن بھی نیک مادر
بنایا حق نے وہاں جنت کا افسر[7]

بھی دیگر ہے سبھی قوم جفا کار
وہ کہلاتے تھے سب اپنے کو دیندار

انھوں نے شہ کو پانی نہیں دیئے ہیں
انھوں نے مال و جاں قرباں کئے ہیں

انھیں حاصل ہوئی مادام[8] ذلت
انھیں حق سے ملی دائم کی دولت

انھوں کو خلق کہتا ہے زیاں[9] کار
انھوں سے خوش ہے سارا خلق غفار

انھوں کو زجر[10] و سختی ہے ہمیشہ
عذاب سخت کا ہووے گا پیشہ

انھوں کو جنت الفردوس اعلیٰ
ہووے گا ان کا محشر میں کالا

پڑی عبرت تمامی قدسیاں[11] پر
بڑا ماتم ہوا کروبیاں[12] پر!!

[1] یعنی عوض بدلا ۱۲
[2] یعنی بیمار ۱۲
[3] یعنی خوشخبری ۱۲
[4] یعنی پیچھے ۱۲
[5] مینہ برسات
[6] خاندان
[7] تاج پہنیوالے ۱۲
[8] ہمیشہ
[9] ٹوٹا پانیوالے ۱۲
[10] جھڑکی ۱۲
[11] فرشتے ۱۲
[12] مقرب فرشتے



حسینؑ ابن علیؑ سب لوگ لے کر
لگے رونے شہنشاہ زمانہ
جھڑی ہے دیدہ اٗلوان سے آگ
ٹپکنے کو لگی گردوںؒ کی آنکھاں
وہ تینوں پر تمامی یار روئے
تمامی یار اور بھائی برادر
مثال ابر باراں زار روئے
حسینؑ کے گرے آنسو زمیں پر
بہت ماتم کئے اعیانؒ و ارکاں
سیہ ہو ابر رویا آسماں پر
حسینؑ ذو الکرم یاروں کو لے کر
عزیزاں دیکھے اہل جفا کار
ادھر کا ایک جواں جاوے جو رن پر
وے عالم سبھی اک جا ملا تھا
لڑے کاں تک سبھی عالم سے یاراں
جواں مردی ستے یاروں کی شہ کے
یہ دو چاروں نے ایسی دھوم ڈالی
دے قسمت میں تھا ایسا ہی مرقوم
کھڑے تھے گمرہاں لڑنے کو تیار
مبارزؑ کو لگے موذی بلانے
حسینؑ ابن علیؑ کی صف کو قادر
دکھایا کوثر و طوبےٰ طہورا
دکھایا وہاں کی حوراں اور غلماں

وہبؓ کے سر کے تیں زانو پہ دھر کر
لگا رونے کو سارا کارخانہ
لگے رونے کو سارے ہو کے بیباک
لگے سب آہ کرنے دردناکاں
بھی سبط احمد المختار روئے
وہب اور مادر و زن پر الم کر
حسینؑ ابن علیؑ با یار روئے
ہوئے معدنؒ میں لعل اور یمؒ میں گوہرؒ
ہوا غمگیں الم سے چرخؒ گرداں
ہوا ماتم تمامی انس و جان پر
وہ مستوروں کو دفنائے مقرر
ہزاروں تھے کھڑے لڑنے کو تیار
ہزاروں کو لڑاوے جوں کبوتر
یہ دنیا دیکھ کر بیٹھا ہوا تھا
بھی سب تشنہ گرسنہ روزہ داراں
محباں اور ہوا داروں کی شہ کے
کئے لشکر کی نیمی پائمالی
شہادت پاویں گے شبیر مظلوم
ادھر سلطاں بمع لشکر تھے اسوار
لگے حضرت کے یاراں جلد جانے
کیا جلوہ بہشتوں کا مظاہرؒ
دکھایا منتہیؒ کا سب طہورا
دکھایا گلشن فردوس و رضواں

لہ یعنی آسمان ۱۲
کہ نجم ۱۲ سہ کہکشاں
ہ دریا ۱۲ ہ موتی
ہ بزرگ اٹک ۱۲
ہ آسمان چہنیدا ۱۲
ہ دو زمیں ۱۲ ہ

۳۳۰

باقی

پیاسے بھوکے ۱۲ ثلہ ظاہر ۱۲ للہ درخت طوبےٰ ۱۲ ثلہ شراب طہورا ۱۲ ثلہ سدرۃ المنتہیٰ ۱۲ ثلہ اڑنے والے ۱۲

حجابؔ ان کا اٹھایا حق تعالےٰ — دکھایا ان کو جنت کا اجالا
دکھایا تحتہا الانہار تجری — دکھایا سورۃ و الّیل فجری
دکھایا صحن بستان جلالت — دکھایا قصر ایوان شہادت
یہ دیکھے سو ہوئے یاراں دوانے — لگے ہیں ایک کے آگے ایک جانے

تمثیل از وقت موسیٰؑ و فرعون

بسان وقت موسیٰ عہد فرعون — مقابل تھا جو ساحر لے کے ملعون
وہ سحارؔ نے دیکھے ہیں عصا کو — کہ ایک لکڑی کی ضرب اژدہا کو
کروڑوں ساحروں کے مارؔ اجگر — نگلتا تھا سبھی موسیٰ کا اژدرؔ
وہ ساحر دیکھ کر گھبرا گئے ہیں — طرف موسیٰ کے ہو راضی کہے ہیں
آمنّاؔ رب موسیٰ اور ہاروں — یہ سنتے ہی ہوا غصے میں فرعون
کہا ایمان کیوں موسیٰ پہ لائے — اجازت کیوں نہ میرے سے منگائے
سو ان کے جرمؔ پر سولی منگایا — کہ میدان مقابل میں گڑایا
کھڑی کر دار کو موسے مقابل — زبان سے حکم کر کر اس نے باطل
کہ سیدھا ہاتھ بایاں پاؤں کاٹو — بھی سولی پر ابھی سب کو چڑھاؤ
خدا نے ان سبھوں پر لطف کر کر — دکھایا سب کے تیں جنت کے منظرؔ
دکھایا عیش جنت جاودانی — دکھایا حور و غلماں کی نشانی
دکھایا لمعۂؔ خورشید پنہاں — دکھایا عیش و عشرت کا گلستاں
سو وہ سب بیشتر سولی کے جا کر — کہے ہیں یک دگر سے جنگ کر کر
چڑھا مجھ کو چڑھا مجھ کو پکارے — ہوئے اک ایک جا سولی کے آرے
سو لگیں اک کو دس آ کر شتابی — شہادت کی ہوئی تھی اضطرابی
اسی موجب حسیناؑ کے ہوادار — تھے اک کے آگے اک جانیکو تیار
غرض سارے مسلمانان بہادر — گئے ہیں مار موذیوں کو گذر کر

لہ پردہ ۱۲ بلہ جنکے نیچے نہریں جاری ہیں ۱۲ سلہ ساحر کی جمع جادوگر ۱۲ سلہ سانپ ۱۲ ھ اژدہا ۱۲ ۶ہ اشارہ طرف آیہ کریمہ

۲۴

یعنی ایمان لائے ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے پروردگار پر ۱۲ ۷ہ گناہ ۱۲ ۸ہ دیدار ۱۲ ۹ہ آفتاب چھپے ہوئے کی روشنی ۱۲

رضائے شہ کی جو میدان پہ جاوے
پہ آخر کو شہادت کر کے حاصل
مفصل ذکر ان کا گر لکھوں میں
ولے کچھ مختصر یاروں کا مذکور
کلام طول سے وسواس کر کر
سو اس باعث کیا ہوں مختصر میں
شہادت پا سدھارے شہ کے یاراں
رہے انیس تن خویش و برادر
بھی مستورات فرزندان غمگین
کھڑے تھے شہ کے گرداں پیش خویشاں
وہ کیسے لوگ تھے یاران جانی
زن و فرزند اپنے شہ پہ وارے
بہت روئے ہیں یاروں پر شہنشاہ
درونوں سے آہ کا بھپکار اٹھ کر
گئے سب یار ہو دنیا سے فانی
بہت مردی سے صابر ہو کے ہمدم
ہزاراں آہ کر کر شاہ روئے
بہائے خون چشم ارغواں سے
بھی خویشاں سارے آئے شہ کے ملکر
محمدؐ مصطفےٰ کو یاد کر کر!!
امیر المؤمنینؑ شیر خدا کو
کہ یا شیر خدا وقت مدد ہے
حسینا سخت تر غم میں پڑا ہے

ہزاروں نابکاروں کو کھپاوے
ہوئے سب جنت العدنی میں داخل
تو سب اوراق ہستی کے بھروں میں
کیا ہوں محفل عالم میں مسطور
نہو تکلیف بزم سامعاں پر
قصص کہنے میں ہوں گا بیخبر میں
محمدؐ مصطفےٰ کے جاں نثاراں
بھتیجے بھانجے لخت پیمبر
تھا سب کا تشنگی سے حال سنگیں
سبھی درد و الم سے سینہ ریشاں
کئے حضرت کی خاطر جانفشانی
سعادت سے شہادت لے سدھارے
لگے کرنے کو با سوز جگر آہ
چلا جاتا تھا گردوں سے گزر کر
ملائیں جن کو ہرگز دانہ پانی
شہادت پا رہے جنت میں بے غم
کہ در آنسو کے مژگاں میں پروئے
بھبوکے آہ کے اٹھتے تھے جاں سے
لگے رونے کو ان کی بیکسی پر
پکاریں دم بہ دم اللہ اکبر
یہی کہتے تھے رو کر مرتضیٰ کو
خدا کا فضل تا روز ابد ہے
یہ اہل البیت کا والی خدا ہے

لہ دنیا کے اوراق ۱۲ سے لکھا ہوا ۱۲ سے سننے والوں کی مجلس ۱۲ سے قصے کی جمع ۱۲ ھے عورتیں ۱۲

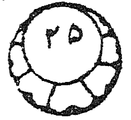


پیاس ۱۲ سخت غمگین ۱۲ دل ۱۲ آسمان ۱۲ پلک ۱۲ سرخ رنگ ۱۲

بھی کہتے کھڑے ہو شاہ غمگیں
سبھی حیران ہیں طفلاں تشنگی سے
حسینؑ ذوالکرم فرمائے یوں کر
سو وہ بھی جوش کھا کر خوں ہوا ہے
وگرنہ کاسۂ چشماں پر غم
یہ کہہ کر سارے زار و زار روئے
ادھر موذی منافق ایک ہو کر
دیکھے سلطان دیں نے روتے روتے
لے صف خویشوں کو جا صف کے مقابل
کھڑے جا کر رہے اللہ کے مقبول
دکھا پیتے ہو یہ شربت سو کیا ہے
کہے بدبخت مردودوں نے یوں کر
تمہیں ملتا نہیں اس کے سبب سے
شہنشہ نے کہے اے کور چشماں
ذرا شربت لے اپنے منہ میں یکدم
سو مردودوں نے لے شربت کو منہ میں
قسم اللہ اکبر کی ہے یاراں
دونوں لشکر کھڑے دیکھے ہیں اظہار
ہوئے حیران سارے ہوش کھو کر
ندامت کھا ہوئے ہیں منفعل سب
لگے پھرنے کو دل ساروں کے یکدم
پڑا تشویش میں لشکر کا لشکر
لگے آپس میں آپ ہی کلبلانے

جو آیا گھر سے یک آواز سنگیں
کہے ہو سہمگیں آشفتگی سے
مجھے جز آب آنسو نہیں بسر
لہو پینا نہ مومن کو روا ہے
ہیں خونی اشک سے لبریز ہمدم
زمیں کا فرش آنسو سے بھگوئے
بنا دیں شربتاں ٹھنڈے ہوا پر
وہ اپنا حال غم میں کھوتے کھوتے
چلے سبط رسول اللہ کامل
مخالف کو کہے اے قوم جہول
نہیں معلوم اس میں خون بھرا ہے
ہمیں پانی نظر آتا ہے اکثر
لہو کہتے ہو تم رنج و تعب سے
صحیح کہتا ہوں میں از حکم سبحاں
زمیں پر پھینک دے معلوم یکدم
سو پھینکے شاہ کے آگے زمیں میں
محمد مصطفیٰ کے دوستداراں
لہو تازہ نکل منہ سے ہوا بھار
رہے تصویر ساں خاموش ہو کر
سراں نیچے کئے ہو کر خجل سب
لگا ہونے کو کل احوال برہم
پھرے اپنے امیروں پر منفرد
لگے افسوس سے گردن ہلانے

۱ خوفناک ۱۲ ۲ پریشانی ۱۲ ۳ آنسو کا پانی ۱۲ ۴ پیالہ ۱۲ ۵ خون کا آنسو ۱۲



۶ بھرا ہوا ۱۲ ۷ اندھی آنکھ والے ۸ تصویر کے مانند ۹ پشیمان ۱۲

ہوئے حیران فعل منکری سے
کبھی جاتے رہے جنگل پکڑ کر
جو دیکھے سب نے حضرت کی کرامات
کبھی اپنا گریباں چاک کر کر
بہت نزدیک تھا خجلت[1] سے عالم
وے گر ہو قضائے پیک[2] طرار
عمر دیکھا چلا ہے ہاتھ سے کام
بہت گھبرا کے بولا سب کو یکدم
نہ ان باتوں کو مانو اے جوانو
سواروں کو لگا تاکید کرنے
حسینؑ ابن علیؑ دیکھے کر دشمن
بھی بوجھے دل میں ہے روز شہادت
سو نفریں کر پھریں سلطان عالم
چلے ڈیرے طرف آزردہ ہو کر
خوشی تیرے پہ میرا سر فدا ہے
تلک فوج مخالف سے مبارز
لگا دوڑنے[3] مبارز[4] کو بلایا!!
کہا کوئی بھی ہے جینے سے بیزار
سنا آواز جب شیر دل نے یوں کر
بھتیجا ایک حسینؑ محتشم کا
تھا اس کا نام عبدؓ اللہ مسلم
جواں تھا خوبرو خوش خلق قابل
بہت شہ زور تھا مردان نیکو

کبھی بیٹھے ہاتھ اٹھائے نوکری سے
پھرا یکبارگی احوال لشکر!
کبھی حسرت ستی ملنے لگی بات
اٹھاے اپنے سر پر خاک دھر کر
نکل جاویں ہم کو مار بر ہم
کیا لا کر کھڑی غفلت کی دیوار
لگا پینے کو دل میں زہر کا جام
بہت ہیں ایسی باتاں جانتے ہم
ابھی لیتے ہیں ان کو پہلوانو!
ہوا لوگوں کو دے تیار کرنے
کھڑے تیار ہیں لڑنے کو بن بن
نہ ہوویں زیر از روئے کرامت
ہوئے ہیں جن سبب تا حشر برہم
کہے صد شکر ہے اللہ اکبر
کہ میں بندہ ہوں تو میرا خدا ہے
ہوا میداں میں جوں خرگوش حاضر
بہت سختی سے گھوڑے کو پھرایا
جو دیکھے آکے میری ضرب[6] تلوار
تڑپنے کو لگے سارے بہادر
پسر مسلمؓ عقیلؓ محترم کا
ہوا میداں میں جانے کو عازم
سپہ گیری میں تھا رستم کا قاتل
پدر[8] کے غم سے تھا آزردہ مو ہو

کہے حضرت حسینؑ ذو الکرم نے
رسول اللہ کے سبط محترم نے

اسے دیکھے حسینؑ پاک معصوم
ہوئے ہیں اپنے دل میں سخت مغموم

بھی ان کا باپ آیا یاد اس دم
کیئے رو رو کے شہ نے پیرہن نم

کہے اے میرے نور العین منظور
خدا تجھ کو رکھے محفوظ و منصور

میرے بستانِ دل کا نخلِ گل تو
ہے میرے گھر کا ہر دم جزو کل تو

تیرا بابا شہادت پا سدھارا
بھی اس کے ہجر نے دن رات مارا

تجھے دیکھے سے تک بھولا ہوں وہ غم
بھی تو کیونکر مجھے کرتا ہے برہم

میرا فرزند کوئی جاوے تو بہتر
پہ تجھ کو میں نہ جانے دوں مقرر

بہت رو رو کے عبد اللہ مسلمؓ
کہا شہ کو اے شاہنشاہ مسلمؑ

ہزاروں جان مسلمؓ سے فدا ہے
تو میری جان کا وہاں ذکر کیا ہے

مرے والد کی خاطر آپ آکر
پڑے ہو موت کے حلقے میں یکسر

مرا والد ہوا قربان اول
سو میں بھی دوں گا اپنا جان اول

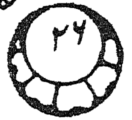
خدا اور مصطفےٰ خاطر شہنشاہ
مجھے بخشو پدر کے وصل کا جاہ

بہت شدت سے رویا کھینچ کر آہ
پکارا دم بدم اللہ اللہ!

حسینؑ ذو الکرم لاچار ہو کر
رضا دیتے ہوئے راضی قضا پر

فقیہ اب شاہ کے خویشوں کا مذکور
تو کر آداب اور قانوں سے سطور

یہ ہے شیر خدا کے آل کا جنگ
کہ جن سے عرصۂ دنیا ہوئی تنگ



شہادت حضرت عبد اللہؓ ابن حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بغم ماتم سے ہو خامہ سیہ تن
بھی کر کر اپنے دل میں غم کا مدفن

کٹا کر اپنا سر اول قلم کار
زباں کو چیر ہو غم سے دل افگار

چلا میداں میں ہو چاک گریباں
سروں کا کھیلنے کو جنگ چوگاں

وہ عبد اللہ بن مسلم جواں مرد
اڑا دے رستموں کے فوج کی گرد

ہوا ہے توسن خاص پہ اسوار | اولوالاجنح میں جوں شہباز طرار
سمند برق دم جوں باد طوفان | زمین سے تا فلک ہوتا تھا جنبان
اولوالاجنح بھی سن آواز اس کا | تھے حیران دیکھ کر پرواز اس کا
نہ ان کا وہم پہنچے اس کے دم کو | چلا تھا بے تکان کرتا عدم کو
کہوں کیا اس کی جست وخیز یاران | نہ جانے پیش دیوے وہم اسپان
زمیں پر سم کا یوں اٹھتا تھا نقشہ | ہوا کے وہم کو پیدا ہو رعشہ
زمیں پر ٹاپ یوں لگتی تھی اس کی | ثریٰ کے گاؤ کی بھی عقل گم تھی
بھی اس پر شہ جوان ایسا تھا اسوار | تھے جس کے مطلع الانوار رخسار
جوان ہاشمی مسلمؓ کا فرزند | عقیل محترم کا خاص دلبند
علیؑ مرتضیٰ کا لخت جان تھا | محمدؐ مصطفیٰ کا شہ جوان تھا
جگر خاتونؓ کا سب یاروں کا پیارا | کہ جس کا سن تھا پندرہ یا اٹھارہ
سب اہل البیتؑ کا مقبول ومنظور | سراپا صورت نور علیٰ نور
حمایل کرکے شمشیر یمانی | پلایا تھا اجل کا جس کو پانی
کہوں کیا آبداری اس کی یاران | خم قوس قزح تھا اس پہ قربان
جو ہم امتحان سے پار ہو وار | گذر جاوے ہے جوں صابن سے تار
بھی نیزہ اژدہا پیکر سا پیکان | ہووے ناگن کے سا ہاتھوں میں جنبان
تھا ترکش اس کا یوں تیروں سے معمور | کہ پہنچے تیر اس کا برق سے دور
سپر پشت منور پر جو خورشید | گمان اس پر ثریا وار ناہید
تبر خونریز بھی گرز گران بار | چڑھایا اپنے سر پر خود جرار
جھلم بکتر زرہ پاکھر بہ فولاد | سراپا ہو کے آہن پوش جلاد
بنام حق محمدؐ مصطفیٰ پر | حسینؑ ابن علیؑ آل عبا پر
ہوا ہے ہفت کرت شہ پہ ایثار | بہ بسم اللہ ہوا میدان پہ اسوار
تگاور ایسا میدان پر لگایا | گویا تارا فلک سے ٹوٹ آیا

(حاشیہ) اولو صاحب بازو یعنی پرندے ۔ تیز ۔ بیان زخبات ۔ گھوڑا بجلی کے دم ۔ والا ۔ گھوڑوں کا ۔ تا عرش ۔ زمین تا عرش ۔ پاکی ۔ پدر ۔ اولاد ۔



باقی

(حاشیہ) کمان آسمان ۔ ظاہر ہوتی ہے ۔ ڈھال ۔ ایک تارا ۔ فلک سوم ۔ کتاب ۔

ضریہ آیا تھا ان پر سخت و رزور
تگاور دیکھ عبداللہؓ کا بدکارؓ
سو عبداللہؓ قوی مسلم کا فرزند
اٹھا گھوڑے سے مثل گوئے چوگاں
لے آیا ہے حسینؑ ذوالکرم پاس
تصدق شاہ پر کر ہفت کرت
اٹھا نیزہ پہ وہ مردار مردہ
پھرا میدان پر سب کو دکھایا
کھڑا ہو کر کہا اے قوم بدکار
میں ہوں مسلمؓ کا فرزند دلاور بہادر
علی کا لخت جاں خاتون کا دلبند
میرے بابا کو تم کوفہ میں مارے
بھی اس بعد از حسین ابن علیؑ پر
مگر یہ کون ہیں نیں جانتے ہو
سمجھ اور بوجھ کر ہوتے ہو غافل
شفاعت ان کے جد کی نیں غرض ہے
صبا محشر میں مردودان گمراہ
نہ وہاں پھر اور کچھ تدبیر ہووے
بجز نار جہنم کچھ نہ پاوے
یہ کہہ کر دے تگاور جلد چالاک
کہا ہل من مبارز قوم اشرار
جو دیکھے تھے ضریہ پہلواں کو
جو سختی دیکھ کر اس کی ڈرے تھے

تھا اُس کی پہلوانی کا بہت شور
ہوا میدان میں مثل نقش دیوار
بہت جلدی پکڑ اس کا کمربند
کیا گھوڑے کے تیں میداں میں جولاں
وہ کھویا جان کو دہشت سے عباسؓ
پھرا مارا زمیں پر کر کے شدت
ہوا تھا استخواں کا اس کے خوردہ
انھیں فوج مخالف پر اُڑایا
ہو میرے روبرو آنا خبردار
عقیلؓ محترم کا سبط اطہر
محمدؐ مصطفےٰ کا آرزومند
وہ ہو مظلوم دنیا سے سدھارے
ہم کر کرے آئے سخت لشکر
نبیؐ کے سبط گر پہچانتے ہو
کئے ہو دشمنی سے دین باطل
تمھیں بس ظلم و سختی کا مرض ہے
جہنم کی تمھارے پر کھلے راہ
گلے میں طوق اور زنجیر ہووے
ابد تک تم کو دوزخ میں جلاوے
اڑایا گنبد افلاک پر خاک
کہ کون آتا ہے اب ہو نیکو فی النار
پھرا مارا تھا اس شدت سے اس کو
سبھوں کے تن میں انگارے پڑے تھے

چوگاں کا گیند ۱۲
شیطان ۱۲
ریزہ ریزہ ۱۲



پہچانتا ۱۲
جہنم کی آگ ۱۲
بڑی شر کرنے والا ۱۲
جہنمی ۱۲

ہراساں تھے جواناں کارزاری — کہ دیکھی تھی سبھوں نے اس کی خونخواری
عمر بن سعد دیکھا کوئی نہ جاتا — کہ ہو کر روبرو پنجہ ملاتا
نصیر ابن کعب تھا اک مبارز — کیا ہے اس کو اپنے پاس حاضر
کہا اس کو کہ اے مرد دلاور — تو جا جلدی جوان ہاشمی پر
بہت شہ زور ہے تو اے جوانمرد — اڑا دے پہلوان کی آن میں گرد
تجھے اس بعد ہووے سرفرازی — زیادی سے دلاؤں تجھ کو تا زی
یہ سنتے ہی اجل کا ہو کے خواہاں — چڑھا یا تن پہ سب لڑنے کا ساماں
لیا بھالا بڑا سخت سو فار — قبا سا تھا وہ جیسا آگ کا جھاڑ
لیا یک گرز جیسا کوہ الوند — لگے تھے خانہ اس کو بند در بند
ہوا تھا سخت ترگینڈے پہ اسوار — ہزار اسوار تھے اس پاس تیار
بڑا سردار تھا وہ فیل پیکر — تھی ہیبت زشت اس کی بوم یا خر
ہوا میداں میں جب وہ مرکب انگیز — تگاور دے کے آیا تیز در تیز
وہ عبد اللہ بن مسلم پہ آیا — بسان فیل کے گینڈا چلایا
حسینؑ ابن علیؑ دیکھے جو رن پر — نصیر ابن کعب گینڈے پہ چڑھ کر
دیکھے اس سخت موذی کو شہنشاہ — کہے حافظ ہے عبد اللہ کا اللہ
اٹھا ہاتھوں کو فرمائے ہیں رو کر — دے عبد اللہ کو نصرت کعب پر
وہ آتے ہی لگا کہنے کو بدذات — چلو تم آؤ سارے اب مرے سات
سو عبد اللہ زیادی سے ملاؤں — یزیدی سے تمھیں بیعت کراؤں
سو عبد اللہ سن کر بول اٹھے ہیں — وہ نابینائے باطن کو کہے ہیں
کہ اے مردود کیوں باطل سے جا کر — کریں بیعت کدھر آل پیمبر
نہ حق کے لوگ ہوں باطل پہ راضی — یہ کیوں خاصوں سے ہووے فعل ماضی
یہ ہیں آل رسول اللہ حق پر — کہ تم باطل پہ ہو سارے سراسر
سو عبد اللہ مسلم سن کے بولے — زباں سے بھید کی صندوق کھولے

۶۹ باقی

لڑنے والا ۱۲ — گھوڑا ۱۲ — تیر ۱۲ — نشان والا ۱۲ — شمشیر ۱۲ — ہیبت ناک ۱۲ — اُلو ۱۲ — گدھا ۱۲ — گھوڑا اڑانے والا ۱۲ — مدد ۱۲ — دل کا اندھا ۱۲ — گذرا ہوا کام ۱۲ — پیٹی ۱۲ — خوفناک ۱۲

کہا گر تم ہو حق پر اے جفاکار
تو ہووے مجھ پہ تیرا کارگر وار

و گر ہم حق پہ ہوویں تو مقرر
جو تو مجھ ہاتھ سے ہووے برابر

دونوں لشکر کھڑے سنتے تھے سارے
حق و باطل پہ دونوں قول مارے

یہ سنتے ہی رسول اللہ کے منظور
حسینؑ ابن علیؑ منصور و منشور

کہے دل میں الٰہی تیسر کرنا
تو عبداللہؓ کی حرمت کو رکھنا

کئے حضرت نے رو رو کر مناجات
کہے آمین سبھی یاران اٹھا ہات

نصیر اسوقت کھینچا گرز سنگین[1]
سو عبداللہ نے با صد زور و تمکیں

سپر[2] کو پھینکدے ہاتھوں سے زنہر
توکل سے کہا اللہ اکبر

سپر کا کچھ پتہ نیں ہے خدایا
پنہ تیرے کرم کا میں نے لایا

پھرا مردود نے وہ گرز سر پر
لگایا فرق[3] عبداللہ پہ یکسر

سو عبداللہ توکل کر خدا پر
سبھی اپنے جد محمد مصطفیٰ پر

سبھی کر کر یاد مولا مرتضیٰ کو
وہ شہباز سوار ہل اتیٰ کو!

لیا ہاتھوں پہ عبداللہؓ نے تھام
کھڑا تھا استقامت سے ہو رن تھام

سو اس کا گرز آ ہاتھوں پہ بیٹھا
جو پنجہ نقش ہو آہن[4] میں پیٹھا

ہو نقش کالحجر[5] گرز گراں[6] بار
لگا تب کھینچنے مردود بدکار

پیاپے تین زور ایسا کیا ہے
یہاں تک خون بینی[7] سے چلا ہے

تھکا مردود سو شرما کے بولا
اٹکتا خوف سے تب لب کو کھولا

کہا تو زور کر دیکھوں تو کیا ہے
سو عبداللہ مسلمؓ نے سنا ہے

وہ دو پنجے گڑے تھے اسمیں ایسے
کہ جیسا موم میں فولاد پیٹھے

خدا اور مصطفیٰ کا نام لے کر
ولی اللہ سے زور انعام لے کر

کیا یک گرز سہلا شاہزادہ
سبھی نعرہ کر کے بے اندازہ تازہ

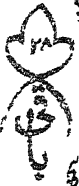
کہا اللہ اکبر زور کر کر
کیا نعرہ بہت کچھ شور کر کر

وہ سن نعرہ ہوا بے ہوش مجہول
سپہ گیری کا سارا فن گیا بھول

[1] بھاری کا گرز ۱۲
[2] ڈھال ۱۲
[3] سر ۱۲
[4] لوہا ۱۲
... پیشانی
[5] نقش کیا پتھر پر
پنجے گرز ۱۲
[6] بھاری ۱۲
[7] ناک سے ۱۲

لیا ہے کھینچ کر گرز گراں کو
قضارا وار آیا اس کے سر پر
سپر پر گرز کالا کا تڑاقا
گویا بجلی جھڑی یک دم زمیں پر
لگا تھا رُخ پہ اس مردود کے گرز
ڈھلا یکبارگی گردن کا منکا
وہ اوندھے منہ گرا ہرنے کے اوپر
کمانیں تیر رکھ گینڈے پہ چھوڑا
سو گینڈے نے پھرایا منہ کو یکدم
چھپایا اس کی مقعد میں جو انمرد
مخالف کی طرف دوڑا اچلا زدہ
بھڑکنے میں ڈھلا یکبار مردہ
ہوا را گر پڑا آکر زمین پر
چھپی بھالے کی جب جب نوک اس کو
عقب میں اس کے نیزے کو چھو کر
چلا تھا اسپ پھیرا تا زمیں پر
ادھر گینڈے کی ٹھوکر سے سواراں
ادھر گرز گراں کے ہاتھ کاری
سو گینڈا ہو بلا لشکر میں پیٹھا
ادھر کے لوگ بھاگے ہیں ادھر کو
پڑی ہر سمت بھاگا بھاگ ایسی
اگر ہوتی انھوں کو چشم باطن
ولے مردود اس دم شمر جوشن

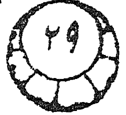
اسی کا وار مارا پہلواں کو
سپر آگے کیا فولاد پیکر
ہوا ہے زور سے ایسا کڑاقا
سپر کے اڑ گئے ٹکڑے ہو پر
گرا تھا اس پہ گویا کوہ البرز
لگی جو ضرب تو گینڈا بھی بھڑکا
تلک جلدی سے عبداللہؓ نے پھر کر
وہیں گینڈے کی سیدھی آنکھ پھوڑا
سوے نیزہ کو عبداللہ مسلمؓ
بھڑک گینڈا اڑایا صحن کی گرد
یزیدوں میں اٹھا یکبارگی شور
نصیر ابن کعب جو ضرب خوردہ
رکاب اندر رہا اک پاؤں پھنسکر
وہ گینڈا چونک کر دوڑے بہر سو
رے سیدھے ہاتھ میں گرز مظفر
سپاہِ گرز کے لگتے تھے اس پر
گرے ایسے کہ جوں قطرات باراں
لگا ہونے کو سب لشکر فراری
ہوا ایک شور و ہنگامہ غضب کا
اُدھر کے دوڑتے پھرتے ادھر کو
گنہگاروں کی ہو محشر میں جیسی
کرشمہ دیکھ رہتے ہو کے ساکن
کہ وہ بدکار بدمردود بدظن



پیادے لے کے تیر انداز سارے
بدن گینڈے کا ایسا ہے مقرر
لگے جب تیر گینڈا ابن کعب کا
بہت اڑ اڑ کے دوڑا زور کر کر
وہ عبداللہ مسلمؓ شیر صفدر
پڑا جا قلب اسواروں میں گینڈا
جو بیٹھا گڑ گڑا کر سخت اودھوت
چلے جب بے تکان کرتا ہو ہر سو
ہو اس کی ٹھوکروں میں ریزہ ریزہ
بھی گینڈا جا گرا آیہ قلب لشکر
کنارے ہوگیا مردود خناس
تلک پہنچا وہ گینڈا رن کے درمیان
سو عبداللہ مسلمؓ کی نظر تب!
خدا کا شکر کر گرز مارا!
زمیں پر گر پڑا شدت سے بدکار
وہیں اس کا لگا پتھر پہ در زور
ہوا اس طرح کا اس وقت گھمسان
نکل جاویں جو میدان سے گذر کر
بہت نزدیک تھا بھاگے جو لشکر
دیکھا اس نے وہ گینڈے کو بھگایا
ادھر بھائی نصیر ابن کعب کا
کمان سخت سے ناوک کا پیکان
سو عبداللہ کو وہ تیر آکر

وہ گینڈے پہ چلائے تیر بھالے
لگے نیں اس پہ پیکاں نوک نشتر
زیادہ زور اور شدت سے بھڑکا
گرا جا قلب لشکر پر مقرر
چھپا نیزہ چلایا ہے عمر پر
عمر کے سر پہ جا اڑتا تھا جھنڈا
بلا توتھی پہ اس کو بھی لگا بھوت
نصیر ابن کعب لٹکا تھا پیچھو!
ہوا فی النار وہ مردود بیشر
عمر بن سعد دل میں خوف کھا کر
سواروں کے کھڑا پیچھے کو ہو پاس
ہوا تھا بھاگنے سے خلق حیران
عمر پہ جا گری تھا بھاگتا جب
گرا دہشت سے موذی اسپ پارا
وہ اوندھے منہ ہوا یکدم نگونسار
گرے دنداں مقابل کے نیں کو زر
یزیدوں پر ہوا وہ روز جوں شام
مگر وعدہ قضا کا حق ادا کر
ہوا پیک قضا اس وقت حاضر
طرف جنگل کے اس کو رہ دکھایا
مگر زادہ تھا وہ موذی کلب کا
چلایا بے تحاشا تیر شیطاں!
گذر گدی سے نکلا طرف دیگر

له گرسکے درمیان ۱۲
له جہنم میں گیا ۱۲
له لشکر کے درمیان ۱۲



له اندھی آنکھ ۱۲
له قضا کا قاصد ۱۲
له کتے کا جنا ہوا ۱۲

سو عبد اللہ بن مسلم جواں مرد
کیا تھا سخت کوشش جنگ پر جہد

کہ پنجاہ زخم تھے جاری سراسر
گل لالہ کھلا تھا گلبدن پر

ہوا پیکاں ادھر سے پار یکبار
سو گذرا گوش کے سوراخ سے پار

سو عبد اللہ نے اس دم چرخ کھا کر
ہو لرزاں غش سے جوں خورشید خاور

وہ گویا بدر جوں ڈھلنے لگا ہے
کہ جیسا مشتری کا نزل ہے

حسین ابن علی دیکھے سو اس دم
لپک کر وہاں سے رن پر مثل ضیغم

دونوں ہاتھوں سے جوں خورشید جھیلے
تھے جس پر ماہ کے قرباں قبیلے

سو عبد اللہ بن مسلم کو لائے
بہت رو رو کے زانو پر سلائے

انھوں بھی کھول آنکھاں شہ کو دیکھے
سرشک گرم سے آنکھوں کو سینکے

کہے اے عم بزرگوار مقبول
مجھے محشر کے تیں زنہار مت بھول

جو میں تشنہ ہوں اس باعث سے کر کر
پلاتے ہیں مجھے کوثر پیمبر

فدا تم پر سے ہو پیتا ہوں اسکو
یہی کہہ کر لگائے جام لب کو

حسین ابن علی دیکھے سو رد کر
کیے ماتم سبھی آل پیمبر

لگا رونے فلک با آہ و زاری
لگے رونے کو سب ابر بہاری

کیے ماتم سبھوں نے آہ کر کر
شہنشہ جب کہیں اللہ اکبر

وہ عبد اللہ مسلم در جناں باد
کہ بر قتل د شہادت آفریں باد

ادھر دیکھو عمر بن سعد کا حال
گرا گھوڑے سے تھا بدبخت بدفال

سمٹ کر ہڑبڑا لرزاں ہو مردود
وہ اپنے تن کو کر کر صاف مردود

بھی دھویا ہاتھ منہ پانی لگا کر
چڑھا ہے ہر طرح گھوڑے کے اوپر

بلا کر فوج اور سردار بدکار
دیا زر اور خلعت سب کو بسیار

کیا تیار ساری فوج پھر کر
ہوا پھر آپ بھی اسوار ڈر کر

بجبراً فوج کے آیا مقابل
مبارز ایک تھا مردود جاہل

تھا اس کا نام بن ضرغام سرسام
خر دجال تھا موذی سیہ فام

نہ تھی اک آنکھ اس کو مثل دجال ‏ ‏ اڑانے پر چڑھا تھا سخت سنجال

بڑا تھا ڈیل جوں لندھور سعدان ‏ ‏ ہوا میداں میں مثل خرس جنباں

لگا ور دے کے ارنی کو چلایا ‏ ‏ تکبر سے مبارز کو بلایا

وہ عبداللہ پسر شاہ حسنؑ کا ‏ ‏ جگر گوشہ امام محترم کا

حسینؑ ابن علیؑ کے پاس یکدم ‏ ‏ حسنؑ بن شاہ عبداللہ مکرم

قدم پر سر رکھے بہر اجازت ‏ ‏ لگے کرنے کے تیں حضرت کی منت

حسینؑ ابن علیؑ کہتے تھے رو کر ‏ ‏ سرشک خوں سے اپنے منہ کو دھو کر

حسنؑ شہزاد کا نور البصر تو ‏ ‏ بھی خاتونؑ اور حیدرؑ کا جگر تو

رسول اللہ کا نور العین منظور ‏ ‏ چچا اپنے سے کیوں ہوتا ہے تو دور

مرے فرزند تم کٹ کر مروگے ‏ ‏ تو میری زندگانی کیا کروگے

سو عبداللہ حسنؑ فرمائے یوں کر ‏ ‏ میرے یارو برادر سارے کٹ کر

رسول اللہ سے جا کر ملے ہیں ‏ ‏ گویا گل ہو کے جنت میں کھلے ہیں

خدا خاطر مجھے امر اجازت ‏ ‏ اگر ہو تو کروں موذیوں کو غارت

بہت رونے لگے سو شاہ گیانی ‏ ‏ کہے ان کو ز روئے مہربانی

خدا حافظ ترا پیارے بھتیجے ‏ ‏ کھلے ہیں تجھ پہ جنت کے دریچے

اجازت پائے عبداللہ غازی ‏ ‏ بنام حق چلائے رن پہ تازی

عجب تھا ان کا رخش باد پیماں ‏ ‏ ہووے شہباز ساں ہر لحظہ جنباں

تھا نہ گردوں سا اس کا زین زریں ‏ ‏ مرصع نقش تھے جوں عقد پرویں

تھے دونوں سمت اس کے مہر اور ماہ ‏ ‏ جلاجل تسپہ خلخال دلخواہ

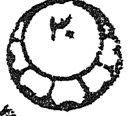
سمند تیز رو ایسا تھا چالاک ‏ ‏ زمیں تھی جس کی ٹاپوں سے جگر چاک

کرے جب بے تکاں وہ رخش رہبر ‏ ‏ ثریٰ کی ماہیاں کانپے تھیں تھر تھر

سوار اس کو اگر جنبش کراوے ‏ ‏ بکل کرشش جہت کے پار جاوے

سو دیکھے اسپ پر شہزادہ شہزور ‏ ‏ ہوا خورشید جوں اسوار پر شور

۱؎ پیچھے ۱۲ ۲؎ ارنی مشہور بیجوان ہے ۱۲ ۳؎ آنحضور ۱۲ ۴؎ آنکھوں کی روشنی ۱۲ ۵؎ کھڑکیاں ۶؎ گھوڑا ۱۲ ۷؎ گھوڑا ۱۲ ۸؎ بلند والے ۹؎ آسمان ۱۲



۱۰؎ جرار ۱۲ ۱۱؎ طوفان ۱۲؎ وہ زیور ہے جب کہ پاؤں میں ۱۳؎ شیر پہنتے ہیں ۱۲ ۱۴؎ چلنے والا گھوڑا ۱۲ ۱۵؎ تحت الثریٰ کی مچھلیاں ۱۶؎ دنیا ۱۲

تگادر ایسا میدان پر لگایا!
چلے جس وقت عبداللہ رن پر
چچا بھائی پڑھے انا فتحنا
چلے سبط رسول اللہ کے گل حب
حسنؑ بن شاہ عبداللہ گیانی
سراپا مطلع الانوار تابان
مبارک چہرہ باشان عالی
گلے میں کہکشاں سا کر یک آویز
کہ جس کا وار ہووے کوہ سے پار
تھا نیزہ اژدہا پیکار سو فار
سپر تھی پشت پر جوں مہر خاور
بہت اونچا تھا گھوڑا دو رکابہ
سوار اس پر حسنؑ کا لخت جان وہ
عجب سرعت سے کچھ کرتا تھا جولاں
مخالف کا مبارز تھا جو ضرغام
سو عبداللہ حسنؑ دے کر تگادر
ہوا اس طرح ٹاپوں کا پکارا
لگا ہلنے کے تیں دھابہ زمیں کا
تگادر ایسا ارنی کو لگایا!
نہ تابش لا سکا جاموس منحوس
نہ پیچھے پھر کے دیکھا فیل پیکر
تگادر اسپ کا ارنی نے سن کر
گویا ابر سیہ جاتا ہے یکدم

وہ ارنی کے مقابل کوہ آیا
سبھوں نے بول اٹھے اللہ اکبر
گلے میں پہن نصر اللہ کا بانا
لگے رونے جہاں کے جزو کل سب
کھلا تھا جس پہ گلزار جوانی
گویا تھا شعلۂ خورشید لمعاں
جوان ہاشمی جو بے مثالی
بھی اس ہیں تیغ عباسی بہت تیز
گذر جاوے وہ جوں صابن ستی تار
جو ہووے شطحۂ فولاد سے پار
تھے اس پر گل جڑے جوں بدر انور
فلک سے چھین لیوے آفتابہ
چلا کرتا صحن پر بے تکاں وہ
یون تھی ٹھوکروں میں جسکی غلطاں
کھڑا تھا چڑھ کے ارنی پر وہ گمنام
کئے نعرہ بدم اللہ اکبر
جو لرزا کربلا کا دشت سارا
غبار یکدم اٹھا فتنہ و کیں کا
وہ حملہ دیکھ ارنی سٹ پٹایا
بھڑک بھاگا ہے وہ میدان سے یا سوس
چلا صحرا طرف دہشت سے جوں خرس
وہ بھاگا اس طرح سے نحس اکبر
گیا جنگل طرف واللہ اعلم

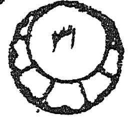
ے بہادر ۱۲ ے پھول
ے چھوٹے اور بڑے
ے روشنیوں کے نکلنے
کی جگہ ۱۲ ے چھپا ہوا
ے چمکتے ہوئے آفتاب
ے شعلہ ۱۲ ے فولاد
کی چھت ۱۲ ے شترا



کا آفتاب ۱۲ ے فولاد
کی چھت ۱۲
ے دشمن ے نا امید
ے ہاتھی کی شکل
والا ۱۲ ے گدھا
ے گھوڑے سے کے
دوڑنے کی آواز ۱۲

سو وہ ضرغام بن سرسام بیکام
گرا اس طرح شدت سے زمیں پر
سو اس کے بند سارے ہوگئے ٹکڑے
لجائے مالک دوزخ کے نزدیک
کیا ہے ہاویہ میں اس کو داخل
لگا کر بے تکاں پر اپنا تازی
صحن میں اس طرح گھوڑا پھرایا
گہے جنباں گہے جولاں گہے دور
ہر اک چکر میں گھوڑے کو پھراوے
سو پھر ضرغام کا بھائی تھا فرخام
ہوئی کالی بلا میداں پہ پیدا
اٹھا نعرہ کئے سوز جگر سے
حواس اس کے ہوئے گم گشتہ یکدم
اسی گرمی میں عبداللہ شہ زور
وہ پہلے گم تھا یک آواز سن کر
اڑے جوں پیکر ہاتھی کے پرزے
یہ دیکھے سو پلیدی ہوش کھو کر
پسر فرخام کا تھا سخت منحوس
تن اس کا سخت تھا آہن کے مانند
تمام اسوار کاری فیل پیکر
سو وہ بدبخت اپنے لوگ لے کر
سو عبداللہ خدا کے شیر کا جان
سیادت کو ہوا جوش شہادت

گرا اس پر سے نیچے نطفۂ خام
گئی اس کی صدا چرخ برین پر
معذب کے ملائک آ کے پکڑے
سو اس نے دیکھتے وہ نقل تاریک
یہ جب دیکھے ہیں وہ مردود جاہل
لگے کرنے کے تیں میداں پہ بازی
جو خنگ آسماں کو چرخ آیا
ہزاراں بازیاں کرتا تھا ہر طور
صدا اہل من مبارز کی سناوے
چلا لے گرز و نیزہ سخت صمصام
سو عبداللہ حسنؑ ہو حق کا شیدا
جو لرزا پہلواں بھی اس کے ڈر سے
کہ لرزا کربلا کا سارا عالم
چلایا اس کے سر پر گرز در زور
بھی تسپر آ گرا جب گرز سر پر
ہوا نے ہاویہ کی طرف پھینکے
لرزتے تھے بسان بید تھر تھر
تھا اس کا ڈول مثل فیل منکوس
ہزار اسوار کا تھا سخت خاوند
مع ہتھیار و با فولاد و پاکھر
گرا یکبار عبداللہ کے اوپر
محمد مصطفےٰ کا نخل بستان
نظر آنے لگی وہاں کی سعادت



مے وصلت سے سو کر مست و بیباک
ہزار اسوار کے حلقے میں غازی !
لگا دوے پہ گھوڑے کو جو افرد
مقابل ہو کسی پر گرز مارے
کسے دہنے کسے بائیں لگا دے
لگا دے ایسے گرزوں کے سپاٹے
ہزار اسوار میں پھرتا تھا ہر سو
بدن سالم تھا عبد اللہ کا وہ اتنک
پسر فرخام کا یک گرز لے کر
کھڑا دیکھا تھا عبد اللہ کے ہاتھ
ہوا دو چار عبد اللہ سے مردود
چلایا سر پر عبد اللہ کے بدکار
پکڑ کر بند دست اس کا سراسر
گرا آمود جوں استون دوزخ
سو اس کا ہاتھ بازو سے اکھڑ کر
بسان چوب اس کے سر پہ مارے
بھڑک گھوڑا لیا جنگل کا رستہ
بھی اس کی فوج نامی تھی سو اس کو
گرے تھے ہر طرف مردوں کے انبار
ہوا تھا فرش مردوں کا زمیں پر
مخالف دیکھ یہ گھمسان قتال
اگر ان کو ملے کھانا و پانی !!
وہ عبد اللہ نے سب کو فنا کر

کئے ہیں ہاتھ کو جوں برق چالاک
لگا کرنے بسان شیر بازی
اڑانے کو لگا تدبیر سے گرد
اسے گھوڑے کے ساتھ یکدم اٹھائے
الٹ کر منہ کبھو پیچھو پھرا دے
کہ جس کا شور سنتے کوہ پھاٹے
درختوں کی طرح گرتے تھے بدخو
جو پہنچے فوج کے سردار خاں تک
سواروں کے عقب استاد ہو کر
ہوئی یکبار وذی کی ملاقات
اٹھا کر اپنے سر پر سخت آمود
سو عبد اللہ اچھل گھوڑے سے یکبار
جو جھٹکے زور سے شاہ غضنفر !
پکارا مر گیا آوخ ہے آوخ
مع دستانہ عبد اللہ نے لے کر
اسی کے ہاتھ سے اس کو لتھاڑے
ہوا فرخام بن گمنام گشتہ
کئے گرز گراں سے پست ہر سو
نہ جس کی جانورے بوٹے زنہار
ہوئے وہ نحس پیکر سب برابر
لگے کرنے کے تیں اپنے میں یوں قال
تو یک کے ہاتھ سے لشکر ہو فانی
چچا کے پاس آئے ہیں زغن کر

بجلی ۔ پہاڑ ۔ ایک ۔ ہتھیار ۔ شمشیر ۔ بھاگ ۔ افسوس
۲۵ باقی
لکڑی ۔ غائب ہو گیا ۔ بھاری گرز ۔ ڈھیر ۔ گفتگو

کہے رو رو کے اے سبط پیمبر ⁂ ملے پانی اگر مجھکو ذرا بھر
تو پھر انشاء اللہ یہ فوج مقہور ⁂ ہو دنیا پر سے جوں قطرے بلا دور
یہ سنتے بول اٹھے عالم کے سلطاں ⁂ حسینؑ ذوالکرم تصدیق ایماں
کہ اے لخت جگر حیدر کے دلبند ⁂ فلک سے راہ پانی کی ہوئی بند
نہیں ہم کو یہاں پانی ملے گا ⁂ وہاں اس بھید کا عقدہ کھلے گا
نہ یاراں یہ سخن ہے بولنے کا ⁂ نہ یہ عقدہ یہاں ہے کھولنے کا
یہاں سے آب خنجر نوش کر کر ⁂ زباں کو صبر سے خاموش کر کر
ابھی اس بعد از ہو عیش جاودانی ⁂ پلاویں سرد تر کوثر کا پانی!
وہاں آدم سے تا احمد اللہ ⁂ تمھاری لب سے تکتے ہیں کھڑے راہ
وہاں کے درجۂ علیا کو دیکھو ⁂ یہاں کا وہاں نہ آوے یاد یک مو
یہ سنتے ہی وہ عبداللہ شبر ⁂ تصدق ہفت کرت ہو کے شہ پر
نگاور دے سمند بادپا کو ⁂ کہ جس پر رشک آتا تھا ہوا کو
اڑا یہاں سے وہاں تک ہاں یہاں تک ⁂ پون پہنچے نہ جس کے بے تکاں تک
گرا جا قلب لشکر پر جواں مرد ⁂ سواروں کی اڑائی ہر طرف گرد
کیے ہر سمت ایسی مار اور مار ⁂ زمیں پر سخت مردوں کا ہوا بار
ادھر سے پیٹھتے ہی گرز جڑتے ⁂ اُدھر سے تیغ سے صف کو کترتے
دے سیدھی سمت نیزے کے تڑاتے ⁂ طرف بائیں تبر سے سب کو کاٹے
گئے ہر طرف سب کو زیر و بالا ⁂ عمر کا منہ ہوا اس وقت کالا
بلایا بختری اور تفتری کو ⁂ وہ دو سردار موذی منتری کو
ہر اک کے ساتھ دے اسوار کاری ⁂ مبارز سخت مردان کارزاری
سپاہی سخت بکتر پوش جرار ⁂ سرفن دس ہزار اسوار تیار
کہا دونوں کو وہ مردود خناس ⁂ کہ تم نے رکھ کے ایسی فوج کو پاس
نہیں لڑنے کو جاتے ہو سبب کیا ⁂ جو شرماتے ہو عورت ساں سبب کیا

لہ گرہ مجازاً بھید کے معنی میں آتا ہے ۱۲
لہ تلوار کا پانی ۱۲
لہ بہشت کا عیش ۱۲
لہ بہت ٹھنڈا ۱۲
لہ اونچا مرتبہ ۱۲
لہ سات مرتبہ ۱۲



لہ گھوڑا ہوا کی طرح دوڑنے والا ۱۲
لہ لشکر کے درمیان ۱۲
لہ گھاڑی ۱۲
لہ بہتان لگانے والے ۱۲
لہ شیطان ۱۲
لہ بہادر ۱۲
لہ طرف
لہ تلوار

دونوں یلغاؔر کرکے اس کو مارو
یہ سنتے بختری اور تقتری مل
لگی ہونے کو سنگیں مار ہر سو
ہوئے گرمی سے یکدم شعلہ انداز
گرجنے کو لگے جوں رعد گردوں
چلانے کو لگے گرزؔ گراں بار
مخالف چار ہزار اسوار باہم
پڑا ایک معرکہ غلغال دغوغا
سو عبداللہ سے کر گرزِ سنگیں
گرے جس پر غضب کا گرز یکدم
پھرا کر گرز مارے شاہ رن سو مد
بہر جانب لگا کر وار شہزاد
مخالف بھی پلٹ کر وار ماریں
سو عبداللہ حسنؑ باسعیؑ کامل
نہایت گرم ہو کر گرز مارے
پھریں ہر سمت غازی مار کرتے
کھڑے تھے بختری اور تقتری مل
جو دیکھا بختری سو خوف کھا کر
وہ عبداللہ نے دیکھے سو لپک کر
اٹھا گرز گراں سر پر پھرایا
دونوں کے پرزے پرزے ہو اُڑے ہیں
ہوا غوغا پکارا آہ مارا
وہ عبداللہ غازی کرکے بازیؔ

جوانمردی کرو جلدی سدھارو
سواراں سے ہوئے غازی پہ حایلؔ
سو عبداللہ حسنؑ نے دیکھ سب کو
لگا اٹھنے کے تیں گرزوں کا آواز
لگے گرنے زمیں پر برق ہو جوں
لگے ہونے کے تیں مردود مسمار
گرے جب آکے عبداللہ پہ یکدم
ہوا احوال جوں محشر کا برپا
لگے ہیں مارنے بازور و تمکیں
ہووے فی الحال در نارؔ جہنم
سواراں ہو کے پرزے جا اڑیں دور
کئے اس فوج کو گرزوں سے برباد
لگے ٹھوکر تو دوزخ میں سدھاریں
ہزاروں کو کئے دوزخ میں داخل
بہت سردار گرزوں سے لتھاڑے
سو پہنچے درمیاں یلغار کرتے
وہاں پہنچے جو عبداللہ پیدل
لگا ہٹنے کو پیچھے زادہؔ خر
پکڑ کمر دوال زور آور
وہ فرقِ تقتری پر جا لگایا
جو دیکھے سو نہایت تھرتھرے ہیں
ہوا ایک بارگی لشکر اڈؔارا
لگا ورد سے اچھالے پھر کے تازی

ئے گھیرکر ۱۲ ئے گھیرنے
والے ۱۲ ئے بھاری
گرزوالا ۱۲ ئے دوزخ
کی آگ میں ۱۲ ئے



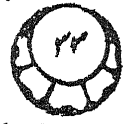
باقی

دشمن ۱۲ ئے کوشش
ئے گدھے کی اولاد
ئے سر ۱۲ ئے پریشان
ئے گھیل ۱۲

پھر اک گرز پھینکے دشمنوں پر
لگے شمشیر سے صف کو کترنے
نہ رستم نے کبھو وہ جنگ دیکھا
ہوئی اس طرح کی واں تیغ بازی
وہ سب یلغار یک دم صاف کر کر
نمط غرباں سب تن چھن گیا تھا
سو عبداللہ نہایت مضمحل تھے
حسینؑ ابن علیؑ کے بھائی اکثر
ابوبکرؓ و علیؑ عونؓ علی مل
بہت زخموں سے تھے رنجور شہزاد
جگر بھڑکا تھا سوز تشنگی سے
علیؑ اور ابوبکرؓ بھی عونؓ غازی
بھتیجے پاس پہنچے دونوں شہزور
سو عبداللہ کو لے کر درمیانے
بدن زخموں سے تھا از بسکہ رنجور
تھا اک دجانہ مردود و خونخوار
سوان کی پشت انور میں متقرر
بدن غرباں ساں تھا سخت پنجر
سو عبداللہ کہے اللہ اکبر
ہوا آواز گردوں سے الم کا
ابوبکرؓ علیؑ اور عون مل کر
ہوئے گرمی سے جوں شعلے کے مانند
ابوبکر علی آگے نکل کر

ہوئے اسوار دس بارہ برابر
لگے ہیں بے طرح کا جنگ کرنے
ہر اک تن خوف سے دلتنگ دیکھا
لتھاڑے سب کو عبداللہ غازی
ہوا تھا سب بدن زخموں سے پنجر
نہ تل رکھنے کو خالی کہیں جگا تھا
بہ ظاہر داب سے فولاد دل تھے
تھے دیگر عورتوں سے بالمقرر
بھتیجے کو ہوئے دو عمؑ شامل
بھی اس پر کھینچ تیغہ مثل جلاد
کھڑے ثابت تھے وہ مردانگی سے
چلائے دونوں برق انداز تازی
ہوئے دونوں طرف دو شیر فی الفور
چلے آہستہ لشکر کے میانے
ز فرق تا بہ ناخن پائے تھے چور
بسان چور آ پیچھے سے بدکار
چلایا زور سے نیزہ شرر خر
ہوا سینے سے تب سوفار باہر
گرے خورشید ساں فرش زمیں پر
کھلا احوال سب ملک عدم کا
دیکھے دجال دجانہ کو پھر کر
نگا ور دے فلک نیلے کے مانند
چلا تھا بھاگتا دجانہ اس پر

ل۱ دشمنوں کا حلقہ ۱۲
ل۲ چھلنی ۱۲ ل۳ آزردہ
ل۴ بیجا ۱۲ ل۵ سرد ۱۲
ل۶ لدے کا سردار
ل۷ چھلنی سے کے مانند
ل۸ ہندی کا اسم فاعل



یعنی جسم
تیسیب ہے سکراویتی
طرح چھلنی یا پیکر سے
طرح جسم مبارک
کا اسی طرح
سر کا بیٹا تھا اس
میں سوئی چھید نہیں
سکتی تھی ۱۲

لگائے دوڑ کر نیزے کی ادجھڑ … ہوا خم جو گرے یکدم زمیں پر
سو عون ابن علی نے پہنچ اس دم … پکڑ گردن اٹھائے اس کو ضیغم
پھرا سر پہ اڑایا زور کر کر! … پڑیدوں کے گرا لشکر کے اندر
زمیں لگتے ہوا خشخاش مانند … ہوا ہر دار تن سب پاش مانند
سو عبد اللہ ہوئے جنت میں داخل … گیا دوزخ میں وہ مردود قاتل
ابوبکرؓ علی اور عونؓ شہ زور … اٹھا کر لاش عبد اللہؓ کی فی الفور
حسینؑ ابن علی کے پاس لائے … دل مجروحؑ کو پھر دکھ دکھائے
بہت روئے امیر المومنینؑ نے … حسینؑ ابن علیؑ سلطان دیں نے
بہت روئے سبھی بھائی چچا مل … کئے انجوان سے سب میدانیں گل
کہ اس ماتم کو محشر تا لکھوں میں … بہ محشر اشک میں خس ہو رہوں میں
گئے دنیا سے اور جاویں گے سارے … بجا قاسمؓ کی شادی کے نقارے

بیان شادی شہادت حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ

فقیہ مت اتنے غم میں ہوش کھو تو … بھی ٹک غم دل کے مژگاں میں پرو تو
رواں کر اشک خونی سے مسلسل … کھڑا کر جنگ میں شادی کا دنگل
شہابی اشک خونی کو رواں کر … ہنے قاسم کی شادی کا بیاں کر
حسنؑ شاہ ولایت کا جگر بند … علی مرتضیٰ کے دل کا پیوند!
حسینا کا بھتیجا جان تھا تونؓ … رسالتؐ کے صدف کا دُرِّ مکنون
تھا بارہ سال کا سن عیش کے ولہ … حسینا پاس تھے مادام ساکن
مبارک چہرہ جوں شعلۂ نور … ہوویں خورشید و مہ جس پر بلا دور
دو رخسار گل رعنا قمر دار … مبارک مطلع الانوار دیدار
مُشعشع لمعۂ رخشان و تاباں … زمین و آسماں ہیں جن پہ قرباں
جبیں جوں تختۂ الماس شفاف … نہ ویسا ہو حلب میں آئینہ صاف

لہ ذبیح
لہ نیزہ ۱۲
[illegible]

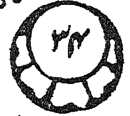


لہ ہمیشہ ۱۲
لہ قربان ۱۲
لہ کرن رکھنے والی
چمکتی ہوئی روشنی ۱۲

نگر تھی دوح مروارید پر آب
یل شہ نور حیدر کا غضنفر ؏
تھے روئیں تن سپہ گیری میں چالاک
جو دیکھے اپنے بھائی کی شہادت
بہت بے کل ہوئے اور سخت روئے
کہے جا کر حسینؑ ابن علیؑ کو
کہ اے حضرت عموؑ صاحب کرم کر
جو اس میدان سے گوئے سعادت
یہ سنتے ہی حسینا نیں تبو رے
کہے اے نور جاں اور دل کے پیوند
تیرے دیکھے سے غم بھائی کا بھولا
میرا زین العباؑ اور تم دونوں مل
یہ سن قاسمؓ نے جا ماں پاس یکدم
حسینا کو کہے قاسمؑ کی ماں نے
بھی اتنے میں خیال جان قاسمؑ
حسنؑ شہزاد فرمائے تھے یک روز
ترے پر جب مصیبت سخت آوے
سو اس دن یہ میرا تعویذ اکرم
تو اس کو کھول اور اس پر عمل کر
وہیں دل میں کہے ایسی مصیبت
بھی کیں ایسی ملامت نیں دکھاوے
سو وہیں تعویذ کو کھولے ہیں گیانی
لکھے تھے دست خود سے شاہ شاغل

جلے گرمی سے جس کی مہر کا تاب
تہمتن نوجواں با تیغ و خنجر ؏
ہو جس کے نام سے رستم جگر چاک
گئے ہو سرخرو دے کر سعادت
بدن کے رخت رو رو کر بھگوئے
خدا کے برگزیدے منجلی کو
اجازت کا کرم کرنا مرے پر
لڑاؤں سر گنجگان شہادت
بہت حیرت کے گھوارے میں جھولے
ہے میرے پاس تو بہتر نہ فرزند
بھی تو کیوں مجھ پہ مارے ہے بسولا
رہو اہل حرم کے غم میں شامل
گئے رو رو کے اپنا جان و تن گم
اخیؑ صاحب رضا دینا ہے جانے
یکایک آ گیا در جان قاسمؓ
بہت تجھ پر مصیبت آئے جس روز
فلک کجرو تظلم سے ستاوے
لکھا ہوں اس میں کچھ احوال مبہم
وہ ساعت سخت ہے رتبہ میں بہتر
پڑی نیں تھی کبھو اس طرح شدت
پھر ایسا وقت کس دن ہاتھ آوے
لکھے تھے خط میں وہ صاحبقرانی
اے قاسمؓ بن حسنؑ فرزند کامل

لہ آفتاب ۱۲ ؎ پہلوان
عہ شیر نر ۱۲ ؎
چچا صاحب ۱۲ ؎
کینہ ۱۲ ؎ اسی گھڑی کو



سر کہتے ہیں جس سے
کینہ مارتے ہیں
بھائی ۱۲ ؎
پوشیدہ ۱۲ ؎

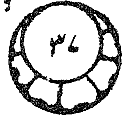
حسینؑ ابن علیؑ تیرا چچا ہے — اسی کا پیشوائے پر لقا ہے
وہ ہیں مقبول بزم کبریائی — بھی اس کے فرق پر ظل ہمائی
خدائے ذو المنن کا خاص اسرار — شہادت کا کرے گا گرم بازار
کرے گا اپنے سر کو گوئے میدان — کرے گا دشمنوں سے جنگ چوگان
کرے گا کربلا میں جانفشانی — لے اپنے ساتھ چندیں یار جانی
خدا سے رتبۂ عالی کو پاوے — شہادت کی خلافت لے کے جاوے
بڑا ایک وقت ہے وہ جان بابا — کرو تب اپنا قرباں جان بابا
سعادت بوجھ کر لینا شہادت — تو پھر حاصل ہووے گنج عنایت
ذرا بھر کی مصیبت بعد راحت — نہ ویسی ہاتھ پھر آوے گی دولت
خبردار اے میرے لخت جگر بند — یقین دل میں سمجھ ہے بہترین پند
اگر مانع ہووے تیرے کو بھلائی — تو پھر ہرگز نہ لے اس سے رہائی
وہاں تو سب کے آگے سر فدا کر — گذر یہاں سے وہاں کا مدعا کر
وہ ایسا روز ہے اے جان قاسمؓ — جو یک لحظہ میں ہو سلطان قاسمؓ
وہاں کی مشکلاں سب ہو دیں آساں — قیامت تک رہے اوصاف مرواں
پڑھے نامہ جو قاسم خندہ رو ہو — رکھے نامہ چچا کے روبرو ہو
وہ نامہ دیکھ کر سلطان اعظم — پہچانے خط حسن شہ کا مکرم
لگا آنکھوں سے نامہ ایسا روئے — جو اوراق زمیں ساتوں بھگوئے
کئے فریاد اے بھائی کہاں ہے — جگر میں ہجر کا پیکاں نہاں ہے
بھی تیسرا ہے میرا شہ جان قاسمؓ — ہے میرا لخت جاں ذیشان قاسمؓ
سو وہ بھی اب چلا جاتا ہے بھائی — کجائی اے اخی آخر کجائی
میں اس درد مصیبت میں پڑا ہوں — یہ سر دینے کے وعدے پر کھڑا ہوں
میری ہمت کی خاطر کچھ دعا کر — کہ ابر صبر برسے میرے سر پر
کئے تم سبز سم سے کشت دیں سبز — کئے گلزار شہدا کی زمیں سبز

باقی

بھی یہاں قاسم کی شادی کر اہو سے
شہاب شادیش بر چرخ گرداں
سو قاسمؓ بن حسنؑ کو دیکھ سرور
یہ مجکو بھی نصیحت یوں کئے ہیں
تو اپنی نیک دختر کو کرم کر !
سو اس کو میں بجا لاتا ہوں اوّل
تیری شادی کروں با ساز و ساماں
میرا فرزند ہے پر ہو کے داماد
جواں ہے تسپہ ہو شادی کا دولہ
سو ویں حضرت بلا اکبر علیؑ کو
براتی سب کئے سر سے پڑے تھے
بلائے جو تھے حاضر وقت یکدم
کہ لحظہ بیٹھنے فرصت نتھی وہاں
کہے قاسمؓ کے تیں جامہ اتارو
اتارے سارے کپڑے شاہ قاسم
نہ یک قطرہ تھا پینے کو میسر
جہاں پانی نہ تھا جز آب فولاد
جہاں پانی کے بدلے خونفشانی
سو سب لاچار ہو امر خدا پر
سوا پائی لگے رونے کو سارے
اٹھے گویا کہ سیر و آب جوشاں
سرشک چشم سے دے غسل سب مل
وہ حلقہ کر کے سارے ایسے روئے

لگا کر آسماں کو سر خرد سے !
فشاں از صیقل شمشیر مرداں
بجا لا امر و الله کا مقرر
کر سنگیں وقت جب آوے ترے تیں
میرے قاسم کو دے منسوب کر کر
بنا کر تجھ کو دولہ سب سے افضل
بھی اس بعد از تو کرنا جنگ چوگاں
پھر اپنا سر کٹا از دست جلاد
رہے تا حشر ماتم کا مقولہ
بھی عباسؑ علے مہیلی کو
جو باقی تھے سو سر دینے اڑے تھے
بنائے ہیں کھڑے ہو حلقہ غم
کھڑے رہ کر کئے شادی کا ساماں
کہ سنت غسل کے باعث سدھارو
ہوئے جب غسل کے کرنے کو عازم
سو کیوں پانی ملے گا غسل خاطر
کھڑے تھے کاٹنے سر سارے جلاد
تو بہر غسل کیوں ملتا ہے پانی
چچا اور بھائی ماموں گرد ہو کر !
اٹھے چشموں کے حوضوں سے فوارے
ہوئے ماتم سے سب خویشاں خروشاں
زمیں پر کر دیئے انجواں کا سب گل
جگر کے لخت مژگاں میں پروئے

له ان کی شادی کا
سرخ رنگ آسمان پھرنے والے پر ۱۲
سله چھڑک
مردوں کی تلوار کی صیقل سے
سله بھاری بخت
سله لڑکی ۱۲
سله گفتگو



سله ہندی لفظ ہے
سله زور آور ۱۲
یعنی زور کرنے
سله ارادہ
سله خون بہانا ۱۲
والے
سله شور کرنے والے
سله مشی ۱۲

وہ حلقہ دیکھ کر گردوں کا حلقہ
ملایک دیکھ کر شادی کا اسباب
لگے کہنے کو یہ کیسی ہے شادی
حسینؑ ابن علیؑ دے غسل یک دم
علی اکبر کے تیں جلدی بلاکے
دیئے ہیں ہاتھ میں بابا کے اسدم
دونوں آنکھوں کے تیں اپنے لگائے
شہاب اسپر سرشک خوں سے کرکر
حسینا اپنا پٹکا سر کو باندھے
مبارک چہرہ اس میں مثل خورشید
کفن آسا لپیٹے اس کو سر پر
ردا مثل کفن سر پر اڑھائے
کمر بندِ مرصّع شہ حسنؑ کا
کمر باندھے وہ بر قوم مخالف
حمائل برق کا چمکاٹ ایسا
بھی اس میں تیغ عباسی چو مریخ
نہایت آبدار و شعلہ کردار
بھی جوہر دار جوں زرنیخ احمر
ستارے جو نکہ گردوں پر جڑے ہیں
ایا وہ چیناں از تاب خورشید
سپر پشت منور پر قمر سا
بھی نیزہ ہاتھ میں جوں رمح گردوں
ہوئے آراستہ سامان کر کر

ہوا تھا غم سے سب تن حلقہ حلقہ
بہت رو رو کے سب ہوتے تھے بیتاب
نہ دیکھی اس طرح کی نامرادی
سو کر کر خاک کے اوپر تیمم
خزینۂ مصری کا پیراہن وہ لائے
سو ے کر پیرہن سلطان عالم
وہ خون اشک سے اسکو رنگائے
پہنائے بر میں قاسمؑ کے مظفرؑ
تھے شملے جوں دو گوشے کہکشاں کے
نظر آتی تھی جس میں قطع امید
سرشک خون سے کرکے اس کو احمر
شہاب اس پر سرشک خوں بہائے
تھا جس پر نقش سب دُرِّ عدن کا
کہ جس سے ہووے فوج ڈھیر خائف
جواہر بند دریا لاٹ جیسا
تھی گویا دشمنوں کے حلق میں سیخ
ہوا کے وہم سے صدبار ہو پار
کئیں اس پر فدا ہوتے تھے اکثر
یہ سب اس میں سے لے اوپر دھرے ہیں
جڑے تھے اس میں جو ہر دار جمشید
گلاں اس پر تھے جوں خورشید تاباں
کرے رو ئیں تنوں کی صف کو پرخوں
براتی سب پڑے تھے قتل ہو کر

لہ مٹی ۱۲ ۲ہ شیشی
۳ہ کپڑا مصر کا ۱۲ ۴ہ سرخ
۵ہ رنگ ۱۲ ۶ہ بغل
۷ہ سرخ ۱۲ ۸ہ چادر
۹ہ سرخ ۱۲
۱۰ہ رنگ سرخ
۱۱ہ جوہر دار ۱۲ ۱۲ہ عدن
۱۳ہ موتی ۱۲ ۱۴ہ دشمن

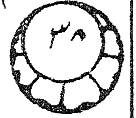
۲۱ باقی

کی قوم پر ۱۲ ۱۵ہ خوف
کمر بند والی ۱۲ ۱۶ہ لال
ہرتال ۱۲ ۱۷ہ چاند
کے مانند ۱۲ ۱۸ہ آسمان
کا نیزہ ۱۲
عہ آسمان ۱۲
عہ فرشتے ۱۲

جو باقی تھے سو حضرت نے بلائے
کئے منڈپ کھڑا قاسمؓ کے سر پہ
وکالت سے خدا اور مصطفیٰ کو
حسین ابن علی بولے ہیں رو کر
کہے یَاۤاَیُّھَا الْاِخْوَانُ ہشیار
وصیت تھی مرے بھائی کی مجھ پر
میرے قاسم کے کرنا نامزد تو
پروے ایک رشتہ بیچ دو گوہر
میری بیٹی کہ ہم فاطمہؓ نام
تو اس کو عقد میں قاسمؓ کے کر کر
یہ کہہ کر اور پڑھے تکبیر مولاؓ
پڑھ استغفار کلمہ اور خطبہ
پروئے سلک میں شہ دانا گوہر
خدا حافظ ابھی رن پر سدھارو
یہ کہہ کر اور گریباں شہ نے پھاڑے
نیا داماد ہو قاسمؓ چلا ہے
حنا کی جائے خوں ہاتھوں میں ملکر
تھا شہدا کے لہو سے سرخ میداں
وہاں گنگنا کہاں سہرا کجا تھا
سو ہو قاسمؓ بنا یکیک سے رخصت
وہ بیماری سے رہتے تھے حرم میں
انھیں ملنے کی خاطر آپ قاسم
سو جا اہل حرم کی بارگہ میں

کھڑے گھوڑوں سے گھوڑے لاکے
رہے شاہؑ جو تھے بھائی برادر
نکالے دل کے باہر مدّعا کو
وہ اپنا درد دل کھولے ہیں رو کر
وصیت کا سنواب گرم بازار
تیرے پر وقت آوے گا تو دختر
تیرا دردانہ تا روز ابد تو
تو اس کو اب ادا کرنا ہے بہتر
ہے جس کے روبرو خورشید و مہ شاہ
امانت کو کروں تفویض اس پہ
چلائے آہ کا پھر تیر مولا
کئے جو کچھ کہ تھا شرعی طریقہ
نہ کچھ پھر کر کہے سبطؑ پیمبرؐ
وصیت سے پدر کی تیغ مارو
بہت سوز جگر سے آہ مارے
درونا اس الم سے جل گیا ہے
پھراتا تھا وہ نوشہ اپنے منہ پر
نہ تھا پاؤں کو وہاں مہندی کا امکان
مسلسل تار آنسو کا گندھا تھا
طرف زین العباؓ کے آئی نوبت
پڑے تھے درد سے بیتاب غم میں
ہوئے خیمہ طرف جانے کو عازم
گئے زین العبا کی جاگہ میں!

له گواہ ۱۲ سے ۱ سے
بھائیو سے نکاح ۱۲ کے
سوہنساں نواسۂ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



کے ۱۲ غم رنج ۱۲
کے سلسلہ وار ۱۲
ہم یاری ۱۲ ...
ارادہ کرنے والے ۱۲

انخوں دیکھے سو جلدی اُٹھ ملے ہیں ۔ سبھی ہر دو کر مبارک بول اُٹھے ہیں

دگر احوال نیں لکھنے میں آتا ۔ قلم ہے انگلیوں میں تھرتھراتا

وو اہلبیت تطہیرا کے لوگاں ۔ فلک وہاں بے ادب ہوگیا ہے انگاں

نہ کچھ آداب کا طاقت ہے اسچا ۔ جو چھوڑے دم بدم کا پیک حاشا

فقیہ خاموش مت ترک ادب ہو ۔ نکل باہر کہ اور پیکاں حرب ہو

کہ کار مرد در مرداں سزاوار ۔ تو از مردانگی شمشیر بردار

وداع زین العبا سے ہو کے قاسم ۔ سو میداں پر ہوئے جانے کو عازم

سو دلہن بول اُٹھی اے مہر پیکر ۔ پہچانوں تم کو کیوں در روز محشر

سو دیں قاسمؓ نے پھاڑے آستیں کو ۔ دیئے تمکین سے اس مہ جبیں کو

قیامت میں یہ پھاٹی آستیں دیکھ ۔ پچھانو یہ میرا دولھا برن دیکھ

کئے سب کو الٰہی کے حوالے ۔ چھپے ہجراں کے دونوں دلہن بھالے

سو دیں باہر نکل خورشید آثار ۔ نمایاں مطلع الانوار دیدار

چڑھا شبگشت کے تازی پہ غازی ۔ کرے تازی پون پر ترک تازی

پری سا بادپا زریں جلاجل ۔ مکلل نو شہانی زین مخمل

شہری ساز باگو ہر نگارے ۔ ہووے مہر فلک کی چشم تارے

سراپا زیور و خلخال زیبا ۔ پھل آسا اڑے وہ بادپیما

بہت بالا بلند و خوبصورت ۔ نہ خوش رنگی میں اس کی کچھ کدورت

نہایت تند و تیز و باد رفتار ۔ ہوا اٹھو کرستی جس کے گرفتار

نہایت چپت اور چالاک بیباک ۔ تگاور سے اڑاوے کوہ کی خاک

نہایت جنب جولانی میں خیزاں ۔ پون تھی جس کی ٹھوکر سے گریزاں

چڑھے گھوڑے پہ اور نعرہ کئے ہیں ۔ غزا کرنے کو میداں پر چلے ہیں

چلاوولہ نہ تھنے کوتی بہ راتی ۔ وہ سب سرگشت کی گردن تھی کاٹی

نگہ ہنگام تھا پیک قضا کا ۔ ستارہ قتل کا گردوں پہ جاگا

لہ آپ سے گھبرا کے ۔ ۲ شان میں ۔ ۳ جن کی ۱۲ ۔ ۴ نازل ہوئی ۱۲ ۔ ۵ تطہیر ۱۲ ۔ ۶ ؟ ۱۲ ۔ ۷ قاصد ۱۲ ۔ ۸ ارادہ ۔ ۹ تیر ۱۲ ۔ ۱۰ مرد کے لیے ۱۲ ۔ ۱۱ بکنے ۔ ۱۲ آستینوں کے ۔ ۱۳ سب ۱۲ ۔ ۱۴ ؟



باقی

گھوڑا ۱۲ ۔ گھونگرو ۔ سونے کی گھنٹیاں ۔ مانند گھوڑا ۱۲ ۔ سجا ہوا ۱۲ ۔ گھوڑا ۱۲ ۔ پہاڑ ۱۲ ۔ بھاگنے والی ۱۲ ۔ لڑائی ۱۲ ۔ براٹ ۱۲ ۔ آسمان ۱۲

تگاور ایسا میدان پر لگائے　　زمین کربلا کو تھرتھرائے
ہوا جس وقت آواز تگاور　　زمیں بھی بول اٹھی اللہ اکبر
بڑا کچھ جنگ ہوتا ہے خدایا　　بہت شہزور کچھ میداں پہ آیا
کئے وہ نعرہ قاسمؑ برعنا کر　　صدا ہل من مبارزہ من مبارز
الا یا گمرہاں دین بیائید　　ہر آنچ حربہ کہ میداری بیارید
مخالف دیکھ کر وہ شان عالی　　عمر سے پوچھتے حالی موالی
یہ خورشید درخشاں کون یل ہے　　زمین و آسماں جس پر سے بل ہے
کہ مریخ فلک آیا زمیں پر　　دیا آکر کھڑا خورشید خاور!
سراپا شکل نوشہ بے براتی　　قضا نے ان پہ ہو کے جنگ ماتی
چراغاں ہو گئے بھالوں کے روشن　　بھی تیروں کے اڑیں آنار بن بن
ہوائے ہول برچھی نوک خنجر　　کٹانے سر کھڑا نوشہ ہو رن پر
قضا شاطہ ہو جا کر عمر پاس　　کہی تو بھیج کس کو غیر وسواس
عمر للکار ارزق پہلواں کو　　وہ شامی شوم شداد زماں کو
بڑا کوئی پہلوان نامی تھا بدکار　　اسے فرزند بھی ویسے ہی تھے چار
اسے بولا کہ تو جا جلد رن پر　　سو وہ بولا کہ کیوں لڑنے کے اوپر
اگر جاؤں تو بدنامی ہے آخر　　ولیکن ہے میرا فرزند حاضر
عمر ہنس کر کہا اے خام بیہوش　　وہ شیروں کا لتھاڑے گا پکڑ گوش کان
پیا سا ہے سبب تجھ سے لڑے گا　　تجھے یک پل میں نقش پا کرے گا
یہ سنتے ہی وہ ارزق تیز ہو کر　　چلایا اپنا مرکب دے تگاور
مقابل ہو کہا قاسمؑ کے یکدم　　عجائب بات یہاں نوشہ ہوئے تم
کہے قاسم نے نوشہ یہاں سے ہو کر　　بھی نوشہ ہو اٹھوں درروز محشر
کہا اے شہ جواں حملہ کرو تم　　کہے قاسم نے اہل شرط ہو تم
تمھارے سے بدی اوّلی چلی ہے　　تمھارا کار نت فعل بدی ہے

حاشیہ:

۱ چلا ۱۲ ۲ جلی عکر کی یعنی نش ۱۲ ۳ آواز ۱۲ ۴ کوئی لڑنے والا ۱۲ ۵ خبردار اے دین کے گمراہو ۱۲ ۶ جو ہتھیار کر رکھتے



۷ بولا کہ پہلوان ۱۲ ۸ دلہن سنوارنے والی ۱۲ ۹ سیپے ۱۲ ۱۰ نابود ۱۱ گھوڑا ۱۲ ۱۲ پہلے ۱۲ ۱۳ برائی کا ۱۴ سر ۱۲

سو تم پہلے کرو شرط اہل اشرار
سو ازرق نے کے گرز کو وہ الوند
سو قاسمؑ بن حسنؑ ہو سخت بیباک
ربودے جلد تر گرز گراں ساتھ
بھی یک نیزہ کی اوجھڑ پھر لگائے
کئے تن اس کا خوردہ اور گھوڑا
چلا لشکر میں گھوڑا اکل کلاتا
ادھر قاسم پھرا گھوڑے کو للکار
کہے اے حضرت عمؑ جان قاسمؑ
میری ہے عرض اے شاہ گیانی
تو پھر انشاءاللہ ان گمرہاں کو
پرو نیزے میں مثل مرغ مردار
خدا کے حکم سے یوں تیغ ماروں
کروں تیغے سے سب کو نیست و نابود
تبہ کاران سیہ رویان مردار
چچا صاحب مجھے پانی پلانا !
پلانا شربت شادی کہاں ہے
کہے حضرت نے اے بابائی جانباز
فلک نے تیری شادی یوں دکھایا !
تیرا جلوہ کیا ایسا قضا نے
یوہیں حق نے تجھے قسمت کیا ہے
ہے وہ پانی یہاں قسمت میں تیرے
تو اپنے خون کا شیرہ بنا کر

بدوں کو ہے بدی کرنا سزاوار
حصارے بر فراز قاسمؑ افگند
پکڑ کر بند دست اس کا بچالاک
قضا میں سے اکھڑ کر کھل پڑا ہاتھ
گرا سو اس پہ پھر گھوڑا اچلائے
لگا دُمچی پہ پیکاں اس کو چھوڑا
وہ سب لشکر کو یک دم کھلبلاتا
چچا کے پاس پہنچے جا کے یکبار
ہوا جاتا ہے اب قربان قاسمؑ
جو یک شربہ پلانا مجھ کو پانی
کروں نابود سارے پہلواں کو
کروں جیفہ کے مانند داخل النار
جو بیخ تن یزیدوں کی اکھاڑوں
کہ تا جینے نہ پاوے قوم مردود
خدا ان کو کرے در حرب مسمار
میرے جلوے کا شربت نو دلانا
میری تشریف دامادی کہاں ہے
شہادت سے کرے حق تجھ کو ممتاز
جو شربت کے عوض لوہو پلایا
چلا شربت جو رن میں خوں بہانے
یہاں تشریف و شربت خوں بہا ہے
لہو اور آب خنجر جان میرے
ملا میدان میں جا با آب خنجر

۱۷ باقی

خلعت
جان ہارنے والے
سرفراز
خلعت
تکرار کا پانی
ریزہ ریزہ
جلدی

شہادت گہہ میں سر کو دے کے پینا
نصیبوں کا بھی شربت ہے بابا
وہاں شربت مصفّا عسل عنصر
طہورا کا بھی کرنا نوش بادہ
روایت ہے حسین ابن علی سے
کہے دل میں کہیں سے آب دینا
لکھے ہیں اکثر علمائے اخیار
خدا کے فضل سے یک نہر اسوقت
بھی شیریں آب جیسا انگبیں سے
پلائے شاہ نے قاسم کو وہ آب
یکایک دیکھتے غائب ہوا ہے
کرامت کو دخل نیں در شہادت
یہ سنتے ہی ہوئے خاموش پر غم
رضا حضرت سے لے جلدی سدھارے
ہوئے تھے تازہ دم جوں شیر غرّاں
اڑاتا تازی ہے جیسا رنگ عشاق
چلا پھیرے کے سار پھر آکے غازی
پیاپے تین باری کرکے نعرے
وہیں ازرق کے بیٹے چار یک مل
سو وہ چاروں سگاں غو غلتے یکدم
حسینؓ ذو الکرم نے دیکھ جملہ
اٹھا دو دست از بہر مناجات
میرا ہے خورد سالہ جان قاسم

ابد تک در جناں عشرت میں جینا
یہ تشنہ جان پر شدت ہے بابا
اچھلتا ہے ہمیشہ حوض کوثر
در رحمت ہیں شہدا پر کشادہ
رواں چشموں کی نہراں کر ولی نے
پلانے میں جزائے خیر لینا
لے نیزہ سنگ پر مارے جہاندار
چلے انوار تجری وار یک وقت
رواں تھی نہر از عین الیقیں سے
جو تھا قند جہاں سے شربت ناب
بھی ساروں نے ندا غیبی سنا ہے
شہادت ہے کرامت کی رسالت
چلے قاسم بجولاں مثل ضیغم
تگاور دے مبارز کو پکارے
نکالے تیغ مثل برق سوزاں
نمط شاہیں ہوا جنباں بہ طاق
کئے طاؤس آسا ترک تازی
مبارز کو کہے جلدی سے آرے
پدر کو دیکھ کر میداں میں بسمل
گرے قاسمؑ کے آگے ہو کے باہم
جو پہنچے چار مل قاسمؓ پہ حملہ
کہے قاضی حاجات و مہمات
نیا نوشہ بنا فی الآن قاسمؓ

۱ جنت میں ۱۲ ۲ صاف کی ہوئی شہد ۱۲ ۳ یقین کا چشمہ ۱۲ ۴ شیر نر ۱۲ ۵ زخم والا ۱۲ ۶ جلانے والی



۷ بجلی ۱۲ ۸ نور آسمان ۹ اے حاجتوں کے پورا کرنے والے اور کام بنانے والے ۱۲ ۱۰ کم عمر ۱۲ ۱۱ اسی وقت ۱۲

اسے کر معرکہ میں سب پہ فیروز | کران چاروں کے اوپر فتح اندوز
کے بھائیوں نے اور بیٹوں نے آئیں | سو قاسمؓ کرکے نعرہ شیر غریں
بغرش بول اٹھے اللہ اکبر | پٹک نیزہ سرک شمشیر صفدر
لپک یک کی کمر میں وار مارے | زمیں کے فرش پر اد گرا تارے
جھپاک کر پھر گئے دوسرے پہ یکبار | بھی سیوم کے لگائے سر پہ تلوار
چلا تھا بھاگتا چوتھا سو اس کو | کمر میں کھینچ مارے لات کا پو
وہ چاروں کا کئے لحظہ میں فیصل | ہٹا یکبارگی موذیوں کا دنگل !
لرزنے کو لگے موذی تمامی | عمر بن سعد دیکھا سب کی خامی
کہا طالب اصب کو جا شتابی | تو کر نوشہ جواں کی اب خرابی
ہزار اسوار تھے مردود کے پاس | بہت در زور تھے مردود خناس
سو لے اسوار اپنے پر پھراتا | چلا میداں میں ڈرتا تھرتھراتا
گرا یکبارگی اسوار قتال ! | لگا جنگ و جدل ہونے کو احوال
حسینؑ ابن علیؑ نے دیکھ یہ غل | جو قاسم پر ہزار اسوار تھے کل
سو بوبکر علیؓ عون علی کو ! | دونوں بھائی جوان افضلی کو
کہے شہ نے کہ اے بھائی سدھارو | بھتیجے کو مدد کرنا ہے یارو
سو یہ دو شیر صفدر برق پیکر | سمنداں جوں اولوالاجناح عنصر
پون پر دوڑتے تھے برق تمثال | پھرے دو سمت سے وہ شہ جواں بھال
سو اس رنگے میں جا بیٹھے دونوں شیر | کئے فوج مخالف کو بدم زیر
ادھر قاسم نے تازی گرم کر کر | شلنگوں سے اڑاتے تھے ہوا پر
رنگیلے ہاتھ میں تھی تیغ رنگیں | فلک کرتا تھا شہ دولے پہ تحسیں
جدھر تازی کے تیں کاوے کھلاوے | ادھر کے سواروں کو سلاوے
کبھی نیزے کے ایسے ہاتھ جھاڑے | صفاں فوج مخالف کی اتارے
کھڑا غالب اصب تھا جس جگہ پر | نظر کرتا تھا قاسمؓ کے ہنر پر

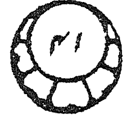
۱؎ لڑائی میں ۱۲ ۲؎ غضب ۱۲ ۳؎ لڑائی ۱۲ ۴؎ والا ۱۲ ۵؎ گھوڑے ۱۲
۶؎ باندو اسلے ۱۲ ۷؎ طرف ۱۲ ۸؎ شاباشی ۱۲ ۹؎ دشمن کی فوج ۱۲

باقی

ادھر سے گرگراتا شور کر کر
ملا غالب اصب کو وار مارا!
کھڑا بھائی تھا اس کا جیسا پتھر
پکڑ اس کا کمربند اور اٹھائے
وہ دونوں لگ ہوئے خشخاش جیسے
عمر بن سعد نے یہ حال ابتر
سو دیں پھر چھ ہزار اسوار دیگر
تو جلدی گھیر لے تینوں کو یکدم
یہ سنتے چلد یئے فوج منافق
گرے یلغار کر کر لشکر شام
بھی دو یک بھائی تھے جعفرؓ علی نام
یہ زغہ دیکھ وہ بھی لے کے رخصت
انھوں بھی ہو کے رخصت رنپہ پہنچے
جبیں[۳] پر شورش مردانگی زور
ہوئی ہر سمت[۴] مارا مار یوں کر
سو عونؓ ابن علیؓ با سعی کامل
سو تھا مصراع غالب پہلواں زور
مخالف[۵] شاہ مرداں اور زیاں کار
پکڑ کر لائے تب مرداں علیؓ پاس
کہے عون علے کو شاہ مرداں
تو حدّ شرع ہے موذی پہ بیشک
اٹھی بدذات کی ان سے عداوت
ہوا گر زگراں کے ان سے مائل[۹]

گرا عونؓ علی سشیر غضنفر
بمع گھوڑا وہ موذی کو لتھاڑا
سو بوبکرؓ علے نزدیک جاکر
دگر یک بھائی تھا اس پر لگائے
ہوئے تن دونوں پاشوں[۱] پاش جیسے
جو دیکھا ہے ہزار اسوار آخر
کہا مصراع غالب کو مقرر
وگرنہ فوج ابھی ہوتی ہے برہم
یلاں[۲] یکیک سے وہ شہزور فائق
فنونوں میں ہوا یکبار گمنام
بھی دیگر بھائی شہ فاضل ولیؓ نام
بھی دو یک بھانجے تھے صاف نیت
جڑاں تخم یزیدوں کی کھود چے
اٹھا اس دل میں جیسا حشر کا شور
جو رن میں ہو گیا لوہو کا کیچڑ
ہوئے مصراع غالب کے مقابل
عداوت کا تھا اس کے دل منے شور
خمر[۶] پیکر ہوا تھا سخت سرشار[۷]
کہ وہ شیر الٰہی افضل الناس
تو ذرّہ لے ادا کر حکم سبحاں
کیے جاری وہ حد شرع مبارک
جو دیکھا عونؓ کو تشنہ[۸] نہایت
سو عون ابن علی ہو کر مقابل

[۱] ٹکڑے سے ٹکڑے ۱۲
[۲] پہلوان کی جمع بہادر ۱۲
[۳] پیشانی ۱۲
[۴] طرف
[۵] دشمن



[۶] شراب ۱۲
[۷] مست ۱۲
[۸] پیاسا ۱۲
[۹] خواہش مند ۱۲

پکڑ کر اور دوال اس کا اٹھاوے
جڑے تالو میں گھونسا زور کر کر
پسر اس کو کئے عون سے نے
جدھر جاتے تھے خود تیغہ لگاتے
کیا اس طرح سے مصرع کو صاف
وہ چاروں بھائی اور دو بھانجے مل
ادھر قاسم اکیلے زور کر کر
علم کو رکھ نظر میں جا پھرے ہیں
نہ ویسا جنگ کیں رستم نے دیکھا
عمر نے دیکھ قاسمؑ پر نظر کی
ادھر چاروں چچا اور بھانجے مل
چلانے کو لگے میداں میں ہو لال
سو نیزوں کی لڑوں میں گوندھ سہرا
نکالے مارتے اور مار کھاتے
وہ چاروں بھائی اور دو بھانجے جان
ادھر نیزہ لے قاسمؑ گر گرا کر
کئے وہاں کے سواراں صاف غازی
سو جلدی رکھ کماں میں تیر شہزادی
عمر دیکھا سو سر کو خم کیا ہے
سو چھیدا اس کا اکدم گوشۂ راست
سو گھبرا کر گیا در قلب لشکر
برادر بھانجے سب مار کرتے
کئے ہیں اس قدر چوگاں زمیں پر

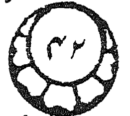
بسانِ (مانند) میخ ہرنے پر بٹھائے
گیا جی اور ہوا تصویرِ پیکر
وہ فرزند علی افضلی نے
لگاوے کوئی تو اس پہ وار کھاتے
جہنم میں گیا مردود بارزت
کئے اس فوج میں لوہو کا سب گل
عمر بن سعد کے لشکر پہ جا کر
بڑا جنگ وجدل اس جا کئے ہیں
نہ سام و بن نریمان نے بھی دیکھا
نکل وہاں سے کھڑا ایک طرف جھپکر
ادھر دولہ کیا لوہو سے کہگل
پروے بر میں وہاں بھالونکی سولاں
کئے ہیں ساحتِ جنت میں ڈیرا
کہیں گھوڑا کداتے اور اڑاتے
کئے سب فوج مقہوروں کی ویراں
گرے ہیں قلبِ لشکر پر مقرر
نظر آیا عمر کا زر کا تازی
چلائے زور سے بانو کے داماد
وہ نیزہ کان سے باہر گیا ہے
نشان ذلتی پر پھر ہو برخواست
دیا سب فوج کو جنبش سراسر
صفاں ان بدتروں کیاں سب کترتے
ملائک مرحبا کہتے تھے اکثر

ے رحب اعت ۱۲
ے نشان ۱۲
ے جنت کا میدان ۱۲
ے لشکر کا درمیان ۱۲
ے گھوڑا ۱۲
ے فوج کو ہلا دیا ۱۲

۱۵ باقی

جہاں تک زور تھا تیغوں سے مارے　　جھڑے تیغے تو نیزوں سے لتاڑے
بھی نیزے جھڑ گئے تو گرز سنگیں　　جو وہ آخر ہوئے تو زور تمکیں
بہت ہاتھوں سے مارے جب گئے ماتھ　　تھراروں کو جڑے ہیں لات دو لات
غرض اس طرح در غزوۂ[1] اسلام　　کئے اعضا بہ اعضا دین کے کام
کئے مردانگی چاروں نے آخر　　ہوئے فرمان حق پر جا کے حاضر
بھی وہ دو بھانجے شہ کے دلاور　　پسر کلثومؓ و زینبؓ کے غضنفر
کئے اس طرح دونوں تیغ[2] بازی　　ہوئے ہیں شاہ عالم ان سے راضی
کئے جنگ[4] و جدل اس طرح رن پر　　گرائے پہلواناں زور آور
کبھو نیزہ کبھو تیغہ[3] لگاتے　　کبھو گرز گراں سے کراڑاتے
گرے ایسے سواراں وہاں دھر ادھر　　مریں گھوڑے سمیت وہ خوک[5] اور خر[6]
غرض دو سہ جواناں مار کرتے[7]　　عمر تک پھر گئے للکار کرتے
عمر بن سعد کے نزدیک پہونچے　　کلیجے غوف ناخن سے کھرونچے
کھڑا تھا یک مبارز ہو زرہ[8] پوش　　کیا تھا تن کے تیں آہن[9] سے سرپوش
حسینؑ ابن علیؑ کا بھانجا تھا وہاں　　اسد تھا نام اس کا شیر شہ جاں
کمر ویں اس مبارز کی پکڑ کر　　پھرایا گرز ساں دے سر پہ چکر
اٹھا مارا عمر پر شاہزادہ　　اچھل گھوڑے سے ہو یک پیادہ
وہاں سے بھاگ پہنچا در سواراں　　اسد نے دیکھ کر ہو سخت حیراں
اٹھا کر اس مبارز کو اسد تب　　سپر اوپر لیا اور پھینک مرکب
چلا للکار بھرتا مار کرتا　　وہ بدکاروں کے تیں مسمار کرتا
ادھر بھائی نے بھی آ کر ملا ہے　　تمامی خلق لشکر کھلبلا ہے
سو دونوں بھائی مل کر کھینچ تلوار　　لگے ہیں کاٹنے اس طرح للکار
الا یا[11] گمراہان و نابکاراں　　تمھارے پر گرے ذلت کا باراں
یہ کہہ کر اس طرح تیغے چلاویں　　جو ساری فوج و لشکر کھلبلاویں

۱؎ اسلام کی لڑائی میں
۲؎ شمشیر ۱۲
۳؎ تلوار کا پھل ۱۲
۴؎ لڑائی ۱۲　۵؎ سور
۶؎ گدھے ۱۲　۷؎ لڑنے



۸؎ بکتر پہنے
والا ۱۲　۹؎ لوہا ۱۲
والا ۱۰؎ ...
۱۱؎ خبردار ہو جاؤ
اے گمراہ اور
نابکار ۱۲

جھڑے اس طرح سر موذیوں کے بہیر — چلے ہے جوں چمن کر باد صرصر

گرے تھے گوئے ساں سر ہای انبار — نظر آتے تھے کے مردو نگے گوبار

بہت جد و جہد کر در ہم دا — قضا کے ہاتھ پہنچا جام عمدا

بہت مارے و لیکن حکم اللہ — کیا تھا سب کو سر دینے سے آگاہ

سو وہ دونوں جواں کر سخت صمصام — شہادت کا پئے ہیں آخری جام

یہاں سے رتبۂ عالی کو پا کر — کئے حاصل بقا کا تخت و افسر

گئے جنت میں وہ شہباز مقتول — ولی اللہ کے گلزار کے پھول

وہاں تک شاہ قاسم کھینچ تلوار — پھرا گھوڑا کریں موذیوں کو مسمار

میاں کر تیغ قاسم گر گرا کر — گرے ان موذیوں پہ شہ سراسر

گئے یک لخت ایسی مار اور مار — براتی اور دولہ مل کے یکبار

چچا بھائی بھتیجے مل کے یک دم — برابر ہو گئے واللہ اعلم

سو عباس علی نے دیکھ یلغار — برابر ہو گئے جب سات اسوار

بھی دیکھے تشنگی سے حال نہلاں — ہوا ٹکڑے کلیجہ شکل مرجاں

علم کو دے علی اکبر کے نزدیک — شہنشہ سے اجازت کی منگے بھیک

کہے حضرت مرے بھائی ہیں حاضر — سو میں ہوتا ہوں ان کے پاس حاضر

کہے حضرت نے اے عباس الیاس — برابر جان کے تو ہے مرے پاس

میرے مت کر علم کو سرنگوں تو — نہ میرا جان کر غم سے زبوں تو

یہ سنتے بول اٹھے عباس غازی — اسی میں ہے مرے تیں سرفرازی

علم اس دار فانی سے اٹھانا — در جنت پہ یہ جھنڈا لگانا

یہاں مردی کہ اپنا فتح پانا — یہی ملک شہادت کا بہانا

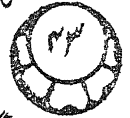
چھپانا منکروں سے اپنا احشام — خدا کے پاس وہ ہوویں گے بدنام

وہاں جا کر علمداری کروں گا — یہاں پانی کے باعث کٹ مروں گا

سوے ایک مشک کاندھے پر جوانمرد — تگاور دے اڑایا صحن کی گرد

چھلنگاں اس طرح بھرتا تھا گھوڑا / جو ہوتا تھا فلک بھی تھوڑا تھوڑا
تگاور کا اٹھا تھا ایسا آواز / کہوں کیا اس کا میں جست و تگ و تاز
پون تھی جس کی صنعت دیکھ حیراں / ہوا پھرتی تھی اس کے گرد غلطاں
نہ ویسا بادپا گردوں نے دیکھا / پون تھی جس کا پیک نقش سیما
سو یک گردش سے سب لشکر میں ہوکر / ملے بھائیوں سے اور قاسم سے جاکر
دیکھے قاسم کو زخمی گر پڑے ہیں / لہو کے فرش پر سر کو دھرے ہیں
برابر گرد تھے زخموں میں رنجور / گرے تھے لیکے سب دو لے کو تن چور
ہلاتے تھے سب اپنے دست و پا کو / تھے لاتاں مارتے قوم جفا کو
عدو قصاب ہو چھب چھلا گا دیں / سروں کو کاٹنے جرأت نہ پا دیں
وہاں عباس پہنچے چھال بھرتے / صفوں کی تیغ سے پاتال کرتے
دیکھے قاسمؓ کی بالیں پر جفاکار / کھڑا سر کاٹنے حشام مردار
لپک عباسؓ پکڑے اس کی گردن / لٹک کر رہ گیا تصویر ساں تن
پھرا مارے ہیں اسواروں کے اوپر / گرے پنجاہ تن کٹ کر زمیں پر
پکڑ کر یک کے تیں دیگر پہ مارے / یہ دیکھے سو گئے ہیں بھاگ سارے
وہ عباسؓ علی قاسمؓ کو لے کر / بھی بھائیوں کو اٹھا لائے صحن پر
وہ دونوں بھانجوں کو بھی لجائے / وہ سب لاشوں کو یک جاگہ لٹائے
حسینؑ ابن علیؑ کے پاس لاکر / وہ لاشاں سب سلامت سے دکھاکر
بھی لے کر مشک پانی پر دیئے چل / کھڑا تھا سخت تر دجلہ پہ دنگل
جو ہیں دیکھے ہیں اس شیر غریں کو / عمر نے بول اٹھا سب اہل کیں کو
سبھی عباس پر مل تیر مارو / بھی نیزہ بانک بلم لے سدھارو
وہ چوکیدار سارے ایک ہوکر / چلائے تیر دریا موج ہوکر
جلم عباسؓ نے سر پہ اتارے / سرک شمشیر دجلہ میں سدھارے
ملائے جب سیہ کاروں نے ہر سو / سو ویں للکار کر عباس یا ہو

۱ کودنا اور دوڑنا
۲ کاریگری ۱۲
۳ لوٹتے ہوئے ۱۲
۴ گھوڑا ۱۲
۵ قاصد نقش کی پیشانی ۱۲



۶ دالا یعنی ہاتھ اور پیر ۱۲
۷ ظالم کی قوم ۱۲
۸ سردار ۱۲
۹ پچاس تن ۱۲
۱۰ ندی ۱۲

شتابی سےان بیانوں کے لئے ہاتھ
شجاعت کانشان چہرےپہ تھا یاں
صفوں میں پیٹھے جوں بکریوں میں ضیغم
کترتے تھے پیادوں کی صفاں یوں
صفاں گنتی کئے ہیں صاف در صاف
لگا میدان سب لوہو سے بھرنے
مقابل کے ٹلے سارے جفاکار
لگی سب چوکیاں پانی کو چھوڑے
کنارہ صاف اورمیداں تھا معمور
سوویں عباس جوں خورشید خاور
لئے ہیں مشک کو بھر کر شتابی
عمر منحوس فاسق بد ترین ناس
سوویں عباس نے پانی اٹھا کر
کہا کوشش کرو پانی نہ جاوے
ٹک یک پانی لئے پینے کو گیا نی
کئے سب طفلکوں کی تشنگی یاد
سو پانی ہاتھ سے پھینکے سراسر
وہ گھوڑا رمز باطن سے تھا آگاہ
ہے جن کے واسطے لبریز کوثر
عجب ہے رمز رب العالمیں کا
جو ہونے کو لگی تکلیف بسیار
کئے جن کی رعایت چند حیوان
ٹک یک دیکھو تو حیوان جہاں ہے

جہاد فی سبیل اللہ کے قرباں
اٹھائے تیغ سے ہر سمت طوفاں
کئے لشکر کو سب درہم و برہم
بکھیریں زلف اپنی جھوشان جوں
وہ صدمے سے زمیں کی ٹل گئی ناف
لگے عباس فوجوں کو کترنے
کنارے پر ہوئے دجلہ کے مختار
لڑائی سے سبھوں نے منہ کو موڑے
کھڑے تھے سب منافق دیکھتے دور
بساں بدر پانی میں اتر کر
سبھی لشکر نے دیکھا ہے بخوبی
منادی کر کہا مردود خناس
لئے ہیں مشک کو کاندھے پہ دھر کر
نہ یہ محنت کبھی برباد جاوے
سو کر کر یاد قتل تشنگانی
کھڑے تھے تشنہ لب شبیر شہزاد
کہے گھوڑے کو پی تو پیٹ بھر کر
کھڑا پیاسا تھا پیغمبر کا بنگاہ
سو وہ دنیا میں رہویں تشنہ مضطر
خداوند جہاں حق المبیں کا
یہ دولت ہے انھوں کے فضل دیدار
بھی پانی بند کر بیٹھے تھے انساں
یہاں شکل مسلمانی کہاں ہے

لہ اٹک کے راستے
کی لڑائی میں تیاران
عہ بھونے والے ۱۲
عہ شیر ۱۲　عہ صفدری
عہ طرح اڑگئے
عہ پہنچے کی
ھہ مشرق کا آفتاب

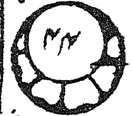


بقیہ پیاسوں کی شہادت
ثہ بچوں کی شہادت
ھہ پیاسے ۱۲
فہ خاندان ۱۲
لہ بھرا ہوا ۱۲
لاہ پیاسے بیقرار ۱۲

سو اس باعث نہ گھوڑا منہ لگایا
عزیزاں دیکھو حیوانوں کی خوبی
وہ تو پیتے تھے شربت سرد کر کر
سو ان کی پھر مسلمانی کجا ہے
دیکھے عباس نے گھوڑے کا احوال
چو از جوش جلالت شاہ عباس
کہ تم ہو جانور سے قوم بدتر!
کہ کالانعام ہو بل ھم اضل تم
یہ کہہ کر جب جولانی میں آئے
کئے اس طرح سے گھوڑے کو جنباں
پکارے جس گھڑی اللہ اکبر
لئے تھے مشک کو کاندھے پہ گیانی
زغن جس وقت پر کرتے تھے عباس
ادھر سے سب یزیدی ملکے یکبار
لگے چلنے کو بھالے تیغ و خنجر
پیادے جملہ تیر انداز یک موٹ
تھے دو سردار شیبان اور قبطان
کنارے پر اڑے دونوں برادر
طرف شیبان و قبطاں ہو کے غازی
بھی یک شوز جگر سے کر کے نعرہ
لپک یک دم پکڑ شیباں کی گردن
نکل دونوں کے بھیجے تب گرے ہیں
وہیں گھوڑوں کے تیں نیزہ چبائے

نہ پانی کی طرف کچھ طشت لایا!
مسلمانوں کی کیا اسلام ڈوبی
کھڑے تھے تشنہ لب آل پیمبر
کہو تو ان کو کیا کہنا بجا ہے
کئے تب اشک خونی سے دہن لال
ہمیشہ نالید و گفت اے جملہ خناس
بھی سارے جانور ہیں تم سے بہتر
یقین ہو اصل معنی میں خلل تم
زمین کربلا کو تھرتھرائے
چلا گردوں پہ جیسا گوئے چوگال
نمایاں ہوئے مثل روز محشر
چلے باہر نکل صاحبقرانی
پون لرزاں ہو بھاگیں پھرے پاس
کئے عباس پر یک لخت یلغار
سنان و گرز اور آمودو اشقر
گرے عباس پر یکبارگی ٹوٹ
لے سب پندرہ ہزار اسوار سلطان
سو عباس علیؑ نے گرم ہو کر
نگاور دے لگے کرنے کو بازی
دلیروں کا ہوا دل پارہ پارہ
پھر اقبطاں پہ وے مارے تہمتن
بھی ان کے جملہ اعضا کھل پڑے ہیں
بھڑک گھوڑوں نے لشکر کھلبلائے

طبیعت ۱۲ کہاں ۱۲ منہ ۱۲ جب جلالت کے جوش سے شاہ عباس وہ دیتے تھے اور کہتے تھے اے تمام شیطانو ۱۲ اشارہ طرف آیۂ کریمہ اولٰئک کالانعام



بل ھم اضل یعنی وہ لوگ ہیں مانند چارپایوں کے بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ۱۲ بیچ ہوئے ۱۲ سکھیے کی طلب سے ۔ پھیرے ۱۲

پھرا گھوڑے کو چاروں سمت عباسؑ
گرے آ کر ہی یک دم مار کر تے
جو کوئی سردار لڑنے پیش آوے
اسی موجب ہزاروں کو نہتا تے
حُسینا بولتے تھے مرحبا باش
جدھر نیزہ چلاوے شاہ شہزور
بہم پیوست تھے عباس در فوج
سبھی عالم کی نظراں پھر گئے تھے
کنانہ ابن اسود ایک جفا کار
نہ قدرت تھی کہ وے مارے بلک کر
سو عباسؑ علے کا ہاتھ اس دم
روایت ہے کہ گرتے وقت وہ بات
ارے عباس کے قبضے خبردار
خدا خاطر شرم مردی کی رکھنا
حسین ابن علی تک مار تا جا
خدا کے حکم سے وہ صدق ان کا
تھا تیغہ ہاتھ میں وو ہیں چلادست
سمجھ قاتل چلایا نیچہ صاف
گرا گھوڑے سے کھا کر چرخ یکبار
حسینؑ ابن علیؑ تک پہنچتے بات
گرا قدموں پہ جا سبط نبیؐ کے
ادھر عباس نے وہ مشک لے کر
رکابوں کی چلے ٹھوکر لگائے

ہزاروں کو گرائے افضل الناس
چلے عباسؑ بھی تلوار کرتے
طمانچہ کھا دیں دوزخ میں جا وے
بہت ثابت قدم سے تیغ مارے
ہزاراں آفریں عباسؑ شہ باش
وہاں اٹھتا تھا محشر سے فزوں[1] شور
اٹھا دریائے لشکر موج در موج
تھا نے سب کے تیں اندھے کر[2] تھے
وہ آ پیچھے سے مارا بر قفا وار
سگ[3] دیوانہ بھاگا داؤ کر کر
جدا ہو کر گرا دُہرا ہوا خم
کہے عباسؑ ایسیہا[4] بیہات
نہ تو نے کچھ کیا ہے حرب[5] تلوار
جہاں تک تجھ میں دم ہے قتل کرنا
قدم پر گر کے ہو خاموش اُس جا
چلا وہ ہاتھ وہاں سے قتل کرنا
کنانہ ابن اسود سے ہو پیوست
جو گذرا فرق سر[6] سے اس کے تا ناف
چلا وہ ہاتھ کرتا دست تلوار
کیا چالیس تن کا قتل اثبات
حسینؑ ذو الکرم ابن علیؑ کے
رکھے ہیں بائیں کاندھے پر مقرر
بھی نیزہ دست بائیں سے چلائے



[1] زیادہ شور ۱۲
[2] کا سحرت
[3] دیوانہ
[4] ۱۵
[5] تلوار کی لڑائی
[6] پہچانی ۱۲ سر کا پیچھا ۱۲

سمند باد پا ہو برق تمثال
لگا بھرنے زمیں تا آسماں چھال

کئے نعرے پہ نعرے شاہ عباسؑ
چلے ہمت سے غازی خیر وسواس

غرض ہر طور سے پانی بچانا
نبیؐ کے تشنگاں کو لا پلانا

قریبًا تھا کہ اس غوغا سے یکدم
بجا دیں مشک کو عباسؑ عالم

یہ سب بھگے ہوئے آتے تھے پیچھے
پھٹے تھے خوف سے سب کے کلیجے

ہوئی ایسی لڑائی اے عزیزاں
زمیں پہنچی تھی ہونے کو گریزاں

ہوا گھمسان اور ہنگامہ بسیار
سو اس غل میں کوئی بدبخت و بدکار

وہ پیچھے سے چلایا تیغ بازی
چلے تھے پیش بے وسواس غازی

جو بایاں ہاتھ اترا سو کہے دیں
خبردار اب تلک تو نے لڑائیں

چلا جا قتل کرتا اے کے نیزہ
تو کر ان موذیوں کو ریزہ ریزہ

چلا وہ ہاتھ دیں نیزہ چلاتا
حسینا تک گیا ہولاں لگاتا

حسین ابن علیؑ نے دیکھ اس دم
کہے خاموش اے عباس اکرم

نہ یہاں کشف و کرامت کا بیاں ہے
یہ سب جنبش قضا کا امتحاں ہے

بامر حق تعالیٰ جان دینا
عوض میں اس کے جو دیوے سو لینا

اَلَا یَا اَیُّہَا العباس خاموش
شہادت کے اٹھا ہے بحر کو جوش

وہاں تلک شہادت پر عمل کر
تو مت ہرگز کرامت بیں دخل کر

سو عباسؑ علی شہ زور رنجور
ہوا زخموں میں جب سارا بدن چور

بھی جب دو ہاتھ کٹ کر گر پڑے ہیں
تو پھر وہ مشک داتنوں میں لئے ہیں

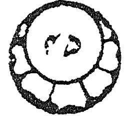
لگے ہیں ٹھیلنے پاؤں سے سب کو
نہ تھا کچھ دسترس ضرب و حرب کو

ولے ٹاپوں سے گھوڑا مارتا تھا
بہت کچھ شور سے للکارتا تھا

اچھلتا تھا بسان شیر غراں
گریں ٹھوکر سے بدکاراں ہزاراں

سو اتنے میں یزید ابطح النار
چلایا تیر سو یک دم ہوا پار

گیا پانی ہوئے عباسؑ غمگیں
نمط شیر غریں کے شاہ تمکیں



۱ گھوڑا ہوا کی طرح دوڑنے والا ۱۲ ۲ پیاسوں ۱۲ ۳ دیرث ۴ بھاگ گئے ۵ لڑائی ۱۲ ۶ آزمائش ۱۲ ۷ خبردار اے عباس خاموش

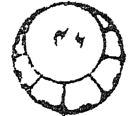
۸ پیر ۱۲ ۹ دیا ۱۲ ۱۰ قدرت ۱۲ ۱۱ حملہ ۱۲ ۱۲ شرارتی ۱۲ ۱۳ جنگل کا شیر ۱۲ ۱۴ بدنصیب ۱۲

گئے للکار کر گھوڑے کے تیں ایڑ — گرائے ابطحی کو ٹاپ سے گھیر
سبھی عباس ہو لاچار یکبار — تحیرؔ سے کئے آنکھوں کو خونبار
کہ ہے طفلوں کو یہ پانی گیا نیں — ہوا نا امید دنیا سے چلا ہیں
اچھالے آہ کہہ پھر اپنا تازی — اڑاتا تھا بسیں نیزوں کی درازی
وہ چاروں سمت گھوڑے کو چھڑا دیں — ہزاروں خلق ٹاپوں سے گرا دیں
ہوا ٹاپوں سے عالم رن میں بسیار — گرے مردے زمیں پر مثل انبار
پھرا گھوڑا ہر اک جانب کو ہر بار — گرائے پہلواناں رن میں بسیار
سبھی لشکر سے وہ باہر نکل کر — ادھر سے دل میں پیٹھے پھر سنبھل کر
سو تینوں وقت ہو لشکر سے باہر — گئے اور پھر پھرے شاہ غضنفر
کئے اس طرح حملے شیر غازی — اڑا زخموں میں جب آخر کو تازی
وہ سب لاچار ہو کر تیر مارے — بدن میں چھد گئے پیکان جو سارے
گرا گھوڑا موئے عباس شہ زور — کھڑے ہو کر کئے نعرہ بصد زور
سنے حضرت حسین ذو الکرامات — بہائے چشم سے آنسو کا برسات
تگا دوڑے سمند باد پا کو — کہ جس پر رشک آتا تھا ہوا کو
نزدیک عباس کے پہنچے ہیں حضرت — اٹھا لائے ہیں ان کو باشفقت
تلک وہ چار بھائی دو بھتیجے — کہ جن کو دیکھ کر افلاک دھوجے
بھی دولہ شاہ قاسم سب کے درمیاں — پڑا تھا گرد سب لوہو میں غلطاں
وہ ساتوں اپنی انکھیاں کھول یکدم — کہے عباس کو شاباش ہمدم
پڑا تھا ٹکڑے ٹکڑے غش میں دولہ — جھلائے تجھے عدم کے دم کا جھولا
جوانمردی کئے از حد و غایت — نہایت کر لئے تخت شہادت
مگر قاسمؓ نے کر بولے تبسم — حسینا کو پکارے حضرت عمؓ
مجھے خوش یہ نظر آتا ہے بالا — ہوا ہے ہر طرف بے حد اجالا
معلق آسماں پر سبز پوشاں — بہت قاسم سے ہوتے تھے خروشاں

معلق ہے ہوا پر فرش عالی
بچھی یک مسند ہے اُس پہ سبز خرگاہ
محمد مصطفٰے بیٹھے ہیں اس پر
فرشتے روبرو محزون و غمگین
کھڑے تھے سامنے سب دست بستہ
بھی سب پیغمبراں غمگین و محزوں
اور ان کے روبرو جنت کے در پر
اُٹھا ہے اس طرح خوشبو کا بھکار
بھی ایک خیمہ کھڑا ہے مثل گردوں
بڑا ایسا ہے نہ گردوں سے افزود
بساط سرخ جوں تخت سلیماں
معلق سب فرشتے جوق در جوق !
رواں ہیں اشک خونی مثل مرجاں
بسان پیشکر منصور بردار !
فراز فرش دنگل وہاں ہیں بہتر
بھی اس پر شہ جواں بیٹھے ہیں شہدا
بھی ہر دنگل پہ لکھ نام ونشاں کو
میرے چاروں چچا کے چار دنگل
ہیں دونوں بھانجوں کے دنگل خاص
وہ سب جنبش میں ہیں باعث ہمارے
قدم ثابت غزا میں رکھ کے آنا
عبث ہے اس جہاں فانی کا جینا
بھی اس کے درمیاں ہے لعل کا تخت

ہے رنگیں سوزنی بر فرش عالی
کہ جوں نہ تکیہ بر گردون با جاہ
کھلا چشمہ تھا جاری حوض کوثر
لباس سبز سے ماتم آئیں
در انجواں کو کر مژگاں میں سفتہ
سرشک چشم سے جاری کئے خون
کف دست ایک ہے میداں معطر
کہ جس کی بو سے گل ہو مشک تاتار
مکلف شرح رنگیں شکل موزوں
جلے ہر ہر جوانب عطر اور عود
ہے اس پر اصل کے جنت کا ساماں
کھڑے ہیں صف بصف ہو فوق در فوق
پروے صف بصف بر نوک مژگاں
جگر کے لخت بر مژگاں تھے اسوار
کہ یک سے ایک بہتر جملہ احمر
سبھی بھائی برادر جو تھے اس جا
بھی اس کا مرتبہ اور ظل شاں کو
بھی میرا پانچواں دنگل مکلل
مکلف کر رکھے ہیں کان اخلاص
بھی کہتے ہیں یوں نہیں ہمکو پکارے
سلیماں سے زیادہ ملک پانا !
کہاں تک وہاں کے جگ کا خون پینا
نہایت سخت ہے یک تختہ بے لخت

۱؎ سرانیغو ۱۲ ۲؎ آسمان
۳؎ موتی ۱۲ ۴؎ ہیرے
بوٹے ۱۲
۵؎ سرشک کا آنسو ۱۲ ۶؎
ہتھیلی صاف ۷؎ ماننده ۸؎



۹؎ منصور کی شکل ۱۲
۱۰؎ سولی پہ
سرخ رنگ ۱۲
۱۱؎ سایہ ۱۲ ۱۲؎ سجائے
۱۳؎ ... ۱۴؎ ... ۱۲

نظر نہیں ٹھیرتی لالی پہ جس کے
پُر نور بر فار قدسی ایستادہ
بھی اس کے رو بہ رو ہے قطعۂ باغ
بھرے ہیں حوض اور کوثر کا میلاں
ہزاراں اس میں فوارے اٹے ہیں
بشرا اور معروف ہیں ہزاراں!
کریں ہیں اہتمام اے شاہ شہدا
ہیں گرو اگرد سب شہدائے پیشیں
شہادت کی خلافت درۃ التاج
جو شہدا اولین و آخریں ہیں!
وہ سب کی بادشاہی تم کو بخشی
ہمیں کرنا اجازت سے سرافراز
روانہ کر انھیں تم جلد آنا
یہ کہتے چار بھائی کھل کھلا کر
بھی دونوں بھانجے کر کر تبسم
سو قاسم نے بنا کر خون اپنا
براتی ساتھ سب شب گشت مقبول
وہاں جاتے ہی بیٹھے دنگلوں پر
گئے بھائی بھتیجے بھانجے کل
ہوئے وو بھی براتی ٹکڑے ٹکڑے
گئے ہیں جنگ اس سختی میں ایسا
نقیہ نہیں جنگ شیروں کی نہایت
نہ ذکر طول کرنا جملہ مختصار

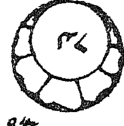
رکھے ہیں اس کے تیں درمیان سب کے
طہورا کا دھرا تھا پیش بادہ
نہ دیکھا ویسا بستان محل مازاغ
ہے ہر جا تحتہا الانہار جریاں
سرو آب رواں میں جوں کھڑے ہیں
عصائے موتیوں کے چوبداراں!
خراماں ہو کے آمیداں ہے عمدا
ہوا استقبال کو آئے ہیں غمگیں
خراج و باج لے باشان وافواج
تمھارے واسطے حاضر وہیں ہیں
کرو اب عاجزوں پر فیض بخشی
بھی تم اکبر علی کو کر کے ممتاز
شہادت گہہ میں اپنا خوں بہانا
بنا قاسم حسن لوہو لگا کر
گئے ہیں بھید کا دونوں تکلم
مٹایا عیش کا مضمون اپنا
گئے ہو سرخرو حق پاس مقبول
لگے ہیں عیش میں شہدا سے ملکر
رہے اکبر علی اور شاہ دُلدل
گرسنہ اور تشنہ غم میں گذرے
زمانہ میں سنا نہ دیکھا نہ دنیا
پہ آگے ہیں بہت ذکر شہادت
نہ سنتے سنتے کس کا دل ہو بیزار



بہت تکلیف دینے سے گذرنا
عزیزاں اب علے اکبرؓ کا قتال
وہ دلبند رسول اللہ کے فرزند
قلم ہو سر فدا بر نام اللہ
رسالت کے چمن کا تازہ تر گل
ولایت کے چمن کا نخل امید
محمد مصطفےٰ کا نور دیدہ!
وہ نخلستان زہرا کا ثمر پاک
خدا کا برگزیدہ راز دیدہ!
نشان احمد المختار اظہار
مبارک چہرہ والشمس ضحٰہا
بھی تھیں واللیل یغشٰہا سی زلفاں
وہ قلاب کمند گیسواں خوب
دونوں پیوستہ ابرونوں درنون
جبیں جوں آسماں فرخندہ اختر
زمیں کے سطح خون مانند خورشید
مشعشع چہرہ جوں بدر الدجیٰ تھا
سراپا سرو قد جوں پیکر نور
محمد مصطفےٰ کے لال خاصے
کہ جن کے دیکھتے ہو دل فراغت
منزہ رحمت عالم کی تمثال
علی اکبر تھا ان کا نام معروف!
تھا سترہ سال کا سن عیش کے دن

طویل الذکر نیں تصنیف کرنا
بیاں کرتا ہوں کچھ یک جنگ کا قال
بہ لخت و بخت پیغمبر کے دلبند
وہ بسم اللہ کی جا کھینچا مد آہ
کہ جس گلشن کے پیغمبرؐ ہیں بلبل
علیؑ مرتضیٰ کا جان جاوید
سجیلا نوجوان دنو رسیدہ
حسینؑ ابن علیؑ کے لخت بیباک
وہ برشد محمد آرمیدہ
درخشاں مطلع الانوار دیدار
دونوں رخسار والقمر تلٰہا
محمد مصطفےٰ سا روئے لمعان
کرے حور اس پہ چونری لیکے جاروب
گویا مایسطرون کی سطر موزوں
عرق کی بوند جوں تارے فلک پر
تھا جس کا نقش پا جوں جام جمشید
ضیائے برزخ بلغ العلےٰ تھا
ہودے جس پر سے سب ارکان بلا دور
وہ اسرار الٰہی کے خلاصے
سراپا صورت آیات رحمت
علیؑ اور فاطمہؑ کا بہترین لال
جو تھا چہرہ رسول اللہ کا مکشوف
خلیق و نیک آئیں صاف باطن

۱؎ لباداستان ۱۲ ۲؎ لڑائی کی گفتگو ۱۲ ۳؎ پھول ۱۲ ۴؎ امید کا درخت ۱۲ ۵؎ حضرت بی بی فاطمہ کا باغ ۱۲ ۶؎ پھل ۱۲ ۷؎ مقبول ۱۲ ۸؎ یعنی ۹؎ آرام پائے ہوئے ۱۰؎ یعنی سینہ ۱۱؎ یعنی چہرہ روشن ۱۲ ۱۲؎ یعنی حلقہ ۱۲



۱۳؎ یعنی جھاڑو ۱۲ ۱۴؎ یعنی ملے ہوئے ۱۲ ۱۵؎ یعنی پیشانی ۱۲ ۱۶؎ یعنی روشن ۱۲ ۱۷؎ یعنی پاک ۱۲ ۱۸؎ یعنی مشہور ۱۲ ۱۹؎ یعنی کھلا ہوا ۱۲ ۲۰؎ اچھے اخلاق والے اور اچھے مرتبے والے ۱۲

کبھی شادی کو ہوئے تھے پانزدہ روز — جگر میں ہجر کا پیکاں تھا دل دوز
جوان ہاشمی مولا کا پیارا — یلے پر زور ستمگر مہر و بدرا
کبھی یک توسن تھا ان کا بادرفتار — ہو صرصر جس کی ٹھوکر میں گرفتار
ہرن ٹاپوں سے بھاگیں شیر بھاگیں — پلنگاں خوف سے دن رات جاگیں
سمند برق سم طاؤس تمثال — بسا نقش و نگاری با خط و خال
کبھی تن پر اس کے تھی گلکاری بھاری — کہ جس سے چشم مانی ہووے ناری
تیاس کو کہن ارژنگ ہو دنگ — پھریں صحرائے وحشت میں ہو لنگ
تھا شکل حور چہرہ مثل براق — تھا وہ اسپ عقابی در جہاں طاق
ادیم اس کا تھا یوں باریک و شفاف — نظر جوں حل مرجاں آوے خوں صاف
تھی دمچی اس کی جوں جعد صنوبر — ہوا جس وقت جوں چلتی تھی اس پر
قدم کی شان یوں جنبش میں آوے — ہوا جوں سرو بستاں کو جھلاوے
عرق کے گلبدن پر یوں تھے قطرے — گویا شبنم کے دُر گلشن پہ بکھرے
پری ساں جب جولانی میں آوے — وہ دم کی جست سے گردوں پہ آوے
لگاوے نوک چابک اس کو اسوار — تو ہووے شش جہت کے پار صد بار
پھراوے کس جگہ کوئی اسکو یاراں — زغن کو بس نہ تھا دنیا کا میداں
ہے عرصہ شش جہت کا اسکو میداں — پھرے سو بار پل میں مثل چوگاں
تگاور ساتھ جب جنبش میں آوے — زمیں کی گرد گردوں پہ اڑاوے
چھلاوا سا زمیں پر چلبلاتا — ثریٰ کے بحر کو جنبش میں لاتا
بجاں وہ جب جولانی میں آوے — پرندے عرش اعظم کے اڑاوے
کبھی ایسا تند تھا وہ بادپیما — تھا نہ گردوں سا جس کا زین فرسا
کفن میں اس کے جب اسوار بیٹھے — تو اس کا بر فلک ہنکار پہنچے
اڑے طاؤس سا صحن ہوا پر — اڑلوا لا جسے گریں آواز سن کر
ہو آہو ٹھوکر میں جس کے لرزے — صدا اس کی تھی جیسا رعد گرجے

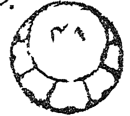
[1] پہلوان ۱۲ [2] یعنی جنبیدہ پیچ و تاب والا [3] پیچ و تاب کے ۱۲ [4] یعنی گھوڑا ۱۲ [5] یعنی تیز پیدا ۱۲ [6] یعنی میدان ۱۲ [7] یعنی چیتے ۱۲ [8] یعنی چوڑی ۱۲ [9] یعنی بانے ۱۲ [10] سینہ ۱۲

باقی

[11] یعنی موتی ۱۲ [12] یعنی چکر [13] یعنی آسمانہ [14] یعنی تیز ۱۲ [15] ہوا کا ناپنے والا یعنی گھوڑا تیز دوڑنے والا [16] صاحب پاز یعنی پنکھ والے جانور ۱۲ [17] یعنی ہرن ۱۲ [18] یعنی بجلی ۱۲

چڑھا اس پر شہ جواں خاصہ رنگیلا — وہ سترہ دن کا نوشہ شہ سجیلا
چلا شادی کی مہندی کی تھی باقی — تھی انگلیاں شاخ مرجاں طاق طاقی
تھا چہرہ جوں محمد مصطفےٰ کا — عمامہ سر پہ ختم الانبیا کا
تھا پیراہن رسول اللہ کا بر میں — نبی کی تیغ باندھی تھی کمر میں
پیمبر کا جمال کہکشاں وار !! — انھوں کا ہے جھلم بکتر سپر دار
نبی کا سر پہ مغفر تن پہ پاکھر — کہ نقش پا رے سم اٹھتی ہوا پر
محمد مصطفےٰ سا پہن پوشاک — کفن سا کر گریباں چاک در چاک
دونوں رخسار جوں خورشید و مہتاب — بسا بہتر ازاں خوبی ازاں تاب
تھا مانند شفق رو ارغوانی — گر مرجھا رہا تھا غیرت پانی
سراپا آیت رحمت منور ! — شہادت کا رکھے تھے سر پہ افسر
تگا در دے گئے والد کے نزدیک — کہے رو رو کے با آواز باریک
کہ اے بابا اجازت مجھ کو دینا — میرا ابھی اجر عند اللہ لینا
میرے سارے گئے بھائی تھے سرور — مظفر ہو گئے سب قاتلوں پر
ہیں بیٹھے رنگلوں پر جملہ شہدا — اجازت مجھ کو دینا جان بابا
سو میں بھی اپنے رنگل پر مقرر — جو جا بیٹھوں تو ہووے سب سے بہتر
کہے حضرت نے مت تکلیف کر تو — میرا مقصود دل جان و جگر تو
تیرے دیکھے سے ہے تسکین مجھکو — تیرے باعث سے ہے تمکین مجھ کو
یہ تھوڑے دن کی سختی ہے مرے لال — صبا ہو ویں گے سب مردود پامال
تو اپنے خانماں سے رہ خبردار — بھی زین العابدینؓ پیارا ہے بیمار
شکیبائی سے رہنا در مصیبت — یہ مردوں کی ہے آثار فتوت
علی اکبر نے سن رو رو کے بولے — زباں سے درد کے یاقوت رو لے
کہے اب مجھ کو بابا جان چھوڑ دو — مری الفت سے اپنے دل کو توڑ دو
مجھے بہر خدا رخصت کرو تم — روا رہنے کا میرے مت رکھو تم

لہ یعنی پڑی تھی ۲ لہ یعنی جیسی ۳ لہ ایک قسم کا پہناوا ۴ لہ مانند ۵ لہ یعنی گھوڑے کی جھول ۶ لہ یعنی بہت بہتر اس سے خوبی میں اور بہت بہتر اس سے چمکنے میں آفتاب



لہ یعنی ۱۲ لہ یعنی منہ ۱۲ لہ یعنی روشن ۱۲ لہ یعنی فتحمند ۱۲ لہ یعنی صبح ۱۲ لہ یعنی صبر ۱۲ لہ نشانی جوانمردی کی ۱۲

یقیں سمجھو یہ دنیا بے وفا ہے
تمھارے بعد کیا جینا روا ہے

رکھو گے تو نہیں رہنے کا ہرچند
رضا دینا مجھے بہر خداوند

یہ سنتے تول اٹھے سلطان اکرم
خدا حافظ ترا اے میرے ہمدم

علی اکبر چلے ہو کر قدمبوس
کہے سلطان دیں افسوس افسوس

کبھو نانا کا مجھ کو یاد آتا
تو اکثر تجھ کو مسند پر بٹھاتا

جو تجھ کو دیکھتا یکدم نظر بھر
گویا دیکھا میں دیدار پیمبر

روایت ہے ابا مسلم سے بارے
مدینے کے اکابر رہنے ہارے

کبھو چاہتے رسول اللہ کو دیکھیں
بچشم دل سے نور اللہ کو دیکھیں

تو آ بیٹھیں علی اکبر کو لے کر
گویا دیکھیں نبی کو بالمقرر

اگر باتیں سنا چاہیں نبی کی
حکایاتیں سنیں اکبر علی کی

جو ویسا شخص جب میداں پہ آیا
تگاور ساتھ لشکر کھلبلایا

اٹھا تھا اس طرح ٹاپوں کا آواز
ہوا اسپ رعد کا بھی ہوش پرواز

اٹھے اس طرح نعل سم سے شعلے
پڑے تھے برق کے دل میں پھپھولے

اگر ویسی کڑک بجلی میں ہوتی
دونوں عالم کے یکدم ہوش کھوتی

وہ توسن سم پٹکتا جب زمیں پر
ثری کی دھوجتی تھی گاؤ تھرتھر

او اسے جب قدم چلنے پہ آوے
ہرن بھی چوکڑی کو بھول جاوے

زغن بھرتا تھا وہ جس دم ہوا پر
تو اڑتے تھے فلک پر کے جناور

کھڑے میدان پہ جوں خورشید تاباں
فلک ہوتا تھا جس صورت پہ قرباں

سراپا صورت آیات رحمت
ضیائے احسن التقویم حشمت

دیکھے سارے جفاکاروں نے یکدم
لگے ہیں پوچھنے یک یک سے باہم

بہت کوئی شہ کونین کو پہچانتے تھے
ہوئے انجان جو کوئی جانتے تھے

پر ان کی شان عالی دیکھ سارے
ہوئے رخ زرد سب وحشت کے مارے

عمر نے ٹال ان کی بات جیوں تیوں
لڑائی پر چلایا سب کو ہر کیوں

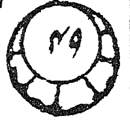
لہ یعنی نگہبان ۱۲
یعنی ہاتھی ۱۲
یعنی باپ ۱۲



ھ یعنی گھوڑا ۱۲
یعنی آفتاب روشن ۱۲
یعنی روشنی ۱۲

تھا عاصم بن عصم نامرد پُر زور　　تھا جس کا پہلوانوں میں بہت شور
تھا ایسا دابۃ الصحرا وہ او دھوت　　گویا تھا بادیہ کے دشت کا بھوت
بہت اودابہ انفش تھا تنومند　　ہم آیا روبرو جوں کوہ الوند
تھا بیٹھا فیل منگلوسی کے اوپر　　ہوا ابر سیہ پیدا زمیں پر
مقابل ہو کھڑا اکبرؑ علی کے　　علی کے لخت جان ہیبلی سے
بڑا عمود ہے ہفتاد من کا　　بسولا تھا وہ گویا کوہ کن کا
تکاور فیل کا میداں پہ مارا　　گویا ابر سیہ نے شور مارا
دیکھے ہیں جب علیؑ اکبر نے اس کو　　کئے ہیں اپنے دل میں یاد حق کو
کئے اللہ اکبر کہہ کے نعرا　　کہ دھو جا کر بلا کا قطعہ سارا
اٹھا عمود عاصم زور کر کر!　　علی اکبرؑ کے مارا سر کے اوپر
علیؑ اکبر کا تھا اک شخص خادم　　رکاب اسپ سے رہتا تھا دایم
تھا اس کا نام عنصر چاپلوسی　　کرے اکبر کی دایم پاے بوسی
بہت چالاک تھا عیار پیشہ!　　یلوں سے کچھ نہ تھا اس کو اندیشہ
عمود آہنی پہنچا جو سر تک　　سو ویں عنصر اچھل کے پہنچ لگ بھگ
پکڑ اوپر سے اوپر اس کا آمود　　کھڑا ہو کر رہا جا سامنے کود!
سو ویں عاصم ہو نادم ہول کھا کے　　چلا جوں رعد و بجلی کڑکڑا کے
پکڑ خرطوم میں عنصر کی وہ فیل!　　پھرا ہے شور کر کر سخت تر ڈھیل
اٹھا پھینکا ہوا پر جوں جناور　　وہ زیر آتے ہی دانتوں میں پکڑ کر
لگا گھسنے زمیں پر زور سے فیل　　سو عنصر کی اسی دم چھل گئی ڈیل
جواں مردی سے حق کو یاد کر کر　　نکالا مثل ناگن تیز خنجر
زباں میں اژدہا سا دشنہ زہری　　کیا دانتوں میں کیا خنجر گذاری
دردل تالو میں خنجر کو چلایا　　کہ جوں فولاد میں نشتر چبایا
عزیزاں دیکھئے کیسا کیا کار　　نکل خنجر ہوا وہ مغز کے پار

۱؎ یعنی جنگلی جانور ۱۲
۲؎ ساتویں دوزخ کا نام ہے جو سب سے نیچے ہے ۱۲
۳؎ یعنی جنگلی
۴؎ یعنی جانور چھوٹی آنکھ والا ۱۲
۵؎ قوی جثہ یعنی موٹا ۱۲
۶؎ یعنی گرز ۱۲
۷؎ ہمیشہ



۸؎ یعنی پہلوانوں ۱۲
۹؎ یعنی پشیمان ۱۲
۱۰؎ یعنی دہشت ۱۲
۱۱؎ ہاتھی کی سونڈ ۱۲
۱۲؎ تلوار کی قسم ہے اس کو کٹاری کہتے ہیں
۱۳؎ اندر ۱۲
۱۴؎ ہاتھی ۱۲

سو وہیں ہاتھی نے یک قلقار کر کر
ہٹا مجروح ہو کر سخت ہاتھی
گرا تھا کس کا نیزہ وہاں زمیں پر
لگا یا فیل کے مستک میں برچھی
ہو برچھی نیم گز مستک میں غائب
وہاں جبرا کے ہاتھی منہ پھرایا
وہیں برچھی اچھل عاصم کو مارا
پرو عاصم کو اور ہودے سے ہو پار
زغن کر فیل کے ہو پیش ور زور
سوار اوپر ہوا تصویر پیکر
بھی اس کے فیل کو اندھا کیا وہ
کبوتر ساں مہابت کو لڑایا
گذر بیچی گئی خرطوم سے بھار
دو تلواروں کے قبضے دو طرف سے
ہوا یک جست سے اسوار غازی
چبھویا زور سے گردن میں جب خار
بھی برچھی منہ میں تلواراں لٹکتے
پٹکتا پاؤں اور تلقار کرتا
یزیدوں پر لیجا عنصر نے ڈالا
ہوا لشکر میں یک ہنگار و غوغا
ہوا غوغا زمین و آسماں تک
وہ ہاتھی بے تکاں کرتا اچھلتا
چپا دے خار عنصر زور کر کر

گذر عنصر سے ہو تصویر پیکر
کھڑا عنصر منا بیں گاڑ چھاتی
اٹھا کر جوان اڑا تیں ہوا پر
سو پھوٹی مغز کے پیکاں سے برچھی
چبا پیکاں اس کا بالمناسب
سو یک جنبش میں عنصر پیش آیا
جو پیکاں پشت کے باہر نکالا
ہوا ہودے سے عاصم نقش دیوار
خدنگوں سے کیا دلوں کو وہ کور
رکھا برچھی نے ہودے میں پرو کر
مہاوت کو بھی نیزہ جڑ دیا وہ
ہر ایک خرطوم میں برچھی چلایا
کہ جوں ہو ناک سے مرغی کا پر یار
لگا برچھی میں صنعت کے شرف سے
چبھویا خار آن کس با درازی
سو بھڑ کا فیل اندھا کر کے تلقار
دیوانہ ہو چلا ہاتھی بھٹکتے
وہ اندھا ہو لتھڑتا اور تپھڑتا
بھی اوپر سے چلائے آپ بھالا
ہوئی سب فوج یک دم زیر و بالا
گیا غلغال اس کا ہر مکاں تک
نظر آتا تھا جیسا کوہ چلتا
پھرا دے فیل تب خرطوم یوں کر

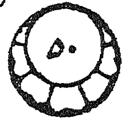
۱؎ یعنی زخمی ۱۲ ۲؎ یعنی مغز ۱۲ ۳؎ یعنی جمع خدنگ یعنی تیر ۱۲ ۴؎ یعنی تیر ۱۲ ۵؎ یعنی اندھا ۱۲ ۶؎ فیلبان یعنی ہاتھی کا رکھوالا ۷؎ ہاتھی کی سونڈ ۱۲ ۸؎ کاریگری ۱۲ ۹؎ یعنی شور ۱۲ ۱۰؎ نیچے اوپر یعنی درہم برہم ۱۲ ۱۱؎ یعنی پہاڑ ۱۲

باقی

ہزاروں کٹ کے گرتے تھے یزیدی
وہ جب خرطوم غصے سے ہلادے
جدھر ہاتھی چلا جاوے لٹکتا
پھر ایک لخت سب لشکر میں وہ فیل (ہاتھی)
وہ سن آواز لشکر بھاگتا تھا
پھرے تھا کور[1] ہاتھی گڑبڑاتا
پڑی فوج مخالف میں ہزیمت[2]
گویا کالی بلا لشکر میں آئی
بسان رعد یک دم گڑگڑادے
دیوے خرطوم کو اس طرح چکر
وہ تلواراں پھرے چکر کے مانند
ہزاروں ٹھوکروں سے گر پڑے تھے
بھی اس پر پاؤں کے رگڑے سے یکدم
نہ کوئی لاش سالم[3] تھی صحن پر!
چبویا سخت پھر عنصر نے سوفار[4]
چلا دجلہ طرف جو کوہ الوند!
گرا چوکی کے لوگوں پر وہ ہاتھی
سو پھر عنصر پر دیا خار در زور
کیا چوکی کی یک دم دھول دھانی
وہ دجلہ کے کنارے تھا کرارا
دیکھا عنصر نے اب گرتا ہے ہاتھی
قضا اس کو پھرایا زور کر کر
بہت اونچے سے ٹھوکر کھا گرا ہے

زمیں پر گوئے ساں گرتے تھے گیدی
جو برچھی اور تلواروں پھرادے
صفوں کو چیرتا پھرتا تھا ٹھٹکتا
بصد ہنکار با قلقار بھر ڈیں
کدھر جاتے ہیں ہر کوئی پوچھتا تھا
ہزاروں سے سواروں کو لڑاتا
لگے ہیں بھاگنے یک لخت بدبخت
ہزاروں کو لتھاڑی اور کھپائی
وہ اپنی سونڈ یا برچھی پھرادے
پھرے وہ ذوالفقار آسا صحن پر
قلم کرتے تھے بس خنجر کے مانند
موئے زخمی بھی جیتے جا ملے تھے
ہوا تھا سب دو ٹکڑے رن کا عالم
گرے تھے لخت اوپر لخت یکسر
وہ ہاتھی سٹ پٹا کر مار قلقار
کئے تھے جس جگہ پانی کے تیں بند
بسان ابر وہاں کی فوج پھاٹی
گرا چوکی کے اوپر فیل کر شور
سنا آواز جب اندھے نے پانی
وہاں وہ کور ہاتھی جب سدھارا
چبویا خار آنکس با درانتی
گرا اوپر سے دجلہ میں مقرر
مع عنصر وہ دجلہ میں بہا ہے

لہ یعنی گیند کی طرح ۱۲
[1] یعنی اندھا ۱۲ [2] بھگدڑ ۱۲



[3] یعنی سلامت ۱۲
[4] تیر ۱۲

رواں تھا رودؐ میں بس پور ماتم
وہ اک ہاتھی بسان خسؐ بہا ہے
سو عنصر سخت گھبرا کر ہو مضطرؐ
گرا ہاتھی گیا تحت الثریٰ میں
یہ بجرؐ و چرخؐ الٹا چرخؐ کھا کر
قضا نے فیل کو ٹھوکر لگائی!!
قریبا تھا کہ بھاگے فوج یک دم
گیا عنصر نے یوں مردانگی کر!
علی اکبر کے اک خادم نے یاراں
سبھی لشکر کو یک دم کھلبلایا
ولے امر قضا سے ہو کے لاچار
ہزاراں آفریں بر جان عنصر!
جواں مردی پہ اس کی آفریں باد
وہ یک تن نے کیا یوں گرم بازار
وگرنہ یہ جواں مردی ہے ان میں
فقیہ اب قطع طولؐ گفتگو کر
یہ جنگ ہاشمی لا انتہاؐ ہے
یہ شاہوں کی لڑائی میں پڑے گا
کہ جن کا ایک خادم یوں لڑا ہے
علی اکبر کھڑے جب دیکھتے تھے
کہ جب دیکھے گرا با فیل عنصر
مرا خادم شہادت پا سدھارا
قضا گر اس سے یہ ٹھاگا نہ کرتی

جو اس میں غرق ہو فتنہ کا عالم
گرا پانی میں جو نیچے گیا ہے
بہت چھتا تھا جو کودے زمیں پر
بیک تنگؐ سے وہ پہنچا بے بقا میں
گیا با فیل عنصر کو برابر!!
بمع عنصر وہ دریا میں بہائی
قضا نے آڑ پایا اس کو یک دم
ہوا جنت میں جا کر صاحب افسر
ملایا خاک میں گے کیسنہ داراں
کتوں کے تیں ڈبایا کے کھپایا
کیا آباد جا جنت سے گلزار
ہوا قربان بر سبط پیمبر
ہیں اس کے کام پر بلہارا استاد
موا آخر قضا سے ہو کے لاچار
کیا کیا کام یک عنصر نے رن میں
لڑائی کے بہت قصے ہیں مت پڑ
انھوں سے کوئی لڑے مقدورؐ کیا ہے
قیامت تکؐ یک میداں کہے گا
تو ویسے شہ جواں کی بات کیا ہے
ہزاراں مرحبا ہے بولتے تھے
کہے افسوس ہے اللہ اکبر
جو یک صنعتؐ میں نیمی خلق پارا
زمین کربلا مردوں سے بھرتی

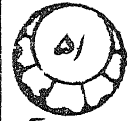
؎ یعنی ندی ۱۲ ؎ یعنی تنکا جس کے مانند ۱۲ ؎ یعنی بے اختیار ۱۲ ؎ یعنی دریا یعنی دوڑ ۱۲ ؎ یعنی دونوں دریا ۱۲ ؎ دریا میں ڈوب گیا ؎ یعنی چھپا جانے والا
آسمان ۱۲ ؎ گفتگو کے طول و دراز کو قطع کر یعنی کم اور مختصر بیان کر ؎ یعنی بے حد ۱۲ ؎ یعنی طاقت ۱۲ ؎ یعنی کاریگری ۱۲ ؎ آسمان سے چکر ۱۲



یہ دل میں کہہ کے وہ للکارا مارے
عمر دیکھا کہ ہے میدان خالی
شجاعت[۲] کا نشاں چہرے پہ پیدا[۳]
سو ہیں جلدی بلا حشام[۴] یل کو
تھا وہ مرد مبارز سخت پر زور
مقابل جب ہوا اکبر علی کے
گرز لے شصت من کا وہ ستمگار
علی اکبر نے دیکھے ہیں زمیں پر
ہو خم[۹] نیچے سے تب اس کو اٹھائے
لئے عمود پر حشام کا ضرب
پھٹا ابر سیہ آواز کر کر
دونوں کوہ پارہ[۱۲] ساں یکایک لگ کر
گرے ہے جس طرح سے برق نیچے
ہوا آواز ایسا جوں پھٹا کوہ[۱۴]
سمآء شقت آسا ہو گیا شور
حسینؑ ابن علیؑ آواز سن کر
تو میرے خرد سالے[۱۷] کو خبردار
ہوا وہ سہمگیں[۱۸] آواز ایسا
کہ اس ہنکار میں صنعت سے شہ جان
کہ تھا ایک ہاتھ میں عمود تیار
دونوں ہاتھوں میں لے کر گرز عمود
پھرا دونوں کو سر پر دیکے چکر
بسان شدت وہ گرز پھیریں

کوئی دیگر مبارز[۱] آوے بارے
کھڑے ہیں شیر نر با شان عالی
بہ پیمان[۴] و شہادت مست و شیدا[۵]
لڑائی پر وہ فتنے کے خلل کو!
لگا ورد سے کیا جوں گور خر شور
وہ خورشید سپہر سنجلی[۷] کے
چلایا ضرب شہ کے سر پہ بدکار
گرا عمود[۸] تھا عاصم کا رن پر
سپر[۱۰] آسا مقابل کر کے آئے
ہوا آواز مثل رعد کا سحرب
لرزنے کو لگا گردوں پہ چنبر[۱۱]
اٹھے اس میں سے شعلے برق[۱۳] پیکر
وہیں شعلے فلک تک اس کے پہنچے
لگا ہے دھوجنے لشکر کا انبوہ[۱۵]
دھلا رہے ہوئی چشم فلک کور[۱۶]
کہے با درد دل اللہ اکبر
نگہ رکھ ضرب سے اپنے دریں کار
کہ شلق[۱۹] توپ کا یکبار چھوٹا
لئے ہیں گرز اس کا چھین اُلآں[۲۰]
تھا دیگر ہاتھ میں جوں گرز کہار
شجاعت[۲۱] سے پلک کر شیر نر زود[۲۲]
دونوں جانب سے مارے زور کر کر
گویا دوزخ کی آتش زن عمود یں

[۱] یعنی لڑنے والا ۱۲ [۲] بہادری ۱۲ [۳] ظاہر [۴] یعنی بھید یعنی [۵] زینت یعنی عاشق [۶] پہلوان ۱۲ [۷] یعنی ظاہر روشن ۱۲ [۸] گرز [۹] یعنی جھک کر ۱۲ [۱۰] یعنی ڈھال ۱۲ [۱۱] یعنی حلقہ دار آسمانوں کا ۱۲



[۱۲] یعنی پہاڑ کے ٹکڑے کے مانند ۱۲ [۱۳] یعنی بجلی کی طرح ۱۲ [۱۴] یعنی پہاڑ [۱۵] یعنی ہجوم یعنی بھیڑ ۱۲ [۱۶] یعنی اندھی ۱۲ [۱۷] یعنی کمسن ۱۲ [۱۸] یعنی خوفناک ۱۲ [۱۹] یعنی توپ کا گولہ ۱۲ [۲۰] اسی وقت ۱۲ [۲۱] بہادری ۱۲ [۲۲] یعنی جلدی ۱۲

بزد[1] چوں گرز شہ بر فرق حشام
ہوا سرمے کے ساں با اسپ بازیں
نہ کچھ نام و نشاں اس کا رہا تھا
ہوا ایک ضرب میں مردود نابود
یزیدی دیکھ کر حشام کا حال
سبھی لڑنے سے پھیرے منہ کو بدخو[4]
بھی تھے حشام کے چھ بھائی جانباز
غضب ہو دل میں حملہ کر کے آئے
علیؑ اکبر نے دو دستوں میں آمود
دو ہتڑ یک کے سر پہ مار چھوڑے
لپک پھر وہاں سے جا دونوں کے درمیاں
دونوں کے سر ملا کر ایسے مارے
سراں دونوں ملا مارے غضنفر[5]
گویا سنگ[6] گراں یکایک کو لگ کر
گرے آنکھیں ہوش کو نرگس
بھی ان دونوں کی لاشوں کو اٹھا کر
لپک اکبر پکڑ اس کا کمربند
پھرا سر پہ کئے ایثار شہ جان
گرا فوج مخالف پہ وہ مردار
مخالف دیکھ کر سب تھرتھرائے
کہے هَلْ مِنْ[7] مُبَارِز اے جفاکار
عمر دیکھا سو یکدم تلملا کر
ہزار اسوار نامی دے کے ہمراہ

کحل[2] در چشم بوماں گشت آں خام
جہنم میں گیا مردود پر کین
نہ لحم[3] و استخواں کچھ یک بچا تھا
غبار آسا ہوا اسمار مسدود
لگے سب بولنے ہے سخت جنجال
ہوئے برگشتہ میداں سے خجل[4] ہو
نہایت کارزاری میں تھے ممتاز
وہ گرداں[5] گرزے کر حملہ آئے
پھرائے چرخ دے توسن کے تین[6] دو
جو اس کے سارے بند و بند توڑے
پکڑ کر گردناں دونوں کی شہ جاں
جو بھیجے گوش[8] کے چھیدوں سے کاٹے
فلک نے بول اٹھا اللہ اکبر
وہ پرزے[9] ہوا اڑا صحن ہوا پر
ہوئے دونوں کے تن مردار بے حس[10]
پھرا مارے پکڑ دونوں کے اوپر
اٹھائے ہاتھ سے جوں کوہ الوند
جو پھینکے فوج پر ارجن کا ساماں
ہوئے اس جا پہ گے اسوار مسمار
سو اکبر بھی مبارز کو بلائے
یہ سن کر باز پس ہٹتے تھے اسوار
بلاقفچاق بن ہوذی کو وہ خر[11]
روانہ کر دیا اکبر پہ بدخواہ

لہ مارا جیسے شاہ علی اکبر نے گرز او پر حشام کے ۱۲ سرمہ آنکھوں میں نظر بھی ۱۲ یعنی جیسے ہوا وہ خاک زمین کی طرح ۱۲ یعنی جس طرح سرمہ آنکھوں میں سما جاتا ہے وہ پہنچا ۱۲ اسی طرح گرز کے کھاتے ہی سموپا زمین میں سما گیا ۱۲ یعنی ہڈی ۱۲ سے یعنی گوشت اور ۱۲ ہڈی ۱۲ سے بدخصلت ۱۲

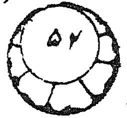
باقی

دلاور ۱۲ شہ یعنی شرمندہ ۱۲ سہ یعنی لڑائی ۱۲ شہ جمع گرد کی یعنی پہلوان ۱۲ شہ یعنی شیر بر ۱۲ شہ یعنی بھاری پتھر ۱۲ شہ یعنی ٹکڑے ٹکڑے ریزہ ریزہ ۱۲ یعنی بے حرکت ۱۲ یعنی ہے کوئی لڑنے والا ۱۲ سے جلدی ۱۲ سہ کان ۱۲ سہ گدھا ۱۲

علی اکبر کے دو ہاتھوں میں آمود
پھرائے مثل لیزم زور کر کر
سمند بادپا پھرتا تھا کاوا
یہ کثرت اور چکر دیکھ لشکر
ہزار اسوار حلقہ باندھ یکدم
کئے بازی میں غازی مت سبکو
جو پہونچے درمیان حلقۂ عام
پھرائے بے تکان جنبش میں آتے
نظر کرتے تھے بر سردار یلغار[۱]
کھڑا اونچے پہ تھا اے گرز فجار[۲]
علی اکبر کو گھیرو اے سوارو
یہ سنتے ہی علی اکبر پچھانے
نشاں تھا اس کی سرداری کا ایسا
وہ کہلاتے تھے سارے گرز بردار
اسے کہتے ہیں اشقر اے برادر
تھی اس کے ہر خیاری کی عجب دھار
مجوّف ہشت پہلو تیر دھار ال
سو اس تاکید وہ اشقر سے پچھان
دکھا قفچاق نے اکبر علی کو
وہ شوکت دیکھ یکدم تھرتھراہے
پہنچ لگ بھگ یکایک جان حیدر
وہ چکر دے تو اتر ہو کے چالاک
بگولے ساں تمامی خاک اڑ کر

تگاور پر رکھے توسن کے تیں زود
نظر نیں ٹھہرتی گردوں کی جس پر
بگولہ کی طرح پھرتا پھلادا
ہوئے حیرت سے سب تصویر پیکر
کھڑے تھے دیکھنے اکبر کو عالم
وہ حلقے میں کئے پیوست سب کو
پھرا گرز و عمود و آتشیں جام
گہے جنبان گہے جولاں دکھاتے
وہیں دیکھا کہ ہے قفچاق مردار
سواروں کو اٹھا یکبار للکار
چپا نیزوں کی نوکاں اسلو مارو
وہی سردار ہے تحقیق جانے
ہزار اسوار لیوے گرز اعلا
یہ تھا سردار با اشقر[۳] نمودار[۴]
خیارے دار گرز و تیر و خنجر
گذر فولاد کے پیکر سے ہو پار
چمک اس کی تھی جیسی برق سوزاں
وہیں کر جست پہنچے شاہ شاہان
سپہر[۵] دیں کے مہر منجلی[۶] کو
بھی چکر دیکھ گرزوں کا ڈرا ہے
علی اکبر جگر سبط پیمبر
تگاور سے اڑی میدان کی خاک
گری قفچاق کی آنکھوں میں جا کر

۱ے یعنی دھاوا کرنا یعنی دوڑنا اور حملہ کرنا دشمن کی فوج پر ۱۲ ۲ے یعنی بدبخت گنہگار ۳ے گھوڑا سُرخ رنگ کا جو



زردی اور سیاہی مائل ہے ۱۲ ۴ے یعنی ظاہر ہے ۵ے یعنی آسمان ۱۲ ۶ے آفتاب روشن ۱۲ ۷ے یعنی دبدبہ ۱۲

لگا آنکھاں ملنے سخت قیچاق
گرز یک با پہ مارے شیر صفدر
گرے دو گرز یک دم اس کے سر پر
مع گھوڑا ہوا سب ٹکڑے ٹکڑے
لگا جو خود پر تو آگ نکلی
تھا نائرۂ غضب صد سا اس کا شعلہ
جلا اس آگ میں ہر دو دغا بس
وہ گویا ہاویہ کی آگ آ کر
سو ویں اکبر علے سرعت سے یکدم
ہزار اسوار کا حلقہ تھا ان پر
لئے تھے گھیر کر سب گرز بردار
سو ویں اکبر علے شیر شجاعت
خدا کو یاد کر کے سب بھلے ہیں
کہ دیسے ہے ہاتھ میں اشقر تھا موجود
منافق پھینکاں شہ کو ملا دیں
و لے اکبر علے از روئے صنعت
کہ بائیں ہاتھ پٹ کرتے تھے شہزاد
غبارے وار اشقر جب لگے وہ
بہت اسوار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے
ادھر سرور ادھر گرزان گرداں
اسی موجب جھنا جھن مار اشقر
ہزار اسوار کا یلغار یکبار
سو اس غلغال میں شہ جان اکبر

ملا اکبر نے دونوں گرز کر طاق
کہے اللہ اکبر اب مدد کر
ہوا خشخاش کے مانند بدتر
گرے جوں ابر سے پانی کے قطرے
چمک اس کی تھی جیسی سخت بجلی
عدم سے جوں گرا گردوں کا گولہ
گیا دوزخ میں ہو ایمان سے پاس
جلاؤ آن میں موذی کا پیکر
اٹھائے اس کا اشقر رخش کر خم
سو ویں اکبر علے گردان لشکر
لگے کرنے کو چاروں سمت سے وار
پھرا اشقر کے تئیں باشان و شوکت
وہ ساروں میں جمع ہو کر ملے ہیں
بھی بائیں ہاتھ میں جوں کوہ آمود
دھما دھم گرز کی ضرباں چلا دیں
وہ سب آمود پر گرتے چلے سب
چلا دیں ضرب اشقر مثل جلاد
تو چار اسوار کے ٹکڑے کرے وہ
سراں تھے گوئے ساں میدان پہ بکھرے
زمیں پر گوئے ساں ہوتے تھے غلطاں
گرائے گرز برداروں کو اکثر
کیا اکبر علے نے مار سمار
چلائے تھے بچا کر گرز و اشقر!

حاشیہ: دوزخ کی تہ جہاں ... میں پہنچتے ہیں ... یعنی ناامید ... دوزخ کا ... یعنی ... گھوڑا ۱۲ ... یعنی بڑھا ۱۲ ... یعنی طرف ... اپنی بہادری ... یعنی گیند کی طرح ۱۲

باقی

کہ یوں بجلی تھی دونوں ہاتھ چالاک
بہت پیچھے سے آکر گرز بردار
لگے وہ گرز جب برباد رفتار
رکھا سر شاہ کے قدموں کے اوپر
پیادہ ہو کھڑے اکبرؑ جواں مرد
گئے کثرت سے اشقرؑ کو پھرانے
ہزار اسوار جملہ گرز بردار!
کٹے سارے گئے بھاگے نکل کر
جو دیں اکبر علے دیکھے بمیدان
زمیں پر گرز کے تودے گرے تھے
سو دیں اکبر علے نے چھوڑ اشقر
اٹھا ہر گرز کو سر پر پھرا دیں
بسان منجنیقؑ سنگ فولاد
چلے جوں توپ سے گولہ زغن کر
گرے کوہ پارہ ساں بر فرق لشکر
سبھی گرزوں کی اکبر نے شتابی
دھا دھم گر پڑے وہ گرز یک بار
وہ سارے گرز جب اکبر علے نے
پھرا مارے ہیں سارے دشمنوں پر
کسی میں ہوش نیں تھا آوے انپر
عمر نے دیکھ گھبرا کر پکارا!
کہا اس کو کہ تو ہے پہلواں زور
تھکا تشنہ ہے اکبر وہاں تلک جا

تھا گردوں کا اسدؑ قربان فتراک
کئے اکبر علی پے رخش پر مار
ہوا زخمی گرا دیں رن میں یکبار
تصدق ہو گیا اکبر پہ جاں کر
اڑائے یاد باقی کی وہاں گرد
دیا تھا زور حیدر کا خدا نے
ہوئے ضربت لتھاڑوں ساتھ مسمار
گرے تھے گرز ساروں کے صحن پر
پڑا ہے صحن خالی غیر گرداںؑ
گویا کوہؑ پارے میداں میں دھرے تھے
اٹھانے کو لگے سب گرز صفدر
وہ سب فوج مخالف پر چلا دیں
اکھاڑے مفسدوں کی بیخ و بنیادؑ
گریں یوں دشمنوں پر گرز دھر دھر
جدھر گرتا ادھر کرتا برابر!
جو پھینکے سو ہوئے سب کی خرابی
ہزاروں سے سواراں ہو دیں مسمار
علی مرتضیٰ کے ہبلیؑ نے
پراگندہؑ کیا یک لخت لشکر
ہزیمتؑ سے لگا ہٹنے کو لشکر
کیا دیو زنگی کو اشارا
تیرا ہے مصر سے بغداد تک شور
تو اس کا سر شتابی کاٹ کر لا

۱؎ بارہ برجوں میں سے ایک برج کا نام ہے جو نیں آسمان پر شیر کی صورت کا ہے ۱۲
۲؎ یعنی نیزہ ۱۲
۳؎ جمع گرد کی یعنی پہلوان



۴؎ یعنی پہاڑ کے ٹکڑے
۵؎ یعنی گوپھن ۱۲
۶؎ یعنی جڑ ۱۲
۷؎ یعنی بہادر ۱۲
۸؎ یعنی پریشان
۹؎ یعنی بھاگنا ۱۲

اگر تو اس کو مارے تو مقرر — یزیدی سے دلاؤں تجھ کو افسر

یہ سنتے ہی وہ زنگی خوش ہوا ہے — مقابل شاہ اکبر کے چلا ہے

وہ زنگی زحل زنبور سیہ رنگ — سلیماں سے کیا لڑنے کا آہنگ

تو کیا بر آوے آہو شیر نر ساتھ — رسول اللہ کے لخت جگر ساتھ

گرا ہر قضا پر صبر کر کر — شہادت کا اٹھائے سر پہ افسر

رسالت کے مقابل ہے شہادت — وہ اس باعث سے ہووے گی عنایت

مثال اس باب میں خوش یاد آیا — بہت نادر قوی بنیاد پایا

لکھے ہیں صاحب الاخبار اوّل — نبی تھے تین سو اور ساٹھ افضل

چلے تھے دشت میں سیاح ہو کر — وہ پہنچے دشت وحشت میں مقرر

وہ ایسا جنگل ہاموں تھا پُرخوف — گویا تھا ہاویہ کے چاہ کا خوف

سموم انگیز آتشناک پُرہول — پڑھے جب خوف سے آتش بھی لاحول

بوقت استوا اٹھتا تھا صرصر — جلادے ایک پل میں کوہ کے پتھر

نبی مل تین سو اور ساٹھ یکدم — رکھے جب آتش صحرا میں مقدم

ضحیٰ کے وقت تک ہر حال سب مل — وہ پہونچے درمیان نیم منزل

سوا تنے میں سموم آتش انگیز — اٹھا از دامن کوہ تیز در تیز

سو اس سوزش نے سارونکو جلائی — وہیں نبیوں کے مردے کر سلائی

سیہ زاغاں تھے اس دشت وبا میں — حزیں دار البلائے پُر جفا میں

سبھی بوماں سیہ فاموں نے ملکر — جو کھائے ہیں انھوں کا گوشت یکسر

سبھی اس احوال کو دیکھے فرشتے — لگے سب پوچھنے نیکو سرشتے

انھوں اس طرح مرنا کیا سبب ہے — بتا ہم کو کہ یہ ماتم عجب ہے

تمامی انبیا ہیں پاک معصوم — موئے اس دشت وحشت میں ہو مغموم

جواب آیا کہ اے کروبیان خاص — تمامی قدسیان پاک اخلاص

کہ یہ جنگل ہے دنیا میں زبوں تر — سبھی ہیں گے اس میں زاغاں بوم بدتر

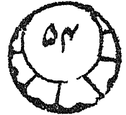
باقی ۳

لہ ایک ستارہ کا نام ہے جس کا رنگ سیاہ ہے [illegible] آسمان پر ہے یہاں مراد سے ... یعنی [illegible] ۱۲ [illegible] سیاہ رنگ ۱۲ یعنی ارادہ ۱۲ یعنی ہرن ۱۲ یعنی عجائب ۱۲ یعنی جنگل ۱۲ یعنی سیر کرنے والے ۱۲ یعنی بہت ڈرانے والا ۱۲ یعنی جنگل ... دار الا یعنی اس ... بالکل گرم ہوا آتی تھی ۱۲ شہ دہشت ناک یعنی خوف سے بھرا ہوا ۱۲ شہ یعنی بالکل ہونا جانا زوال کا وقت یعنی دوپہر کا وقت ۱۲ چاشت کا وقت ۱۲ یعنی آدھی منزل ۱۲ یعنی جلن ۱۲ یعنی بلا کا گھر ۱۲ جمع بوم کی الو ... بہت خراب ۱۲ جمع زاغ کی یعنی کوّے ۱۲

ہے ان کو گوشت کھانا روز منظور
سموم تیز کے باعث سے یکبار
کہ وہ سب زاغ و بوماں چند مدت
بھی یہ سارے بنی مل کر ہمیشہ
طلب کرتے تھے نت اجر شہادت
شہادت اکبری نبیوں کو بخشا
شہادت کی دنی نبیوں کو دولت
ہے تن سب بوم اور زاغوں کا کالا
خدا کا حکم ہے اس طرح محکم
قضا یوں چرخ گرداں ہو کے آوے
فقیہ اب درگذر قصے سے ہو فرد
وہ جب زنگی بسان زاغ یا بوم
وہ زنگی زاغ زنبور سیہ فام
دیکھے اکبر علی سو دیں اچھل کر
وہ ضرب گرز کھا مردود بدکار
دیکھے اکبر علی نے اسپ اس کا
نکل کفران سے اور ہووے قرباں
زغن کر کے چلے تازی پہ غازی
عمر دیکھا سو گھبرا کر اسی دم!
وہ دشت کربلا جنبش میں آیا
ہوا یکبارگی گھمسان و یلغار
خدنگ ناوک و پیکان آمود
بسان برق و تیغاں گرز و اشقر

ولیکن ہے یہ دشت بیم مشہور
نہ آوے جانور زنہار زنہار
دعا کرتے تھے سب با درد و فرقت
دعا کرتے تھے خیر اندیش پیشہ
دعا میں نے کیا سب کی اجابت
اور ان کا گوشت ان زاغوں کو بخشا
بھی بخشی بوم اور زاغوں کو دولت
کہ ان کو دولتی کر کر نکالا!!
بھی ان کے پیشتر واللہ اعلم
بدوں کے ہاتھ نیکوں کو کھپاوے
تو کرا اکبر کے ہاتھوں سے بلاں گرد
گیا اکبر پہ ہو ایماں سے محروم
چلا تھا کھینچ کر گرمی سے قمقام
لگا رے گرز اس کے سر کے اوپر
گرا گھوڑے سے یکدم مثل کہسار
کہے اس کو ہے باقی کام تیرا
سو اس گھوڑے نے بولا جلد ہاں ہاں
لگے کرنے سر نو گرز بازی!
کیا یلغار نے لشکر کو یکدم
سبھی لشکر کو صفدر کھلبلایا
ہوئی تیر و تبر کی مار بسیار
بھی برچھی خنجر و بھالا بر افزود
گئے آلات حرب و ضرب ابتر

لہ یعنی خوف کا جنگل
لہ یعنی گرم ہوا ۱۲
لہ یعنی ہرگز ۱۲
لہ یعنی جدائی ۱۲
لہ یعنی اچھا اندیشہ کرنیوالے ۱۲ لہ یعنی قبول ۱۲ لہ یعنی مضبوط
لہ یعنی علاحدہ ۱۲



لہ جیسے ہیں کی یعنی پہلوان
لہ یعنی تلوار ۱۲
لہ یعنی گھوڑا ۱۲
لہ یعنی دھاوا ۱۲
لہ خدنگ
لہ ناوک پیکاں سب
لہ یعنی تیر ۱۲ ہتھیار لڑائی کے ۱۲

لگے سب مارنے یلغار کر کر
کہ اے حضرت نبی کے چاروں دلبر
پیاسا ہوں مجھے اے چار یاراں
نواسے کو تم اپنے مہر کر کر
وہیں دیکھے ہوا پر جان اکبر
مقابل اس کے ہے جنت کا در باز
قرابے بھر کے شربت یخ کے بارد
وہ چاروں یار کوثر پر کھڑے ہیں
یہی کہتے تھے نور العین ہشیار
سبھی دنیا کے پانی میں لہو ہے
علیؑ اکبر جو دیکھے سمت دجلہ
کہ یعنی خون رواں تھا اس قدر کا
وہیں اکبر علیؑ دلشاد ہو کر
اٹھا کر گرز پھینکے مثل کہار
وہ سب عالم اکٹھا ہو کے یک دم
وہ سب اکبرؓ علی پر آ گرے ہیں
غضب اکبرؑ علی نے کھینچ تلوار
یزیدی مارتے اکبرؓ علی پر
تو وہ شہداء اکبر تیز ہو کر
کئے اس طرح کی شمشیر بازی
جہاداً فی سبیل اللہ پہ قایم
قضا نے دیکھ اس کا جبہ سیما
سو دلیں خوف کھا لشکر چلائی

تو بولے حضرت اکبرؓ ہو مضطر
ابابکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدر
محمد مصطفیٰ کے غمگساراں
پلانا سرد و یخ سے جام کوثر
بچھی ہے یک بساط رنگ احمر
بھی حوران جناں غلمان باساز
ہوئے ہیں ہے کہ اس میدان ہیں ارد
سبھوں کے ہاتھ میں ساغر بھرے ہیں
نہ پی وہاں خون ماتم جو ہے زنہار
یقیں دیکھو تمھارے روبرو ہے
نظر آتی تھی خونی لخت دجلہ!
جو دل ٹکڑے ہوا موج البحر کا
کئے نعرہ بدم اللہ اکبر
گرے جب ضرب سے پنجاہ اسوار
تمامی عسکری یک ملکے باہم
علیؓ اکبر لیک اس میں بھڑے ہیں
لگے ہیں پھیرنے تازی کو للکار
کوئی تو گرز و نیزہ کوئی خنجر
کئے شمشیر جوں مریخ رن پر
ہوا حق المبیں اکبر سے راضی
ہوئے قتال کرنے سخت عازم
شجاعت کا نشان دیکھے ہویدا
بدن پر تین سو زخماں چڑھائی!

لہ یعنی دھاوا کرنا ۱۲ ۲ یعنی محبت ۱۲ ۳ یعنی ٹھنڈا ۱۲ ۴ یعنی بچھونا ۱۲ ۵ یعنی برف ۱۲ ۶ یعنی سرخ ۱۲ ۷ یعنی دروازہ ۱۲ ۸ یعنی کشادہ ۱۲ ۹ یعنی کھلا ہوا ۱۲ ۱۰ یعنی ٹھنڈا سرد ۱۲ ۱۱ یعنی ہمیشہ ۱۲

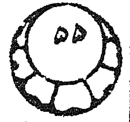


۱۲ یعنی طرف ۱۲ ۱۳ یعنی گھوڑا ۱۲ ۱۴ یعنی نوکرانی ۱۲ ۱۵ یعنی اللہ ۱۲ ۱۶ یعنی لڑائی ۱۲ ۱۷ یعنی ارادہ کرنے والے ۱۲ ۱۸ یعنی پیشانی ۱۲ ۱۹ یعنی بہادری ۱۲ ۲۰ یعنی ظاہر ۱۲

ولیکن جان اکبرؑ لخت حیدرؑ
شہادت کے لئے ساغر سے سرمست
قضا ہو چیلہ گر ان کو بلائی
دکھا سو رخش اکبر گرم ہو کر
زغن کرتا ہوا دیں ایک جا گا
حسین ذو الکرم چپ دیکھتے تھے
اسی دم بادپا کو ایڑ کر کر
نظر آئے نہیں اکبرؑ علی وہاں
کئے اک آہ یوں سوز جگر سے
ہوا حضرت کا تازی گرم یکبار
چلا صحرا طرف جوں بادؔ پویاں!
کھڑا تھا رخش خالی سرنگوں ہو
حسینؑ ابن علی نے پہنچ نزدیک
گرے تھے شاہ دیں فرش زمیں پر
تبسم کر کے کہتے تھے شتابی
الا یا جدّ بزرگوار مختار!
مجھے دو جام کوثر کے پلانا
یہاں ہے دشمنوں سے تنگ میداں
سو اتنے میں حسین پاک معصوم
پہنچ جلدی سے گھوڑے سے اتر کر
بدن زخموں سے تھا رنجور بس چور
تھے زخماں بے عدد چہرے پہ چہرے
لہو سے کر کے چہرہ ارغوانی!

کترتا تھا صفاں شمشیرے کر
نسیم آسا ہوئے لشکر میں پیوست
سو لا ایک مادیاں ان کو دکھائی
گذر لشکر سے اور نکلا ہے باہر
رکھا آہستہ نیچے لاش شہ کا
نظر آیا نہ شہزادہ سو روتے
دیئے چکر بدم گرداب لشکر
سو حضرت نے نہایت ہو کے نالاں
وہ سنتے خون ٹپکا ہر گھر سے
حسیناؑ نے کئے تب اس کو مختار
وہاں اک جائے پر دیکھے ہیں سلطاں
بہاتا تھا لہو آنکھوں سے رو رو
بھی دیکھے ہیں اسی جا تیز و باریک
نظر انداز ہیں چرخ بریں پر
تڑپ کر کر زروئے اضطرابی
محمدؐ مصطفٰےؐ سلطان ابرار
میرے بابا کو محنت سے پلانا
وہاں ہے عیش و فرحت سیر بستان
شہید کربلا لب تشنہ مظلوم!
جو دیکھے سو گرے تھے غش میں اکبر
لہو بہتا تھا تن سے مثل ناسور
تھے اس میں تیر کے سوفار پیٹھے
جوانی میں کئے ہیں خونفشانی!

لہ گھوڑا ۱۲ ـــہ یعنی ہوا کے مانند دوڑتا ہوا ۱۲ ـــہ یعنی خوشی ۱۲



ـــہ یعنی باغ ۱۲ ـــہ یعنی بہت پیاسے ۱۲ ـــہ یعنی تیر کا منہ ۱۲

دونوں ہاتھوں کو منہ کو لال کر کر … غم دنیا کے تیں پامال کر کر

سو آنکھیں کھول اپنی شہ پہ دیکھے … جگر کے زخم کو حسرت سے سی کے

کہے بابا عجائب شہر گلزار … معلق ہے کھڑا از حکم جبار

بساط سرخ مثل لعل رمان … کھڑا ہے بر ہوا تخت سلیماں

جو ہے تخت رواں دنگل کے بھیتر … قرینے سے دھرے ہیں صحن اوپر

بھی اس کے گرد آٹھوں جنتاں مل … کھڑے ہیں منتظر فرماں پہ بادل

وہ جملہ تخت کے گرداب یکسر … ہیں بیٹھے کرسیاں پر چشم تر کر

بھی ان کے گرد ہیں کروبیاں پاک … گریباں تا بداماں چاک در چاک

بھی حوراں اور غلماں چشم گریاں … مسلسل در اشک سلک مرجاں

محمد مصطفیٰ کے چار اصحاب … یکے صدیق اور فاروق خطاب

سیوم عثمان ذی النورین افسر … بھی حضرت شاہ مرداں شیر صفدر

نقیباں صد ہزاراں چوبداراں … کھڑے ہیں پشت خم ہو سوگواراں

تمامی سرخ پوشاں جوق در جوق … بخوبی اشک جملہ تحت تا فوق

جنو دی اشک خونی شہ سواراں … شہیداں شہ جواناں دلفگاراں

سمنداں مثل طاؤساں جنت … برنگا رنگ زین پر نم ز حسرت

کھڑے ہیں دست بستہ جملہ خدام … رفیقان شہیداں نیک انجام

بلاتے ہیں مجھے نانا کرم کر … اے بابا تم چلو وہاں مجکو لے کر

یہ باتیں جان اکبر نے ادا کر … پیئے جام شہادت لب لگا کر

حسینا دیکھ کر دلبند کا حال … لہو میں احمدی چہرے کے تیں لال

شگافاں زخمہائے تیر و خنجر … تھے زخموں میں سبھی سوفار بھر کر

حسینا نے اٹھا چھاتی لگائے … سرشک چشم سے لوہو بہائے

خداوندا زہے فرزند اکبر … چشید از تشنگی زہر آب خنجر

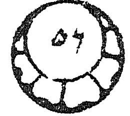
حسین ذوالاکرم نے آہ کر کر … اٹھا لائے علی اکبر کو رو کر

لہ یعنی رنگا ہوا ۱۲ ع فرش ۱۲ جمع بچھونا یعنی انار ۱۲ یعنی مصیبت سر پائی کی یعنی پیالہ مراد زرہ ہوس سے یعنی جو شہیدوں کی رگ سے پیاس کی مصیبت اٹھا کر شہید ہوئے ۱۲ یعنی فرشتے ۱۲ یعنی سلسلہ وار ۱۲ مونگا ۱۲ لڑی ۱۲ یعنی جمع نقیب کی یعنی

باقی

سردار لوگ اور اس شخص کو نقیب کہتے ہیں کہ جو حسب نسب معلوم ہوں ۱۲ یعنی گروہ کے گروہ جماعت کی جماعت ۱۲ یعنی نیچے ۱۲ یعنی اوپر ۱۲ لشکری ۱۲ یعنی تمام خلق شگاف ۱۲ یعنی پھٹے ہوئے ۱۲ تیر کا منہ ۱۲ اے خدا آفرین فرزند اکبر کو کہ چکھا اس نے پیاس سے زہر تلوار کا پانی ۱۲

رکھے ہیں ساری لاشوں کے برابر — کھڑے رہ کر لگے رونے فغاں کر
وہ رونا دیکھ روتے مرغ و ماہی — تمامی خلق پر آئی تباہی
نہ لشکر نہ علم[1] بھائی برادر — بھتیجے بھانجے نیں یار[2] و یاور[3]
نہ فرزندان برادر زادگاں تھے — بہر جانب[4] گروہ ظالماں تھے
جو تنہا شہ کو دیکھے جملہ امکاں — لگے کرنے کے تیں فریاد و افغاں
سبھی امت کا والی دیکھ تنہا — ہوا کونین[5] میں محشر کا غوغا[6]
فرشتوں نے کہے اللہ اکبر — بڑی آفت ہے کچھ روئے زمیں پر
ہوا آواز یہ ہے رمز بسمل — کہ جس سے خیر ہوئے شر کی محفل
حسین ذوالکرم آشفتہ ہو کر — تحیر کر کے دیکھے ہیں فلک پر
تمامی قدسیوں نے مار نعرے — کہے رو رو کے اے خلاق بارے
یہ کیسا روز ہے محشر کے دن سا — کھڑا اسبط رسول اللہ تنہا
وہ تنہائی کا عالم دیکھ اس دم — وڑونہ غم سے ہے بیتاب و درہم
سوا اس باعث زبس ہو غم سے ناکام — نہم مجلس یہاں کرتا ہوں اتمام
درود اں پڑھ محمد مصطفےٰ پر — اور ان کی آل و اصحاب صفا پر



۱ جھنڈا نشان ۱۲
۲ دوست ۱۲
۳ مددگار ۱۲
۴ ہر طرف ۱۲
۵ دونوں ۱۲
۶ شور ۱۲

بیاں ۱۲ کہ پشیمان
افسوس ۱۲
یعنی سینہ ۱۲

مجلس دہم

در بیان شہادت یافتن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قلم ہے مصدر حاجت روائی — قلم کے زیر فرماں ہے خدائی
قلم اسما نویس کبریا ہے — قلم نقال فرقان خدا ہے
قلم ہے عالم خلقت میں سابق — قلم ہے خوش پیام آموز خالق
قلم واحد بوجد بیچگوں ہے — قلم معنی طراز کاف و نوں ہے
قلم ہے رازدار آفرینش — قلم ہے نائب سرکار بینش

قلم منشئ طومار رضا ہے
قلم نے بھید قدرت کا سنایا!
قلم طوطی گلزار سخن ہے
قلم کاتب ہے مدح انبیا کا
قلم نقاش تصویر ازل ہے
قلم کے اہل معنی آشنا ہیں
قلم ہے قدردان اہل رقم کا
قلم ہے تاجدار خطۂ غم
قلم سے کرتا دستگیری
لکھوں برفرق لوح عزت وجاہ
زآب دیدہ جو شان ہفت خم ہے
ہے تنہائی کا عالم شاہ دیں پر
خدائے دو جہاں کا برگزیدہ!!
جگر گوشہ علیؑ مرتضےٰ کا
امامت کے چمن کا سرو آزاد
ہدایت بخش و ہادیؑ سب خلق کا
پھنسا ہے ظالموں کے شور و شر میں
عجب عالم ہے اس پر بیکسی کا
سبھی غمخوار و یاورؑ خویش و پیوند
ہو اس دنیا و مافیہا سے روپوش
چمن دل کا ہوا یکسر ہے برباد
کٹائے سر سبھی لخت جگر ہیں
برادر ایک جانب زخم کھائے

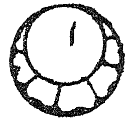
قلم ناطق بہ اسرار خدا ہے
قلم نے سر ارادت میں جھکایا
قلم عنقائے کاف حرف کن ہے
قلم راقم ہے ذکر اولیا کا
قلم تحریر دست بے مثل ہے
قلم کے رازداں اہل صفا ہیں
قلم ہے مہربان اہل قلم کا
قلم ہے شہریار بزم ماتم
قلم سے ہو کے معمور دبیری
بخون دل شہادت نامۂ شاہ
شہ بیکس کی یہ مجلس دہم ہے
حسین ابن علےؑ ماہ یقیں پر
رسول کبریا کا نور دیدہ!!
دل و جان فاطمہ خیر النساء کا
گلستان ولایت کا ہے شمشاد
نیستانؑ جہاں میں شیر حق کا
لعینوں کے جفائے پر اثر میں
نہ ہمرہ ہے کوئی غمخوار جی کا
برادر نامور فرزند دلبند!
پڑے ہیں بحر رحمت سے ہم آغوش
گرا ہے خاک پر ہر سرو آزاد
بھتیجے بھانجے ہیں اور پسر ہیں
پڑے بیجان ہیں سب سر کٹائے

۱۱ باقی

پڑی لاشیں ادھر ہیں یاوروں کی
خدا کے دوستوں کے چاک تن ہیں
رسالت کا چمن ویران ہوا ہے
نہ خاصان خدا سے کوئی زندہ
حسنؑ کا بھائی زہراؓ کا پیارا
خلاصہ سب زماں کا اور زمیں کا
نہ دیکھا کس نے حق کا شاکر[1] ایسا
نہ لب پہ غیر ذکر حق صدا ہے
مصیبت میں پڑا ہے مثل ایوبؑ
جگر پارہ ہے تن زخموں[2] سے خستہ
خلیل[3] باغ دبستان کرم ہے
خدا کی رہ میں اسماعیلؑ آسا
بہ طشت خون نشستہ نیمجاں ہے
سلیماں کا ہوا ہے تخت برباد
اٹھائے دل ہے اپنا خانماں سے
نہ بانوؓ کی طرف دل کی کشش ہے
نہ دختر کی ہے پروا اور بہن کی
دہن میں ہے زباں ماہی بے آب
عجب چہرے کا عالم نور بیچوں
خلافت کا سر عالی پہ ہے تاج
جبیں[4] آئینہ نور خدا ہے
رہی ہے زلف یا دخلد سلجھا
بکحل[5] معرفت مکحول[6] دیدے

تمامی مونسوں کی غم خوروں کی
سبھی بیجان ہیں اور بے کفن ہیں
بتول پاک کا گلشن کٹا ہے
مگر خالق کا ہے اک خاص بندہ
علیؑ کا جان نبیؐ کا ماہ پارا
خلیفہ حق کا خاص[7] پنجتنؑ کا
جہاں میں کامل ایسا صابر[8] ایسا
یہی کہتا ہے مولا کی رضا ہے
پسر کے غم میں ہے ہمدوش[9] یعقوبؑ
بعالم نوحؑ ہے کشتی شکستہ
شفیر[10] آتش درد و الم ہے
کھڑا قربان ہونے حق[11] شناسا
سر بے جسم یحیائے زماں ہے
دریغا وا دریغا ہائے بیداد
ہے حاضر راہ حق میں مال وجاں سے
سکینہؓ کی نہ فکر پرورش ہے
رضا مطلوب ہے حق ذوالمنن کی
مگر ذکر الٰہی سے ہے سیراب
جگر خورشید کا ہو جس سے پرخوں
سنانؑ جس کے لئے ہے عین معراج
نوا[12] در بوسہ گاہ مصطفےٰ ہے
دل بنت نبی ہے جس میں الجھا
ہے حق بیں حق شناس وحق رسیدے

[1] شاکر: یا نیجواں ۱۲
[2] شکر کرنیوالا ۱۲
[3] صبر کرنے والا ۱۲
[4] یعنی برابر ۱۲
[5] یعنی زخمی ۱۲
[6] یعنی دوست
[7] یعنی قاصد ۱۲



[8] اللہ کے سر بیچنے والا ۱۲
[9] پیوند یعنی نیزہ ۱۲
[10] یعنی جمع ناد ۱۲
[11] پیشانی ۱۲ الو
[12] یعنی عجائب ۱۲
[13] سرمہ ۱۲
[14] یعنی سرمگیں ۱۲

نہ بینی اور چہرہ جلوۂ حق
ہر یک انگشت معجز ہے قمر شق

نکلتا جو لبوں سے یہاں نغاں ہے
لب کوثر پہ پیدا واں دھواں ہے

نہ چہرے کا بیاں لکھنے میں آتا
خدا کا نور ہے جلوہ دکھاتا

وہ باغ مصطفےٰ کے گل ہیں رخسار
درود اترے ہے اُن پر حق سے ہر بار

لکھوں کیا کان وہ کانِ شرف ہیں
دُرِ فکر الٰہی کے صدف ہیں

سراپا ہے نہیں لکھنے میں آتا
زِ سر تا پا ہے وہ عالم میں یکتا

گلو پر خط شہادت کا ہویدا !!!
ہو آئینے میں شو جس طرح پیدا

نوا در مخزن اسرار سینہ
خدا کی معرفت کا ہے خزینہ

فتوت کی بھری بازو میں تاثیر
پلایا فاطمہؑ نے پُر اثر شیر

وہ قوت اس میں گردوں کو الٹ دے
زمیں کے سو طبق چاہے پلٹ دے

علی لیتے تھے اس سے ہر گھڑی کام
لیا گرتوں کو اس نے دمبدم تھام

حسنؑ ان بازوؤں پر مہرباں تھے
عقیلؑ و جعفرؑ اس کے قدرداں تھے

کرامت کی وہ قوت سے ڈھلے ہیں
پر جبریل کے نیچے پلے ہیں

نبی کے پاس ان کی قدرؑ و عظمت
خدا ہی جانتا ہے ان کی ہمت

یہ دعویٰ ہے ادھر عالم ہو دونوں
مگر اک ذوالفقار اور ہم ہول دونوں

عجب تعویذ حق اس پر بندھا ہے
خط تسلیم اور نقش رضا ہے

وہ پنجہ فرق ہستی جس سے گنجہ
مقرر قدرت حق کا ہے پنجہ

وہ شمشاد لب دریائے تسنیم
کھڑا پا در رکاب صبر و تسلیم

اُدھر زینب سے یوں کہتا ہے حق جو
سدا توفیق تم کو صبر کی ہو

کہا کلثوم نے جب آستیں چوم !
تمھارے بعد کیا ہو حال کلثومؑ !

یہ فرمایا ہے دل میں کچھ نہ لانا
خدا حافظ بہن ہے غم نہ کھانا

بنی بانو ہے گویا غم کی تصویر
نہ کچھ کہتی ہے غیر از ہائے شبیرؑ

وہ ننھی جاں سکینہ کھو رہی ہے
گریباں گیر اس دم ہو رہی ہے

لہ یعنی ناک ۱۲ لہ یعنی بزرگی کی کان ۲ لہ موتی ۱۲ لہ سیپ ۱۲ لہ بتخیہ سر سے پاؤں تک ۱۲ لہ یعنی گلا ۱۲ لہ جو انمردی یاں ۱۲

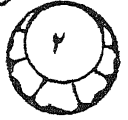
باقی

لہ زبر ۱۲ لہ تھمی لہ یعنی سر ۱۲ لہ جنت کی نہر ورں سے ایک نہر کا نام ہے لہ اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈنے والے لہ نگہبان ۱۲

ہے ساعت دیکھ اس پربے کلی کی
لکھوں کیا حال اس درد و الم کا
زمیں زیرِ[1] قدم ہلنے لگی ہے
فلک کی چشم سے گرتے ہیں تارے
پڑا گاو زمیں تک شور سب ہے
قیامت کا نمونہ ہے ہویدا[3]
عجب غم ہے نبیؐ کے خانداں پر
بھی تھا جو صبر اولاد نبیؐ میں
غرض یکتائے[6] عالم حق کا صابر
وہ راہ حق میں ہو جہاں حق کا
لکھوں کیا آپ کے گھوڑے کی سرعت
دم سرعت قدر مفتوں وجولاں
گرے جس سمت[8] عکس آتشیں لعل
صبا[10] کی روح ہے سرعت[11] پہ قرباں
عجب مرکب میں ہے ہمت کا دعوی
سوار اس کا ہے کیا عالی مناقب
یہ ہے سرعت کا عالم اس کے بلاگ
قدم رکھتے ہی ظاہر دیکھ لیوے
وہ گھوڑا اے زباں بے ادب نام
لکھوں کیا اس کی میں شوکت کے آثار[17]
رکاب اندر قدم رکھا سرور دیں
رکاب اسدم رہی ہے تھام عظمت
سعادت اور کرامت ہمسفر ہے

عجب حالت حسینؑ ابن علی کی
جگر پھٹتا ہے ہر ساعت قلم کا
قیامت کی ہوا چلنے لگی ہے
جگر سے کوہ کے غم کے شرارے[2]
کھڑا دریا بحیرت خشک لب ہے
ز ذرہ تا بہ مہر[4] آثار[5] پیدا
نہ غم ایسا ہوا واقع جہاں پر
نہ دیکھا صبر پھر دیکھا کسی میں
ہو رخصت خیمہ سے آیا ہے باہر
چلا ہے دل میں رکھ کر دھیان حق کا
قضا[7] قوت ملک خو ماہ طلعت
ہوا ہے برق یا تخت سلیماں
رہے ہو سنگ[9] خارا پارۂ لعل
نسیم[12] صبح کا قالب ہے بیجاں
پر جبرئیل کی سرعت کا دعوی
نبیؑ کے دوش[14] عزت کا ہے راکب[15]
کف شوکت میں راکب کے ہو گر باگ
حد امکاں سے باہر دیکھ لیوے
نکل کر کام سے گر جاوے سو گام[16]
کرے براق کے پہلو میں رفتار
ہوئے اسوار جب در خانۂ زین
عناں[19] پکڑے ہوئے ہے ساتھ ہمت
رضا تسلیم آگے راہبر ہے

۱ نیچے ۱۲ ۲ شعلے
۳ ظاہر ۱۲ ۴ آفتاب
۵ یعنی نشان ۱۲
۶ یعنی بے مثل ۱۲
۷ یعنی قضا کی قوت
والا فرشتے کی خصلت
والا چاند کی شکل والا
۸ یعنی طرف ۱۲
۹ یعنی پتھر تحت ۱۰



یعنی ہوا ۱۲
۱۱ یعنی شتابی یعنی
جلدی کی ۱۲ یعنی صبح کی
ٹھنڈی سی ہوا ۱۲
۱۴ یعنی مونڈھا ۱۲
۱۵ یعنی سوار ۱۲
۱۶ یعنی قدم ۱۲
۱۷ نشانی ۱۲
۱۸ یعنی
۱۹ یعنی لگام ۱۲

علیؑ کی روح آتی ہے قبا میں ‏— ہے جان فاطمہؑ در پے دعا میں
عجب راکب ہے سلطان جواں بخت ‏— کریں جس کی غلامی صاحب تخت
ہمارے عزت و اقبال جبروت ‏— نہنگ قلزم زخار لاہوت
بہار روضۂ عز و کرامت ‏— نہال گلشن جاہ و امامت
سجایا سر پہ دستار نبیؐ ہے ‏— بہار شملہ طرۂ ہاشمی ہے
وہ ملبوس رسالت ہے بدن میں ‏— لباس قدسی نامی پاک تن میں
نوادر یادگار پاک تن ہے ‏— کمر پیچاں کمربند حسنؑ ہے
خدا کا شیر سرگرم دغا ہے ‏— سپر حمزہ کی باندھے برقفا ہے
وہ نیزہ جعفریؑ ہے بر سر دوش ‏— ہے پھل جس کا کہ ہووے برق روپوش
قبولیت کا بر سر خود ثاقب ‏— کھدا یا جس پہ نقش اللہ غالب
کمالت کی زرہ کیا پہن لی ہے ‏— ہر اک حلقہ گویا ناد علی ہے
ید بیضا کے دستانے پڑے ہیں ‏— ملایک دست بوسی کو کھڑے ہیں
جمال حور محو نقش پا ہے ‏— بہار خلد ادنیٰ کفش پا ہے
پدر کی ہے بکف بے مثل شمشیر ‏— خدا ہی جانتا ہے اس کی تاثیر
نہنگ بحر آشوب غضب ہے ‏— لکھوں کیا فی الحقیقت قہر رب ہے
زباں کی طرح زیر کام ذاکر ‏— بہ شغل ذکر یا قہار و قاہر
نکل جوف میاں سے گر ہو راہی ‏— فلک پر ہے و یا بر پشت ماہی
خمیدہ زیر طاق ابروئے ماہ ‏— نہ دیکھی کس نے ایسی تیغ جانکاہ
عجب شمشیر ہے کیا پاٹ اس کا ‏— نوادر باڑھ طرفہ کاٹ اس کا
مقابل جس کے ہووے برق روپوش ‏— بحیرت صاعقہ ہے خانہ بر دوش
دے بوسہ اس کو فرماتے تھے حضرت ‏— تری برش کی آپہونچی ہے ساعت
ترے جوہر کے ہر دم جوہری ہیں ‏— تو ہے مریخ اور ہم مشتری ہیں
تو قہر حق ہے ہم نور خدا ہیں ‏— تو ناخن ہم کف عقدہ کشا ہیں

لڑائی ۱۲ ؎ پیچ ؎ کلاہ ۱۲ ؎ ٹوپی والی ۱۲ ؎ جیسے پاؤں کا نقشہ ؎ ہاتھ ؎ جوتا ۱۲ ؎ سمندر ؎ دریا کا مگر ؎ میں ۱۲ ؎ میان کے اندر ؎ حلق ۱۲ ؎ مچھلی کی پیٹھ ۱۲ ؎ جھکی ہوئی ۱۲



عجیب ۱۲ ؎ بجلی ؎ منہ ڈھانپنے والی ؎ وہ بجلی جو زمین پر گرتی ہے ابر سے ؎ کاٹ ۱۲ ؎ جلاد فلک ۱۲ ؎ قاضی فلک ۱۲ ؎ یعنی ... ؎ گرہ کھولنے والا ۱۲

تو ہے سیراب ہیں تشنہ دہاں ہم
تو گرداب فنا ہم بحر قدرت
محل غرض جواہر تو ہے ہم ذات
ہے راہ حق میں اس دم یاوری کا
یہ فرما آپ نے گھوڑے کو جولاں
گئی آمد سے حضرت کی زمیں ہل
پڑا ہے زلزلہ چودہ طبق میں
نہ رن میں ہیں دلیروں کے جگر شق
نہ عالم میں کوئی ثابت قدم ہے
وہ آمد شیر غالب کی ہے ناگاہ
پڑا رعشہ سواروں کے بدن میں
دلیروں کے جگر ہیں صورت آب
برنگ مرغ ہوش از سر پریدہ
سپہ کا تنگ قالب میں نفس ہے
ہے رعب ایسا کہ شیر رزم آرائے
اسی ساعت عمر کے پاس جا کر
کہا اب کس طرح ہے فکر صائب
کریں کیا فکر بچنے کی نہیں ہے
سنا ہوگا دغا شیر خدا کا
کہو تاب و توانائی ہے کس میں
لڑیں کیا کس سے موقع ہے نہ جا ہے
مگر مہمان ہیں سب کوئی دم کے
لڑائی کی جو تم نے چھیڑی تھی بات

تو ہے بیتاب ہیں تاب و تواں ہم
تو فرمان قضا ہے ہم مشیت
تو لائے نافیہ ہم حرف اثبات
بھروسا ذوالفقار حیدری کا
کیا بھر وغا ہے قصد میداں
قدم اکھڑے پہاڑوں کے ہیں از گل
چھپایا مہر و مہ نے منہ شفق میں
ہوا ہے آسماں کا رنگ بھی فق
رخ امکاں بدیوار عدم ہے
بنی ہے فوج اعدا شکل روباہ
پیادے یوں ہیں جوں مردہ کفن میں
ہے زہرہ بزدلوں کا شکل سیماب
توانائی ہے آہوئے رمیدہ
مخالف کے لئے صحرا قفس ہے
پڑے ور چشم آہو ڈھونڈھتا جائے
سران فوج نے پوچھا سنا کر
کوئی دم جان ہے پابند قالب
جو دم آتا ہے گویا واپسیں ہے
وہی عالم ہے گویا اس دغا کا
بچاوے جان خود رائی ہے کس میں
سپہ کو بھاگنا مشکل پڑا ہے
نہ سر کے ہیں نہ بازو اور قدم کے
نہیں انجام کو دیکھا تھا ہیہات

[illegible] دیا ... قائم ... مراد ... ارادہ ... یعنی آفتاب ... سرخی ... آسمان ... یعنی ... یعنی ... یعنی ... یعنی زرد ... یعنی ... یعنی ... یعنی ... سوار لوگ ... یعنی ... اس دغا کے معنی ... شہرہ اور مصرعہ ... دغا یعنی ...

نہ سمجھا شیر کو ہیں ٹوکتے ہم ‏— اگرچہ لاکھ ہیں روباہ ہمدم
بشر کے ہو مقابل ہم لڑیں گے ‏— فرشتے سے جو بگڑی کیا کریں گے
چلے ہے زور بازو کا وہاں کام ‏— جہاں لڑنے کا موقع ہے سرانجام
بھلا جو کچھ کیا اس دم سنو بات ‏— یہی سمجھو ہے فی التاخیر آفات
کوئی دانا ہو یکتائے زمانہ ‏— کرو اب صلح کے باعث روانہ
خلیفہ حق کا سلطان جہاں گیر ‏— خلف شیر الٰہی کا ہے شبیرؑ
حضور قدس میں باحال خستہ ‏— بہ رومال ادب ہو دست بستہ
پکڑ گھوڑے کا سم اور چوم لب سے ‏— کرے یوں عرض تسلیم و ادب سے
کہ اے دریائے جود و عفو و غفراں ‏— سحاب رحمت و الطاف احساں
سیہ رو شرمسار و پُر خطا ہیں ‏— سراسر مجرم و اہل جفا ہیں
کی شوخی اور جرارت ہم نے بیجا ‏— نہ انجام اس دغا کا ہم نے سمجھا
زبس نادم ہیں پر تقصیر ہیں ہم ‏— سزائے قتل اور تعزیر ہیں ہم
کیا جو ہم نے اس دم ہیں پشیماں ‏— ہیں تائب بہ امید عفو عصیاں
یہ کہہ دے واسطے اس دم خدا کا ‏— سنا دے لطف و احساں مصطفےٰ کا
کہ جن کے ساتھ عالم نے جفا کی ‏— گنہ بخشی ہے عادت مصطفےٰ کی
نہ چھوڑی ہے علی نے بھی فتوت ‏— خطا بخشی ہے کیا فرخندہ عادت
اشارہ کاظمین قرآن میں ہے ‏— وہ اولاد نبیؐ کی شان میں ہے
غرض آیت یہ قرآن کی سنا دے ‏— نبیؐ زادے کے غصے کو مٹا دے
خدا چاہے تو غصہ دل سے ہٹ جائے ‏— وہ عالم غیظ کا شاید پلٹ جائے
بکف شمشیر طوفان بلا ہے ‏— زبان آتش قہر خدا ہے
نہ جاوے میاں میں جب تک پلٹ کے ‏— گرے گی فوج کوئی دم میں کٹ کے
ظفر کیا فتح کا ہے کون طالب ‏— بچانا جان کو ہے فکر واجب
یہ سنتے ہیں خدا کے اس ولی میں ‏— فتوت ہے حسینؑ ابن علیؑ میں



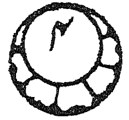
۱؎ لومڑی ۱۲ ۲؎ جیسے لڑنے میں آفتیں ہیں ۱۲ ۵؎ بخشش ۱۲ ۷؎ بادل ۱۲ ۸؎ شرارتی ۱۲

۱۰؎ آیہ کریمہ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین یعنی کھانے والے ہیں غصے کے اور بخشنے والے ہیں غلط لوگوں کی اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو ۱۲ ۱۱؎ غصہ ۱۲

حیا شرم و مروت بس ہے غالب
بہانہ ہے اگرچہ ظلم جو ہیں
سنایا جاوے جس دم نام جد کا
اگرچہ ہم نے مارا یاوروں کو
جہاں میں بدتریں ناس ہیں ہم
نہ اکبرؑ لخت دل ہے اور کلیجا
یہ ہے داماد وہ فرزند دلبند
یہ سب تھے دل کے ٹکڑے لعل پارے
کیا ہے قتل بے تقصیر ہم نے
اگرچہ زندگانی بے مزا ہے
نہ ان باتوں کا خطرہ دل میں لانا
محض یہ عفو بخشایش کی جا ہے
نہ دیکھا ہم نے انساں ایسا حق کوش
یہ وہ ہے قبلۂ حاجات عالم
گنہ بخشاوے حق سے سب خلق کی
یہ ٹھہری مشورت بھیجا کے دانا
اسی ساعت عمر کا ایک جاسوس
کہا اس نے عمر سے تب بہ فرحت
بچشم اپنے جو دیکھی بات ہے راست
جو دیکھا میں نے جب حق کے ولی نے
پدر کی بے بہا شمشیر فاخر
وے بوسہ اس کو فرماتے تھے حضرت
پدر میرا وہ خالق کا شناسا

خطا بخشی ہے ایک ادنیٰ مناقب
تمھارے جدؐ کی امت کلمہ گو ہیں
نہ موقع ہے پیام آجاوے رد کا
کیا ہے قتل سب نام آوروں کو
جفا جو قاتل عباسؑ ہیں ہم
جواں نوشاہ قاسمؑ ہے بھتیجا
محمدؓ عونؓ ہیں زینبؑ کے فرزند
جگر کے نور اور آنکھوں کے تارے
گلے اصغرؑ کے مارا تیر ہم نے
یہ جینا مرگ سے بدتر ہوا ہے
ہے غفراں بات اور احساں بہانا
دل شبیر دریائے عطا ہے
گنہ بخش و عطا پوش و خطا پوش
قنائے خلق تا ایجاد آدم
نہیں شبیرؑ رحمت ہے یہ حق کی
پیام معذرت اس دم سنانا
لے مژدہ فتح کا پہنچا ہے منحوس
مبارک آپ کو ہو فتح و نصرت
بیاں کرتا ہوں اسدم بے کم و کاست
شہ عالم حسینؑ ابن علیؑ نے
نکالے میاں سے جوں برق باہر
فروغ حسن و اعجاز کرامت
تیرے رکھتا تھا نت دم کا بھروسا

۱ اچھی خصلتیں ۱۲ ۲ ظلم ڈھونڈنے والے ۳ نام دار ۴ سب سے بدتر آدمی ۵ ظالم ۱۲ ۶ بخشش ۷ یعنی آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت تک



۸ عذر کرنا ۱۲
۹ خوشی سے ۱۲
۱۰ بجلی ۱۲
۱۱ روشنی ۱۲
۱۲ پہچاننے والا ۱۲

خلف ہوں میں اسی عالی ہمم کا
یہاں تک ہے شجاعت میں رسائی
مخاطب شاہ تھے عز و قدر سے
سنائی ہاتف غیبی نے آواز
کہ اے حاجت روائے ہر دو عالم
اگر مطلوب ہے تم کو شہادت
کرامت کو رکھو تہہ کرکے پنہاں
سنا حضرت کے لب سے تب یہ مذکور
یہ مژدہ جب سنا ہے اہل کیں نے
بجے نوبت یہ اظہار ظفر کی!
مبارک باد کو سردار آویں
صدا نوبت کی سن کوفی و شامی
تھی سب کے بے حواسی دل میں چھائی
اسی دم دل قوی سب اپنا کرکے
غرض اہل جفا کو حسب تقدیر
اسی اثنا میں سلطان کرامت
ہوئے میدان میں آ جلوہ فرما
نظر اس شیر حق کی کر مہابت
ہوا ہے آب زہرہ اور کلیجا
وہ آمد جس سے لرزاں شیر گردوں
نمایاں غیظ کا چہرے پہ عالم
وہ صولت دیکھ بشرے کی غضبناک
بنے ہیں شیر جوں روباہ رن میں

بھروسہ ہے مجھے بھی تیرے دم کا
کروں اعدا پہ شمشیر آزمائی
غرض جس وقت شمشیر پدر سے
کہا ہے اس طرح پوشیدہ تر راز
شفیع ابن شفیع جن و آدم!
ہے منظور نظر گنج سعادت!
نہ دکھلانا ہے زور حیدری یہاں
شہادت ہے تیرے بندے کو منظور
کیا ہے حکم سردار لعیں نے
ہو شہرت معرکے میں اس خبر کی
نوید فتح کی سب نذر لاویں!
تردد سے ہوئے فارغ تمامی
گئی از نو شقاوت یاد آئی!
شقاوت پر رہے دیں سے گذر کے
نہ سوجھی جز شقاوت کوئی تدبیر
معلّے نیر اوج امامت
خدا کا شیر پہنچا رزم میں آ!
لگے ہیں کانپنے اہل شقاوت
دلیروں کا مہابت سے پسیجا
دل گاو زمیں صد پارہ خوں!
سراپا قہر ربانی مجسم!
دل خورشید ہے مانند خاشاک
ہے زہرہ آب رستم کا کفن میں

۱ یعنی اولاد کا ۱۲ ۲ یعنی بلند ہمت والے
۳ بہادری ۱۲ ۴ یعنی ... ۵ دست قدرت ۱۲
۶ آواز ... ۷ وہ فرشتہ جو غیب سے آواز دیوے ۱۲
۸ خزانہ نیک بختی کا ۹ پوشیدہ ۱۲ ۱۰ خوشخبری ۱۲

باقی

۱۱ لڑائی کا میدان ۱۲ ۱۲ یعنی نو شیخوں ۱۲ ۱۳ بدبختی ۱۲ ۱۴ بلند ستارہ روشن آسمان امامت کے ۱۲ ۱۵ لڑائی ۱۲ ۱۶ پھٹنے ۱۷ ہیبت خوف ڈر ۱۲ ۱۸ غصہ ۱۲ ۱۹ دبدبہ ۲۰ چہرہ ۱۲ ۲۱ سراپا ۱۲

سو اس صولت سے وہ شیر الٰہی — ہوا وارد بہ فرش بادشاہی

لکھوں کیا دبدبے کا اس کے اجلال — تجلی کا بنا ہے چرخ غربال

لگے طلنے قیام عرش جوں بید — گریباں میں چھپا ذروں کے خورشید

بنے ہیں سنگریزے ماہ پارے — چمکنا ریگ کا گویا ستارے

ٹپکنے کو لگا ہر خار سے نور ! ! — ہوا ہر خس ہے نخل وادی طور !

بہ معرض نور حق تھا جلوہ آرا — بنے ہیں سنگ موسیٰ کوہ خارا

رخ شبیر نے جلوہ دکھایا — فروغ قدس منہ تکنے کو آیا

لبوں سے آہ کا شعلہ رواں تھا — کہ آگے صاعقہ جس کے دھواں تھا

رجز خواں مثل موسیٰ دیکھ رن میں — لرزتی شمع ساں ہے روح تن میں

خلف شاہ سریر عرش کا ہوں — امیں حق کا ہوں مالک فرش کا ہوں

پسر ہوں بادشاہ لافتیٰ کا ! ! — نواسا ہوں محمد مصطفیٰ کا

شہ بے خانماں تشنہ دہاں ہوں ! — مسافر ہوں غریب و بے وطن ہوں

عنایت سے ہیں جس کی زیر انجم — بروئے خاک غلطاں ہفت قلزم

خلیفہ اس کا ہوں دریا بکف ہوں — دہن وا ہر قطرہ جوں صدف ہوں

ملک ہوں گرچہ ہوں ازخود رمیدہ — فلک ہوں گرچہ ہوں دامن دریدہ

تھے گریاں فرقت حوا میں آدم — غم یا تو سے فارغ بال ہیں ہم

تنور نوح سے جوشاں ہوا آب — یہاں ہے خون سے ہر ذرہ سیراب

پسر یعقوب کا بچھڑا وطن سے — مسافر یہاں پسر کی جاں ہے تن سے

خلف لایا خلیل محترم نے — کیا قربان راہ حق میں ہم نے

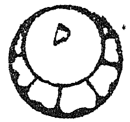
بہ یک فرعون تھا واں کام تنہا — یہاں ہیں لاکھ فرعون ایک موسیٰ

نہ ہم ہیں من و سلویٰ کے طلبگار — بجاں ہیں حب مولیٰ کے طلبگار

نہ مطلب قُم بِاِذنِ اللہ سے ہے — تہہ خنجر گلو یہاں چاہ سے ہے

یہ سمجھیں عرش اپنا نردباں ہے — اگر سر راہ حق میں بر سناں ہے

۱ دبدبہ ۱۲ ۲ چلنی
۳ عرش کے پائے ۱۲
۴ کانٹا ۱۲ ۵ کوہ طور
کے تجلی کا درخت ۱۲
۶ بجلی ۱۲ ۷ لڑکا
۸ سات دریا ۱۲
۹ منہ کھولے ہوئے
۱۰ سیپ
۱۱



۱۲ ساقی تشنہ لڑکا ۱۲
۱۳ ایک قسم کا طعام
ہے جو تیہ میدان
میں حضرت موسیٰ کی
قوم کے لئے اترتا تھا ۱۲
۱۴ اٹھو اللہ کے حکم سے
۱۵ سیڑھی ۱۲
۱۶ نیزہ ۱۲

مگر تم نے گر جانا نہ ہوگا
مسیح وقت یحیائے زماں ہوں
طپیدہ دل ہوں تفتیدہ جگر ہوں
لب دریا گرسنہ اور پیاسا
مصائب و محنت جانکاہ کا ہوں
جو چاہوں تاج اتاروں سر سے مہ کے
بدریا تشنہ لب مثل صدف ہوں
در خیبر ہے کس غالب نے کھولا
جو نام مرتضیٰ نکلا ہے لب سے
ہوئی ہے شاہ سے اس طرح سایل
بھروسا جو تمھارا باپ کو تھا
ذرا دست پدر کا رکھ کے خاطر
علی کی تیغ ہوں میں روز پیکار
جگر حسرت سے ہوتا ہے میرا آب
یہ سن تلوار کی آشفتہ حالی
نکلنا اس کا تھا باہر ادھر سے
بصورت غیرت برق جہاں تھی
جو پہنچی سر پہ گذری ہے سے تا ناف
جو آئی خود پر بکتر سے گذری
نہ راکب میں ہے دم مرکب میں جاں ہے
سپر کیا روکے توڑا ہے سپر کو
ہوئی ہے تن سے راہی پشت زیں تک
ہوئی روئے زمیں کو کاٹ راہی

سناتا ہوں جو پہچانا نہ ہوگا
وصی بادشاہ دو جہاں ہوں
شفیع روز محشر کا پسر ہوں
محمد مصطفیٰ کا ہوں نواسا
پسر بنت رسول اللہ کا ہوں
ہے قوت تن میں شیر فاطمہؓ کے
ولی عہد شہنشاہ نجف ہوں
علی ابن ابی طالب نے کھولا
جھکا سر ذوالفقار اپنا ادب سے
کہ یا ابن علی عالی فضایل
مجھے سونپا پدر نے آپ کو تھا
نکالو میان سے یک لحظہ باہر
رہوں کس طرح یا اللہ بیکار
بحق ابن رسول اللہ دریاب
وصی نے میان سے باہر نکالی
ادھر دریائے خوں گذرا ہے سر سے
بلامت کہ قضائے آسماں تھی
ہوئی ہے دامن زیں سے گذر صاف
جو بکتر سے چلی پاکھر سے گذری
قضا انگشت حیرت در دہاں ہے
اتر آئی ہے تن میں توڑ سر کو
نکل کر تن سے پہنچی ہے زمیں تک
گماں ہے کاٹ لیوے پشت ماہی

ہ بھوکا ۱۲ ۂ جمع مصدر کی یعنی بکھیرنا
سی جگہ ۱۲ ۂ سیپ ۱۲ ۂ لڑائی
ۂ باپ ۱۲ ۂ یعنی
ۂ دل ۱۲ ۂ لوہے
سپرانی ۱۲ ۂ

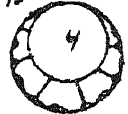


باقی

کی چوٹی جو لڑائی میں پہنتے ہیں ۱۲ ۂ بکتر اور پاکھر لڑائی میں پہننے کے لباس ہیں
ۂ سوار ۱۲ ۂ یعنی گھوڑا ۱۲ ۂ یعنی ڈھال

وہ تلوار اور وہ راکب وہ رہوار
قیامت کے ہوئے موجود آثار
اسی حملے میں شیر کبریا نے
نہنگ قعر دریائے وغا نے
دکھا نیرنگ تیغ حیدری کا
مزہ سب کو چکھایا صفدری کا
گرے ہیں مرد و مرکب کوہ در کوہ
پڑا لاشوں کا ہے ہر سمت انبوہ
سپہ کے پیر اٹھے اکثر زمیں سے
ہوا میدان خالی فوج کیں سے
تن اعدا میں مہماں ہر نفس تھا
دلیروں کیلئے میدان قفس تھا
زرہ مردانہ جو رکھتے ہیں بر دوش
ہوئے ہیں جا کے وہ مردوں میں روپوش
پیادہ تھا نہ میداں میں نہ راکب
سپہ بھاگی ہے سب کوفے کی جانب
وہ میداں دیکھ خالی سرور دیں
لب دریا پہ پہنچے بہر تسکیں
یہ چاہا دست قدرت سے اٹھا آب
کریں سوز عطش سے دل کو سیراب
وہ عالم اس گھڑی تشنہ لبی کا
جو یاد آیا ہے ہم شکل نبیؐ کا
گلے معصوم نے ہے تیر کھایا
یہ پانی وہ ہے اصغر نے نہ پایا!
کلیجے میں اٹھا یکبارگی درد
ہوا ہے آب کی جانب سے دل سرد
بہت چاہا کہ ہووے جوش دل ضبط
کیا زخم جگر نے حال بے ربط
ہوئے ہیں چشم سے یوں اشک جاری
کہ رووے جس طرح ابر بہاری
لب دریا پہ ٹوٹا دل کا پھوڑا
کیا ہے ہچکیوں نے کام پورا!
ہوا ہے آب شیریں اس گھڑی شور
ملخ رو دے ہیں اس حالت سے اور مور
خدائی تھی وہ عالم دیکھ گریاں
جگر تھا شیر اور ماہی کا بریاں
ہوا دریا سے جب برخاستہ جاں
چلا میداں کو ہے شیر نیستاں
نظر کے سامنے عالم تھا اندھیر
ہوا دل زیست سے یکبارگی سیر
کھا تیغ پدر کو کر کے تب میان
نکالے ہم نے تیرے جی کے ارمان
حصول اس قتل سے پھر آگے کیا ہے
یہ سمجھا ہم نے جینا بے مزا ہے
لعین جو دور اس ساعت کھڑے تھے
دیا روپوش مُردوں میں پڑے تھے

لہ گھوڑا اتیز چلنے والا ۱۲
لہ دریا کا گھسر او
لہ یعنی لڑائی ۲
لہ یعنی طلسم ۱۲
لہ یعنی ہر طرف
لہ یعنی ڈھیر ۱۲
لہ یعنی پنجرا ۱۲
لہ یعنی منہ چھپانے والے
لہ یعنی پیاس کی گرمی



لہ یعنی کھارا
لہ یعنی ٹڈی
لہ یعنی چیونٹی
لہ یعنی جیسے جنگل کو کہتے ہیں جہاں شیر رہتے ہیں
لہ یعنی زندگی
لہ یعنی منہ چھپانے والے ۱۲

لب دریا پہ وہاں بے ضبط ہونا
وہ عالم دیکھ اور حضرت کا رونا

وہ کہنا بیدلی میں ہائے اکبر
نہ کرنا آب جو سے تشنہ لب تر

پکڑنا بہرِ ضبط اس دم جگر کو
وہ رکھنا میاں میں تیغ پدر کو

مزہ اس زیست کا اپنی سنانا
کبھی رونا اور عالم کو رلانا

وہ دل برخاستہ از جنگ ہونا
جہاں کی زیست سے دل تنگ ہونا

عمر بن سعد نے دیکھا یہ عالم
کہا مہماں ہیں حضرت کوئی دم

جو بھاگی فوج ہے بے ننگ و ناموس
یہ کہلایا انھیں بھجوا کے جاسوس

چلے بے دغدغہ آنا ادھر کو
نہ کھونا مفت گنج سیم و زر کو

پڑا ہے شاہ کو جو یاس سے ساتھ
اٹھایا آپ نے ہے جنگ سے ہاتھ

وہ شمشیر پدر رکھ میاں میں شاہ
برگ آمادہ ہیں میدان میں شاہ

یہ سن مژدہ ظفر کا اہل ہوا
چلے میداں میں آئے کر کے دھاوا

جو آیا دل میں تب سلطان غالب
چلے آئے وہیں خیمے کے جانب

وداع ان سب سے ہونا آخریں بار
نبی کے گھر کا آ پہنچا ہے مختار

سو بھائی کے لئے زینب و کلثومؓ
سراپردے تک پہنچی ہیں مغموم

گلے لگ بھائی کے مغموم دونوں
جو روئیں زینب و کلثوم دونوں

وہ رونا بےکسوں کا دیکھ اس دم
تزلزل میں پڑا ہے عرش اعظم

مصیبت یہ نہ دیکھی ہے جہاں میں
جو واقع ہے نبی کے خانداں میں

سکینہ ننھی سی جاں کھو رہی ہے
قدم پر شہ کے قرباں ہو رہی ہے

وہ چہرے پر یتیمی اس کے چھائی
غریبی بےکسی ناآشنائی

غضب تھا اس کو چھاتی سے لگانا
دم آخر دے بوسہ مسکرانا

یہ کہنا باپ راضی بر رضا ہے
یتیموں بیکسوں کا بھی خدا ہے

وہیں ہر اک کے دینا ہاتھ میں ہاتھ
یہ فرمانا بہت تاکید کے ساتھ

کرو مت جزع تم اہل رضا ہو
جہاں میں خاندان مصطفےٰ ہو



مناسب کب ہے ہو بیتاب رونا
بلا میں صبر کھونا اجر کھونا

اسی دم تک کہ ہو دنیا سے راہی
نہ بھولو ایک دم یاد الٰہی

دم آخر یہ با وعظ و نصیحت
بیاں کی شاہ نے آخر وصیت

زبس بھائی کی وہ عاشق ہے زینبؑ
ولائے شاہ میں صادق ہے زینبؑ

گلے لگ شہ کے زینب نے بکا کی
وہ حالت دیکھ بنت مرتضیٰؑ کی

کہا حضرت نے اے عالی مناقب
ہے بیتابی تمھاری حق بجانب

یہ نوبت بیقراری کی ابھی سے
یہ حالت اضطراری کی ابھی سے

ابھی کچھ دکھ نہ پیش آیا ہے زینبؑ
فلک نے کیا تمھیں دکھلایا ہے زینبؑ

بہت درد و الم سہنا ہے آگے
غم فرقت سے نت رہنا ہے آگے

پڑے گا سر پہ کیا کیا دکھ مرے بعد
میسر ہو نہ یکدم سکھ مرے بعد

نہ دیکھا سر تہ خنجر ہے میرا
پڑا صحرا میں تن بے سر ہے میرا

چڑھا دیکھا بدوش مصطفےٰ ہو
نہ دیکھا زیر سم بادپا ہو

پلا آغوش زہرا میں ہے دیکھا
نہ تن بے گور صحرا میں ہے دیکھا

پدر جس سر کو بوسہ دے رہا ہے
اسے دیکھو گی نیزے پر چڑھا ہے

بہت باتوں کا غم کھانا پڑے گا
یہاں سے دور تک جانا پڑے گا

نہ یکدم چین سے سوتی رہو گی
جہاں تک زیست ہے روتی رہو گی

لحد میں سکھ نہ زہرا کو ملے گا
جو سر بلوے میں زینبؑ کا کھلے گا

بہت دیکھو گی محنت اس سفر میں
مصیبت اور زحمت اس سفر میں

سراپردہ کہاں خیمہ کدھر کا
مصیبت ڈھانپنا ہووے گا سر کا

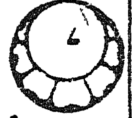
نہ ویوں اہل کیں آرام تم کو
ہے جانا کوفے سے تا شام تم کو

رہے ہمرہ نہ مونس کوئی غم کا
مگر ایک کارواں درد و الم کا

ابھی جانا بدربار عدو ہے
غضب حاکم کے ہونا روبرو ہے

بہن دکھیا جو زنداں میں رہے گی
مجھے حسرت بیاباں میں رہے گی

۱ یعنی محبت ۲ یعنی رونا ۱۲ ۳ یعنی جدائی ۴ یعنی پیچھے ۱۲ ۵ یعنی کاندھا ۱۲ ۶ یعنی گھوڑے کی ٹاپ کے نیچے ۱۲ ۷ یعنی گود ۸ یعنی تکلیف ۱۲



۹ وہ بڑا پردہ جو بطور دیوار کے کھینچتے ہیں ۱۲ ۱۰ یعنی دوست غمخوار ۱۲ ۱۱ یعنی قافلہ ۱۲ ۱۲ دشمن ۱۲

مدینے کو روانہ جب بہن ہو
چلے گی پیشوائی کو بہن کی
ہیں پھپھی آئیں سن پاؤ گی صغراؑ
بہن کیا تم پہ گذرے گی مصیبت
دے بوسہ سر پہ دکھیاری کو میری
مصیبت اور یہ تشنہ دہانی
کہو بابا پہ تھا جو دن جگر سوز
پدر درد والم میں طاق گذرا
نہ یک ساعت کہیں صغراؑ کو بھولا
پھر اس کے بعد فرمایا بہن کو
دعائے خیر کہنا اور تحیت
کہا ہے تم کو یہ تشنہ دہن نے
میسر تشنگی میں جب ہو پانی
کرو سب فاتحہ سے شاد مجھ کو
میرے جو فاتحہ خواں مرد و زن ہوں
یہ فرما کہہ خدا حافظ و ناصر
یہ سوچا دل میں تب شاہ امم نے
یہ مرکب ہے پدر کی یادگاری
کئی دن سے یہ حیواں ہے گرسنہ
یہ چاہا تھا کہ دریا پر پلا آب
اسے غالب جو میرا غم ہوا ہے
نہ کرنا اب اسے ضایع خلق میں
یہ دل میں سوچ اپنے شاہزادہ

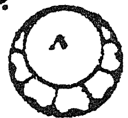
رہے گی شام غم صبح وطن ہو
علم لے نوحہ کا خلقت وطن کی
تمہارے ملنے کو آوے گی صغراؑ
دکھاؤں کیا میں اس دکھیا کی صورت
سلام اس دم کہو پیاری کو میری
بیاں کرنا ہے سب میری زبانی
جدائی کو نہ بھولا تیری اس روز
تیرے دیدار کا مشتاق گذرا
تہ خنجر نہیں صغراؑ کو بھولا
میری جانب سے یاران وطن کو
سناؤ سب کو پیغام وصیت
مسافر اور غریب بے وطن نے
نہ بھولو تم میری تشنہ دہانی
بہ بزم عشرت و غم یاد مجھ کو
نہ محشر میں رہیں تشنہ دہن ہوں
چلے خیمے سے حضرت آئے باہر
گرامی موج دریائے کرم نے
لگے تیر ہیں اس کو زخم کاری
ہے بے طاقت زبس بے آب تشنہ
کروں اس کے جگر کو سرد و سیراب
نہ قطرہ آب کا اس میں چوا ہے
بھلا ہے چھوڑ دینا راہ حق میں
چلا ہے راہ حق میں پا پیادہ

له نشان جھنڈا ۱۲
که جگر کا جلانے والا ۱۲
که یعنی تنہا ایک ۱۲
که یعنی ... مثل ۱۲
که یعنی ... سلام ۱۲
که یعنی پیاسا ۱۲
باقی
که یعنی خوش ۱۲
که یعنی خوشی اور غم کی مجلس میں ۱۲
که یعنی تشنہ دہانی ۱۲
که یعنی مددگار ۱۲
که یعنی پیدل ۱۲

لگے تیروں کے بے حد زخم تن ہیں
شہنشاہ رسالت کا ولی عہد
نہ روئے فاطمہؑ کا جان گلرو
اٹھایا ہاتھ اس نے سوئے باری
وہ حشمت ساکنان مسند عرش
غرض جان علیؑ عالی مناقب
پیادہ دیکھ اسے براوج افلاک
طرف مقتل کے وہ مختار عالم
لکھوں کیا حال اس کا بیکسی میں
پیادہ دیکھ حشمت ہمقدم ہے
وہ قد طوبیٰ کے ہمسر جھومتا تھا
زسر تا پا ہے سو سو زخم کاری
بسان شیر نر میداں میں چل کے
زسر تا پا وہ ڈوبا نور حق میں
شجاعت میں ہیں جو ہمنام رستم
ہے زہرہ آب سینے میں یلوں کا
عمر بن سعد بد بخت و شقی نے
نبی زادے کو دیکھ اس دم پیادہ
لگے روبرو اک فوج ممتاز
ملامت کا ہو عالم میں نشانہ
وہ پہنچے اور برسانے لگے تیر
نبی زادے پہ اس ساعت میں ہیہات
لکھوں کیا حال خوں سے چشم تر ہے

کبھی چڑھنے کی نہ طاقت تھی بدمیں
جھلایا جس کا ہے جبریلؑ نے مہد
خدا نے خلد سے بھجوایا آہو
لگا برسانے یہ ابر بہاری!
قدم بوسی کے طالب تا لب فرش
نبیؐ کے دوش اقدس کا ہے راکب
ملک رونے لگے ہیں روئے برخاک
چلا ہے با قدوم جاہ اسدم
ہے جاری لب سے یارب بے بسی میں
بہار خلد قرباں دمبدم ہے
قدم اقبال و دولت چومتا تھا
دہان زخم سے ہے خون جاری
لگا رکھنے قدم آگے سنبھل کے
گویا خورشید ہے تاباں شفق میں
مقابل آپ کے ہے حوصلہ گم
لے اسواروں سے یکسر بدلہ لوں گا
عدو خانہ بر انداز نبیؐ نے
کیا ہے جنگ کرنے کا ارادہ
کھڑے تھے نامی اکثر تیر انداز
کیا ہے جانب حضرت روانہ
کھڑے ہو آپ چپ کھانے لگے تیر
یہ برسے تیر جوں ساون میں برسات
گویا ہر جسم نشتر بر جگہ ہے

یعنی تجویب ۱۲ یعنی جھولا ۱۲ یعنی جنت ۱۲ یعنی ہرن ۱۲ یعنی طرف (خدا تعالیٰ) کے ۱۲ یعنی دیکھ بے بندگی ۱۲ یعنی رہنے والے ۱۲ یعنی بڑے مرتبے والے ۱۲ یعنی موند ہے ۱۲ یعنی نبیؐ کے کاندھے مبارک پر سوار ہونے والا ۱۲ یعنی بلندی ۱۲ فرشتے ۱۲ یعنی بہشت کے درخت کا نام ہے ۱۲ یعنی ... ۱۲ آفتاب



یعنی روشن ۱۲ شام کے وقت جو سرخی آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں یعنی امام حسینؑ کا جسم مبارک خون میں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا شفق میں آفتاب چمک رہا ہے ۱۲ یعنی بہادری ۱۲ یعنی پہلوانوں کا ۱۲ یعنی گھر اجاڑنے والا دشمن ۱۲ ہندی مہینے کا نام ہے اس میں بارش بہت ہوتی ہے ۱۲

ہوا تیروں سے زخمی عنصرؔ پاک
ہجوم خار میں ہے مثل گل چاک

بھی اس عالم میں وہ مقبول باری
بھر موئے بدن صد زخم کاری

عجب شاکر و صابر برضا ہے
نہ شکوہ غیر کا ہے نہ گلہ ہے

عیاں از فرقؔ موصدؔ ذکر باری
دہان زخم سے ہے شکر جاری

لب ہر زخم اس دم واؔ ہوا ہے
ہر اک ریشہ رگ دریا بنا ہے

محمد مصطفےٰ کا وہ نواسا
کئی دن سے تھا بھوکا اور پیاسا

کوئی دم میں ہوئی طاقت ہے نایاب
نہ باقی استقامتؔ کی رہی تاب

معلّےٰؔ کعبۂ حاجات عالم
کمرؔ قبلۂ طاعات عالم

توانائیؔ بدن کی کھو کے بیٹھا
زمیں پر رو بہ قبلہ ہو کے بیٹھا

جو راکبؔ مصطفےٰ کے دوش کا ہے
یہ تن مسند نشیں آغوش کا ہے

دریغاؔ با تن مجروح صد چاک
ہوا محنت نشیں ہے بر سر خاک

گرامیؔ نیرؔ اوجؔ الٰہی
گرا ہے خاک پر با صد تباہی

اگرچہ خاک پر مسند نشیں ہے
جہاں کی سلطنت زیر نگیں ہے

یہ صولتؔ ہے نگہ کی مثل پیکاں
جگر کے پار ہے ہر تیر مژگاں

سپہ دشمن کی اس کو خاک پر دیکھ
لگے پیکان تن صد چاک پر دیکھ

لگے کہنے ہوا بے جاں ہے شبیر
کوئی دم زیستؔ کا مہماں ہے شبیرؔ

کرو قاتل کی اب تجویز چل کے
رکھو اپنا قدم آگے سنبھل کے

یہ کس میں حوصلہ ہے اس کو مارے
نبی زادے کا سر تن سے اتارے

ہو قاتل کون ایسے بے گنہ کا
دل و جان علےؑ و فاطمہؓ کا

کہے عالم محمد کا نواسا
کیا ہے قتل امت نے پیاسا

کسے لے آؤ رومی یا ہو روسی
نصاریٰ یا یہودی یا مجوسی

طمع دکھلا کے سیم و گنج و زر کی
کمر بند مرصعؔ اور سپرؔ کی

چلا دے گردن حضرت پہ شمشیر
رہے گردن پہ اس کے خون شبیر



ا؎ یعنی وجود ۱۲
۲؎ یعنی شکایت ۱۲
۳؎ یعنی سر ۱۲
۴؎ یعنی بال یعنی ہر بال
یعنی بال بیچ برابر رشتہ
۵؎ سر سے گرنے کا تھا
تالاب کا جاری تھا ۱۲
۶؎ یعنی کٹ رہے ۱۲
۷؎ یعنی کھڑے رہنا ۱۲
۸؎ یعنی حضرت امام علیہ السلام
کو کھڑے رہنے کی طاقت
۹؎ ذریعہ ۱۲
۱۰؎ یعنی بلند مرتبے
والے ۱۲ ۱۱؎ یعنی
بزرگ ۱۲ ۱۲؎ یعنی طاقت
۱۳؎ یعنی سوار ۱۲
۱۴؎ یعنی افسوس ۱۲
۱۵؎ یعنی بزرگ ۱۲
۱۶؎ یعنی روشن
ستارہ ۱۲ ۱۷؎
یعنی بلندی ۱۲
۱۸؎ یعنی دبدبہ
رعب ۱۲ ۱۹؎ یعنی زندگی
۲۰؎ یعنی جڑاؤ کیا ہوا ۱۲
۲۱؎ یعنی ڈھال ۱۲

قضا را اس گھڑی پہنچا مسافر — کوئی از قوم نصرانی تھا تاجر
اسے دے سیم و زر بلوایا سب نے — بقتل شاہ دیں فرمایا سب نے
کہا اس نے یہ واجب قتل کا ہے — کہو کیا جرم اس کی کیا خطا ہے
نہ بشرے سے نمایاں ہیں یہ آثار — کہ خونی یا ہے ظالم یا گنہ گار
ملک ہے یا کوئی اقدس بشر ہے — نبی زادہ مگر آتا نظر ہے
نظیر اس کے نہیں دیکھا ہے صابر — بذکر خالق مطلق ہے ذاکر
تم اس کے مستعد اب قتل پر ہو — گنہ بخشی یہ کرواتا ہے رو رو
نہیں ہے ہر بشر میں یہ لیاقت — بغیر از انبیا کس میں ہے طاقت
نظیر اس کے نہ پیدا ہوگا عابد — نبی ہے یا نبی زادہ ہے شاید
کہا سب نے سنو یہ حق شناسا — پیمبر کا ہمارے ہے نواسا
کہا لعنت رہے تم پر خدا کی — یہ حرکت تم نے عالم سوز کیا کی
سعادت اور شہادت ہو گلوگیر — اُسے سے آئی اس دم پیش شبیر
کہا اب چشم کھولو اپنی یا شاہ — نصاری قوم کا ہوں ایک گمراہ
تمھارے جد پہ اب لایا ہوں ایماں — کرو پھر خدا مجھ کو مسلماں
قدم پر سر فدا کر اور گھر بار — شہادت کا ہوں میں طلبگار!
یہ سن کر کھول اس دم چشم حق بیں — کیا مولیٰ نے کلمہ اس کو تلقیں
محبت سے کہا ہو کر گلوگیر — چلا ان فاجروں پر اپنی شمشیر
پیمبر پر ترے واجب ہیں اشفاق — ترے دیدار کی جنت ہے مشتاق
یہ سن مژدہ بطاقت وہ لڑا ہے — ہو زخمی خاک پر آخر گرا ہے
پکارا اس نے تب حضرت کو اس آن — فدائی ہے تمھارا نو مسلمان!
میرے عفو گنہ کرواؤ ماضی — رہو یا شاہ اس مسکیں سے راضی
یہ سن آواز اس جان حزیں کی — عنایت دیکھ رب العالمیں کی
سرشک اس دم ہوئے آنکھوں سے جاری — دم آخر کر اس پر اشک باری

۱ اتفاقاً ۱۲ ۲ یعنی سیم و زر سونا اور چاندی ۱۲ ۳ یعنی چہرہ ۴ یعنی ظاہر ۱۲ ۵ یعنی نشانی ۱۲ ۶ یعنی مانند ۷ یعنی صبر کرنیوالا ۸ یعنی ذکر کرنیوالا ۱۲ ۹ یعنی تیار ۱۲ ۱۰ یعنی آدمی ۱۲ ۱۱ یعنی اللہ کا پہچاننے والا ۱۲ یعنی جہان کو جلانیوالا ۱۳ یعنی نیک بختی ۱۲

۹

۱۴ یعنی دادا یا نانا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵ یعنی سکھایا ۱۶ یعنی ارشاد ۱۲ ۱۷ یعنی حکم ۱۲ ۱۸ یعنی بدبخت ۱۲ ۱۹ یعنی خوشخبری ۱۲ ۲۰ یعنی اس وقت ۱۲ ۲۱ یعنی معاف ۱۲ ۲۲ یعنی گذرے ہوئے ۱۲ ۲۳ یعنی غمگین ۱۲

یہ فرمایا تو منظور خدا ہے
تیرے مشتاق ہو میرے فدائی
یہ سن مشتاق ہو جاں[1] آفریں کا
سدا ہو رحمتِ حق اس پہ نازل
یہاں کر قصۂ نو مسلم کا کوتاہ
وہ شمع بزم آرائے شہادت
شہ ملک بقا[5] سردار عالم
سواد[6] چشم جاہ آفرینش
بمقتل ضعف کی مسند بچھا کے
زبس مجرائی ظلم و ستم ہو
بجان اس عالم فانی سے غافل
نہایت ضعف کی حالت تھی طاری
زبس عارض[11] تھا بیہوشی کا عالم
درِ خیمہ پہ وہاں زہرا کی جائی
یہ حالت دیکھ بھائی کے غشی کی
پچھاڑی خاک پر کھاتی تھی زینبؑ
کہا ٹکڑے جگر ہے دل ہے پارا
دریغا وا دریغا جان مادر
ضعیف و بیکس و مجروح[17] و غمناک
زسرتاپا ہے بے آرام و تسکیں
کوئی دم کا مگر مہماں ہے شبیر
تیرا منہ دیکھ گھبراتی ہوں بھائی
رہے گی کیوں نہ بے آرام زینب

تیرے عالم پہ راضی کبریا ہے
نبی آئے ہیں باہم پیشوائی
کیا سیر اس نے جا خلد[2] بریں کا
رہے دوزخ میں دائم[3] اس کا قاتل
لکھوں حرف شہادت نامۂ شاہ
بعالم سرورِ رعنا[4] ئے شہادت
گل باغ رضا مختار عالم
بیاض[8] دیدۂ اقبال و بینش
بدوش بیکسی تکیہ لگا کے
ہے بیٹھا رو بقبلہ پشت خم ہو
بذکر مالک و قیوم شاغل[10]
توانائی سے جسم پاک عاری
پیاپے غش پہ غش آتا تھا ہر دم
چراغ دودمان[13] پارسائی
دمِ آخر میں نوبت بیکسی کی
تہی قالب ہو گھبراتی تھی زینبؑ
نہیں ہے ضبط کا خواہر میں یارا
انیس[15] و مونس[16] و غم خوار خواہر
ہے کس حالت میں غلطاں بر سرِ خاک
مندی جاتی ہیں چشماں[18] یہاں ہیں
پڑا غش میں ہے یا بیجاں ہے شبیر
نہ آئی موت شرماتی ہوں بھائی
نہ اس عالم میں آئی کام زینب

ا؎ جان کا پیدا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ
۲؎ یعنی جنت
۳؎ یعنی ہمیشہ
۴؎ یعنی زیادہ خوش
۵؎ یعنی زیبائی
۶؎ یعنی سیاہی یہاں مراد ہے آنکھ کی پتلی سے
۷؎ سیاہ
۸؎ یعنی سفیدی یہاں آنکھ کی سفیدی سے مراد ہے
۹؎ یعنی پیٹھ جھکا کر

باقی ۲

۱۰؎ یعنی مشغول
۱۱؎ یعنی غالب
۱۲؎ یعنی لاحق یعنی لگا ہوا
۱۳؎ یعنی خاندان
۱۴؎ یعنی طاقت
۱۵؎ یعنی محبت کرنے والا
۱۶؎ یعنی ہمدم آرام دینے والا
۱۷؎ زخمی
۱۸؎ آنکھیں
جہاں کی د... والی

کرے کیا کچھ نہیں چارا بہن کا
نہ پاس آنے میں ہے یارا بہن کا

پڑا بھائی ہے در ریگ بیاباں
بہن اس بیکسی پر اس کی قرباں

زسرتاپا لہو میں جسم تر ہے
بہن کے دست و زانو پہ نہ سر ہے

اخیؑ کس حال میں گھایل پڑا ہے
بہن کو دیکھنا مشکل پڑا ہے

یہاں بھائی کے ساتھ آنا بہن کا
بھلا تھا اس سے مرجانا بہن کا

نہایت شرمساری ہے بہن میں
دکھاوے منہ کسے اپنا وطن میں

وطن میں حال کیا لیجاؤں اپنا
یہ منہ صغراؑ کو کیا دکھلاؤں اپنا

دریغا شمع ایوان نبوت
چراغ خانۂ علم و فتوت

ہوا دست ستمگاروں سے خستہ
کوئی دم میں ہوا جاتا ہے کشتہ

دریغا آفتاب طارم عرش
بہار خلد ادنیٰ جس کا ہے فرش

شفق آسا گیا ہے خون میں ڈوب
بغرقاب فنا ہوتا ہے محجوب

نبوت کے جو گھر کا ہے ولی عہد
ہے جس کا عرش قندیل سر مہد

پڑا ہے خاک میں اور خوں میں تر ہے
جدا ہونے میں باقی تن سے سر ہے

بہن یہاں بھائی کا غم کھا رہی ہے
وہاں نوبت بہ کشتن آ رہی ہے

تمازت پر ہے خورشید جہاں سوز
دہم تاریخ ہے اور جمعہ کا روز

ڈھلا دن گرم ہے ریگ بیاباں
ہر اک ذرہ ہے مثل شعلہ تاباں

بگرد شاہ فوج ظلم ایجاد
کھڑی ہے ہاتھ میں لے تیغ بیداد

نظر آتا ہے گویا حشر کا دن
تحرک اور تزلزل میں ہے ساکن

پڑا ارکان عالم میں خلل ہے
بقا اپنی بقا سے منفعل ہے

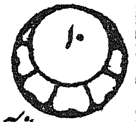
ہیں ساکن بحر اور جنبش میں ہیں کوہ
بنی ہے خاک گویا شکل اندوہ

خجالت سے رخ خورشید ہے زرد
بنا گرداں ہے جہان خانۂ درد

فلک آمادہ بعث و نشر کا ہے
توہم میں ملک دن حشر کا ہے

جلال حق سے لرزاں ہے دل عرش
بیچاری ہیں خائف حال عرش

[1] بھائی ۱۲ [2] جوانمردی [3] زخمی ۱۲ [4] شہید [5] بالاخانہ ۱۲ [6] کنگر [7] یعنی شفق کے مانند صبح و شام آسمان کے کنارے سے جو سرخی ظاہر ہوتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں ۱۲ [8] پوشیدہ [9] یعنی حاکم ۱۲ [10] شہادت ۱۲ [11] گرمی



[12] حرکت ۱۲ [13] زلزلہ [14] زندگی ۱۲ [15] پشیمان و شرمندہ ۱۲ [16] یعنی شہر ابدا ۱۲ [17] شرمندگی ۱۲ [18] [19] یعنی آسمان ۱۲ [20] یعنی گمان یعنی فرشتوں کو وہم ہوا کہ آج قیامت کا دن ہے ۱۲ [21] یعنی ...

ملک کی جانب مقتل[1] ہے کثرت
سبھی حاضر بمقتل انبیاؑ ہیں
نبیؐ زادے تمامی با دل ریش[2]
غبار آلود رخ گیسو ہیں پُر گرد
نہ دیکھی شکل ویسی کس حزیں[3] کی
سوا اس پروردۂ آغوش کے پاس
سواری خاص ہے رضواں نے لائی
بھی حمزہ ساتھ لائے انجمن ہیں
وہ غمگیں فاطمہؑ کی دیکھ تصویر
وہ دکھیاری نے کس انداز سے ہے
سلا آغوش[4] میں الفت سے پیاری
بڑی محنت سے دن کو چکیاں پھیر
یہ کھیتی اب کٹی جاتی ہے اس کی
یہ امت اور غم امت کا کھانا
ہے چہرے پر نبی کے کیا ملالت[5]
ہے مضموں اس مصیبت کا بہت دور
نماز ظہر کی پہنچی ہے ساعت
تیمم کر کے فرزند نبیؐ نے
سر عزت پہ رکھ تسلیم کا تاج
جھکا طاعت میں فرق[6] نازنیں کو
قفا[7] میں تھا کھڑا وہ شمر بے پیر
وہیں واصل بوصل کبریا ہو
الٰہی اس سر شاہ زمن پہ

پڑا خالی ہے غلمانوں سے جنت
بجاں آمادۂ رنج و بکا ہیں
کھڑے ہیں شاہ دیں کے گرد و پیش
زسرتا پا نہاں در کسوت درد
بنی صورت ہے ختم المرسلیں کی
ہیں بیٹھے بیکسی میں دوش کے پاس
ہے منظور عنایت پیشوائی
علیؑ نزدیک تر ہیں اور حسن ہیں
نبی کا حال ہو جاتا ہے تغییر
جگر گوشے کو پالا ناز سے ہے
نہ سوئی رات کو راحت سے پیاری
کھلایا اور پلایا اور کیا سیر
کمائی کیا لٹی جاتی ہے اس کی
حیا ہے فاطمہؑ کو منہ دکھانا
نہیں آتی ہے وہ لکھنے میں حالت
سناتا ہوں شہادت کا میں مذکور
سوا اس عالم میں ہو مصروف طاعت
رموز آگاہ سِرّ ایزدی نے
نماز عاشقی کو جان معراج
رکھا ہے سجدۂ رب میں جبیں کو
چلائی اس نے تب گردن پہ شمشیر
رہا تن سے سر اقدس جدا ہو
اور اس کے پاک و طاہر جسم و تن پہ

[1] یعنی قتل کی جگہ یعنی شہادت گاہ
[2] یعنی زخمی دل
[3] یعنی غمگین
[4] یعنی گود
[5] یعنی رنج
[6] یعنی سر
[7] یعنی پیچھے

باقی

ہو نازل دمبدم انوار احساں / درود و رحمت و صلوٰۃ و رضوان

رہے قاتل ابد تک اس کا فی النار / بہ طرد و لعنت ایزد گرفتار

علی بعد از شہادت جو ہے مذکور / نہ سننے اور کہنے کا ہے مقدور

پڑا محفل میں اک شور و بکا ہے / بڑا چھوٹا سبھی محو عزا ہے

دعائے مختصر لکھ کر سر انجام / کروں اس محفل دہم کو اتمام

الٰہی شاد رکھ دونوں جہاں میں / سدا رکھ شر اعدا سے اماں میں

رہیں اولاد و مخلص شاد خاطر / بحق مصطفیٰ و آل طاہر

نصیب دوستاں ہو گنج و ساماں / ندیم دشمناں ہو رنج و خفقاں!

دعا مقبول ہو جاوے یہ ہر بار / بحق اسم یا قیوم و قہار

کروں اسمائے حق پر مجلس آخر / پڑھوں صلوٰۃ دایم اور وافر

محمد مصطفیٰ سلطان دیں پر / اور ان کی آل و اصحاب یقیں پر

پڑھو اے مومنو صلواۃ وافی!
پئے مطلوب ہیں صلواۃ کافی!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

خاتمہ

ثنا اور حمد اور صلوٰۃ کے بعد / کریں معلوم دانا مقبل و سعد

مصنف طرفہ روضات البکاء کا / ہے نامی شخص یک مرجع صفا کا

فقیہ اسم و تخلص اس کا مشہور / ہے ہر سو شاعری کا جس کی مذکور

بعنوان عزاداری و اخلاص / رہے جنت میں ہو منظور رحمت خاص

کلام اس کا ہے نادر یادگاری / قبولیت محض ہے لطف باری

مہرباں قدرداں داؤد خاں نام / مجمل جس کا لقب مشہور ہے عام

[1] یعنی ہمیشہ ۱۲
[2] یعنی جہنم میں ۱۲
[3] یعنی غضب ۱۲
[4] یعنی ماتم ۱۲
[5] فتنہ ۱۲
[6] یعنی دشمن
[7] یعنی پناہ ۱۲
[8] یعنی ہمنشیں ۱۲
[9] ایک بیماری ہے کہ جس میں دل بہت دھڑکتا ہے



[10] یعنی اے ہمیشہ قائم رہنے والا نام ہے اللہ تعالیٰ کا ۱۲
[11] بہت قہر کرنے والا صفت ہے اللہ تعالیٰ کی ۱۲
[12] یعنی بہت بے حساب
[13] یعنی پورا یعنی کامل
[14] یعنی واسطے ۱۲
[15] یعنی کفایت کرنے والا

سو یک دن وہ بہار قدر دانی
برائے خاطر احباب و مونس
نگر مجلس شہادت کی و ہم ہے
مجھے ہے فکر بے ذکر شہادت
مناسب ہے نہ ہووے سلسلہ گم
نہیں ہے گرچہ اس عاجز میں مقدور
شہادت کی لکھی ہیں نے یہ محفل
مصنف غرق رضواں دمبدم ہو
لکھی مجلس یہ میں نے جس کی خاطر
مصنف کی جہاں ہو فاتحہ خاص
کرو دل اخلاص پر مجلس کو اتمام

لگا کہنے باخلاص زبانی
فقیہ کی ہیں نے چھپوائیں مجالس
تصانیف مصنف سے وہ گم ہے
نہ اس شب کور ہیں اہل سعادت
شہادت نامہ اقدس لکھو تم
بحکم دوست الما مور معذور
الٰہی ہو سخن مقبول ہر دل
بخلد اس کے رہوں زیر قدم ہو
دو عالم میں رہے باعزّ وافر
مجھے بھی یاد فرمادیں باخلاص
محمدؐ پر پڑھوں صلوٰۃ مادام

پڑھو صلوٰۃ اے مقبول دارین
بروح ختم مرسل جد حسنین

تمام شد

قطعہ تاریخ طبع کتاب روضۃ البکا

از نتیجہ کلک گہر سلک جناب حافظ مولوی عبدالعزیز صاحب مصحح مطبع نامی گرامی محمدی

خوب عمدہ چھپ کے نکلی یہ کتاب جانگزا
کربلا میں جو مصیبت گذری ہے شبیرؑ پر
آنکھ سے گرتے ہیں آنسو پڑھ کے مضموں درد کے
کس نفاست سے چھپی ہے یہ کتاب باصواب
مالکان مطبع اہل خلق ہیں اے کردگار

جسمیں ہے آل رسول اللہ کے درد و الم کا ماجرا
واقعہ بتلائیے ایسا ہوا ہے کونسا
کونیوں کو کیا ہوا تھا ظلم جو اتنا کیا
خط ہے اچھا کاغذ اچھا قابل صد مرحبا
روز و شب ان نیک طینت پر رہے چشم عطا

اس کے چھپنے کی کہی تاریخ ہیں نے اے عزیز | دیکھنا ہے جان فرسا : قعات کربلا

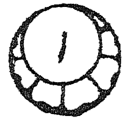
قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا

از قلم خوش رقم جناب منشی محمد صدیق صاحب مرحوم مؤلف قدسیہ مقیم بمبئی شاگرد نظامی مرحوم

کٹا یا سر مبارک حضرت شبیر نے اپنا | دکھایا عشق کا جذبہ بتایا رنگ الفت کا
ستم سہنے کے دو مطلب تھے جو ظاہر ہے عالم پر | بچے نانا کی امت اور راضی ہو مرا مولا
مصنف نے کیا منظوم حال کربلا عمدہ | لکھی اچھی کتاب یادگار سید الشہدا
کیا ہے طبع جس نے خوش رہے وہ باغ عالم میں | پھلے پھولے گل غنچہ کی مانند اے مرے مولا
لکھو صدیق سال عیسوی میں طبع کا مصرعہ | رفیق جان و ایمان ہے یہ ذکر سید الشہدا

قطعۂ تاریخ از فکر طبع جناب محمد حبیب اللہ صاحب ذکی

یہ کتاب اچھی چھپی اہل عزا کیواسطے | روئداد کربلا ہے صاف صاف اسمیں بھری
فکر کیوں تاریخ سال طبع کی ہے آپ کو | چھپ گیا اچھا صحیفہ غم کا لکھوا لے ذکی



تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ وعلی رسولہ التحیۃ والثنا کہ یہ کتاب مستطاب مملو بہ اسرار علی المسمیٰ بہ روضۃ البکاء در بیان احوال سید الشہداء دشت کربلا رضی اللہ عنہ جناب علی بھائی اشرف علی اینڈ کمپنی لمیٹڈ تاجران کتب و مالکان مطبع محمدی کے حسن اہتمام سے مطبع محمدی اتیج مجگاؤں گنپوڈر روڈ بمبئی میں چھپکر دوکان نمبر ۳۵۲ ابراہیم رحمت اللہ روڈ بمبئی ۳ سے شائع ہوئی

پرنٹر و پبلشر: یوسف بھائی ایم بھارمی مطبوعہ مطبع محمدی۔ مالکان علی بھائی اشرف علی اینڈ کمپنی لمیٹڈ گنپوڈر روڈ مجگاؤں بمبئی ۱۰